عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
فتاویٰ محمودیہ
جلد ۹
از
فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند
ترتیب جدید
محمد فاروق غفرلہٗ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ الہند
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الہند 245206
Design by: M.Rahman Qaasmi 9758814654

۹

مقدمہ فتاویٰ محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	**فتاویٰ محمودیہ......۹**
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	سنہ ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۰۹
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد ۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر

کتاب الصلاۃ

☆......باب اوّل......☆

فصل اوّل : نماز کے اوقات کا بیان

فصل دوم : اوقات مکروہہ کا بیان

☆......باب دوم......☆

اذان واقامت کا بیان

فصل اوّل : اذان کا بیان

فصل دوم : کلمات اذان

فصل سوم : اذان کے جواب کا بیان

فصل چہارم : اذان کے بعد دعا کا بیان

فصل پنجم : دوبارہ اذان دینے کا بیان

فصل ششم : مکروہات اذان کا بیان

فصل ہفتم : (بچے کے کان میں اذان دینے کا بیان

فصل ہشتم : اقامت کا بیان

فصل نہم : تثویب کا بیان

فصل دھم : قضا نمازوں کے لئے اذان واقامت کا حکم

☆......باب سوم......☆

نماز کے شرائط وارکان

فصل اوّل : شرائط نماز کا بیان

فصل دوم : ارکان نماز کا بیان

☆......باب چھارم......☆

صفتِ صلوٰۃ

فصل اوّل : واجباتِ نماز

فصل دوم : سنن نماز

فصل سوم : آداب نماز

☆......باب پنجم......☆

جماعت کا بیان

فصل اوّل : جماعت کی فضیلت واہمیت

فصل دوم : ترک جماعت

فصل سوم : جماعت ثانیہ

فصل چهارم : عورتوں کی جماعت

فصل پنجم : جماعت کا وقت متعین کرنا

فصل ششم : صفیں درست کرنے کے احکام

فصل ھفتم : امام اور مقتدی کے درمیانی فاصلہ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

نماز کے اوقات کا بیان

اوقات صلاۃ

سوال :-نماز پنجگانہ کے لیے جماعت کا وقت مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً بنگال میں ظہر کا وقت ۱۲/ بجے سے پہلے شروع ہوجاتا ہے اور ۴/ بجے کے بعد تک رہتا ہے مگر جماعت کسی مسجد میں ساڑھے بارہ بجے، کسی میں ایک بجے، کسی میں ڈیڑھ بجے ہوتی ہے، مگر وقت مقرر ہر جماعت کا ہونا واجب کی طرح ضروری سمجھتے ہیں، اگر امام وقت مقررہ کی پابندی نہ کرے تو ہٹا دیا جاتا ہے، زید کہتا ہے ساڑھے ۱۲/ بجے یا ایک ڈیڑھ بجے کی قید لگانا اس کو ضروری سمجھنا ناجائز وحرام ہے، اور ایسی قید والی جماعت کے لیے ساڑھے بارہ بجے یا ایک ڈیڑھ بجے کی قید لگانا اس کو ضروری سمجھنا ناجائز وحرام ہے اور ایسی قید والی جماعت میں شریک ہونا بھی ناجائز وحرام ہے۔ جب ۱۲/ بجے سے لے کر ۴/ بجے تک وقت رہتا ہے تو اس درمیان میں جس وقت بھی جماعت کریں ہوسکتی ہے، یہ قید لگانے کا حکم کب نازل ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز تو اس پورے وقت میں جب بھی کوئی پڑھے گا ادا ہوجائے گی، مگر سب نمازیوں کی جماعت کی سہولت کیلئے وقت مقرر کر لینا حرام نہیں ہے، بعض آدمی شروع وقت میں آجائیگا ان

کو دیر تک انتظار کرنا پڑے گا، بعض آدمی اخیر وقت میں آویں گے کبھی ایسا ہوگا کہ ان کو جماعت نہیں ملے گی، یہی حالت شروع میں تھی، تب اذان کا حکم ہوا کہ اسکوسن کر سب آجائیں اور کوئی جماعت سے نہ رہ جائے[۱] اس وقت گھڑی نہیں تھی، اذان کی آواز سنکر آجاتے تھے، یہی حدیث پاک میں ارشاد ہے[۲] کہ اذان اور جماعت میں اتنا وقت رکھا جائے کہ آدمی استنجاء طہارت وغیرہ سہولت سے کرلے تاکہ جماعت فوت نہ ہو، اسطرح تخمینی طور پر اوقات حضور اکرم ﷺ کے مبارک وقت میں بھی مقرر تھے بعض نمازوں کو اوّل وقت میں پڑھنا افضل قرار دیا گیا ہے[۳] بعض میں کچھ تاخیر کی ترغیب ہے[۴]، موسم کی بھی رعایت کی گئی ہے، لہٰذا اوقاتِ نماز کی ایسی تعیین

---

[۱] وبعض الصحابة كان يبادر حرصاً على الصلاة مع النبي ﷺ فيفوته بعض مقاصده وبعضهم يشغله ذلک عن المبادرة لظن التاخير فتشاوروا لئلا تفوتهم الجماعة (طحطاوي على المراقى ص ۱۵۵) باب الاذان مطبوعه مصر، تاتارخانیه ص ۵۱۴ ج ۱ باب الاذان، مطبوعه کراچی.

[۲] في حديث جابر مرفوعاً واجعل بين اذانک واقامتک قدرمايفرغ الأكل من اكله والشارب من شربه والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته (ترمذي ص ۴۸، ج ۱، الترسل في الاذن)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں ہے تم اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقت کرلیا کرو کہ کھانے والا اپنے کھانے اور پینے والا اپنے پینے سے فارغ ہوجائے اور پائخانہ وپیشاب کے تقاضہ والا جب تقاضہ وحاجت کے لیے داخل ہو وہ اپنے تقاضہ سے فارغ ہوجائے۔

[۲] عن ام سلمة قالت كان رسو ل الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجيلا للظهر منكم وانتم اشد تعجيلا للعصر منه رواه احمد والترمذى، مشكوٰة شريف ص ۲۶ ج ۱ الفصل الثالث، باب تعجيل الصلوة، وعن ابى ايوب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال امتى بخير او قال على الفطرة مالم يؤخر والمغرب الى ان تشتبک النجوم رواه ابوداؤد ورواه الدارمى عن العباسؓ، مشكوة شريف ص ۶۱ الفصل الثانى باب تعجيل الصلوة مطبوعه ياسر نديم ديوبند ترمذى شريف ص ۲۲ باب تعجيل بالظهر مطبوعه رشيديه دهلى.

[۳] عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشتدالحر فابردوا بالصلوة، مشكوة شريف ص ۶۰ باب تعجيل الصلاة الفصل الاول، ترمذى شريف ص ۲۳ باب ماجاء فى تاخير الظهر فى شدة الحر مطبوعه رشيديه دهلى، بخارى شريف ص ۷۶ ج ۱ باب الابراد بالظهر فى شدة الحر مطبوعه اشرفى بكڈپو ديوبند.

کو بے اصل کہنا بے اصل اور غلط ہے، جماعت کے انتظام واہتمام کی خاطر یہ تعیین کیجاتی ہے، یہ سمجھنا غلط ہے کہ اس تعین کے خلاف کرنے سے نماز نہیں ہوتی، امام کو وقت کی پابندی کرنا بھی اس انتظام کی سہولت کیلئے ہے، اگر اتفاقیہ کبھی کچھ تاخیر ہوجائے تو چشم پوشی کی جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/ ۱/ ۸۹ھ

اوقات صلاۃ

سوال:-نماز پنجگانہ کی ابتداء اور انتہا ظاہر فرما کر اس کے اندر یہ بھی ظاہر فرمادیجیے کہ مکروہ وقت محض ادا فرض نماز کے لیے کب سے شروع ہوتا ہے اور پھر حرام وقت کی کب سے نوبت آتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وقت فجر صبح صادق سے شرع ہوکر طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک رہتا ہے، جب کنارہ طلوع ہوگیا وقت فجر ختم ہوگیا یہ تمام وقت کامل ہے، وقت ظہر زوال آفتاب سے شروع ہوکر مثلین تک رہتا ہے، یعنی استواء کے وقت جو سایہ ہوتا ہے اس کے علاوہ ہر شیئے کا سایہ اس کے دو مثل ہوجائے، یہی تمام وقت کامل ہے، اس کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور غروب تک باقی رہتا ہے، لیکن آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے وقت مستحب ہے[۱] اور اسکے بعد مکروہ ہوجاتا ہے غروب ہونے تک[۲] غروب ہوجانے پر مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے،

---

[۱] وقت الفجر من الصبح الصادق الی طلوع الشمس والظهر من الزوال الی بلوغ الظل مثلیه سوی الفیء والعصر منه الی الغروب والمغرب منه الی غروب الشفق وهو البیاض والعشاء والوتر منه الی الصبح کنزالدقائق ص:۱۷، بدائع ص:۳۱۵، ج:۱، شامی کراچی ص:۳۵۹، کتاب الصلاۃ. تاتارخاینه ص ۴۰۱ ج ۱ الفصل الاول فی المواقیت، مطبوعه کراچی.

[۲] وندب تاخیره مالم تتغیر الشمس فان تاخیرها الیه مکروه (البحر ص:۲۴۷، ج:۱، تاتارخاینه ص۴۰۵ ج ۱ نوع آخر فی بیان فضیلة الاوقات، المواقیت، مطبوعه کراچی.

تاروں کے خوب پھیلنے سے پہلے پہلے وقت مباح رہتا ہے جب تارے خوب پھیل جاویں تو وقت مکروہ ہوجاتا ہے[1] اور شفق ابیض کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے اورعشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے، صبح صادق طلوع ہونے پر ختم ہوجاتا ہے اوراس میں سے ایک ثلث رات تک وقت مستحب رہتا ہے اورنصف رات تک مباح اوراس کے بعد مکروہ ہوجاتا ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۷ ۵۵ھ

صحیح: عبد اللطیف جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہٗ

پنجگانہ نماز کے مستحب اوقات

سوال:- باجماعت نماز پنجگانہ کے خصوصاً آج کل موسم گرما میں اوّل وبہتر اوقات کیا ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

فجر کی نماز اسفار میں پڑھنا مستحب ہے۔ لقوله عليه الصلاة والسلام اَسۡفِرُوۡا بِالۡفَجۡرِ فَإِنَّهُ اَعۡظَمُ لِلۡاَجۡرِ رواه الترمذي (مشكوٰة شريف[3] ص ۶۱ ج ۱)

---

[1] ويكره تاخيرها الى اشتباك النجوم (البحر ص:۲۴۸، ج:۱، كتاب الصلاة. تاتارخاينه ص۴۰۶ ج ۱ المواقيت، مطبوعه كراچى.

[2] ندب تاخيرها الى ثلث اليل، التاخير الى نصف الليل ليس بمستحب وقالوا انه مباح والى مابعده مكروه (البحر ص:۲۴۸، ج:۱، تاتارخاينه ص۴۰۶ جفى بيان فضيل الاوقات، مطبوعه كراچى.

[3] مشكوٰة شريف ص ۶۱، باب تعجيل الصلاة الفصل الثاني مطبوعه ياسرنديم ديوبند. تاتارخانيه ص۴۰۴ ج ۱ بيان فضيلة الاوقات، المواقيت مطبوعه كراچى، المحيط البرهانى ص۷ ج۲ المواقيت مطبوعه ڈابهيل.

ترجمہ:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھو اس لیے کہ یہ اجر کے واسطے بہت بڑی ہے۔

ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اندر ایسے وقت مستحب ہے کہ گرمی کی شدت میں کمی آجائے۔ لقوله عليه الصلاة والسلام اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (رواه البخاري[1] ص۷۷ ج ۱)

عصر کی نماز ایسے وقت مستحب ہے کہ دو مثل کے بعد سورج میں تغیر پیدا نہ ہو۔ لانه عليه الصلاة والسلام فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَادَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً. (رواه أبو داؤد[2] ص ۵۹ ج ۱)

مغرب کی نماز آفتاب غروب ہونے پر جلد ہی پڑھنا مستحب ہے، ولان عليه الصلاة والسلام كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ (رواه ترمذي[3])

عشاء کی نماز کو ثلث لیل تک مؤخر کرنا مستحب ہے، لقوله عليه الصلاة والسلام لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُؤَخِّرُوْا الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْنِصْفِهِ. (رواه الترمذي[4]) وقال حديث حسن صحيح (تبيين الحقائق ص ۸۴-۸۳ ج ۱) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] بخاري شريف ص۷۷ ج ۱، باب الابراد بالظهر في شدة الحر حديث نمبر ۵۳۰، مطبوعه اشرفي ديوبند، المحيط البرهاني ص۸ ج ۲ المواقيت، مطبوعه ڈابھيل.

ترجمہ:- نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ظہر کی نماز ٹھنڈ میں پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

[2] أبوداؤد شريف ص ۵۹، باب وقت العصر مطبوعه رشيديه دهلي . المحيط البرهاني ص۸ ج ۲ المواقيت مطبوعه ڈابھيل، تاتارخانيه ص۴۰۵ ج ۱ المواقيت مطبوعه کراچی.

ترجمہ:- نبی کریم ﷺ عصر کی نماز اس وقت تک مؤخر کرتے تھے جب تک سورج سفید اور صاف رہتا تھا۔

[3] ترمذي شريف ص ۴۲، باب ماجاء في وقت المغرب مطبوعه ياسرنديم ديوبند، المحيط البرهاني ص ۹ ج ۲ المواقيت مطبوعه ڈابھيل، تاتارخانيه ص۴۰۵ ج ۱ المواقيت مطبوعه کراچی.

ترجمہ:- نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا تھا۔

[4] ترمذي شريف ص ۴۲ ج ۱، باب ماجاء تاخير عشاء الاخرة مطبوعه ياسرنديم ديوبند. تبيين الحقائق ص ۸۴ ج ۱، كتاب الصلاة مطبوعه امداديه ملتان باكستان، تاتارخانيه ص۴۰۶ المواقيت مطبوعه كراچي، شامي زكريا ص۲۶ ج۲ اوقات الصلوة، المحيط البرهاني ص ۹ ج ۲ المواقيت مطبوعه ڈابھيل.

ترجمہ:- نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر یہ بات شاق نہ ہوتی تو میں اس کو حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز تہائی رات یا نصف رات تک تاخیر کریں۔

فجر کی نماز کا وقت مستحب

سوال:-حنفی صاحب کے نزدیک فجر کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور بطریق سنت نماز جماعت کس ٹائم گھڑی گھنٹہ کے وقت کے مطابق ہونی چاہیئے، میں شرع کے مطابق وقت معلوم کرنا چاہتا ہوں جو کہ ہمارے آقائے نامدار کا نماز پڑھنے کا وقت تھا۔

الجواب حامداًومصلیاً

حضرت نبی کریم ﷺ فجر کی نماز عامۃً صبح صادق ہونے پر اتنی دیر کے بعد ادا فرمایا کرتے تھے زیادہ تاریکی ختم ہوکر ایسی حالت ہوجائے کہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر صورت پہچان لیں جس کو عربی میں اسفار کہتے ہیں[۱] اس کا اندازہ یہ ہے کہ نماز ختم ہونے پر اگر یہ معلوم ہو کہ نماز صحیح نہیں ہوئی تو دوبارہ قرأت مسنونہ کے ساتھ اس کو سورج نکلنے سے پہلے لوٹا لیا جائے اس طرح اس زمانہ کا نمازوں کے وقت کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ اس وقت گھڑی گھنٹہ منٹ کا حساب نہیں کیا جاتا تھا، آپ سورج نکلنے سے پندرہ منٹ پہلے نماز ختم کردیں گے تو انشاءاللہ یہ نماز سنت کے موافق ہوگی۔ طلوع وغروب سال بھر میں مختلف رہتا ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاالعبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲ ۱۴۰۰ھ

---

[۱] عن رافع بن خديج قال قال رسول اللهﷺ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهُ اَعْظَمُ لِلَاجْرِ رواه الترمذي، وأبوداؤد، والدارمي، (مشكوٰة شريف ص ٦١) باب تعجيل الصلاة، المحيط البرهانى ص٧ ج٢ المواقيت مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانيه ص ٤٠٤ ج ١ المواقيت مطبوعه كراچى.

ترجمہ:-حضرت رافع بن خدیج سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فجر میں اسفار کرو اس لیے کہ یہ اجر بڑھانے والا ہے۔

[۲] ويستحب تأخير الفجر ولا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس بل يسفر بها بحيث لوظهر فساد صلاته يمكنه ان يعيد ها في الوقت بقراء ة مستحبة كذا في التبيين (عالمگیر ص۵۲ ج۱) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وقت فجر میں تین طرح کا عمل

سوال:- جب کہ مسجد کی گھڑی کا وقت ریڈیو وقت کے مطابق ہو اور نقشہ طلوع وغروب میں طلوع آفتاب کا وقت سات بجکر ۲۰/ منٹ دکھایا گیا ہو۔

(الف) وضو کر کے سات بجکر دس منٹ پر مسجد میں داخل ہوتا ہے اور طلوع آفتاب کا انتظار کرتا ہے اور تیس منٹ گذارنے کے بعد سات بجکر چالیس منٹ پر نماز فجر قضا پڑھتا ہے۔

(ب) وضو کر کے سات بجکر ۱۵/ پندرہ منٹ پر مسجد میں آتا ہے اور فوراً دو رکعت نماز فجر ادا کر لیتا ہے جو ۷/ سات بجکر ۱۸/ منٹ میں فارغ ہوسکتا ہے۔ دو سنت ۷/ بجکر ۳۵/ منٹ پر قضا پڑھتا ہے۔

(ب) کا خیال یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے دو منٹ قبل تک ادا نماز کا وقت ہے۔ صرف طلوع آفتاب کے وقت سجدہ حرام ہے۔

(ج) وضو کر کے سات بجکر ۳۰/ منٹ پر مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ فوراً دو رکعت نماز سنت قضا پڑھ کر دو رکعت نماز فرض قضا پڑھتا ہے۔

(ج) کا خیال ہے کہ طلوع آفتاب کا وقت گذر چکا سورج باہر ہو چکا، چونکہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں ہے لہٰذا نماز فجر پڑھنی چاہئے۔

استفسار یہ ہے کہ ان تینوں حضرات الف، ب، ج، کے عمل میں کیا کوتاہی ہے کس کو کس جگہ اصلاح کر لینا چاہئے کس کا خیال درست اور کسکا نادرست ہے کس کو نماز لوٹانا واجب ہے کس کو نہیں مسئلہ صرف نماز فجر سے متعلق ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ طلوع شمس سے دس منٹ قبل الف کو نماز کا وقت ملا پھر بھی اسنے نماز فجر ادا نہیں کی

(صفحہ گذشتہ) الفصل الاول في بيان فضيلة الاوقات. مطبوعه كوئٹه، شامی زكريا ص۲۴ ج۲ مواقيت الصلوة، النهر الفائق ص ۱۶۲ ج ۱ مواقيت الصلوة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

بلکہ بیٹھ گیا یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور اسنے قضا نماز پڑھی تو الف گنہگار رہوا، کنارۂ آفتاب ظاہر ہونے سے پہلے تک نماز فجر کا وقت رہتا ہے[۱] اس کا یہ کہنا کہ نماز اور سجدہ اس وقت ہی حرام ہے غلط ہے البتہ کنارہ آفتاب ظاہر ہونے پر نماز فجر کا وقت ختم ہو گیا اس وقت سجدہ کرنا بھی منع ہے[۲] البتہ اس کی تحقیق اگر کی ہے کہ نقشہ طلوع وغروب میں تحریر کردہ وقت صحیح نہیں بلکہ کنارۂ آفتاب سات بجکر دس منٹ پر ظاہر ہوتا ہے تو الف کا اسوقت نماز نہ پڑھنا درست ہوا اور طلوع کے بعد آفتاب کی زردی ختم ہو کر سفیدی نمایاں ہوجائے اس وقت نماز پڑھنا درست ہوتا ہے[۳] اور ۲۰ رمنٹ گذرنے پر اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا بلکہ اس سے پہلے ہی سورج کا رنگ صاف ہوجاتا ہے۔

(ب) سب نے جو نماز فجر ادا کی ہے وہ صحیح وقت پر ادا کرلی ہے پھر اگر یہ اندیشہ تھا کہ سنت ختم ہونے سے پہلے ہی کنارۂ آفتاب ظاہر ہوجائے گا اسلئے اس وقت سنت ادا نہ کی بلکہ طلوع آفتاب کے ۱۵ رمنٹ بعد قضا پڑھی تو وہ صحیح ہوگی۔ سنت کا وقت فرض سے پہلے ہے البتہ فرض کے بعد طلوع سے پہلے سنت کا پڑھنا بھی مکروہ ہے[۴]۔

---

[۱] وآخروقتها قبيل طلوع الشمس أي الجزء الكائن قبيل طلوع الشمس من الزمان الخ. حلبى كبير ص۲۲۷، فروع في شرح الطحاوي، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، النهرالفائق ص۱۵۸ ج۱ المواقيت مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، در مختار على الشامى زكريا ص۱۴ ج۲ اوقات الصلوة.

[۲] ثلثة أي ثلاثة أوقات من تلک الخمسة يكره فيها الفرض والتطوع وكذا الواجبات الفائتة كسجدة تلاوة وذلک عند طلوع الشمس الخ حلبى كبير ص ۲۳۶، فروع في شرح الطحاوي مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، عالمگيرى كوئٹه ص ۵۲، الفصل الثالث في بيان الاوقات اللتى لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها، در مختار على الشامى زكريا ص۳۰ ج۲ مواقيت الصلوة، النهر الفائق ص۱۶۵ ج۱ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] وإذا طلعت الشمس حتى ارتفعت قدر رمحين أوقدر رمح تباح الصلاة الخ حلبى كبير ص۲۴۶، قبيل الشرط السادس النية، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. النهر الفائق ص۱۶۵ ج۱ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت شامى زكريا ص۳۱ ج۲ اوقات الصلوة.

[۴] ويكره التنفل بعد صلاته أي فرض الصبح ولوسنة سواء تركها بعذر أوبدنة الخ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(ج) کی یہ بات صحیح ہے کہ موت کا بھروسہ نہیں مگر نماز پڑھنے کیلئے اتنا لحاظ کرنا چاہئے کہ سورج صاف ہوجائے زردی ختم ہوجائے اگر یہ بات دل میں پختہ ہوجائے کہ موت کا بھروسہ نہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ نماز قضا کرنے کی نوبت ہی نہ آئے گی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۴/ ۱۴ھ

وقت فجر کا اختتام

سوال:-چاند کی روشنی ختم ہوجانے کے بعد سورج نکلنے تک جو وقت تقریباً ۱۰/۱۵/ منٹ کا رہ جاتا ہے، کیا وہ وقت بھی فجر کا وقت شمار کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

سورج کا کنارہ ظاہر ہونے پر وقت فجر ختم ہوتا ہے اس سے پہلے باقی رہتا ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

فجر کیلئے کب کھڑے ہوں

سوال:-(۱) فجر کا وقت ختم ہونے سے کتنی دیر پہلے نماز جماعت ہوجانا چاہئے؟

(صفحہ گذشتہ) طحطاوي مع المراقی ص ۱۵۱، فصل في الاوقات المكروهة، مطبوعه مصر. عالمگیری کوئٹہ ص۵۳، ج ۱، الفصل الثالث في بيان الاوقات التي لاتجوز فيها الصلاة وتكره فيها، النهر الفائق ص۱۶۶ ج ۱، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وقت صلاة الفجر من اول طلوع الفجر الثاني الى قبيل طلوع ذكاء (ملخصاً الدرالمختار على الشامی کراچی ص ۳۵۹، ج ۱، كتاب الصلاة، مطلب فی تعبده عليه الصلوة والسلام، مطبوعه نعمانيه ص ۲۴۰ ج ۱، البحرالرائق ص ۲۴۴ ج ۱، بدائع ص ۳۱۶ ج ۱) النهر الفائق ص۱۵۸ ج ۱ كتاب الصلوة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(۲) نماز فجر کے لئے اس وقت کھڑا ہونا کیسا ہے جبکہ ایک رکعت کے بعد یا سلام پھیرنے سے پہلے قضاء کا وقت ہو جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اتنی دیر پہلے کہ اگر نماز ختم ہو جانے پر معلوم ہو کہ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے کسی وجہ سے نماز خراب ہوگئی ہے تو سنت کے موافق دوبارہ سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جا سکے[۱]۔

(۲) اس سے نماز فاسد ہو جائے گی، اتنی دیر تک مؤخر کرنا جائز نہیں گناہ ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

چاند کی روشنی کا ختم ہونا وقت فجر کے ختم ہونے کی علامت نہیں

سوال: - چاند کی روشنی کا ختم ہو جانا فجر کا وقت ختم ہو جانے کی علامت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ وقت فجر ختم ہونے کی علامت نہیں ہے[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[۱] يسفر بها بحيث لوظهر فساد صلاته يمكنه ان يعيدها في الوقت بقراء ة مستحبة (البحر الرائق ص ۲۴۷ ج ۱، كتاب الصلاة، شامي كراچی ص ۳۶۶ ج ۱)، عالمگیری ص ۵۱،۵۲ ج ۱، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات مطبوعه كوئٹه.

[۲] لايودى فجر يومه وقت الطلوع. الشامی ص ۳۷۳ ج ۱، طبع كراچی، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، البحر الرائق ص ۲۵۱ ج ۱، بدائع ص ۳۲۷ ج ۱، بيان الوقت المكروه.

(حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

نماز فجر اتنی تاخیر سے پڑھنا کہ طلوع بالکل قریب ہو جائے

سوال:- ایک مسجد کا امام جو مسجد ہی کے حجرہ میں رہتے ہوئے فجر کی نماز اس قدر تاخیر سے پڑھتے ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد ہی ایک یا دو منٹ کے بعد طلوع شروع ہو جاتا ہے اکثر ایسا کرتے ہیں امام کا یہ فعل کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام کا یہ طریقہ خلاف سنت ہے[۱] اس کی اصلاح کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۱/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین ۲/۲/ ۹۲ھ

رمضان میں نماز فجر اوّل وقت میں

سوال:- (۱) کیا صرف رمضان المبارک میں بعد اذان فوری جماعت بہتر ہے یا بعد اذان گیارہ ماہ کی طرح وقت حنفی پر جماعت کے درمیان وقت کے انتظار میں حسب حال عادت ذکر اللہ کرنا بہتر ہے جب کہ بارہ ماہ ظہر عشاء فجر کی اذان اور جماعت میں نصف گھنٹہ اور ایک گھنٹہ تک درمیانی وقت ہوتا ہے۔

(صفحہ گذشتہ) [۳] وقت فجر ختم ہونے کی علامت سورج کے اول کنارہ کا طلوع ہونا ہے۔ وآخر وقتها قبيل طلوع الشمس اى الجزء الكائن قبيل طلوع الشمس من الزمان الخ حلبى كبيرى ص۲۲۷ فروع فى شرح الطحاوى مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، النهر الفائق ص۱۵۸ ج۱، دار الكتب العلميه بيروت، در مختار على الشامى زكريا ص۱۴ ج۲ اوقات الصلوة.

(صفحہ ہذا) [۱] وقالوا يسفربها بحيث لوظهر فساد صلاته ان يعيدها في الوقت بقراء ة مستحبة إلى قوله لايؤخرها بحيث يقع الشک في طلوع الشمس. البحر الرائق ص:۲۴۷: ج۱، كتاب الصلاة، عالمگيرى ص۵۱ ج۱ الفصل الثانى فى بيان فضيل الاوقات مطبوعه كوئٹه، تاتارخانيه كراچى ص۴۰۴ ج۱ فضيلة الاوقات.

(۲) کیا حضور مقبول ﷺ کا مستقل تمام ماہِ رمضان المبارک میں یہی معمول رہا کہ اذان کے فوری بعد نماز باجماعت ادا کی ہو، یا کیا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ماہِ رمضان المبارک میں اس بات کی اجازت دی ہے کہ ایسا کرلیا جائے؟

(۳) جو متولی جماعت کا پابند نہ ہو بارہ ماہ نماز ظہر، عشاء ومغرب گھر پر پڑھتا ہو اور عشاء اور فجر صرف مسجد میں یا کوئی متولی مسجد میں بالکل کسی وقت نہ جائے اس کو متولی ہونے کی حیثیت سے یہ حکم صادر کرنا کہ جماعت فجر رمضان میں فوری بعد اذان فجر کی جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۴) جس مسجد میں اکثریت ۲۵-۳۰، نمازیوں کی ماہِ رمضان میں حسب معمول گیارہ ماہ کی طرح جماعت کے لیے رضامند ہوں اور ۸-۱۰، آدمی متولی مسجد کے حکم سے بعد اذان فجر فوراً جماعت کریں، دوسری جماعت پھر اکثریت کی تعداد کے ساتھ کی جائے تو اس میں کونسی جماعت کے افراد حق پر ہیں؟

(۵) متولی امام کو مسجد وقف سے بارہ روپئے ماہانہ دیتا ہے، نیز روپیہ محلّہ کے نمازی بصورت چندہ دیتے ہیں، ایسی صورت میں متولی امام کو حکم دے کہ تم کو ہماری جماعت کی نماز پڑھانی ہے، کیا یہ حکم متولی کا دینا اور امام کے لیے اس کی تعمیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث پاک میں فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کے بجائے روشنی پھیل جانے پر پڑھنے کا حکم ہے، **اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ** (الحدیث)[۱] فقہائے احناف نے بھی ایسا ہی لکھا ہے[۲] گو صبح صادق ہوتے ہی پڑھ لینے سے بھی نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی مگر عامۃً

[۱] ترمذي ص ۴۰ ج ۱ باب ما جاء في الاسفار بالفجر، مشكوٰة شريف ص ۶۱ ج ۱، عن رافع بن خديج باب تعجيل الصلاة.

ترجمہ:- فجر میں اسفار کرو (یعنی روشنی ہو جائے اس وقت پڑھو) اس میں اجر زیادہ ہے۔

[۲] والمستحب للرجل الابتداء في الفجر باسفار (الدر مع الرد کراچی ص ۳۶۶ ج ۱، ونعمانیه ص ۲۴۵ ج ۱، کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، البحرالرائق ص ۲۴۷ ج ۱، بدائع ص ۳۲۲ ج ۱ مکتبه زکریا دیوبند)

نمازی اس وقت پر حاضر نہیں ہو پاتے، جماعت کی شرکت سے محروم ہو جاتے ہیں، ویسے ہی اذان و جماعت میں اتنے فصل کا حکم ہے کہ نماز کی تیاری کر سکے (مغرب میں یہ بات نہیں[۱]) فیض الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں سحری کے بعد عامۃً لوگ سو جاتے ہیں دیر میں اٹھتے ہیں نماز قضا ہو جاتی ہے، اسلیے صبحِ صادق کے بعد اول وقت میں فجر کی نماز پڑھ لی جائے تو سب کو جماعت مل جاتی ہے، نمازیوں کے جمع ہونے کی سہولت کی خاطر اوران کی نماز کو فوت ہونے سے بچانے کیلئے اسپر عمل کرلیا جائے لیکن اگر نمازی گیارہ ماہ کے وقت پر حاضر ہو کر شرکتِ جماعت کریں اور اسی کو پسند کریں تو یہ بھی درست ہے بلکہ اصل مذہب ہے، اب نمازیوں کو ایک دوسرے پر طعن کرنا اور جائز و ناجائز کی بحث کرنا اس مسئلہ میں ٹھیک نہیں، جب نماز دونوں طرح بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے تو نزاع کو ختم کیا جائے، پابند نمازیوں کی اکثریت کو ترجیح دی جائے، امام اگر چہ تنخواہ دار ہو مگر اس کے ساتھ معاملہ ماتحت نوکر اور خادم جیسا نہ کیا جائے اس کا منصب قابلِ احترام ہے۔ تنخواہ دینے والوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم خادم ہیں امام مخدوم۔ امام کو بھی مقتدیوں کی رعایت لازم ہے۔ احکام شرع کی رعایت رکھتے ہوئے مقتدیوں کا لحاظ کیا جائے متولی کو بھی سب نمازیوں کا لحاظ لازم ہے، ضد سے سب کو باز آنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/ ۹/ ۸۸ھ

رمضان میں نماز فجر غلس میں

سوال:- رمضان شریف کے دنوں میں سحری کھانے کے بعد اگر احتمال ہو کہ فجر کے

[۱] ولعل هذا التغليس كان في رمضان خاصة وهكذا ينبغي عندنا اذا اجتمع الناس وعليه العمل في دارالعلوم بديوبند من عهد الاكابر. (فيض البارى ص۱۳۶ ج۲، وقت الفجر، ربانى بكڈپو دهلى، فتح الملهم ص ۱۲۱ ج۳، كتاب الصيام)

وقت آنکھ نہ کھلے گی تو اول وقت نماز پڑھ لینا کیسا ہے؟ اور اسی وقت اذان کہہ کر جماعت کر لینا اس وجہ سے کہ لوگوں کی اکثر و بیشتر نماز چھوٹ جاتی ہے اور بسا اوقات نماز قضا ہو جاتی ہے بہتر ہے یا ہر حال میں مسنون وقت میں نماز پڑھی جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

رمضان المبارک میں سحری کے بعد اول وقت فجر کی نماز کے لیے اگر نمازی جمع ہو جائیں اور روزانہ کے وقت معمول تک تاخیر ہونے سے جماعت چھوٹنے یا قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اول وقت جماعت کر لینا بہتر ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رمضان میں فجر کی نماز ابتدائے وقت میں ادا کرنا

سوال:- رمضان المبارک میں کثرت سے یہ معمول ہو گیا ہے کہ وقت سحر ختم ہوتے ہی فوراً اذان کہی جاتی ہے اور دو سنتیں پڑھ کر فوراً نمازِ فجر ادا کر لی جاتی ہے۔ مغرب کے علاوہ دیگر نمازوں میں نماز اور اذان میں کس قدر وقفہ ہونا چاہیے؟ اسفروا بالفجر والی حدیث سے رمضان مستثنیٰ ہے؟ معمول مذکور غلط ہے یا صحیح؟ غلس میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا اسفار میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حنفیہ کا اصل مسلک تو یہی ہے اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ[2] لیکن اس کی وجہ تکثیر جماعت ہے[3]۔

---

[1] یستحب التغلیس في الفجر والتعجیل في الظهر إذا اجتمع الناس (فیض الباری ص ۱۳۶، ج ۲، وقت الفجر، ربانی بکڈپو دھلی، فتح الملهم ص ۱۲۱ ج ۳) فضل السحور.

[2] ترمذی شریف ص ۴۰ ج ۱ باب ما جاء فی الاسفار بالفجر، تاتارخانیه کراچی ص ۴۰۴ ج ۱، فضیلة ال الاوقات. عالمگیری ص ۵۱ ج ۱ الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات تاتارخانیه کراچی ص ۴۰۴ ج ۱ فی بیان فضیلة الاوقات. **(بقیه حاشیه اگلے صفحه پر)**

رمضان المبارک میں اگر غلس میں جماعت میں حاضرین حاضر ہوں اور اسفار میں تقلیل ہو جائے، لوگ سو جائیں جماعت یا نماز فوت ہو جائے تو پھر غلس کو اختیار کیا جائیگا جیسا کہ فیض الباری میں بحوالہ مبسوط نقل کیا ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

نماز فجر دن کی نماز ہے یا رات کی

سوال: - زید کہتا ہے کہ فجر دن کی نماز ہے، اور عمر کہتا ہے کہ رات کی نماز ہے اور زید اپنی تائید میں جناب مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی رحمہ اللہ اور مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ میرٹھی اور حضرت تھانوری رحمہ اللہ کے قول اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ بطور استدلال پیش کرتا ہے اور عمر نہار عرفی کو استدلال میں پیش کرتا ہے تو شرعاً فجر کی نماز دن کی نماز ہے یا رات کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک حدیث شریف میں ہے کہ صَلاۃُ النَّهَارِ عَجْمَاءُ[۲] یعنی دن کی نماز میں قرأت زور سے نہیں کی جاتی، اس حدیث کے اعتبار سے فجر کی نماز کو دن کی نمازوں میں شمار نہ کرنا بھی درست ہے، اس لئے کہ اسمیں قرأت زور سے کی جاتی ہے اس لئے یہ رات کی نماز ہے نیز لغۃً

(صفحہ گذشتہ) [۳] ولان فی الإسفار تكثير الجماعة وفی التغليس تقليلها وما يؤدی الى تكثير الجماعة فهو افضل الخ مبسوط للسرخسی ص ۱۴۶ ج ۱ مواقيت الصلوة مطبوعه دار الفكر.

(صفحہ ہذا) [۱] في مبسوط السرخسی في باب التيمم انه يستحب التغليس في الفجر والتعجيل في الظهر اذا اجتمع الناس (فيض الباري ص ۱۳۶ ج ۲، وقت الفجر، ربانی بکڈپو دهلی، فتح الملهم ص ۱۲۱، ج ۳، فضل السحور)

[۲] كشف الخفا ص ۲۸ ج ۲، رقم الحديث ۱۶۰۹، دار احياء التراث العربی.

عرفاً دن سورج نکلنے سے شروع ہوتا ہے اس لئے بھی فجر کی نماز دن کی نمازوں میں داخل نہیں کیونکہ طلوع شمس سے پہلے پڑھی جاتی ہے اصطلاح شرع میں نہار (دن) کی ابتداء صبح صادق سے ہوتی ہے صوم وغیرہ میں بھی اسکا اعتبار کیا گیا ہے[1] اور نماز فجر کا وقت صبح صادق ہونے پر شروع ہوتا ہے حتی کہ رات میں امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک فجر کی اذان بھی درست نہیں[2] نماز فجر دن کی نمازوں میں داخل ہے اس لئے نہ یہ اختلاف کی چیز ہے نہ آپس میں لڑنے اور بحث کرنے کی چیز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۲ ۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۴ ۸۶ھ

الجواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴ ۸۶ھ

وقت استواء

سوال:- زوال کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے شروع اور آخر کی مقدار گھڑی رائج کے وقت سے کیا ہے؟ یعنی موسم گرما میں کب سے کب تک وقت زوال کا انتظار کر کے کوئی نفل مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ شروع کی جائے اور موسم سرما میں موسم گرما سے کس قدر اور کتنا فرق رکھا جائے سورج کے قائم ہونے سے زوال تک صحیح وقت اور احتیاط کا درجہ دونوں کی مقدار کی وقت ابتداء اور انتہاء سے الگ الگ مطلع فرمائیں۔

---

[1] هو امساک عن المفطرات في وقت مخصوص وهو اليوم (درالمختار) قوله وهو اليوم اي اليوم الشرعي من طلوع الفجر إلى الغروب، شامی نعمانیه ص ۸۰ ج۲، اول کتاب الصوم.

[2] تقديم الاذان على الوقت في غير الصبح لايجوز اتفاقاً وكذا في الصبح عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وإن قدم يعاد في الوقت (عالمگیری ص۵۳ ج۱، کتاب الصلاة، الباب الثاني فى الاذان. مطبوعه کوئٹه) شامی کراچی ص۳۸۵ ج۱ باب الآذان، النهر الفائق ص۱۷۸ ج۱ باب الآذان مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت.

الجواب حامداًومصلیاً

نصف النہار یعنی استواءِ شمس کے وقت نماز مکروہ تحریمی ہے اوراس وقت کی مقدار اس قدر نہیں ہوتی کہ اس میں نماز ادا کی جاسکے بلکہ بہت قلیل ہوتی ہے گھڑی رائج الوقت کے اعتبار سے ایک منٹ بھی نہیں ہوتی اور وقت موسم اور بلاد کے اختلاف سے مختلف ہوتا رہتا ہے ہمارے اطراف میں ایک زمانہ میں ۱۲؍بجکر آٹھ منٹ پر ہوتا ہے اورایک زمانہ میں ۱۲؍بجکر اڑتیس منٹ پر ہوتا ہے، بس اسی کے درمیان درمیان رہتا ہے جیسا کہ اسلامی جنتری میں ہے جس زمانہ میں جس وقت استواء ہواس وقت سے کچھ منٹ پہلے اور کچھ منٹ بعد نماز نہ پڑھنا احتیاط ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۱؍۷ ۵۵ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

ظہر اور عصر کا وقت

سوال:-ظہر اور عصر کا وقت احادیث کی روشنی میں کونسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کے وقت کی ابتداء اس وقت سے ہے جب کہ

---

[۱] وکره تحريماً صلاة مطلقاً مع شروق واستواء (ملخصاً الدرالمختار) إن زوال الشمس إنما هو عقيب انتصاف النهار بلافصل وفي هذا القدر من الزمان لايمكن اداء صلاة فيه. (شامی کراچی ص ۳۷۱، ج ۱، شامی نعمانيه ص ۲۴۸ ج ۱، يشترط العلم بدخول الوقت كتاب الصلاة)، تاتارخانيه ص ۴۰۷ ج ۱ الاوقات التى يكره فيها الصلاة مطبوعه كراچی، النهر الفائق ص ۱۶۵ ج ۱ كتاب الصلاة مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

استواء کے بعد زوال ہوکر سایہ بڑھنا شروع ہوجائے اور انتہا اس وقت ہے جب کہ ہر شئ کا سایہ اس کے دو مثل ہوجائے سایۂ اصلی کے علاوہ[۱]۔

عصر کے وقت کی ابتداء اس وقت سے ہے جب ظہر کا وقت ختم ہوجائے اور انتہاء غروب شمس تک ہے[۲]۔

ظہر کے وقت کی ابتداء اور عصر کے وقت کی انتہاء میں جمہور کا مسلک بھی یہی ہے۔ ظہر کے وقت کی انتہاء اور عصر کے وقت کی ابتداء میں اختلاف ہے، دلائل سب کے پاس ہیں۔

گرمی میں ظہر کے وقت تاخیر مستحب ہے، امام اعظم کی دلیل ظہر کے وقت کی ابتداء کے لئے یہ حدیث ہے، **فَصَلّٰى بِيُ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ قَدْرُ الشِّرَاكِ ا هـ (أبو داؤد شريف)[۳] والمرادمنه أن وقت الظهر حين ياخذ الظل في الزيادة بعد الزوال ا هـ (بذل المجهود[۴] ص ۲۲۶ ج ۱)** ظہر کے وقت کی انتہاء کیلئے یہ حدیث ہے، **فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلّٰى بِيَ الظُّهْرُ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ ا هـ (أبو داؤد شريف[۵])** عصر کے وقت کی ابتداء کیلئے یہ دلیل ہے، **وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ ا هـ (أبو داؤد شريف[۶]) أي فرغ من الظهر حينئذ كما شرع في العصر في اليوم الاول حينئذ قال الشافعى وبه يندفع اشتراكهما في وقت واحد ويدل له خبر مسلم وقت الظهر مالم يحضر العصر ا هـ (بذل المجهود[۷] ص ۲۲۷)**

۱؎ ووقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وفى الرد تحت قوله عنه أى عن الإمام، شامى كراچ ص ۳۵۹ ج ۱ كتاب الصلوة.

۲؎ ووقت العصر منه إلى قبيل الغروب، وفى الرد تحت قوله منه أى من بلوغ الظل مثليه على رواية المتن، شامى كراچى ص ۳۶۰ ج ۱ كتاب الصلوة.

۳؎ أبوداؤد شريف ص ۵۶، باب المواقيت، مكتبه بلال ديوبند.

۴؎ بذل المجهود ص ۲۲۶ ج ۱، باب المواقيت مطبع قاسميه باكستان.

۵؎ أبوداؤد شريف ص ۵۶، باب المواقيت، مكتبه بلال ديوبند.

۶؎ بذل المجهود ص ۲۲۷ ج ۱، باب المواقيت مكتبه قاسميه باكستان.

عصر کے وقت کی انتہاء کیلئے یہ دلیل ہے۔ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسَ فَقَدْ اَدْرَکَهَا اھ (بذل المجهود[1] ص ۲۲۷، ج ۱) ٹیلوں کا سایہ برابر ہو جانے پر ظہر کی نماز پڑھنا امام اعظم کے مسلک کے خلاف نہیں، بلکہ عین موافق ہے، دلائل کے تعارض ترجیح، تضعیف، تنسیخ، تعدیل، تجریح وغیرہ مباحث کی تفصیل مطلوب ہو تو شروح حدیث فتح الملہم، بذل المجہود، فیض[2] الباری، اوجز المسالک[3] وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جمعہ کی نماز اوّل وقت میں

سوال:- تقریباً چالیس برس سے ہماری مسجد میں اذان جمعہ کا وقت ایک بجے اور خطبہ پونے دو بجے ہے، یہ مسجد شہر کے وسط میں ہے، حنفیہ مذہب کی مرکزی جامع مسجد تصور ہوتی ہے کیونکہ پرانی جامع مسجد اہل حدیث حضرات کے انتظام میں ہے اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ خطبہ ۱½ بجے ہو، اور بعض کہتے ہیں کہ پونے دو بجے ہو دو فریق بن گئے ہیں، وقت کی تبدیلی ہمیشہ سے امام صاحب کے ذمہ تھی اب وہ کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں، سوال یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کا افضل وقت کیا ہے؟ تاخیر مناسب ہے یا عجلت بہتر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جمعہ کی نماز کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔[4] نمازیوں کی سہولت کے لیے اگر کچھ تاخیر

---

[1] بذل المجهود ص ۲۲۷ ج ۱، باب المواقیت، مکتبه قاسمیه.

[2] ملاحظہ ہو فیض الباری ص ۹۰ ج ۲ کتاب مواقیت الصلاة مطبوعه ربانی بکڈپو دهلی.

[3] اوجز المسالک ص ۱۴۱ تا ۱۵۵ ج ۱ باب مواقیت الصلاة مطبوعه مکة المکرمة.

[4] وحمل الجمهور هذه الاحادیث علی المبالغة فی تعجیلها (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہو جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

عصر کا وقت

سوال:- حنفیہ کے نزدیک نمازِ عصر کا ابتدائی وقت انگریزی مہینوں کے حساب سے یعنی جنوری میں جو وقت ہے کب تک رہے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ وقت بلکہ کوئی وقت ایسا نہیں جو گھڑی کے اعتبار سے یکساں ہو بلکہ طلوع غروب کے اعتبار سے مختلف شہروں کا وقت متفاوت ہے[1] اسلئے آپ اپنے شہر کے طلوع غروب کا سالانہ نقشہ کسی کتب خانہ سے لے کر رکھ لیں، عامتاً تاجر لوگ دیگر کتب کی طرح یہ نقشہ بھی برائے فروخت رکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

مثل واحد پر عصر پڑھنے کی تفصیل

سوال:- اس ادارہ میں کوکن کے اور کچھ دوسرے علاقہ کے حنفی طلباء بھی تعلیم پاتے ہیں

(صفحہ گذشتہ) (اعلاء السنن ص ۴۹ ج۸، مطبوعہ کراچی، ابواب الجمعه) وجمعه كظهر اصلاً واستحباباً في الزمانين لأنها خلفه وفي الرد تحت قوله و استحبابا في الزمانين أى الشتاء والصيف لكن جزم في الاشباه من فن الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد إلى قوله وقال الجمهور ليس بمشروع لأنها بجمع عظيم، فتأخيرها مفض إلى الحرج ولا كذلک الظهر وموافقتة الخلف لأصله من كل وجه ليس بشرط. شامی کراچی ص۳٦۷ ج ۱ مطلب فی طلوع الشمس من مغربها كتاب الصلوة، مطبوعه زكريا ص۲۵ ج۲.

(صفحہ ہذا) [1] لان الوقت يختلف باختلاف كثير من الاقطار (شامی کراچی ص:۳٦۳/ ۱، کتاب الصلوة، مطلب فی فاقد وقت العشاء کاهل بلغار)

اور چند مدرسین بھی حنفی المسلک ہیں سوال درپیش یہ ہے کہ چونکہ ہم شوافع کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل کے بعد ہوتا ہے اور احناف کا مسلک دو مثل کا ہے، لہٰذا یہ طلباء و مدرسین شوافع کے ساتھ عصر کی نماز ادا کریں تو درست ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں چند امور ضرور ملحوظ خاطر رہیں (۱) صاحبین ایک مثل کے قائل ہیں (۲) علاقہ شافعی ہے، لہٰذا یہاں ایک مثل پر نماز ہوتی ہے، اگر دو مثل پر پڑھیں تو انتشار بلکہ فتنہ کا اندیشہ ہے، یہ معاملہ گاہے گاہے کا نہ ہوگا بلکہ روزانہ کا ہوگا۔ اگر ایک مثل پر روزانہ نماز ادا کرنا درست نہ ہوتو کیا حنفی المسلک طلباء واساتذہ کے لیے دوبارہ اذان دینا ہوگی یا ایک مثل کی اذان کافی ہوگی، نیز یہ دوسری جماعت مسجد میں قائم کی جاسکتی ہے؟ یا جماعتِ ثانیہ میں شمار ہوکر مسجد کے علاوہ کہیں قائم کرنا ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

مستقلاً ہمیشہ مثلِ واحد پر نماز عصر ادا کرنا گویا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کو ترک کرنا ہے، اسلئے ایسا نہ کیا جائے کبھی اتفاقیہ ایسی نوبت آجائے تو امر آخر ہے، اگر مثلین پر نماز ادا کی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وامام شافعی رحمہ اللہ دونوں حضرات کے نزدیک بالاتفاق نماز ہوجائے گی، اگر مصالح سمجھ کر یہ صورت اختیار کرلی جائے کہ مثلین پر سب آمادہ ہوجائیں تو اعلیٰ بات ہے[1] لیکن اس کی خاطر مجبور نہ کیا جائے نہ خلفشار، اگر یہ صورت نہ ہوسکے تو حنفی حضرات دوسری مسجد میں جاکر مثلین پر جماعت کرلیا کریں یہ بھی نہ ہوسکے تو مدرسہ کے ایک کمرہ میں مثلین پر جماعت کرلیا کریں۔ اذان زیادہ بلند آواز سے کہنے کی ضرورت نہیں، اتنی آواز کافی ہے کہ مدرسہ کے مدرسین وطلباء سن لیں جن کو نماز مثلین پر پڑھنی ہے، جہاں تک

---

[1] والأحسن مافي السراج عن شيخ الإسلام أن الإحتياط أن لايؤخر الظهر إلى المثل وأن لايصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلاتين في وقتهما بالإجماع شامی کراچی ص ۳۵۹ ج ۱، کتاب الصلاة. حلبی کبیری ص۲۲۷ کتاب الصلوة، فروع فی شرح الطحاوی، سھیل اکیڈمی لاھور.

ہوسکے خلفشار اور فتنہ سے پورا پرہیز کیا جائے، حق تعالیٰ مدرسہ کو ترقی دے اور علم وعمل کی صحیح اشاعت کا ذریعہ بنائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عصر کی نماز مثل واحد پر

سوال:- زید مسجد اہل حدیث میں امام ہے حالانکہ زید حنفی ہے، مگر مسجد اہل حدیث میں امام ہونے کی وجہ سے نماز عصر، وقت عصر شافعی میں پڑھاتا ہے جو وقت حنفی سے پہلے ہی شروع ہوجاتا ہے، اب اگر زید نماز پڑھا دینے کے بعد وہ وقت حنفی میں نمازِ عصر کا پھر تنہا اعادہ کرے تو زید کی نماز اور اہل حدیث حضرات کی نماز کا حکم کیا ہوگا؟ زید نماز کا اعادہ کرے یا نہیں؟ دیگر اوقات گو کہ اوّل وقت میں پڑھاتا ہے مگر یہ اوقات حنفیہ کے نزدیک بھی مسلم ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

قولِ مختار اور مفتی بہ تو یہی ہے کہ وقت عصر مثلین سے شروع ہوتا ہے مگر دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مثل واحد کے بعد ہی شروع ہوجاتا ہے اور اس وقت پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوتا[1]۔ یہ طریقہ صحیح نہیں کہ اہل حدیث کو نماز پڑھادے اور پھر اپنی نماز کا اعادہ کرلیا کرے اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ جو نماز ان کو پڑھائی ہے وہ زید کے نزدیک صحیح نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۴/ ۹۲ھ

---

[1] وقت العصر من بلوغ الظل مثليه، والثانية رواية الحسن إذا صار ظل كل شيء مثله سوى الفئ وهو قولهما البحر الرائق ص۲۴۵ ج ۱، قوله الى بلوغ مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح الخ، شامی کراچی ص۳۵۹ ج ۱، کتاب الصلاة. المحيط البرهانی ص۶ ج۲ الفصل الاول فی المواقيت، مطبوعه ڈابھيل

عصر کی نماز مثلین سے پہلے

سوال :-آج کل ہمارے یہاں ساڑھے چھ بجے غروب آفتاب ہے اگر مسجد میں ساڑھے چار بجے اذان عصر اور جماعت پونے پانچ بجے ہوتو فقہ حنفی کی رو سے یہ اذان اور جماعتِ عصر دونوں قبل از وقت سمجھی جائیں گی اور دونوں واجب الاعادہ ہوں گی یا صرف اذان قبل از وقت سمجھی جائیں گی؟ اور عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مثلین پر جماعت عصر ہوئی تو بالاتفاق اس کا اعادہ نہیں، اذان کچھ پہلے ہوئی ہوتو اس کی وجہ سے جماعت کا اعادہ لازم نہیں ہوتا مثلین سے کچھ پہلے مثلِ واحد کے بعد جو جماعت ہوجائے اس کا بھی ایک قول پر اعادہ نہیں، علمائے احناف حرمین شریفین میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں کرتے جو کہ بالیقین مثلین سے پہلے ہوتی ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک مثل پر عصر کی نماز

سوال :- زید نے سایہ اصلی کے علاوہ ایک مثل ہونے پر عصر کی نماز پڑھی زید امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقلد ہے، اس کی نماز ہوگئی یا اعادہ واجب ہے؟ اگر نماز ہوگئی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عصر کا وقت ہے اور ظہر کا وقت نکل گیا اب اگر عمر اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اگر میں آج کی ظہر کی ادا پڑھوں تو تین طلاق ہے اور ایک مثل کے بعد دو مثل پورے ہونے سے پہلے ظہر پڑھی تو عمر کی بیوی کا کیا حکم ہے؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

---

[۱] وقت العصر من بلوغ الظل مثليه، والثانيه رواية الحسن إذا صار ظل كل شيء مثله سوى الفئ وهو قولهما (البحرالرائق ص۲۴۵ ج۱، شامی کراچی ص۳۵۹ ج۱) كتاب الصلاة، المحيط البرهانی ص۶ ج۲ الفصل الأول فی المواقيت، مطبوعه ڈابھیل.

الجواب حامداًومصلیاً

حنفیہ کو صاحبین کے قول کے موافق اس نماز کا اعادہ لازم نہیں، نماز صحیح ہوگئی، امام طحطاوی رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ وبقولھما ناخذ[1] امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ظہر کا وقت سایہ اصلی کے علاوہ دومثل ہونے تک رہتا ہے، اس لحاظ سے شخص مذکور کی ظہر کی نماز ادا ہوئی، صاحبینؒ کے نزدیک ایک مثل تک رہتا ہے، اس اعتبار سے اس کی یہ ظہر کی نماز قضا ہوئی، دونوں قولوں کو مختلف حضرات فقہاء نے اختیار کیا ہے، عمر کو ملک بضع بذریعہ نکاح متعین طریق پر حاصل ہے اس کے خروج کیلئے بھی غیر مشکوک متعین درجہ درکار ہے، **إذا تعارضت الآثار لاینقضی الوقت بالشک** (بحر[2] ص ۲۴۵، ج ۱) وقت کے اندر پڑھنا ادا ہے، یہاں تعارض آثار کی وجہ سے وقت کے منقضی ہوجانے میں شک ہے اور شک سے وقت پر خارج ہونے کا حکم نہیں لگایا جائیگا، اسی شک پر طلاق کے وقوع کا بھی حکم ہوگا، **علم انه حلف ولم یدر بطلاق أوغیره لغا کما لوشک اطلق ام لا** (درمختار[3] ص ۴۵۳، ج ۲) طلاق ابغض المباحات بھی ہے اسلئے اس سے بھی ممکن اجتناب چاہیئے[4]، وقت مذکور میں عصر کو غیر صحیح قرار دینے سے فریضہ ذمہ میں باقی رہتا ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو گناہ سے بچانے کیلئے اس کی نماز کو صحیح کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(صفحہ ہٰذا) [1] **وقول الطحاوي وبقولهما ناخذ یدل علی أنه المذهب في البرهان قولهما هو الأظهر اهـ فقد اختلف الترجیح طحطاوي علی المراقی ص ۱۴۱، کتاب الصلاة.در مختار علی الشامی کراچی ص ۳۵۹ ج ۲ مطلب فی تعبده علیه الصلوة السلام قبل البعثة.**

[2] **البحر الرائق ص: ۱/۲۴۵، اول کتاب الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.المبسوط للسرخسی ص ۱۴۲ ج ۱ فصل فی المواقیت، مطبوعه دار الفکر بیروت.**

[3] **شامی نعمانیه ص ۴۵۳ ج ۲، قبیل باب طلاق غیر المدخول بها.** **(بقیه اگلے صفحه پر)**

کلاس میں حاضری کی مجبوری سے عصر ایک مثل پر پڑھنا

سوال:- میں مقامی کالج میں ایم، اے، اردو سال اول کا متعلم ہوں، ہماری کلاس شام کے اوقات میں لگتی ہیں، کوئی نہ کوئی نماز بروقت شروع ہوکر ختم ہوجاتی ہے، جبکہ ہم پڑھ رہے ہوتے ہیں، جواب طلب بات یہ ہیکہ آپ بتائیں کہ کیا میں اس نماز کو قبل از وقت پڑھ سکتا ہوں، یا پھر قضاء پڑھوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلے پڑھنے کا کوئی حق نہیں[1]، الا یہ کہ اجازت ہو جیسے عصر کی نماز کہ عامۃً سایہ دو مثل ہونے پر ادا کی جاتی ہے، مگر ایک مثل پر بھی گنجائش ہے، لہٰذا عصر کی نماز مثل واحد پر پڑھ سکتے ہیں، اس کی قضاء نہ کریں، لیکن مغرب کی نماز غروب سے پہلے نہیں ہوسکتی، اسی طرح ظہر کی نماز زوال آفتاب سے پہلے نہیں ہوسکتی، مثل واحد پر ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے، مگر ایک قول میں مثلین تک گنجائش ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم ۱۷/۱۱/۹۰ھ

عصر کی نماز وقت کامل میں شروع کی ناقص میں ختم کی

سوال:- سبب وجوب نماز جزء متصل الاداہوتا ہے، اس بنا پر علماء احناف یہ کہتے ہیں کہ

(صفحہ گذشتہ) [۴] عن محارب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ماا حل اللّٰہ شیئاً. ابغض الیہ من الطلاق. ابو داؤد ص ۲۹۶ ج ۱ کتاب الطلاق باب فی کراھیۃ الطلاق، مطبوعہ سعد دیوبند.

(صفحہ ہذا) [۱] ان الصلاۃ لا تجوز قبلھا (ای الوقت) طحطاوی علی المراقی ص: ۱۳۸، اول کتاب الصلاۃ، مطبوعہ مصری.

[۲] ملاحظہ ہو طحطاوی علی المراقی ص: ۱۴۱–۱۴۰، اول کتاب الصلاۃ، مطبوعہ مصری. البحر الرائق ص ۲۴۵ المواقیت کتاب الصلوۃ مطبوعہ الماجد یہ کوئٹہ **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

اگر کوئی شخص عصر کی نماز وقت مکروہ میں شروع کیا اور پھر اثنائے صلاۃ میں آفتاب غروب ہوگیا تو اس کی نماز صحیح ہوگئی، کیونکہ اداہ کماوجب پایا گیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز وقت کامل میں شروع کرے اور نیت باندھنے کے بعد وقت ناقص شروع ہوگیا، لیکن ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا ہے تو اس کی یہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ شبہ کی وجہ یہ پیش آئی کہ اداہ کماوجب نہیں پایا گیا۔

الجواب حامداًومصلیاً

اسکی یہ نماز صحیح ہوگئی، آپ کا شبہ اور اس کا جواب شرح منیۃ المصلی ص ۲۴۷، میں مذکور ہے، قديقال فينبغي أنه لوشرع فيها اول الوقت قبل الاصفرار ثم اصفرت وهو في خلالها ان تفسد لعروض النقصان على ماوجب بالسبب الكامل والجواب ان الشرع لمّا جعل للمكلف شغل كل الوقت بالعبادة وهو العزيمة فقد اغتفر في حقه مالا يمكن ذلک الابه لكونه من جملة اجزاء الوقت به[1]. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۳/۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۴/۳/۹۳ھ

مثل واحد پر نماز عصر

سوال:- امام اہل حدیث اگر عصر کی نماز ایک مثل کے بعد پڑھے تو کیا حنفی کی نماز ہوجائے گی؟

(صفحہ گذشتہ) النهر الفائق ص ۱۵۸ ج ۱ كتاب الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحہ ہذا) [1] حلبی کبیر ص ۲۴۷، طبع سهيل اكيدمی لاهور. عالمگيری ص ۵۲ ج ۱ الفصل الثانی فی بيان فضيل الاوقات، مطبوعه كوئٹھ بحر ج ۲۴۸ ج ۱ فصل فی المواقيت، مطبوعه الماجديه كوئٹه، نور الانوار ص ۵۸ بحث اختلاف الوقت فی عصر امسه وعصر يومه مطبوعه ياسر نديم اينڈ كمپنی ديوبند.

الجواب حامداًومصلیاً

بلاضرورت ایسا نہ کرے ضرورۃً گنجائش ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۳/۸۷ھ

وقت مغرب کی توضیح

سوال:-مغرب کی نماز کا وقت سورج کے غروب ہونے کے بعد فوراً شروع ہوجاتا ہے یا کچھ دیر بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے، غفلت کر کے نماز کے وقت کو باطل کر دیا تو اب نماز ادا ہوگی یا قضاء؟

الجواب حامداًومصلیاً

سورج غروب ہوتے ہی فوراً مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے، جب بادل ہو تو کسی قدر احتیاط کر لی جائے تا کہ غروب کا یقین ہوجائے، غروب کے بعد مغرب کی جانب کچھ دیر تک آسمان پر سرخی رہتی ہے، پھر کچھ دیر تک سفیدی رہتی ہے مغرب کی نماز کا وقت سفیدی ختم ہونے پر ختم ہوجاتا ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ سرخی ختم ہونے سے پہلے ہی نماز مغرب سے فراغت کر لی جائے، دیر کرنے سے نماز مکروہ ہوگی[۲] قضا ہوجانے کا بھی اندیشہ ہے، نماز کو قضا کرنا وقت پر ادا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اس پر سخت وعید آئی ہے۔ **كذا في الزواجر عن اقتراف الكبائر**[۳]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وذكر شيخ الاسلام أن الاحتياط أن لايؤخر الظهر إلى المثل وأن لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلاتين في وقتهما بالاجماع الخ البحر الرائق ص۲۴۵، (مكتبه الماجديه كوئٹه) كتاب الصلاة. مجمع الانهر ص۱۰۶ ج۱ كتاب الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری ص ۵۱ ج ۱ الفصل الاول فى اوقات الصلوة، مطبوعه كوئٹه. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مغرب کا کل وقت کتنا ہے؟

سوال:-مغرب کا وقت اذان مغرب کے بعد کتنے گھنٹے رہتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مغرب کا وقت عامۃً ہمارے اطراف میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کچھ کم رہتا ہے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم رجب ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷ ۸۸ھ

اذان مغرب کے بعد کتنی تاخیر ہونی چاہئے

سوال:-مغرب کی اذان کے بعد نماز میں کس قدر تاخیر مناسب ہے؟ بعض جگہ بہت ہی جلدی کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنا وقفہ کر لینا چاہئے کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو کر صف میں پہونچ جائے اور اذان

(صفحہ گذشتہ) [۲] وقت المغرب من غروب الشمس الی غروب الشفق وهو البیاض، ملخصاً البحر الرائق ص۲۴۵، ج۱، شامی ص۳۶۱ج۱، بدائع الصنائع ص۳۲۰ج۱، کتاب الصلاۃ مکتبہ زکریا دیوبند، کان تاخیرها مکروهاً الافي یوم غیم فتؤخر فیه حتی یتیقن الغروب، مراقی مع الطحطاوي مختصراً ص۱۴۷، مطبوعہ مصری. مجمع الانهر ص۱۰۹ ج۱ دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] الکبیرة السابعة والسبعون تعمد تاخیر الصلاة عن وقتها، (الزواجر عن اقتراف الکبائر ص۱۰۴، ج۱)

(صفحہ ہذا) [۱] ووقت المغرب منه الی غروب الشفق الخ شامی کراچی ص۳۶۱ج۱، کتاب الصلاۃ. مجمع الانهر ص۱۰۵ ج۱ دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص۵۱ ج۱ الفصل الاول فی الاوقات، مطبوعہ کوئٹہ.

کے بعد دعا بھی پوری ہو جائے[۱]۔ جب مؤذن موجود ہو تو بہتر ہے کہ وہی تکبیر کہے یا دوسرے کو اجازت دیدے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۳/۵/ ۱۴۰۱ھ

نماز مغرب غروب کے ساٹھ منٹ بعد ادا کرنا

سوال:- اگر کسی نمازی نے نماز مغرب غروب حسی کے ساٹھ منٹ بعد پڑھی تو نماز مغرب ادا ہوئی یا قضاء رہے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے اطراف میں نماز مغرب کا وقت ساٹھ منٹ سے زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں اس کی نماز قضاء نہیں ہوئی، بلکہ ادا ہوئی[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۴/ ۹۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۴/ ۹۷ھ

---

[۱] وأما إذا كان فی المغرب فالمستحب ان يفصل بسكتة يسكت قائما مقدار بما يتمكن من قراء ة آيات قصار الخ عالمگيری ص۵۷ ج۱، مطبوعه كوئٹه، الباب الثانی فی الأذان، شامی زكريا ص ۳۸۹ ج۱ باب الأذان، مراقی الفلاح ص ۱۵۹ باب الأذان، مصری.

[۲] اقام غير من اذن بغيبة لايكره مطلقاً وإن بحضوره كره إن لحقه وحشة أي لم يرض به الخ الدر المختار مع الشامی زكريا ص۶۵ ج۲ باب الأذان مطلب فی المؤذن اذا كان غير محتسب فی أذانه، عالمگيری ص ۵۴ ج ۱ الفصل الأول باب الأذان كوئٹه.

[۳] وآخر المغرب الی اشتباک النجوم الخ درمختار علی الشامی زكريا، ص:۲۷، ج:۲، كتاب الصلوٰة.تاتارخانية ص ۴۰۳ ج۱ المواقيت كتاب الصلوة مطبوعه كراچی، النهر الفائق ص ۱۵۹ ج ۱ كتاب الصلوة مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

عصر اور مغرب کے درمیان فاصلہ کتنا ہے؟

سوال:- (۱) سایہ اصلی چھوڑ کر ابتدائے مثلین سے غروب آفتاب تک دو گھنٹہ کا فاصلہ ہوتا ہے یا پونے دو گھنٹہ کا اور کیا کسی موسم میں یہ فاصلہ دو گھنٹہ کا ہوتا ہے؟

(۲) ابتدائے مثلین سے غروب آفتاب تک کا درمیانی فاصلہ گرمی سردی وغیرہ اختلاف موسم کی بناء پر بدلتا رہتا ہے یا ہمیشہ یکساں ہی رہتا ہے؟ اگر درمیانی فاصلہ بدلتا ہے تو کس موسم میں کس جگہ تقریباً کتنے منٹ کا فرق رہتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ سب جگہ اور ہمیشہ یکساں نہیں؟

(۲) بدلتا رہتا ہے سردی میں کم ہوتا ہے، مقامات کے لحاظ سے تفاوت بھی مختلف ہوتا ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/ ۹۵ھ

مغرب اور فجر کا وقت برابر ہے

سوال:- نقشہ دائمی (جو سید طاہر حسین کا تیار کردہ اور مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب، مولوی حاجی کرامت اللہ صاحب، مفتی نورالدین صاحب کا تصدیق شدہ ہے) میں تحریر ہے کہ مغرب کا وقت بھی فجر کے وقت کے برابر ہے یعنی ایک گھنٹہ بیس منٹ ہے مگر ایک صاحب

---

[۱] لان الوقت يختلف باختلاف كثير من الاقطار شامی کراچی ص ۳۶۳ ج ۲، كتاب الصلوة، مطلب في فاقد وقت العشاء كاهل بلغار. ويختلف باختلاف الزمان والمكان اى طولاً وقصراً او انعداما بالكلية در مختار مع الشامی کراچی ص ۳۶۰ ج ۱ اوقات الصلوة مطلب فی تعبده عليه الصلاة والسلام مجمع الانهر ص ۱۰۵ ج ۱ دار الكتب العلمية بيروت.

فرماتے ہیں کہ مغرب کا وقت تارے چمکنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ صرف آدھ گھنٹہ ہے، کونسا قول صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فجر کا وقت اور مغرب کا وقت تقریباً برابر ہے محض تارے چمکنے پر مفتیٰ بہ قول کے موافق ختم نہیں ہوتا[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مغرب وعشاء کی نمازوں میں فاصلہ

سوال:-مغرب کی نماز سے عشاء کی نماز تک کا کم ازکم کیا فاصلہ ہونا چاہئے یہاں عام طور پر رواج بنایا گیا ہے کہ اس کے درمیان زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کا فاصلہ رکھتے ہیں اگر کوئی عالم یا عابد اس طریق کار کا شکار بن جائے تو آپ اس کی نماز ہونے نہ ہونے کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہمارے اطراف میں مغرب سے عشاء تک کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے، غروب شمس سے شفق ابیض کے غروب ہونے تک اتنا ہی وقت ہوتا ہے جس کا دل چاہے مشاہدہ کر لے یا یہاں کی جنتریوں میں دیکھ لے اس سے کم فاصلہ پر عشاء کا وقت شروع نہیں ہوتا لہٰذا یہ نماز قبل از وقت ہوئی جس کو دوبارہ پڑھنا لازم ہے، ایک قول پر صحیح بھی ہو جائیگی[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۳/ ۹۲ھ

---

[۱] أنظر البحرالرائق ص۲۴۸ ج۱، کتاب الصلاة، طبع کوئٹہ. مجمع الانهر ص۱۰۵ ج۱ اوقات الصلوة، دار الكتب العلمية بيروت عالمگیری ص۵۱ ج۱ الفصل الاول فی اوقات الصلوة، مطبوعه کوئٹہ، شامی کراچی ص۳۶۱ ج۱ قبیل مطلب فی صلوة الوسطیٰ.

[۲] ووقت المغرب من غروبها إلى مغيب الشفق وهو البياض الكائن في الأفق (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وقت عشاء وتراویح

سوال:-نقشہ سحر وافطار کے حساب سے ۲۰/رمضان المبارک کوافطار ریواڑی کا ۶/بجکر ۲۹/منٹ پرتھا شبینہ کی وجہ سے عشاء کی اذان ۷/بجکر ۳۰/منٹ پردی گئی اور ۵/منٹ بعد یعنی ۳۵/ پر جماعت کردی گئی لہٰذا اذان وجماعت ہوئی یانہیں اگرنہیں تو فرض اداہوایانہیں؟ اورتراویح ہوئی یانہیں؟ اوراس میں جوقرآن شریف پڑھا گیااس کے متعلق کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

عشاء کاوقت مغرب کے وقت کے بعد شروع ہوتاہےاورمغرب کاوقت غروب شفق تک رہتا ہے، شفق کی تفسیر میں دوقول ہیں، اول یہ کہ اس سے مراد حمرت ہےاسی کومراقی[1] الفلاح (ص۵۹) میں مفتی بہ کہا گیاہے یہی صاحبین کاقول ہے، دوم یہ کہ اس سے مراد بیاض ہے جوکہ حمرت کے بعد ہوتی ہے اور یہ امام صاحب کا قول ہے اور شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اس کی تقویت کی ہے، بحر میں بھی اسی کوترجیح دی ہے[2] لہٰذا اگراس روز ۷/بجکر ۳۰ منٹ پرشفق احمر غائب ہوچکی تھی مگرشفق ابیض غائب نہیں ہوئی تھی تو قول اول پرنماز واذان درست ہوگی اور قول ثانی پرنہیں درست ہوئی، احتیاطاً فرض عشاء کااعادہ کرلیاجائے اوربس اوراگرشفق ابیض

(صفحہ گذشتہ) بعد الحمرة وقالا هو الحمرة، قال ابن نجيم ان الصحيح المفتى به قول صاحب المذهب لاقول صاحبيه واستفيد منه إنه لايفتى، ولايعمل الابقول الإمام (مجمع الأنهر ص۱۰۵-۱۰۶، ج۱) كتاب الصلاة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت. الدر المختار على الشامى كراچى ص۳۶۱ ج۱ مطلب فى الصلاة الوسطى، عالمگيرى ص۵۱ ج۱، الفصل الاول فى اوقات الصلاة مطبوعه كوئٹه.

(صفحہ ہذا) [1] والمغرب منه إلى غروب الشفق الاحمر على المفتى به وهو رواية عن الامام وعليها الفتوى وبها قالا (مراقى مع الطحطاوي ملخصاً ص۱۴۲) كتاب الصلاة مصرى.

[2] إن النظر عند الترجيح افاد ترجيح أنه البياض هنا (فتح القدير ص۲۲۳، ج۱) باب المواقيت، دار الفكر بيروت، البحر الرائق ص۲۴۶، كوئٹه، كتاب الصلاة.

بھی غائب ہو چکی تھی تو دونوں قول پر نماز صحیح ہوگئی، اگر شفق احمر بھی غائب نہیں ہوئی تھی تو کسی قول پر بھی صحیح نہیں ہوئی، فرض نماز کا اعادہ ضروری ہے[۱] سنن وتراویح کا اعادہ نہیں[۲] نماز وتر تو بعد تراویح جب پڑھی تب تو وقت میں کوئی تردد نہیں رہا ہوگا۔ اس کا بھی اعادہ نہیں۔

تنبیہ:- غروب شفق کا وقت اختلافات زمان ومکان سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بارہ بجے کے بعد نماز عشاء

سوال:- کیا بارہ بجے کے بعد عشاء کی نماز مکروہ ہو جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نصف شب کے بعد تک نماز عشاء کو مؤخر کرنا مکروہ ہے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عشاء کی نماز تین بجے رات میں

سوال:- عشاء کی نماز اگر ایک یا دو یا تین بجے رات میں پڑھی جائے تو یہ ادا ہوگی یا قضاء؟

---

[۱] القضاء فرض في الفرض (عالمگیری ص ۱۲۱، ج ۱، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت)

[۲] والسنن إذا فاتت عن وقتها لم يقضها الا ركعتي الفجر (عالمگیری ص ۱۱۲، ج ۱، الباب التاسع فی النوافل) إذا فاتت التراويح لاتقضى بجماعة ولابغيرها وهو الصحيح (عالمگیری ص ۱۱۷، ج ۱، فصل فی التراویح، مطبوعه کوئٹه) تاتارخانیه ص ۶۴۲ ج ۱ الفصل الحادی عشر فی التطوع قبل الفرض وبعده الخ مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص ۲۳۵ ج ۲ الفصل الحادی عشر التطوع قبل الفرض وبعده مطبوعه ڈابھیل.

[۳] ان التاخير الى نصف الليل ليس بمستحب وقالو انه مباح والى مابعده مكروه (البحر ص ۲۴۸ ج ۱، شامی کراچی ص ۳۶۸ ج ۱، اول کتاب الصلوة)

الجواب حامداً ومصلیاً

اس وقت پڑھنے سے بھی نماز ادا ہی ہوگی قضا نہیں ہوگی، مگر اتنی دیر تک مؤخر نہ کریں، جماعت کے ساتھ وقت مقررہ پر ادا کریں[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۵/ ۹۳ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۵/ ۹۳ھ

انگلینڈ میں وقت عشاء

سوال:- یہاں انگلینڈ میں آج کل چھ گھنٹے کی رات ہوتی ہے تو اکثر فتوے کے مطابق شفق احمر کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہے، کوئی ایک گھنٹہ کے بعد، ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد، کوئی سوا گھنٹہ کے بعد عشاء کی نماز پڑھتا ہے لیکن ابھی بعض لوگ غروب کے بعد ۳۶/منٹ کے بعد یا ۴۳/منٹ کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے ہیں تو کیا عشاء کی نماز ہو جاتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شفق احمر غروب ہونے پر بھی نماز عشاء کا وقت آجائے گا۔ جتنے منٹ بعد بھی غروب ہو، شفق ابیض غروب ہونے پر بالاتفاق وقت عشاء شروع ہو جائے گا[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وقت العشاء والوتر من غروب الشفق الى الصبح كذا في الكافي (هنديه ص ۵۱، ج ۱، مطبوعه كوئٹه، بحر ص ۲۴۶، ج ۱، شامی کراچی ص ۳۶۱، ج ۱) كتاب الصلاة.

[۲] أي وقت العشاء والوتر من غروب الشفق الى طلوع الفجر اما اوله فقد اجمعوا انه يدخل بمغيب الشفق على اختلافهم في الشفق الخ. (زيلعی ص: ۸۱، ج: ۱، كتاب الصلاة، مطبوعه امداديه ملتان) الدر المختار على الشامی کراچی ص ۳۶۱ ج ۱ كتاب الصلوة، تاتارخانيه ص ۴۰۳ ج ۱ المواقيت مطبوعه کراچی.

تہجد کا وقت

سوال:-ایک شخص دس گیارہ بجے نفل وتر پڑھ کر سو جاتا ہے کہ اگر تہجد کیلئے بیدار نہ ہوا جائے تو نفل رات کی اسکو تہجد میں مجرا ملیں گے یہ شخص بارہ ایک بجے جاگتا ہے لیکن اس وقت تہجد اس نیت سے نہیں پڑھتا کہ شاید صبح کی نماز کیلئے بعد میں نہ جاگ سکے اور اخیر رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلب گار رہے اور اس وقت تہجد بھی ادا کرے اور ساتھ ہی نماز صبح بھی ادا کرے اگر یہ شخص تہجد کیلیے صبح نہیں جاگتا تو کیا سونے کے وقت کے نفل اسکو تہجد میں مجرا کیا ہے یا بارہ ایک بجے جب کہ وہ جاگے اسی وقت تہجد ادا کرے بہتر طریقہ سے مطلع فرمایئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

تہجد کا اصل وقت سو کر اٹھ کر اخیر شب ہے[۱] اگر اس وقت نہ اٹھ سکے تو سونے سے پہلے بھی پڑھ لینے سے ثواب مل جائیگا پھر سونے سے پہلے جس قدر تاخیر ہو جائے مثلاً ایک بجے سوئیگا تو اسی وقت پڑھ لے یہ زیادہ اچھا ہے اگر چہ دس بجے پڑھنے سے بھی اجر کا مستحق ہوگا۔[۲] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۲/۵/۱۴۰۰ھ

تہجد کا وقت کس وقت تک

سوال :- مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۸۹/ جلد اول مکتوبات نمبر ۷۷/ میں شیخ الاسلام

---

[۱] یحسب احدکم اذا قام من اللیل یصلی حتی یصبح أنه قد تهجد إنما التهجد ان یصلی الصلاۃ بعده رقدة. وتلک كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ اعلاء السنن ص ۴۹ ج۷ كتاب الصلوة باب فصل صلوة الليل، مطبوعه امداديه مكة المكرمة.

[۲] هذه السنة تحصل التنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم (شامی زكريا ص ۴۶۷ ج۲) باب الوتر والنفل مطلب في صلاة الليل، وما كان بعد صلاة العشاء فهو من الليل وهو يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم الخ البحر الرائق ص ۵۲ ج۲ باب الوتر والنوافل، مطبوعه الماجديه كوئٹه، اعلاء السنن ص ۵۰ ج۷ قبیل باب جواز التنفل قائماً، مطبوعه امداديه مكة المكرمة.

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے صلاۃ تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق تک بیان فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحاح میں روایت موجود ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے شب میں بھی اور وسط شب میں بھی اور اخیر شب میں بھی تہجد پڑھی ہے مگر آخری ایام میں اور زیادہ اخیر شب میں پڑھنا ہوا ہے جس قدر بھی رات کا حصہ متأخر ہوتا جاتا ہے برکات اور رحمتیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں اور سدس اخیر میں سب حصوں سے زیادہ برکات ہوتی ہیں تہجد ترک ہجود یعنی ترک نوم سے عبارت ہے اس لیے اوقات نوم بعد عشاء سب کے سب وقت تہجد ہی ہیں اتنا ارشاد کیا گیا ہے لیکن یہ بات ارشاد نہیں کی کہ کوئی شخص اگر نماز تہجد کا پابند ہو اور کسی وجہ سے سفر میں تھا، نیند آ گئی آنکھ نہ کھل سکی اور نماز تہجد رہ گئی ساتھ ہی تسبیح وغیرہ از کار رہ گئے تو دن کے تقریباً ساڑھے نو بجے یا دس بجے کے اتنی ہی پڑھ لے تو کیا نماز تہجد اداء میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟ اس ناکارہ نے حضرت محمد یوسف صاحب خلیفہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ سے سنا تھا کیا ایسا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں ایسا شخص تہجد کی فضیلت سے محروم نہیں رہے گا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/۹۶ھ

عشاء سحری تہجد وغیرہ کے اوقات

سوال:- کیا نماز عشاء اور نماز تہجد اور سحری کھانے کے وقت کی انتہاء ایک ہے، یعنی صبح

---

[1] عن عمر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلاةِ الْفَجْرِ وَصَلاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ رواه مسلم.(مشكوة شريف ص ١١٠، باب القصد في العمل)

ترجمہ:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے وظیفے یا اس میں سے کچھ حصے (کے پڑھنے سے) سو جائے پھر اس کو فجر اور ظہر کے درمیانی وقت میں پڑھا تو اس کے لئے ثواب اسی طرح لکھا جائے گا جیسا کہ اس نے رات میں پڑھا ہو۔

صادق کے اندر تک ان تینوں کی انتہاء ہے اور تہجد کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور اس کی انتہاء کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ان سب کا انتہائی وقت ایک ہے طلوع صبح صادق سے کچھ دیر پہلے سحری کھانا افضل ہے سحری میں دیر چاہیے مگر نہ اس قدر کہ صبح صادق ہوجانے کا شک ہوجائے بلکہ اس سے پہلے پہلے ختم ہونی چاہیے[1] اور تہجد کا وقت بھی عشاء کے بعد تمام رات ہے لیکن سوکر اٹھ کر پڑھنا زیادہ موجب ثواب ہے اور سب سے آخر میں پڑھنا افضل ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تہجد کا وقت

سوال:- تہجد کی نماز کب لاگو ہوتی ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ کوئی انسان رات بھر نہ سوئے اس پر تہجد کی نماز لاگو نہیں ہوتی، وہ کہتا ہے کہ ایک نیند نکالنے کے بعد ہی نماز تہجد لاگو ہوتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

عامۃً بعد عشاء لوگ سوجاتے ہیں پھر اٹھ کر نماز پڑھی جاتی ہے تو وہ تہجد کہلاتی ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو شخص تمام رات بیداری اور نماز میں مشغول رہے تو اس کا اجر عام تہجد

---

[1] ویستحب السحور وتاخیره الدرالمختار فان شک کره الأکل في الصحیح، (شامی کراچی ص۴۱۹ ج۲، بدائع ص۲۶۶ ج۲، کتاب الصوم، مکتبه زکریا دیوبند الهندیه ص۲۰۰ ج۱، مطبوعه کوئٹه).

[2] وماکان بعد صلاة العشاء فهو من اللیل، انما التهجد المرء یصلی الصلاة بعد رقدة. شامی کراچی ص۲۴، ج۲، مطلب في صلاة اللیل أن قیام اللیل وقته بعد صلوة العشاء الخ اعلاء السنن ص۵۰ ج۷ قبیل باب جواز النفل قاعداً. مطبوعه امدادیه مکة المکرمة.

سے کم ہے بلکہ اجر زیادہ ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تہجد اور وتر کا آخری وقت

سوال:- غلبۂ نیند کی وجہ سے نماز تہجد کی پابندی نہیں ہوتی، سو تہجد اور وتر کی نمازوں کا آخری وقت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صبح صادق پر تہجد اور وتر کا وقت ختم ہوجائے[۲]۔ اگر ابھی آخر شب میں اٹھنے کی عادت پختہ نہیں تو وتر سونے سے پہلے ہی پڑھ لیا کریں[۳]۔ قضا کرنا گناہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۴/ ۸۹ھ

وقت اشراق

سوال:- طلوع آفتاب ۴ر بج کر اٹھارہ منٹ پر ہے اور ایک شخص اشراق کی نماز ۴ر بجکر ۲۵ر منٹ پر شروع کرے تو کیا صحیح نہیں ہوئی کم سے کم کتنا توقف کیا جائے۔

---

[۱] وماكان بعد صلاة العشاء فهو من الليل وهذا يفيد ان هذه السنة تحصل بالتنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم (شامی کراچی ص۲۴ ج۲) مطلب في صلاة الليل باب الوتر والنوافل. إنما التهجد ان يصلى بعد رقدة الخ اعلاء السنن ص ۵۰ ج۷ قبيل باب جواز النفل قاعداً الخ مطبوعه مكة المكرة.

[۲] ووقت العشاء والوتر منه إلى الصبح (الدرمع الرد كراچى ص ۳۶۱ ج۱) كتاب الصلاة. عالمگیری ص۵۱ ج۱ الفصل الاول فی اوقات الصلوة، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص۱۰۶ ج۱ مواقيت الصلاة، دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] وتاخير الوتر الى آخر الليل لواثق بالانتباه وإلا فقبل النوم (الدرمع الرد ص ۳۶۹ ج۱) مطلب يشترط العلم بدخول الوقت. عالمگیری ص۵۲ ج۱ الفصل الثانى فضيلة الاوقات مطبوعه کوئٹه. مجمع الانهر اوقات الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنی دیر میں شعاع شمس صاف نہیں ہوتی بلکہ وقت مکروہ رہتا ہے بیس منٹ میں بالکل وقت مکروہ خارج ہوجاتا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۴/ ۹٦ھ

سورج طلوع ہونے میں کتنی دیر لگتی ہے اور وقت اشراق

سوال:- جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے تو کتنے منٹ میں پورا نکل آتا ہے اور اشراق کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سورج جب نکلنا شروع ہوتا ہے تو دو منٹ چوبیس سکنڈ میں پورا نکل آتا ہے، پھر جب اس کی طرف نظر نہ کی جاسکے اور بالکل سفید ہوجائے تب اشراق کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ عامۃً بیس منٹ کے بعد بالکل سفید ہوجاتا ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز عید کا وقت

سوال:- (۱) نماز عید الفطر عید الاضحیٰ میں اگر صبح سے بارش شروع ہوگئی اور دو بجے دن

---

[1] وندب أربع فصاعداً في الضحى على الصحيح من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار (درمختار مع الشامی ص ۲۲ ج ۲، مطلب سنة الضحى باب الوتر والنوافل). وابتداء ہ من ارتفاع الشمس الى قبیل زوالها الخ مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۲۱ فصل فی تحیة المسجد الخ مطبوعه مصری.

[2] مادامت العين لاتحار فيها فهي في حكم الشروق (شامی نعمانیه ص۲۴۸، ج۱، كتاب الصلاة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت طحطاوي ص ۱۴۹) قاضیخان ص ۴۷ ج ۱ کوئٹه كتاب الصلوة.

تک بہت زوروں کی بارش ہوتی رہی سردست شامیانہ وغیرہ کا انتظام نہ ہوسکا مسجد میں برساتی نہیں ہے جس سے کہ بارش کا بچاؤ ہوسکے تو کیا بعد دو بجے دن کے نماز عیدالفطر یا نماز عیدالاضحیٰ پڑھی جاسکتی ہے؟

(۲) اگر نہیں پڑھی جاسکتی تو کیا کرنا چاہیے کیسے نماز ادا ہو کوئی عمارت نہیں ہے جس میں نمازی آسکیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) زوال آفتاب کے بعد نماز عیدین درست نہیں، مجبوری کی حالت میں عیدالفطر کی نماز دوسرے دن پڑھی جائے اور عیدالاضحیٰ کی نماز دوسرے دن بھی نہ ہوسکے تو تیسرے دن پڑھی جائے، **وابتداء وقت صلاة العيد من ارتفاع الشمس الى قبيل زوالها وتوخر صلاة عيد الفطر بعذر كالمطر ونحوه الى الغد فقط وتؤخر صلاة عيد الاضحى بعد ذلك الى ثلاثة ايام ا هـ (طحطاوي ومراقى الفلاح)**[1]

(۲) ع۱ میں جواب آگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کے اوقات کی تعیین!

سوال:- پابندیٔ وقت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نمازوں کیلئے جو اوقات مقرر کئے جاتے ہیں اسمیں سب سے بڑی مصلحت یہ ہے کہ سب

[1] طحطاوی مع المراقی الفلاح ص:۴۳۶، باب احکام العیدین، مطبوعہ مصر، الشامی کراچی ص۱۷۶ ج۲، باب العیدین والبحر ص ۱۶۲ – ۱۶۳ ج۲. مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

کو جماعت مل جائے کسی کو شکایت کا موقع نہ ہوتا ہم ضرورت عذر کی وجہ سے کچھ تقدیم وتاخیر کردی جائے تو مضائقہ نہیں، جب تک کہ حد کراہت میں نہ آئے[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اوقات نماز کی تعیین جنتریوں سے

سوال:- ہر شہر میں مقامی ریلوے وقت، پوسٹ کا وقت نماز کے لیے مقامی وقت میں آدھا گھنٹہ سے زیادہ فرق پڑ جاتا ہے۔ اس لئے شریعت کے مسئلہ سے واقف کرائیں تاکہ مقامی لوگوں کو وقت نماز صحیح معلوم ہو جائے، چندلوگوں نے ریڈیو کے وقت پر زور دیا ہے، مشاہدہ ہے کہ بجلی کی کڑک اور چمک سے دو تین سکنڈ اور زیادہ بھی فرق پڑ جاتا ہے گوایک ہی میل کے اندر ہی واقع ہوتے ہیں بجلی سے چلائی جانے والی ریڈیو رسدگاہ مدراس سے ہم تک ۱۰۰ رکلومیٹر سے زائد ہے چار پانچ منٹ کا فرق ہو جاتا ہے اکثر مسجدوں میں صحیح وقت بتانے والی گھڑی مستعمل ہے جو بہت ہی قیمتی ہے، اس کے پرزے گرمی اور جاڑے میں صحیح وقت بتاتے ہیں، ایسی گھڑی کا استعمال کرنا لازم ہے یا اندازہ سے نماز ادا کر لینی چاہیے مقامی وقت (جس مسجد میں) دریافت کر لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اوقات الصلاۃ کے مطابق غروب آفتاب میں دس منٹ زیادہ کر لیتے ہیں، ایک مقام پر طلوع اور غروب میں کتنے منٹ کا اضافہ کر لینا چاہیے؟ شہر میں کئی مسجدیں ہوں ایک ساتھ اذان دینا ناممکن ہے، اگر آگے پیچھے ہو جائیں تو کیا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اوقات نماز کی تعیین اصالۃً علامات سماویہ سے کی جاتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم، حدیث

---

[1] وينتظر الاقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز ولو اخر بعد الاجتماع لا بزازية ص ۲۵ ج۴، مطبوعه كوئٹه، وفي الشامية رئيس المحلة لاينتظر مالم يكن شريراً والوقت متسع الدرالمختار على الشامي كراچى ص ۴۰۰ ج ا، باب الاذان شامي زكريا ص ۷۱ ج۲.

شریف اور کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے[1] انہیں علامات سے جنتریاں بنائی جاتی ہیں، اگر ان علامات سے واقفیت نہ ہو، ابر وباراں وغیرہ کی وجہ سے علامات کا ظہور نہ ہو تو واقفین فن کی بنائی جنتریوں پر مجبوراً اعتماد کرنا پڑتا ہے جس جنتری اور جس گھڑی پر صحت کا ظن غالب ہو اور تجربہ سے اسکا صحیح ہونا معلوم ہو چکا ہو اسکے مطابق عمل کر لینا براءۃ ذمہ کیلیے انشاء اللہ کافی ہے[2] طلوع، غروب، زوال، صبح صادق کا وقت ہر علاقہ میں یکساں نہیں، اسلیے اوقات نماز میں بھی تفاوت ہو جاتا ہے۔[3] ایک ہی شہر کی متعدد مساجد میں اگر اذانیں قدرے تفاوت سے ہوں تب بھی درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نمازوں کے اوقات جنتری سے مقرر کرنا

سوال:- حاجی اور نمازی کچھ اس قدر نیک ہیں کہ ان کی باتیں سمجھ سے بالاتر ہیں ان کے آئے دن کے مسائل سے مساجد ویران ہیں یہاں یہ مسئلہ درپیش ہے کہ کسی بھی وقت کی

---

[1] قال اللّٰہ تعالٰی : إن الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً سورۃ نساء آیت ۱۰۳ . عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان للصلوۃ اولاً واٰخراً وان اول وقت صلوۃ الظھر حین تزول الشمس واٰخر وقتھا حین یدخل وقت العصر الحدیث. ترمذی شریف ص۳۹ ج۱ باب ماجاء فی مواقیت الصلوۃ الخ مطبوعہ اشرفی دیوبند. در مختار علی الشامی کراچی ص۳۵۷ ج۱ مواقیت الصلوۃ، البحر الرائق ص۲۴۴ ج۱ مواقیت الصلوۃ مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[2] فینبغی الاعتماد فی أوقات الصلوۃ وفی القبلۃ علٰی ما ذکرہ العلماء الثقات فی کتب المواقیت وعلٰی ما وضعوہ لھا من الآلات کالربع والاصطرلاب فانھا وإن لم تفد الیقین تفد غلبۃ الظن للعالم بھا وغلبۃ الظن کافیۃ. شامی کراچی ص ۴۳۱ ج۱ باب شروط الصلوۃ مبحث فی استقبال القبلۃ.

[3] لأن الوقت یختلف باختلاف کثیر من الأقطار شامی کراچی ص ۳۶۳ ج۲، مطلب في فاقد وقت العشاء کأھل بلغار.

جماعت کی نماز میں لوگوں کی رعایت ضروری ہے۔ یا جو ٹائم مقرر علی الاعلان کیا گیا ہے کبھی معترض حاجی ونمازی کہتے ہیں کہ میں سنتیں پڑھ رہا تھا کہ امام نے جماعت کی تکبیر کیوں پڑھنے دی، کبھی کہتے ہیں کہ جماعت کی نماز بہت طویل ہونی چاہیے اگر کبھی اتفاق سے پہلے آ گئے تو سارے اعتراض مفقود ورنہ اعتراض کی باری ہے، سوال یہ ہے کہ

(۱) نماز جماعت میں کسی کا لحاظ پاس ہے یا ٹائم مقررہ کا سنت کے مطابق؟

(۲) کیا نماز جماعت کو آدمیوں کی کھانسی یا آواز سن کر طویل کر دیا جائے یا نہیں؟

(۳) فجر کی نماز کی جماعت کس وقت ہونی چاہیے، کیا پندرہ منٹ تک جماعت کھڑی رہے یا اتنی طویل ہونی چاہیے کہ اگر کسی کو غسل جنابت کی ضرورت ہو تو وہ غسل کر کے سنتیں پڑھے اور اس کی پہلی رکعت نہ نکل سکے اور آفتاب طلوع ہونے سے کتنی دیر پہلے جماعت ختم ہو جانی چاہیے اور کتنی طویل؟

(۴) جو امام مسجد سے بدتمیزی سے پیش آئے خواہ حاجی ہو یا نمازی وہ کیسا ہے؟ آیا اس کی نماز بھی ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس پریشانی سے نجات کیلئے سلامتی اس میں ہے کہ سال بھر کی نمازوں کے اوقات وہاں کے حالات کے مناسب جنتریوں کو دیکھ کر نیز آس پاس کی مسجدوں کا حال معلوم کر کے متعین کر لئے جائیں اور ہر ماہ کا نقشہ اوقات مسجد میں لگا دیا جائے تا کہ امام صاحب اس وقت پر جماعت شروع کرا دیا کریں اور آنے والے اس کی پابندی کریں[1]۔

(۲) لوگوں کا جماعت شروع ہونے کے بعد مسجد پہونچ کر اس لیے کھانسنا کہ امام صاحب نماز طویل کر دیں اور اس پر امام صاحب کا نماز طویل کرنا شرعاً درست نہیں[2]۔

---

[1] ملاحظه هو احسن الفتاوى ص ۱۶۳، ج ۱ اشرفی دیوبند.

[2] و کره تحريما اطالة ركوع او قرأة لادراک الجائى الخ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

(۳) فجر کی جماعت آفتاب نکلنے سے اتنے پہلے ختم کر دی جائے کہ اگر سلام کے بعد معلوم ہوا کہ نماز نہیں ہوئی مثلاً امام صاحب نے بے خبری میں بلا غسل پڑھا دی پھر ان کو معلوم ہوا کہ غسل کی حاجت ہے تو وہ جلدی جلدی غسل کر کے دوبارہ جماعت طلوع سے پہلے کرا دیں تب سورج نکلے مثلاً طلوع سے ۱۵/ منٹ پہلے ختم ہو جائے[1] اور نماز فجر میں قراءت طویل مسنون ہے۔ سورۂ حجرات سے سورۃ البروج تک[2] جب جماعت کا وقت متعین کر دیا جائے گا۔ تو امید ہے کہ شکایت ختم ہو جائے گی۔

(۴) امام کا احترام واجب ہے اس سے بدتمیزی سے پیش آنا بڑی غلطی ہے کہ جس کی اقتداء میں سب سے افضل عبادت ادا کرنا ہے اس کا احترام کرنا انتہائی ضروری ہے تاہم نماز اس کی بھی ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

پاکستان سے شائع شدہ جنتری کا حال

سوال:- پاکستان سے ایک تحقیقی بہ سلسلہ وقت فجر وعشاء شائع ہوئی ہے کہ صبح صادق کا

(صفحہ گذشتہ) الدرالمختار على الشامي زكريا ص۱۹۸ ج۲، باب صفة الصلاة مطلب في اطالة الركوع للجائی. البحر الرائق ص ۳۵۱ باب الامامة مطبوعه الماجديه ج۱ كوئٹه، تاتارخانيه كراچی ص ۵۲۰ ج۱ الآذان نوع آخر فی آذان المحدث والجنب الخ.

(صفحہ ہٰذا) [1] والمستحب الابتداء في الفجر باسفار والختم به هو المختار بحيث يرتل اربعين آية ثم يعيده بطهارة لوفسد الخ الدرالمختار على الشامي زكريا ص ۲۴ ج۲، كتاب الصلاة في بيان أوقات الصلاة. المحيط البرهانی ص۷ ج۲ فضيلة الاوقات، الفصل الاول فی المواقيت مطبوعه ڈابھيل تاتارخانيه ص ۴۰۴ ج ۱ فضيلة الاوقات، مطبوعه كراچی.

[2] ويسن في الحضر طوال المفصل من الحجرات الى البروج في الفجر والظهر الخ الدرالمختار على الشامي زكريا ص ۲۶۱ ج۲، باب صفة الصلاة. مجمع الانهر ص۱۵۸ ج۱ فصل فی القرأة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيری ص۷۷ ج۱ الفصل الرابع فی القرأة مطبوعه كوئٹه.

وقت جو کہ جنتریوں میں چھپتا ہے وہ صحیح نہیں ہے، رمضان شریف میں اس وقت کے لحاظ سے نماز فجر قبل طلوع صبح صادق ہوجاتی ہے جب کہ متصل ختم وقت سحر پڑھی جائے، دریافت طلب یہ ہے کہ یہ تحقیق آپکے نزدیک صحیح ہے یانہیں؟ اگر کوئی شخص نمازِ فجر متصل ختم وقت سحر پڑھے تو وہ نماز صحیح ہوگی یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مجھے فلکیات میں درک نہیں ہے، ایک دفعہ مدرسہ کی جانب سے افطار وسحر سے متعلق جنتری کا مرتب کرنا میرے سپرد کردیا گیا تھا اس لئے صبح صادق، طلوع یا زوال مثلین یا غروب شمس، غروب شفق کی تحقیق وتفتیش کیلئے متعدد جنتریوں کو سامنے رکھا، دوربین سے دیکھا، دھوپ گھڑی سے کام لیا، قطب نما وقبلہ نما سے مدد لی ایک ہی مقام سے متعلق ایک سے لے کر ۱۸/منٹ تک فرق نکلا، تقریباً دو ہفتے تک کوشش کر کے معذرت کردی تھی کہ یہ کام میرے بس کا نہیں، ایک ضلع کے ایک قصبہ میں ایک وقت سحری کھائی جارہی ہے اوراسی وقت دوسرے قصبہ میں نماز فجر ادا کی جارہی ہے، اب یا تو ایک قصبہ والوں کے روزے غلط یا دوسرے قصبہ والوں کی نمازِ فجر غلط، جنتری اور نقشہ دونوں کے پاس موجود گھڑی دونوں تار سے ملاتے ہیں اور بعض نصف النہار سے بھی ملاتے ہیں اور ہر جنتری کو تصدیق علماء کا شرف بھی حاصل ہے، اگر سحری صبح کے وقت مشتہر سے قبل ختم کردیجائے اور نماز فجر اسفار میں ادا کی جائے جو کہ اصل مذہب ہے[۱] تو کوئی خدشہ نہ رہے یا اسفار میں نہ ہو تو کم ازکم اتنا تو لحاظ کرلیا جائے یہ خدشہ دفع ہوکر نماز بالتعین صحیح وقت پر ادا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ویکرہ تأخیر السحور الٰی وقت یقع فیہ الشک الخ عالمگیری ص۲۰۰ ج۱ الباب الثالث فیما یکرہ للصائم الخ والمستحب للرجل الإبتداء في الفجر بإسفار والختم بہ شامی کراچی ص۳۶۶ ج۲.

اذان سے قبل نماز پڑھنے کا حکم

سوال :-اگر ہم صبح صادق یا اذان فجر سے پہلے فجر کی دو رکعت پڑھ لیں تو کیا ادا ہو جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صبح صادق کے بعد اذان فجر سے پہلے اگر دو سنت پڑھی تو ادا ہو جائے گی اگر صبح صادق سے پہلے پڑھی تو ادا نہ ہوگی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نماز وقتِ مقررہ سے ایک دو منٹ آگے پیچھے ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال :- پانچوں نمازوں کا جو وقت مقرر کر لیا جاتا ہے جیسے فجر کا ۵/ بجے ظہر ۲½ بجے عصر ۵½ بجے وغیرہ وغیرہ ان مقررہ وقت کو اتنا سمجھنا ضروری ہے کہ ایک منٹ آگے ہو نہ پیچھے یہ کیسا ہے؟

(صفحہ گذشتہ) ویستحب تأخیر الفجر ولا یؤخرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس الخ عالمگیری ص۵۲ ج۱ الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات.

(صفحہ ہذا) [۱] لایجوز اداؤهما (أي رکعتي الفجر) قبل طلوع الفجر (عالمگیری ص۱۱۲، ج۱، کتاب الصلوة، الباب التاسع، مطبوعه کوئٹه) سن للفرائض فلا اذان للوتر ولا للعبد الیٰ قوله ولا للکسوف والاستسقاء والتراویح والسنن الروتب الخ البحر الرائق ص۲۵۶ ج۱ باب الاذان مطبوعه الماجدیه کوئٹه، المحیط البرهانی ص۲۳۷ ج۲ الفصل الحادی عشر التطوع قبل الفرض وبعده مطبوعه ڈابھیل.

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک منٹ آگے پیچھے ہونے سے نماز ناجائز نہیں ہوگی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۲ ۹۳ھ

وقت مقررہ سے کچھ پہلے نماز

سوال:- امام اپنی خوشی کے مطابق نماز پڑھاوے وقت کے خلاف یہ عمل کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بالتفصیل جواب مرحمت فرمایا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نماز کا وقت ہی نہ ہوا ہو تو نماز پڑھنا پڑھانا ناجائز ہے[۲]۔ اگر وقت تو ہوگیا لیکن کسی عارض کی وجہ سے وقت مقررہ سے دو چار منٹ پہلے امام نے نماز پڑھادی اور پابند جماعت نمازی بھی آچکے تھے تو اس میں مضائقہ نہیں اگر پابند جماعت نمازی نہیں آئے تھے تو وقت مقررہ تک ان کا انتظار کرنا چاہئے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۶/۶/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۶/۶/ ۵۷ھ

---

[۱] وأجمعوا أن خيار التاخير الى ان لايسع الاجميع الصلاة (شامي كراچی ص ۳۵۶ ج ۱) كتاب الصلاة ، مطلب فيما يصير به الكافر مسلماً، وراجع فتاوى دار العلوم ص ۵۱ ج ۲، أوقات الصلاة.

[۲] يشترط لصحة الصلاة دخول الوقت واعتماد دخوله (شامي ص ۳۷۰ ج ۱، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت كتاب الصلاة، شامي نعمانيه ص ۲۴۷ ج ۱، مراقى الفلاح ص ۱۷۳)

[۳] ويفصل بين الاذان والاقامة بقدر مايحضر الملازمون للصلاة (بقيه آئنده صفحه پر)

وقت مقررہ سے کچھ تاخیر کرنا کسی کے انتظار میں!

سوال:- مساجد میں عموماً جماعت کیلئے وقت مقرر ہوتا ہے لیکن اگر کبھی کسی وجہ اور کسی ضرورت سے امام پانچ سات منٹ کی تاخیر کردے وقت مقررہ سے تو کیا یہ صورت جائز ہے یانہیں؟ یا کسی معزز عالم دین اور کسی بزرگ کے انتقال پر بھی تھوڑی سی تاخیر ہوسکتی ہے، اکثر لوگ اس پر خفا ہوجاتے ہیں اور وقت مقرر پر تاخیر کو حرام اور گناہ تصور کرتے ہیں، لہٰذا اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

نمازوں کے اوقات میں موجودہ مروجہ گھڑی کے اعتبار سے سہولت پیدا ہوتی ہے کہ پابند جماعت نمازی شرکت جماعت سے محروم نہ رہیں اگر اسمیں قدرے تغیر ہوجائے اور شرعی طریقے پر وقت مکروہ داخل نہ ہو تب بھی نماز بالیقین درست ہوجاتی ہے، یہ عقیدہ رکھنا کہ پانچ سات منٹ تاخیر کرنے سے نماز درست نہیں ہوگی یا یہ تاخیر کرنا حرام ہے غلط عقیدہ ہے اس کی اصلاح ضروری ہے، جو شخص جماعت کا پابند ہو اور اتفاقیہ طور پر کبھی اس کو تاخیر ہوجائے تو اس کی خاطر سب کو انتظار کرنے میں مضائقہ نہیں اگر کوئی شخص شریر ہو کہ جماعت نہ ملنے کی وجہ سے فتنہ برپا ہوجائے تو اس کی خاطر بھی تاخیر کرنا درست ہے، البتہ باوجاہت کی وجہ سے خوشامدانہ انتظار نہیں ہونا چاہئے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(صفحہ گذشتہ) مع مراعاة الوقت المستحب (نورالایضاح ص ۶۱) باب الاذان. عالمگیری ص۵۷ ج۱ الفصل الثانی فی کلمات الاذان الخ مطبوعه کوئٹه، در مختار علی الشامی زکریا ص ۵۶ ج۲ باب الاذان.

[1] وينتظر الاقامة ليدرك الناس الجماعة يجوز ولواخر بعد الاجتماع لا الا اذا كان ذاعداء شريرالنقص مساويه والامام كذلک. بزازية على هامش الهندية ص ۲۵، ج۴، كتاب الصلوة، الفصل الاول فی الاذان مطبوعه کوئٹه، وقال في الشامية. (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

جمع بین الصلوٰتین باعتبار وقت

سوال:-جمع بین الصلوٰتین بحالت سفر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حنفیہ کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین سفر میں بھی جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دھوپ سے عصر کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ!

سوال:-ہمارے یہاں راجستھان میں آج کل طلوع وغروب کے اوقات میں اور یہاں کے اوقات میں بارہ منٹ کا فرق ہے حسینی دوامی جنتری میں یہاں کا طلوع آفتاب کا وقت ۳۳/۶/ اور نصف نہار کا وقت ۳۰/۱۲/ اور غروب آفتاب کا وقت ۳۹/۶/ لکھا ہے اور ہمارے یہاں ۱۲/ منٹ بعد یہ اوقات ہوتے ہیں یعنی ۴۵/۶/ پر طلوع آفتاب اور ۴۲/۱۲/ پر نصف النہار اور ۵۱/۶/ پر غروب آفتاب اس لحاظ سے ہمارے یہاں اگر عصر کی نماز ساڑھے چار بجے ہو تو کیا صحیح ہوگی یا نہیں؟

(صفحہ گذشتہ) رئیس المحلة لاينتظر مالم يكن شرير والوقت متسع (الدر المختار على الشامى كراچى ص ۴۰۰، ج ۱) باب الاذان شامى زكريا ص ۷۱ ج ۲. تاتارخانيه كراچى ص ۵۲۰ ج ۱ نوع آخر فى آذان المحدث والجنب الخ.

(صفحہ ہذا) [1] ولاجمع بين فرضين في وقت بعذر سفر ومطر (الدرالمختار مع الشامى كراچى ص ۳۸۱ ج ۱) قبيل باب الاذان، وشامى نعمانيه ص ۲۵۵ ج ۱، المراقى الفلاح مع الطحطاوي ص ۱۴۳ مطبوعه مصرى مواقيت الصلوة، البحر ص ۲۵۴ ج ۱ قبيل باب الآذان مطبوعه الماجديه كوئٹه، هندية ص ۵۲ ج ۱. الفصل الثانى فى فضيلة الاوقات مطبوعه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا شرعی قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت سورج بالکل سر پر ہو کسی سیدھی چیز مثلاً لکڑی زمین میں گاڑ کر دیکھ لیا جائے کہ اس کا کتنا سایہ ہے اس کو سایہ اصلی کہتے ہیں پھر جب اس لکڑی کا سایہ دومثل ہوجائے سایہ اصلی کے علاوہ تب عصر کا وقت شمار کیا جائے گا مثلاً لکڑی ایک گز کی ہے اور سورج سر پر ہونے کے وقت اس کا سایہ ایک بالشت ہے تو جب اس کا سایہ دوگز اور ایک بالشت ہوجائیگا تو سمجھئے کہ عصر کا وقت ہوگیا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قطب جنوبی وشمالی میں روزہ نماز کس طرح ہے؟

سوال:- قطب شمالی وقطب جنوبی کے مسلمان جہاں چھ مہینہ رات اور چھ مہینہ دن رہتا ہے، وہاں کے لوگ روزہ نماز کس طرح پورا کرتے ہیں؟ گھڑی گھنٹہ کے اعتبار سے یا دن رات کے اعتبار سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قطب شمال اور قطب جنوب میں کیا ہوتا ہے، وہ لوگ کس طرح روزہ نماز ادا کرتے ہیں، اس کا جواب ان سے ہی حاصل کیجئے پھر میرے پاس بھی بھیج دیجئے اسکے بعد دیکھ لیا جائیگا کہ

---

[1] ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فئ الزول الى غروب الشمس هكذا في شرح المجمع : (عالمگیری ص ۵۱ ج ۱) باب الاول في المواقيت، مطبوعه كوئٹه.وفی الشامی إن وجد خشبة يغرزها فی الأرض قبل الزوال وينتظر الظل مادام متراجعا الٰى الخشبة فإذا اخذ فی الزيادة حفظ الظل الذی قبلها فهو ظل الزوال الخ شامی زكريا ص۱۵ ج۲ فی مواقيت الصلوة البحر الرائق ص۲۴۵ ج۱ فی مواقيت الصلوة مطبوعه الماجديه كوئٹه. تاتارخانيه ص۴۰۲ ج۱ الفصل الاول فی المواقيت مطبوعه ادارة القرآن كراچی.

ان کا عمل موافق شرع ہے یا نہیں؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۷/ ۹۵ھ

چھ مہینہ دن چھ مہینہ رات والے مقام پر نماز کی کیفیت

سوال:- جس ملک میں چھ ماہ رات اور چھ ماہ دن رہتا ہے۔ وہاں دن والی نمازیں اور رات والی نمازیں دن میں ادا کرسکیں گے یا نہیں؟ اور اگر ادا کریں گے تو کس طرح ادا کرینگے آیا گھنٹوں کے اعتبار سے یا کسی اور اعتبار سے جواب مدلل اور واضح تحریر فرمائیں، نیز جس جگہ ادھر سورج غروب ہوا اور ادھر طلوع ہوا، اس کا کیا حکم ہے اور ہر دو ملک کس جگہ واقع ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

گھنٹوں کے اعتبار سے ادا کریں گے مگر محققین فن جغرافیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ مقامات غیر آباد ہیں کسی حیوان کی زندگی وہاں دشوار ہے ایسے مقامات کو عرض تسعین کہتے ہیں[۱] منتہائے آبادی جزیرۂ تولی ہے جس کا عرض خط استوا سے ترسٹھ درجہ ہے اور بعض ۶۴½ درجہ تک آبادی کے قائل ہیں۔ ناظورة الحق وغیرها سے معلوم ہوتا ہے کہ ازمنہ متاخرہ میں عرض ۶۶/ درجہ تک آبادی کے نشانات موجود تھے گھنٹوں کی تعیین وتفصیل آفتاب کی گردش کے ماتحت ہوگی پوری وضاحت مطلوب ہو تو مسٹر فریجر کے سوالات کے جوابات تحریر فرمودہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی دیکھئے مجموعہ الفتاوی[۲] میں بھی اس کا ذکر ہے۔

اس مقام کا نام بلغار ہے یہاں بعض ایام میں عشاء کا وقت نہیں ملتا بلکہ غروب کے بعد جلد ہی آفتاب طلوع ہو جاتا ہے مورخ مغربی ابن بطوطہ نے بھی تحفہ النظار فی غرائب

---

۱ این موضع یعنی عرض تسعین مسکن حیوان نمی تو اند شد چہ جائے انسان، فتاوی عزیزی ص: ۱۴۰/۱، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔ **ترجمہ**:- وہ جگہ عرض تسعین کی حیوان کا مسکن نہیں ہوسکتی چہ جائیکہ کسی انسان کا۔

۲ مجمعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی ص ۵۲ ج ۱ کتاب الصلوة مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

الامصار میں اپنا اس مقام پر پہونچنا درج کیا ہے[۱] اس مقام والوں کیلئے نماز عشاء کے متعلق کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ فرض ہی نہیں اسی پر علامہ شامی نے فتوی دیا ہے اور اسی کی موافقت حلوانی اور مرغینانی نے کی ہے، اسی کو شرنبلالی اور حلبی نے راجح کہا ہے۔

تنویر الابصار میں لکھا ہے کہ فرض ہے اندازہ سے پڑھیں قضاء کی نیت نہ کریں برہان کبیر نے اسی پر فتوی دیا ہے کمال نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ابن شحنہ نے بھی اس کی تصحیح کی ہے، زیادہ بسط وتفصیل درکار ہو تو ردالمحتار[۲] اور بحر کا مطالعہ کیجئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

جنتریوں میں فرق ہو تو نماز کے لئے کس کا اعتبار کیا جائے

سوال:- دوامی اسلامی جنتری اور قاسمی جنتری میں کم وبیش ۴ رمنٹ کا فرق ہے، جنتری ریڈیو ٹائم کے مطابق تیار کی گئی ہے، قاسمی جنتری کے اول صفحہ پر نوٹ درج ہے کہ اس جنتری کو استعمال کرنے والے اپنی گھڑیاں ریڈیو ٹائم سے ملا کر رکھیں، اب صورت یہ ہیکہ گھڑیاں سب مسجدوں کی ریڈیو ٹائم سے چلتی ہیں، اور جنتری سے چار منٹ کے دوران نماز فجر ادا پڑھتے ہیں، ان کی نماز صحیح ہوتی

---

[۱] وكنت سمعت بمدينة بلغار، وصلتها في رمضان فلما صلينا المغرب افطرنا واذن بالعشاء في اثناء افطارنا فصليناها وصلينا التراويح والشفع والوتر وطلع الفجر اثرذلک (تحفة النظار ص۲۱۷ ج۱، ایضاً ص: ۳۵۰، الفصل السابع مطبوعه درالکتب العلمية بيروت)

[۲] وفاقد وقتهما كبلغار مكلف بهما فيقدر لهما ولاينوى القضاء لفقد وقت الأداء به افتى البرهان الكبير واختاره الكمال وتبعه ابن الشحنه في الفازة وقيل لايكلف بهما لعدم سببهما وبه جزم في الكنز والدر والمنتقى وبه افتى البقال ووافقه الحلوانى والمرغينانى رجحه الشرنبلالى والحلبي (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۳۶۳، ج۱، شامی نعمانیه ص ۲۴۲، ج۱) مطلب في فاقد وقت العشاء كأهل بلغار، كتاب الصلاة، البحر الرائق ص۲۴۶، ج۱، كتاب الصلوة. منتخبات نظام الفتاویٰ ص۴۵ ج۱ مطبوعه اسلامی فقه اکیڈمی انڈیا.

ہے، یا نہیں؟ ہمارے یہاں کی اکثریت دوامی اسلامی جنتری کو ہی صحیح مانتی ہے، جبکہ دوامی اسلامی جنتری کے ضمیمہ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ ریڈیو ٹائم سے ملانے والے تجاوت کر لیا کریں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

چار منٹ کا فرق ایسا نہیں کہ جس کا لحاظ رکھنے سے کچھ پریشانی لاحق ہو اس کی رعایت ہی سے نماز ادا کی جائے، تا کہ دونوں کے موافق نماز صحیح ہو جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۱۵/۶/۱۴۰۶ھ

حنفی کو غیر حنفی کے پیچھے جمع بین الصلوٰتین کرنا

سوال:- یوم عرفہ نویں ذی الحجہ کو مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں جماعت سے ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے، اس مسجد میں حنبلی امام نے اگر امامت کی تو ایسی حالت میں حنفی فقہ کی رُو سے مصلی کو کیا قصر کرنا درست ہے جبکہ امام یہ دونوں نمازیں قصر ہی ادا کرتا ہے حنبلی فقہ کی رُو سے کیا چار پانچ میل پر قصر واجب ہو جاتا ہے، اس حالت میں حنفی مصلی جماعت سے عصر کی نماز ادا کرے یا الگ نماز پڑھ لے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اس صورت میں حنفی اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے دونوں نمازیں الگ الگ اپنے وقت پر پڑھے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۷/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۲۷/۱/۹۱ھ

---

[1] یشترط لصحة الصلاة دخول الوقت واعتماد دخوله الخ شامی زکریا ص۲۹ ج۲ فی مواقیت الصلوة مطلب یشترط العلم بدخول الوقت.

[2] ولایجوز لامام مكة أن يقصر الصلاة اذالم يكن مسافراً ولاللحاج أن يقتدوا به اذا كان يقصر الصلاة (فتاوی تاتارخانیه ص ۴۵۴ ج۲ تعليم أعمال الحج، الوقوف بعرفة مناسک، شامی کراچی ص ۵۰۵ ج۲، شروط الجمع بين الصلاتين كتاب الحج شامی نعمانیه ص ۱۷۴ ج۲. منحة الخالق على البحر الرائق ص۳۷۷ ج۲ باب الاحرام، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول

اوقات مکروہہ

اوقات مکروہہ

سوال:- نکلتے ہوئے سورج اور ڈوبتے ہوئے سورج اور ٹھیک دوپہر کے وقت کوئی نماز جائز نہیں تو اب سوال یہ ہے کہ

(۱) ان تینوں وقت نماز پڑھنا حرام ہے یا مکروہ تحریمی کے درجہ میں ہے؟

(۲) تینوں اوقات مندرجہ بالا کی ابتداء اور انتہاء وقت (کسی پہچان اور علامت کے ذریعہ) سے آگاہ بخشی جائے۔ ان تینوں وقتوں میں مکروہ وقت کب سے کب تک رہتا ہے اور پھر حرام کا درجہ کب سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً صبح کو سورج پورا نکل آیا اور پھر روشنی ذرا بھی نہیں آئی اور بے تکلف دکھائی دیتا ہے یا شام کو عصر کے وقت دھوپ میں زردی آ گئی اور روشنی پھیکی پڑ گئی تو کیا یہ اوقات بھی نکلتے ہوئے اور ڈوبتے ہوئے سورج کے حکم میں ہیں یا یہ وقت مکروہ تحریمی کے درجہ میں ہیں یعنی دونوں کا ایک حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مکروہ تحریمی ہے[۱]

(صفحہ ہذا) [۱] کرہ تحریماً صلاۃ مطلقاً مع شروق واستواء وغروب إلا عصر یومہ الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۳۷۰، ج ۱، کتاب الصلاۃ. مطلب یشترط العلم بدخول الوقت. تاتارخانیہ ص ۴۰۷ ج ۱ المواقیت بیان یکرہ فیھا الصلوۃ مطبوعہ کراچی.

(۲) جس وقت سے آفتاب کا کنارہ طلوع ہو، ایک نیزہ بلند ہونے تک اور جس وقت سے آفتاب سرخ ہوجائے غروب ہونے تک نماز مکروہ تحریمی ہے صبح کی نماز میں اگر آفتاب طلوع ہوجائے تو نماز بالکل فاسد ہوجاتی ہے[۱] اور اسی روز کی عصر کی نماز میں اگر آفتاب غروب ہوجائے تو نماز ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے۔[۲] استواء کا وقت اس سے پہلے استفتا کے جواب میں بیان ہو چکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۷/۵۵ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف جوابات صحیح ہیں: سعید احمد غفرلہ

اوقات مکروہہ میں نماز کا حکم

سوال:- قضاء نماز اور سجدۂ تلاوت کیلئے بجز ان اوقات مذکورہ کے اور کوئی وقت دوسرا مکروہ تحریمی تو نہیں ہے؟ یعنی ان تمام اوقات مذکورہ کے علاوہ ہر وقت قضا نمازیں پڑھ سکتا ہے مثلاً صبح صادق اور فجر کی سنت کے درمیان یا سنت فجر اور فجر کے فرض کے درمیان یا فرض کے بعد سے سورج نکلنے کے وقت تک یا عصر کی نماز کے بعد سے دھوپ کی زردی سے قبل تک قضا نمازیں بلا کراہت ادا کر سکتے ہیں اور ان تین اوقات مذکورہ میں قضا نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یا حرام؟

---

۱ ووقت الفجر كله كامل فوجبت كاملة فتبطل بطرؤ الطلوع الذى هو وقت فساد الخ بحر ص ۲۵۱ ج ۱ مواقيت الصلوة مطبوعه الماجديه كوئٹه. شامی كراچی ۳۷۳۲ ج ۱ تاتارخانيه كراچی ص ۴۱۱ ج ۱ نوع آخر فى بيان الاوقات التى يكره فيها الصلوة.

۲ الأوقات المكروهة أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع وتبيض قدر رمح أو رمحين والثاني عند استوائها والثالث عند اصفرارها عصر كما صح اليوم عند الغروب مع الكراهة المراقى مع الطحطاوي مصرى ص ۱۴۹، فصل في الاوقات المكروهة الشامی نعمانية ص ۲۴۸ ج ۱. كتاب الصلوة. مطلب يشترط العلم بدخول الوقت.

الجواب حامداً ومصلیاً

اوقات ثلاثہ طلوع، استوا، غروب میں قضا نماز اور سجدۂ تلاوت اور ادا نماز کا ایک ہی حکم ہے البتہ آفتاب سرخ ہونے سے غروب ہونے تک اسی روز کی عصر کی نماز مکروہ نہیں کوئی دوسری قضا اس وقت بھی مکروہ تحریمی ہے۔ اوقات ثلاثہ کے علاوہ کسی دوسرے وقت قضا نماز منع نہیں بلکہ درست ہے۔ اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور ۱۱/۷ ۵۵ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف

کیا نصف اللیل میں بھی نماز ممنوع ہے

سوال:- نصف النہار یعنی زوال کے وقت نماز منع ہے کیا ایسا رات کو بھی ہے کہ ٹھیک آدھی رات کو زوال کا وقت ہوتا ہے تو اس وقت بھی نماز منع ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین وقت ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنا منع ہے۔ اوّل جب سورج نکلتا ہے، دوسرے جب سورج بالکل سر پر ہو، تیسرے جب سورج غروب ہوتا ہے[2]۔ رات کے کسی بھی حصہ میں

[1] ومنع عن الصلاة وسجدة التلاوة وصلاة الجنازة عند الطلوع والإستواء والغروب الاعصر يومه، بعد صلاة الفجر والعصر لاعن قضاء فائتة وسجدة تلاوة، مجمع الانهر ص ۱۱۰، ج ۱، كتاب الصلاة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۱۴۹ فصل فى الأوقات المكروهة مصرى، البحر كوئٹه ص ۲۴۹ ج ۱ كتاب الصلاة.

[2] ثلاثة أوقات لايصح فيها شيء من الفرائض والواجبات التى لزمت في الذمة قبل دخولها أي الأوقات المكروهات أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع وتبيض قدر رمح أو رمحين الثاني عند استوائها والثالث عند اصفرارها إلى أن تغرب الخ. المراقى مع الطحطاوي ص ۱۴۹، مطبوعه مصر. فصل فى الاوقات المكروهة. تاتارخانية ص۴۰۷ ج ۱ نوع آخر فى بيان الأوقات التى يكره فيها الصلاة مطبوعه كراچي، البحر الرائق ص ۲۴۹ ج ۱ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

نماز ممنوع نہیں، بارہ بجے ہوں یا کم وبیش۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۹ ۹۳ھ

عصر کے بعد قضا نماز

سوال:- عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے جب تک آفتاب غروب کے قریب نہ ہو[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اوقات مکروہہ میں قضا نماز کا حکم

سوال:- کیا قضائے عمری نمازیں فجر کی نماز سے پہلے یا بعد میں یا عصر کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قضا نماز ان اوقات میں بھی پڑھی جاسکتی ہے[2] مگر قضا نماز تنہائی میں پڑھنی چاہیے[3] کسی

---

[1] وعن التنفل بعد صلاة العصر لا عن قضاء فائتة البحر الرائق ص ۲۵۱ ج ۱، کتاب الصلاة مراقی الفلاح ص ۱۵۱، مطبوعه مصر. فصل فی الاوقات المکروهة. تاتارخانیة ص ۴۰۹ ج ۱ نوع آخر فی بیان الأوقات التی یکره فیها الصلوة مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص ۱۰ ج ۲ نوع آخر فی بیان الأوقات التی تکره فیها الصلوة مطبوعه المجلس العلمی ادارة القرآن.

[2] ویکره قضاءها فیه لأن التاخیر معصیة فلا یظهرها قال الشامی ویظهر من التعلیل ان المکروه قضاءها مع الاطلاع علیها الخ شامی کراچی ص ۳۹۱ ج ۱ باب الاذان مطلب فی اذان الجوق. عالمگیری ص ۱۲۵ ج ۱ الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت مطبوعه کوئٹه. الدار المنتقی ص ۲۱۸ ج ۱ باب قضاء الفوائت، دار الکتب العلمیة بیروت. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کوعلم نہ ہوکہ یہ قضا نماز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

زوال سے ادھرادھر کتنا مکروہ وقت ہے

سوال:-دوپہرکوکتنی دیرنصف النہار سے اِدھر اُدھر مکروہ وقت ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

نصف النہار سے ادھر ادھر کتنی دیر بھی مکروہ نہیں لیکن عین نصف النہار کا صحیح علم بھی کچھ آسان نہیں[1] اسلئے نصف النہار کا اندازہ کرنے میں جس قدر غلطی کا احتمال ہوتواس قدر مقدم ومؤخر وقت میں نماز پڑھنے سے احتیاط کرے اگر کہیں دس منٹ کا احتمال ہوتو دس منٹ، پندرہ منٹ کا احتمال ہوتو پندرہ منٹ، پانچ منٹ کا احتمال ہوتو پانچ منٹ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طلوع شمس کے وقت نماز

سوال:-اکثر اوقات مکروہ میں جماعت اولیٰ ہوتی ہے۔مثلاً ۵/بج کر۱۵/منٹ پر فجر کی نماز ۵/بج کر۱۰/منٹ پرآفتاب ہی طلوع ہوتا ہےایسی صورت میں نماز اداہوجائیگی یا قضا

(صفحہ گذشتہ) [3] ویکره ان يتنفل بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب، ولابأس بأن يصلي في هذين الوقتين الفوائت هداية ص٨٦ ج١، قبيل باب الأذان (دارالكتاب) شامي كراچی ص٣٧٣، ج٢. مجمع الأنهر ص ١١١ ج ١ في المواقيت. دار الكتب العلمية بيروت. البحرالرائق ص ١٥١ ج١ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [1] أن الوقت المكروه هوعند انتصاف النهار إلى أن تزول الشمس ولايخفى أن زوال الشمس انما هو عقيب انتصاف النهار بلافصل وفي هذا القدر من الزمان لايمكن اداء صلاة فيه فلعل المراد انه لاتجوز الصلاة الخ الشامي نعمانيه ص٢٤٨ ج١، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت.

پڑھی جائے گی یا ایسے وقت میں نمازی اپنی تنہا نماز پڑھ لے جب کہ دیر ہورہی ہو اور آفتاب طلوع ہونے کا خیال ہو یا جماعت کا انتظار کرے۔

الجواب حامداًومصلیاً

طلوعِ آفتاب کے وقت نماز ناجائز ہے اگر عین نماز میں آفتاب طلوع ہوجائے تو اس کو وہیں ختم کردیں اور آفتاب بلند ہونے پر قضا پڑھیں[1] اور جب وقت تنگ ہوجائے تو اپنی تنہا نماز پڑھے جماعت کا انتظار نہ کرے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ　　　صحیح: عبداللطیف ۶/۲۴ ۶۱ھ

طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنے کی مخالفت کی وجہ

سوال:- حدیث شریف میں طلوعِ شمس اور غروبِ شمس کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اور ممانعت کی وجہ طلوع شمس بین قرنی الشیطان جس کی وجہ سے شیطان کی عبادت کا شبہ معلوم ہوتا ہے۔

پھر یہ حکم عام کیوں ہے؟ اس وجہ سے کہ جو لوگ خانہ کعبہ سے مشرق کی جانب رہتے ہیں، تو ان کے لیے غروب آفتاب کے وقت ممانعت سمجھ میں آتی ہے اس لئے کہ سورج مصلی کے سامنے ہوتا ہے، مگر طلوع کے وقت یہ بات سمجھ میں نہیں آتی جو کہ سورج وقرن شیطان اور شیطان مصلی کے پیچھے ہوتے ہیں، تو اس صورت میں بجائے شیطان کی تعظیم کے توہین

---

[1] لاتجوز الصلاة عندطلوع الشمس، حتی ترتفع الهداية ص ۸۴ ج ۱، دارالكتاب، كتاب الصلاة. مجمع الأنهر ص ۱۱۰ ج ۱ فی مواقيت الصلوة. دار الكتب العلمية بيروت. البحر الرائق ص ۲۴۹ ج ۱ مطبوعه كوئٹه.

[2] وإذا خاف فوت ركعتی الفجر لإشتغاله سنتها تركها الدرالمختار نعمانية ص ۴۸۱ ج ۱ . المحيط البرهانی ص ۱۱ ج ۲ نوع آخر فی بيان الأوقات التی تكره فيها الصلاة مطبوعه المجلس العلمی ڈابهيل.

وتذلیل ہوتی ہے، جس طرح اگر تصویر مصلی کے سامنے ہوتو نماز پڑھنے کے لیے ممانعت آئی ہے، اس لیے کہ تصویر کی تعظیم ہوتی ہے اور عبادت کا بھی شبہ ہوتا ہے، مگر جب تصویر مصلیٰ کے پیچھے یا قدموں کے نیچے ہوتو یہ شبہ جاتا رہتا ہے اور بجائے تعظیم کے تذلیل ہوتی ہے، تو اس صورت میں نماز کی اجازت ہے۔

پھر ایک حدیث ہے، اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلاتَسْتَقْبِلُوْا الْقِبْلَۃَ وَلاتَسْتَدْبِرُوھاَ وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا أَوْغَرِّبُوْا أَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَام جس طرح حدیث مذکور آں حضرت ﷺ نے مدینہ والوں کیلیے ارشاد فرمائی ہے۔ اور جو لوگ خانہ کعبہ سے مشرق یا مغرب کی جانب رہتے ہیں ان کے لیے شرقوا أو غربوا کا حکم نہیں ہے، اسی طرح اوپر کا مسئلہ ہونا چاہیے تھا کہ جو لوگ خانہ کعبہ سے مشرق کی جانب رہتے ہیں ان کے لیے غروب آفتاب کے وقت ممانعت ہونی چاہیے تھی اور جو لوگ خانہ کعبہ سے مغرب کی جانب رہتے ہیں تو ان کے لیے غروب کے بجائے طلوع کے وقت ممانعت ہونی چاہیے تھی پھر اس حکم کو عموم پر محمول کرنے کی وجہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

طلوع، استواء، غروب کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اسلئے کہ یہ اوقات عبدۃ الشمس کے عبادت کے اوقات ہیں تشبہ فی الوقت کی بناء پر منع کیا گیا ہے، یہ مقصود نہیں ہے کہ سورج کو سجدہ کرنا لازم آتا ہے، یا سورج کے قریب شیطان یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ مجھے سجدہ کیا جارہا ہے، ورنہ جو اشکال آپ نے مشرق اور مغرب کے رہنے والوں پر ایک ایک شق لیکر تقسیم کردیا ہے، (شمال وجنوب والوں کو اشکال سے حصہ نہیں ملا) وہ اشکال استواء کے وقت کسی جگہ رہنے والوں پر بھی نہیں ہوئے پس اسکا محل کسی خطۂ ارض کے باشندے بھی نہیں ہوں گے۔ حالانکہ نہی کے مخاطب ضرور ہیں ورنہ بلا مخاطب کے نہی لازم آئے گی۔ لہٰذا مناط حکم صرف تشبہ فی الوقت ہے نہ کہ جہت متعینہ، تا کہ دوسری جہات کو خارج کرنے کا واہمہ پیدا ہو، بعض وقت

نفسِ وقت میں کراہت ہوتی ہے جس کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے، جیسے تسخیر جہنم کا وقت بعض دفعہ وقت میں کسی مجاور کی وجہ سے کراہت آجاتی ہے، غرض اسبابِ کراہت مختلف ہوتے ہیں، **منع عن الصلوٰة وسجدة التلاوة وصلاة الجنازة عندطلوع الشمس والاستواء والغروب الاعصر يومه اهـ كنز لماروى الجماعة الا البخاري من حديث عقبة بن عامر الجهني رضي الله عنه قال ثلاث ساعات كان رسول الله ﷺ ينهانا ان نصلى فيه وإن نقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل وحين تضيف للغروب حتى تغرب والمراد أن نقبر صلاة الجنازة عن عقبة رضي الله عنه قال نهانا رسول الله ﷺ ان نصلى على موتانا اطلق الصلاة فشمل فرضها ونفلها لان الكل ممنوع فان كانت الصلاة فرضاً أو واجبة فهى غير صحيحة لانها نقصان في الوقت بسبب الاداء فيه تشبيهاً بعبادة الكفار المستفاد من قوله ﷺ ان الشمس تطلع بين قرني الشيطان إذا ارتفعت فارقها ثم استوت قارنها فإذا زالت فارقها فإذا دنت للغروب قارنها وإذا غربت فارقها ونهى عن الصلاة في تلك الساعات رواه مالك في المؤطا اهـ (البحر الرائق[1] ص ۲۴۹ ج ۱) فقط والله تعالىٰ اعلم.**

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۴/۹۰ھ

صبح صادق کے بعد نفل نماز مکروہ ہے

سوال:- صبح صادق کے وقت جو وضو کیا جائے فجر کی نماز کے لیے اس سے وضو کے بعد

---

[1] البحرالرائق ص ۲۴۹ ج ۱، كتاب الصلاة، مطبوعه كوئٹه پاكستان. حلبى كبيرى ص ۲۳۶، ۲۳۷ كتاب الصلوة فروع شرح الطحاوى مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، حاشية الشلبى على الزيلعى ص ۸۵ ج ۱ فى المواقيت. مطبوعه امداديه ملتان پاكستان، بل فى الاداء فيه من التشبه بعبدة الشمس الخ شامى كراچى ص ۳۷۲ ج ۱ مطلب يشترط العلم بدخول الوقت.

دو رکعت تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد سنت فجر سے قبل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر پڑھ سکتے ہیں تو افضل کیا ہے؟ پڑھنا یا نہ پڑھنا؟

الجواب حامداً ومصلياً

اس وقت سنت فجر پڑھیں اس سے تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کا بھی ثواب مل جائیگا، مستقلاً تحیۃ الوضو یا تحیۃ المسجد یا کوئی اور نفل نماز اس وقت پڑھنا مکروہ ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صبح صادق کے بعد دو رکعت نفل

سوال:-صبح کی اذان کے بعد سنت سے قبل تحیۃ الوضو ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ حضور اکرم ﷺ کا تہجد سے قبل تحیۃ الوضو پڑھنا کتابوں سے ثابت ہے کہ وتر پڑھ کر راحت فرمایا کرتے، کیونکہ حضور ﷺ کا سونا ناقضِ وضو نہیں تھا، اس لئے اسی وضو سے ادا فرماتے تھے، اسی طرح صبح کی اذان کے بعد اگر کوئی بعد الوضو تحیۃ الوضو ادا کرے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کے بعد نفل یا دیگر سنت یا قضا ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

صبحِ صادق کے بعد تحیۃ الوضو کی اجازت نہیں[2] سنت فجر سے تحیۃ الوضو کا بھی اجر مل جائیگا[3]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ

---

[1] ویکره التنفل بعد طلوع الفجر باكثر سننه قبل اداء الفرض الخ المراقی علی الطحطاوي ص ۱۵۱، مطبوعه مصر. فصل فی الاوقات المكروهة. زيلعی ص۸۷ ج ۱ فی المواقيت للصلوة، مطبوعه امداديه ملتان. المحيط البرهانی ص ۱۰ ج۲ نوع آخر فی بيان الاوقات التی تكره فيها الصلوة مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل. (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

صلاۃ جنازہ بوقت استواء

سوال:- اگر ظہر کے وقت جنازہ حاضر کیا جائے تو اسی وقت صلاۃ جنازہ جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عین استواء کے وقت اگر جنازہ حاضر ہو تو اسی وقت صلاۃ جنازہ مکروہ نہیں لیکن اگر استواء سے قبل حاضر ہو تو عین استواء کے وقت مکروہ تحریمی ہے۔ وکره تحريماً صلاة ولو على جنازة وسجدة تلاوة وسهو مع شروق واستواء وغروب الاعصر يوم وينعقد نفل بشروع فيها بكراهة التحريم لاالفرض وسجدة تلاوة وصلاة جنازة تليت الآية في كامل وحضرت الجنازة قبل لوجوبه كاملاً فلايتادى ناقصاً فلو وجبتا فيها لم يكره فعلهما اھ درمختار مختصراً قال الشامی قوله وجبتا فيها بان تليت الآية في تلك الاوقات أوحضرت فيها الجنازة اھ (درمختار[۱] ص ۳۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/۳/ ۵۶ھ

صحیح: عبداللطیف

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

(صفحہ گذشتہ) [۲] ومنع عن النفل بعد طلوع الفجر الصادق باكثر من سنته مجمع الأنهر ص ۱۱۱، ج ۱، كتاب الصلاة. مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. زيلعى ص۸۷ ج ۱ فى مواقيت الصلوة، مطبوعه امداديه ملتان، البحرالرائق كوئٹه ص۲۵۳ ج ۱ فى مواقيت الصلوة.

(صفحه هذا) [۱] الدرالمختار مع الشامى نعمانيه ص۲۴۸ ج ۱، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت.

[۳] وأما إذا نوى نافلتين كما إذا نوى بركعتى الفجر التحية والسنة أجرأت عنهما ص ۱۷۰ ج ۱ الاشباه والنظائر تحت القاعدة الثانية الأمور بمقاصدها. الفن الأول فى القواعد الكلية مطبوعه فقيه الامت ديوبند وفى رد المحتار (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

نماز جنازہ کس وقت مکروہ ہے

سوال:-نماز جنازہ کے لیے بھی کیا کوئی وقت حرام یا مکروہ تحریمی کا ہے اگر ہے تو اسکے درجہ سے آگاہی بخشیں، اس کے علاوہ کیا دن رات میں ہر وقت نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں، سنت مؤکدہ وغیرہ، مکروہ تحریمی، تنزیہی، مستحب ہر ایک کا درجہ کیا ہے؟ اردو کی کتابوں میں ممنوع، ناجائز لکھا رہتا ہے جس سے کوئی درجہ ظاہر نہیں ہوتا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جن اوقات ثلاثہ میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ان میں نماز جنازہ بھی مکروہ تحریمی ہے باقی سب اوقات میں درست ہے۔[۱]

چونکہ عوام مؤکد وغیر مؤکد، مکروہ تحریمی وتنزیہی فرض وواجب وغیرہ کے درمیان فرق کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں کیونکہ یہ درجات نص، ظاہر، مفسر، محکم، قطعی الثبوت، قطعی الدلالۃ قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ وغیرہ دلائل پر متفرع ہیں اور عوام کی فہم سے یہ اصطلاحات بالاتر ہیں اس لئے اردو کی کتابوں میں ہر جگہ ان سب کی تصریحات نہیں کرتے بلکہ ممنوع اور

(صفحہ گذشتہ) وهى افضل لتحية المسجد إلا إذا دخل فيه بعد العصر أو العصر فانه يسبح ويهلل ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم فإنه حينئذٍ يؤذى حق المسجد الخ شامی کراچی ص۱۸ ج ۱ كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل.

[۱] الدر المختار مع الشامى نعمانية ص۲۴۸ ج ۱، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، كتاب الصلوة. تاتارخانيه ص۴۰۸ ج ۱ نوع آخر فى بيان الاوقات التى يكره فيها الصلاة، مطبوعه كراچى. المحيط البرهانى ص۱۰ ج۲ الفصل الاول فى المواقيت مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وكره تحريماً صلاة ولو على جنازة إلى قوله مع شروق واستواء وغروب الخ شامی كراچی ص۳۷۰، ج ۱، كتاب الصلوة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها. البحر ص۲۴۹ ج ۱ مواقيت الصلوة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. مجمع الانهر ص۱۱۰ ج ۱ دار الكتب العلمية بيروت.

ناجائز وغیرہ الفاظ پر اکتفاء کرتے ہیں اور اہل علم درجات کو سمجھتے ہیں وہ کتب عربیہ سے ان درجات کو معلوم کرتے ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۷/۱ ۵۷ھ

صحیح:عبداللطیف

جواب صحیح ہیں:سعید احمد غفرلہٗ

وقت مکروہ میں سجدۂ دعا اور سجدۂ شکر

سوال:-بعد نماز عصر و بعد نماز فجر سجدۂ دعا یا سجدۂ شکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے[۱]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ بوقت غروب

سوال:-جنازہ کی نماز یا سجدہ کی آیت اگر عصر کے بعد وقت ناقص میں ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت سورج غروب ہو جائے تو وہ بھی عصر یوم کی طرح ناقص ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آیت سجدہ بھی اسی وقت پڑھی اور جب ہی سجدہ کر لیا تو یہ عصر یومہ کی طرح ناقص ادا

---

[۱] وفي النهر أن سجدة الشكر لنعمة سابقة ينبغي أن تصح أخذاً من قولهم لأنها وجبت كاملة وهذه لم تجب ا هـ فتحصل من كلام النهر مع كلام القنية أنها تصح مع الكراهة شامی کراچی ص ۳۷۱، ج ۱، کتاب الصلوة، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت. وفی القنية لا يكره سجدة الشكر الخ مجمع الانهر ص ۱۱۰ ج ۱ باب مواقيت الصلوة. دار الكتب العلمية بيروت.

ہوگیا اور اگر وقت کامل میں آیت پڑھی اور سجدہ وقت غروب کیا تو یہ عصر یومہ کی طرح نہیں بلکہ یہ ادا ہی نہیں ہوا، اسی طرح اگر جنازہ وقت ناقص میں آیا تو یہ عصر یومہ کی طرح ہے، اگر وقت کامل میں آیا تو نماز جنازہ وقت ناقص میں ادا ہی نہیں ہوئی، ومنع عن الصلاة وسجدة التلاوة المتلوة في غيرهذه الاوقات وصلاة الجنازة حضرت قبلها لان ماوجب كاملاً لايتأدى بالناقص واما المتلوة أو الحاضرة فيها لايكره أي تحريماً لانها وجبت ناقصة اديت فيها كما وجبت اهـ (سكب[1] الانهر ص ۷۲ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اوقات منہیہ میں تلاوت کا حکم

سوال:- طلوع وغروب اور زوال میں تلاوت کی سخت ممانعت ہے یا معمولی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ثلاثة اوقات لايصح فيها شيء من الفرائض والواجبات الذي لزمت في الذمة قبل دخول لها أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع وتبيض قدر رمح أورمحين والثاني عند استوائها في بطن السماء إلى أن تزول أي تميل إلى المغرب والثالث عند اصفرارها إلى أن تغرب (مراقی الفلاح[2] ص ۱۰۰) ان اوقات میں نماز پڑھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی حدیث مذکور ہے[3]، خارج نماز تلاوت قرآن

---

[1] سكب الانهر على مجمع الانهر ص: ۱۰۱، ج: ۱، كتاب الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. البحر الرائق ص ۲۵۰ ج ۱ فى مواقيت الصلوة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. تاتارخانيه ص ۴۰۸ ج ۱ نوع آخر فى بيان الأوقات التى يكره فيها الصلاة.

[2] المراقى على الطحطاوي ص ۱۴۸، مطبوعه مصر. فصل فى الاوقات المكروهة. (بقیہ آئندہ پر)

پاک ان اوقات میں منع نہیں، البتہ ان اوقات میں ذکر وتسبیح میں مشغول رہنا اولی ہے، الصلاۃ فیھا علی النبي ﷺ افضل من قرأت القرآن اھـ أي في الاوقات الثلاثة وکان الصلاۃ الدعاء والتسبیح الخ[۱] (ص۳۴۷، ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

فجر کے وقت سنت فجر کے علاوہ نفل پڑھنا

سوال:- ہم صبح فجر کی سنت گھر سے پڑھ کر چلتے ہیں اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جماعت کھڑی ہونے میں دس پانچ منٹ باقی ہیں ایسی صورت میں دو رکعت آداب مسجد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وقت فجر میں اس کی اجازت نہیں اگرچہ جماعت میں کچھ دیر ہو کذا فی الشامی[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/ ۱۴۰۱ھ

(صفحہ گذشتہ) [۳] عن عقبة بن عامر رضی الله عنه یقول ثلث ساعاتٍ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهانا عن نصلی فیهن او أن نقبر فیهن موتانا حین تطلع الشمس بازغة حتی ترتفع وحین یقوم قائم الظهیرة حتی تمیل الشمس وحین تضیف الشمس للغروب حتی تغرب، مسلم شریف ص۲۷۶ ج ۱ کتاب فضائل القرآن باب اوقات التی نهی عن الصلوة فیها مطبوعه بلال دیوبند.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص:۳۵، ج:۲، مطبوعه کراچی ص:۳۷۴، ج:۱، کتاب الصلوة، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت.

[۲] وکذا الحکم من کراهة نفل وواجب لغیره بعد طلوع فجر سوی سنة الخ در مختار علی الشامی زکریا ص۳۷ج۲ فی مواقیت الصلوة. زیلعی ص۸۷ ج ۱ فی اوقات الصلوة. مطبوعه امدادیه ملتان. البحر ص۲۵۳ ج ۱ مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

سایہ اصلی!

سوال:- لکڑی کا سایہ دوگنا ہونے پر اہل حدیث لوگ عصر کی نماز پڑھتے ہیں وہ سایہ اصلی کا خیال نہیں رکھتے ہیں، ان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اہل حدیث کے نزدیک ایک مثل سایہ پر سوائے سایۂ اصلی کے عصر کا وقت ہوجاتا ہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جب ہر شئ کا سایہ دو مثل ہوجائے سوائے سایۂ اصلی کے تب عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے[1] حنفی کو اہل حدیث کے پیچھے ایسی نماز ان کے مذہب کے مطابق نہیں پڑھنی چاہئے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز فجر ختم ہونے سے پہلے سورج نکل آیا

سوال:- انتہائے وقت فجر ۵/۳۸، منٹ تھا تو ابر کی وجہ سے سورتیں لمبی ہو کر ۵/۴۳ کو ختم ہوئی۔

---

[1] ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فئ الزوال الى غروب الشمس هكذا في شرح المجمع: عالمگيري ص ۵۱ ج ۱، الباب الاول في المواقيت. المحيط البرهانی ص ۶ ج ۲ الفصل الاول فی المواقيت مطبوعه المجلس العلمی ڈابھيل. شامی زكريا ص ۱۶ ج ۲ كتاب الصلوة.

[2] وصح الاقتداء فيه ففي غيره اولى ان لم يتحقق منه مايفسد ها في اعتقاده في الاصح كما بسطه في البحر، الدرالمختار، مع الشامی كراچی ص۷/ ج۲، زكريا ص ۴۴۴ ج۲ .باب الوتر والنوافل. البحر الرائق ص ۳۵۱ ج ۱ باب الإمامة. مطبوعه الماجديه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز فجر ختم ہونے سے پہلے اگر سورج نکل آیا تو اس نماز کو لوٹانا ضروری ہے وہ نماز صحیح نہیں ہوئی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۴/۸۷ھ

مغرب کی اذان کے بعد نفل نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال:-مغرب کی اذان ہوگئی ہے لوگ نفل پڑھتے ہیں میں جناب امام ابوحنیفہ کا قائل ہوں کیا فرض کی نماز سے پہلے میں بھی دو نفل وضو کر کے پڑھ لوں اگر پڑھ لوں تو اس نماز میں فرض پہلے کیوں دیئے گئے اور مغرب کا تقریباً کتنا وقت ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وكره نفل بعد صلاة فجر وعصر وقبل صلاة مغرب لكراهة تاخيره الايسيرا: اهـ (درمختار[۲] ص ۲۵۲ ج ۱) وقوله الايسيرا: افاد انه مادون صلاة ركعتين بقدر جلسة وقدمنا ان الزائد عليه مكروه تنزيها مالم تشتبك النجوم وافاد في الفتح واقرّهُ في الحلية والبحران صلاة ركعتين إذا تجوز فيها لاتزيد على اليسير فيباح فعلهما وقد اطال في تحقيق ذلك في الفتح في باب الوتر والنوافل (شامى[۳] ص ۲۵۲، ج ۱)

---

[۱] والفجر كله وقت كامل الى قوله فوجب كاملا فإذا اعترض الفساد بالطلوع تفسد (طحطاوي على مراقى الفلاح ص ۱۵۰، فصل في الاوقات المكروهة) البحر الرائق ص ۲۵۱ ج ۱ كتاب الصلوة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. شامى زكريا ص ۳۳ ج ۲ كتاب الصلوة فى اوقات الصلوة المحيط البرهانى ص ۲۱ ج ۲ الفصل الاول فى المواقيت مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل.

[۲] درمختار على هامش الشامى ص ۳۷۴، زكريا ص ۳۶، ج ۲. كتاب الصلاة.

[۳] شامى كراچى ص ۳۷۶ ج ۱، شامى زكريا ص ۳۸ ج ۲. قبيل مطلب في تكرار الجماعة والاقتداء بالخالف، كتاب الصلوة.

قوله قبل صلاة مغرب عليه اكثر اهل العلم منهم اصحابنا ومالک واحد الوجهين عن الشافعى لما ثبت في الصحيحين وغيرهما مما يفيد انه ﷺ كان يواظب على صلاة المغرب باصحابه عقب الغروب: ولقول ابن عمر رضي الله عنه مارايت احداً على عهد رسول الله ﷺ يصليهما رواه أبوداؤد وسكت عنه والمنذرى فى مختصره واسناده حسن وروى محمد عن أبي حنيفة عن حماد انه سئل ابراهيم النخعي عن الصلاة قبل المغرب قال فنهى عنها وقال أن رسول الله ﷺ وابابكر وعمر لم يكونوا يصلونها وقال القاضي أبوبكر بن العربي اختلف الصحابة في ذلک ولم يفعله أحد بعدهم فهذا يعارض ما روى من فعل الصحابة ومن امره ﷺ بصلاتها لانه إذا اتفق الناس على ترک العمل بالحديث المرفوع لايجوز العمل به لانه دليل ضعفه على ماعرف في موضعه اهـ (درمختار[1] ص ۲۵۲ ج ۱)

عبارت منقولہ بالا میں حضرت نبی اکرم ﷺ اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اور بعد کے اکابر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا عمل ومسلک بیان ہوگیا آپ کیلئے راہ عمل یہ ہے کہ خود اس سے پرہیز کریں دوسروں کو اس عمل سے نہ روکیں، کسی سے بحث نہ کریں اگر آپ کبھی پڑھ لیں گے تب بھی گنہگار نہیں ہوں گے، مغرب کا وقت یہاں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۴؍ ۱۴۰۱ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۳۷۶ ج ۱، شامی زکریا ص ۳۸ ج ۲ . قبیل مطلب في تكرار الجماعة والاقتداء بالمخالف. كتاب الصلوة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب دوم

اذان واقامت کا بیان

فصل اوّل

مکبرّ الصوت سے مسجد میں اذان دینا

سوال :-ایک مقامی مسجد مین اذان کے لیے آلہ مکبرّ الصوت (لاؤڈ اسپیکر) مسجد کے اندر صف اول داہنی جانب الماری میں نصب کر دیا گیا ہے اوراس کے متعلقہ برقی تار پن وغیرہ دیوار میں مستقل طور پر لگادی گئی ہیں اور یہ محض اس کی حفاظت کے پیش نظر مسجد کے اندر رکھا گیا ہے۔ دوسری جگہ مسجد کے باہر کے حصہ میں رکھتے ہیں، چوری ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے موجودہ صورت میں اذان مسجد کے اندر پہلی صف کی جگہ پر کھڑے ہوکر پڑھنی پڑتی ہے، اس پر بعض لوگوں کا اعتراض ہے کہ مسجد کے اندراذان دینا مکروہ ہے، براہِ کرم تحریر فرمائیں کہ موجودہ حالت کے پیش نظر بصورتِ مذکورہ مسجد کے اندراذان پڑھنا از روئے فقہ حنفی کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسجد کے اندراذان مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں سے آواز دورتک نہیں پہونچتی

جس سے اذان کا مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوتا۔اس لئے بلند جگہ پر اذان دینا مستحب ہے[۱]، تاکہ دور تک آواز پہونچے فی نفسہ اذان کوئی ایسی چیز نہیں جو کہ احترام مسجد کے خلاف ہو۔ صورت مسؤلہ میں اذان کی آواز مکبر الصوت سے دور تک پہونچے گی اور مقصد پوری طرح حاصل ہو جائے گا۔البتہ مکبر الصوت کبھی خراب ہوکر اس کی آواز بند ہو جاتی ہے، یا خراب ہوکر آواز وحشتناک نکلتی ہے،اس لیے اس کا انتظام باہر ہی رہے تو اچھا ہے۔قفل وغیرہ سے حفاظت کی جائے،مسجد کے علاوہ حجرہ وغیرہ ہواس میں رکھا جائے[۲]　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

کیا اذان کے لئے کوئی سمت متعین ہے؟

سوال:-کیا اذان دینے کی کوئی سمت متعین ہے یا کوئی سمت افضل ہے؟ اگر مسجد کی چھت سے اذان دی جائے تو کیسا ہے؟ کیا بے حرمتی نہیں ہوگی؟ تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کے لیے اتنا خیال رکھا جائے کہ قبلہ رو ہو اور بلند جگہ پر ہو تا کہ دور تک آواز پہونچ سکے، منار پر ہو یا مسجد کی دیوار پر ہو، سب درست ہے خواہ داہنے منار پر ہو یا بائیں پر[۱] غرض

---

[۱] ويسن الأذان في موضع عال الى ما قال وفي السراج وينبغي للمؤذن أن يؤذن في موضع يكون أسمع للجيران الخ شامي زكريا ص ۴۸ ج ۲ باب الأذان، عالمگیری ص ۵۵ ج ۱ الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق ص ۲۵۵ ج ۱ باب الأذان، مطبوعه كوئٹه.

[۲] ويكره أن يوذن في المسجد (الطحطاوي على المراقي الفلاح ص ۱۵۹) مطبوعه مصر، باب الاذان. عالمگیری ص ۵۵ ج ۱، الفصل الثاني في كلمات الاذان، مطبوعه كوئٹه.

[۱] وينبغي للمؤذن أن يوذن في موضع يكون اسمع للجيران ويرفع صوته، (بقیہ آئندہ پر)

اذان کا معاملہ ایسا نہیں جیسا کہ بچہ کے دائیں کان میں اذان ہوتی ہے اور بائیں میں تکبیر۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/ ۸۷ھ

اذان بائیں جانب، اقامت دائیں جانب کا التزام

سوال: -صلوٰۃ خمسہ کے لیے اذان بائیں جانب سے کہنا اور اقامت دائیں جانب سے کہنا کیسا ہے؟ اس کی سنّیت کا خیال کرنا کیسا ہے؟ بعض لوگ اس کا التزام کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس التزام کا کہیں ثبوت نہیں، بالکل بے اصل ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اذان بائیں جانب

سوال: -کیا مسجد میں اذان کے لیے کوئی جگہ مخصوص ہے جیسا کہ بعض لوگ بائیں جانب ہی کھڑے ہوکر اذان کہتے ہیں؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) درمختار ص ۲۵۹، مکتبہ نعمانیہ، شامی زکریا ص ۴۸ ج ۲، اول باب الاذان ویستقبل القبلة بهما أي بالاذان والاقامة الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۵۶ ج ۲، باب الاذان. مطلب فی اول من بنی المنائر للاذان. تاتارخانیه ص ۵۱۵ ج ۱، نوع آخر فی بیان مایفعل فیه کتاب الصلوٰة، الاذان، مطبوعه کراچی. عالمگیری ص ۵۵،۵۶ ج ۱، الفصل الثانی فی کلمات الاذان، مطبوعه کوئٹه.

(صفحہ ہذا) [۱] اغلاط العوام ص ۵۲، عنوان اذان واقامت کی اغلاط، مطبوعه دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ اغلاط العوام میں سے ہے شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹؍رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰؍رمضان ۶۷ھ

اذان میں حیعلتین پر گردن نہ پھیرنا!

سوال:- اذان میں اگر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر مؤذن قصداً یا بھول سے گردن نہیں گھماتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نے خلاف سنت کیا ہے اذان ہوگئی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسجد میں اذان

سوال:- نماز کے لیے اذان خارج مسجد پڑھنا درست ہے یا مسجد کے کسی حصہ میں کھڑے ہوکر پڑھ سکتے ہیں؟ مثلاً مسجد کی چھت پر پڑھنا یا باہر کے دالان میں داخل مسجد پڑھنا کیسا ہے؟

---

[1] اغلاط العوام ص ۵۲، عنوان اذان واقامت کی اغلاط، مطبوعہ دیوبند.

[2] ویلتفت فیہ وکذا فیھا مطلقاً یمیناً ویساراً بصلاۃ وفلاح ولو وحدہ أولمولود لانہ سنۃ الاذان مطلقاً الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۳۸۷ج ا، شامی زکریا ص۵۳، ج۲، باب الاذان مطلب فی الکلام علی حدیث الاذان جزم. مجمع الانھر ص ۱۱۶ ج ا، باب الاذان، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت. عالمگیری ص۵۶ ج ا، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات الاذان، مطبوعہ کوئٹہ.

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان پنجگانہ بلند جگہ (منار، چھت وغیرہ) پر کھڑے ہوکر پڑھنا چاہئے جہاں سے آواز دور تک پہونچ سکے کسی ایسی جگہ پر اذان پڑھنے سے اذان کا مقصد پورے طور پر حاصل نہیں ہوتا جہاں سے آواز دور تک نہ جاتی ہو[۱]

تنبیہ:- جمعہ کی اذانِ ثانی مسجد کے اندر پڑھی جاتی ہے کیونکہ اس کا مقصود حاضرین مسجد کو مطلع کرنا ہے کہ وہ نوافل وتلاوت وغیرہ سے فارغ ہوکر خطبہ سننے کے لیے متوجہ ہوجائیں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۵ ۸۸ھ

مسجد کے برآمدے میں اذان

سوال:- مسجد کے برآمدہ میں اذان دینا کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ آواز پہونچنے میں کوئی کمی نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان بلند آواز سے بلند جگہ پر کہی جائے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ دور تک آواز پہونچ جائے

---

[۱] وهو سنة للرجال في مكان عال قال الشامي وينبغي للمؤذن أن يؤذن في موضع يكون اسمع للجيران ويرفع صوته ولا يجهد نفسه لانه يتضرر، درمختار مع الشامي زكريا ص۴۸ ج۲، اول باب الاذان. البحر الرائق ص۲۵۵ ج۱، باب الاذان قبيل سن للفرائض، مطبوعه الماجديه كوئٹه، عالمگيری ص۵۵ ج۱ الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی كلمات الاذان.

[۲] أيّ اذانٍ لايستحب رفع الصوت فيه قل هوالاذان الثانی يوم الجمعة الذی يكون بين يدی الخطيب لانه كالإقامة لإعلام الحاضرين سعايه ص۳۸ ج۲ باب الاذان، المقام الثانی فی ذكراحوال المؤذن، سهيل اكيڈمی لاهور، شامی زكريا ص۴۸ ج۲ باب الاذان.

کیوں کہ جہاں تک آواز جائے گی وہاں تک کے حجر و مدر سب گواہی دیں گے[۱] اذان کا مقصود اعلامِ غائبین ہے۔ اسلئے اس میں ایسی طرح اذان کہنا جس سے آواز وہیں گھٹ کر رہ جائے دور تک نہ پہونچ سکے مکروہ ہے۔ اذان کوئی ایسا کام نہیں جو شانِ مسجد کے خلاف ہو اگر برآمدہ میں اذان کہنے سے بھی یہ مقصود حاصل ہو جائے تو وہاں بھی اذان درست ہے[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱ ۱۴۰۶ھ

گھر پر نماز کے لیے اذان واقامت

سوال: -ایک بستی کے محلّہ میں زید رہتا ہے اس محلّہ میں کوئی مسجد نہیں دوسرا محلّہ اتنی دور ہے کہ کبھی آواز اذان کی آتی ہے کبھی نہیں۔ یہ شخص اگر گھر پر تنہا نماز پڑھے تو اذان واقامت ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وكره تركهما للمسافر لالمصل في بيته في المصر وندبالهما اهـ (كنز علىٰ هامش البحر[۳] ص ۲۶۵ ج ۱) قوله في بيته أي فيما يتعلق بالبلد من الدار والكرم وغيرهما

---

[۱] عن ابی سعیدؓ الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لایسمع مدی صوت المؤذن جن و لا انس ولاشئی الاشھد لہ یوم القیمۃ. مشکٰوۃ شریف ص ۶۴ باب الاذان، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[۲] وينبغي أن يوذن على المئذنة اوخارج المسجد ولايوذن في المسجد كذا في فتاوى قاضيخان والسنة أن يوذن في موضع عال يكون اسمع لجير انه ويرفع صوته ولايجهد نفسه، الهندية ص ۵۵ ج ۱، مطبوعه مصر، الباب الثاني في الاذان الفصل الثاني. شامی زکریا ص ۴۸ ج ۲ اول باب الاذان.

[۳] کنز الدقائق علىٰ هامش البحر ص ۲۶۵ ج ۱ باب الأذان مطبوعه الماجديه کوئٹه، عالمگیری ص ۵۴ ج ۱ الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول الخ مطبوعه کوئٹه.

قهستانی في التفاريق وإن كان في كرم أو ضيعة يكتفى باذان القرية أو البلدة إن كان قريباً والا فلا وحد القرب ان يبلغ الاذان اليه منها اهـ اسماعيل، والظاهر انه لايشترط سماعه بالفعل تامل اهـ (در المختار ص ۴۰۹ ج ۱)[1]

ضروری بمعنی فرض کا تو احتمال ہی نہیں البتہ صورت مسئولہ میں اذان واقامت مستحب ہے۔ کما في الکنز، سنت مؤکدہ نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

متعدد آدمیوں کا اذان دینا

سوال:-تین آدمی ایک ساتھ ہوکر رمضان المبارک میں مغرب اورعشاء کی اذان دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بہت سے روزہ دار افطار کے وقت اذان کے منتظر رہتے ہیں اس لیے تین آدمی ملکر ایک ساتھ اذان دیتے ہیں۔اس پر کیا فتویٰ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ضرورت کے وقت چند آدمیوں کا ایک ساتھ ایک مسجد میں اذان دینا درست ہے۔[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۱/ ۹۰ھ

---

[1] شامی زکریا ص ۶۳ ج ۲، ونعمانية ص ۲۶۴ ج ۱، باب الاذان. مطلب فی المؤذن اذا كان غير محتسب فی اذانه.

[2] وإذا اذن المؤذنون الأذان الاول ترك الناس البيع، فإن المتوارث فيه اجتماعهم لتبلغ اصواتهم الى اطراف المصر الجامع اهـ ففيه دليل على انه غير مكروه الى ما قال ولا خصوصية للجمعة اذ الفروض الخمسة تحتاج للإعلام الخ، (الشامی ص ۲۶۱ ج ۱ مکتبه نعمانیه، وشامی زکریا ص ۵۷ ج ۲، باب الاذان مطلب في اذان الجوق)

غیر مسلموں کی بستی میں اذان کا حکم

سوال:- جس گاؤں میں مسجد نہ ہو اور اذان کی آواز نہ آتی ہو، نیز ہندوؤں کی زیادتی ہوتو کیا وہاں بغیر اذان کہے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز وہاں رہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زیادہ بلند آواز سے اذان پر قدرت نہ ہو تو پست آواز سے اذان کہے[۲] اذان سنت ہے نماز بغیر اذان بھی درست ہو جاتی ہے۔ البتہ سنت ترک ہوتی ہے۔[۳]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۳؍ رجب ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۴؍ رجب ۶۷ھ

اگر مسجد میں امام ومؤذن نہ ہو تو وہاں اذان واقامت کہہ کر نماز ادا کرے

سوال:- اگر گھر سے مسجد تقریباً دو فرلانگ ہو اور وہاں کی نماز کا کوئی وقت امام مؤذن

---

[۲] والمؤذن فی بیته یرفع دون ذلک فوق مایسمع لنفسه الخ شامی کراچی ص ۳۹۰ ج ۱، باب الاذان.

[۳] وهو سنة مؤكدة (هي كالواجب في لحوق الاثم) للفرائض الخمس الخ (درمختار ص ۲۵۷ ج ۱، مکتبه نعمانیه، درمختار علی الشامی زکریا ص ۴۸ ج ۲، باب الاذان) النهر الفائق ص ۱۷۰ ج ۱، کتاب الصلٰوة باب الاذان، مطبوعه دارالکتب العلمیه، بیروت. تاتارخانیه ص ۵۱۲ ج ۱، کتاب الصلٰوة، الاذان، نوع فی بیان صفته، مطبوعه کراچی.

کچھ نہ ہوایسی حالت میں اگر گھر میں اذان کہے اور گھر میں جماعت کرے جس میں بیوی ماں بچے ہوں تو ظاہر ہے کہ اقامت ماں بیوی کہیں گی کیا یہ مکروہ ہے؟ جماعت افضل ہوگی یا انفراد۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی حالت میں مسجد جا کر اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھنا افضل ہے[1] اگر چہ وہاں تنہا ہی نماز پڑھنے کا موقع ملے کہ اس میں مسجد کی آبادی ہے مکان پر تنہا یا جماعت سے پڑھنے سے وہ فضیلت نہیں ہوگی۔ مکان پر جماعت کرتے وقت مرد جبکہ امام بنتا ہے تو خود ہی اقامت بھی کہہ لے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اگر اذان سے جھگڑے کا اندیشہ ہو تو کیا کرے

سوال:-ایک شخص ایسے محلّہ میں ہے کہ وہاں آواز اذان آتی ہی نہیں تو اس کیلیے کیا حکم ہے؟ اور اگر اذان دینے سے اہل ہنود سے نزاع کا اندیشہ ہو، (لکثرتهم وغلبتهم) تو ایسا شخص کیا کرے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے شخص کو خود اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھنا چاہئے کیونکہ اذان کی آواز آتی ہی نہیں

---

[1] بل في الخانيه لولم يكن لمسجد منزله مؤذن فانه يذهب اليه ويؤذن فيه يصلي ولو كان وحده لان له حقا عليه فيؤديه (الشامي نعمانيه ص ۴۴۳ ج ۱) وشامي زكريا ص ۴۳۳ ج ۲، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها مطلب في افضل المساجد (شامي زكريا ص ۲۹۱ ج ۲) باب الامامة.

[2] قال في القنية واختلف العلماء في اقامتها في البيت والاصح انها كاقامتها في المسجد الافي الافضلية (الشامي نعمانية ص ۳۷۲ ج ۱) وشامي زكريا ص ۲۹۰ ج ۲، باب الامامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد.

تو وہ اس کے حق میں بمنزلۂ عدم کے ہے۔ کذا فی العبارۃ المذکورۃ من ردالمحتار[۱]۔ جب نزاع کا ظن غالب ہے اور اس کا نتیجہ اس کے حق میں نقصان اور مغلوبیت ہے، تو اذان زیادہ بلند آواز سے نہ کہے بلکہ معمولی طریقے سے کہدے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۶/۱۱ ۵۸ھ

اگر دو مسجدیں قریب قریب ہوں تب بھی دونوں میں اذان کہنا چاہئے

سوال:- دو مسجدیں قریب قریب ہیں ایک مسجد کی اذان دوسری تک سنائی دیتی ہے تو کیا ایک ہی مسجد میں پڑھنی کافی ہے یا نہیں؟ اگر کافی نہیں تو دوسری مسجد والے کہ جس میں اذان نہیں ہوتی تھی گنہ گار رہوں گے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں مسجدوں میں علیٰحدہ علیٰحدہ اذان مسنون ہے صرف ایک پر اکتفاء کرنا خلاف

---

[۱] وفی التفاریق وإن کان فی کرم او ضیعة یکتفی بأذان القریة أو البلدة إن کان قریبا والا فلا وحد القرب أن یبلغ الأذان الیه منها، والظاهر أنه لا یشترط سماعه بالفعل الخ شامی زکریا ص۶۳ ج۲ باب الأذان.

[۲] مستفاد صرحوا بان الفائتة لاتقضیٰ في المسجد لما فیه من اظهار التکاسل في اخراج الصلاة عن وقتها فالاخفاء بالاذان لها اولی بالمنع اهـ (طحطاوي علی مراقی الفلاح ص ۱۶۱) باب الاذان، مطبوعه مصر. والمؤذن فی بیته یرفع دون ذلک فوق مایسمع نفسه شامی کراچی ص ۳۹۰ ج ۱، باب الاذان.

مسنون ہے جولوگ ایسا کریں گے وہ تارک سنت ہوں گے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

ایک مسجد کی اذان دوسری متصل مسجد میں کافی نہیں

سوال:-سوال یہ ہے کہ دو مسجدیں بالکل متصل ہیں، ایک چھوٹی ہے ایک بڑی دونوں میں الگ الگ جماعتیں ہوتی ہیں، تو کیا ایک مسجد کی اذان کافی نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

جب دو مسجدیں مستقل ہیں اور دونوں میں جداگانہ جماعت ہوتی ہے تو ہر مسجد میں اذان بھی جماعت کے لیے مستقل کہی جائے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۸/۱۳ ۸۹ھ

ایک مسجد میں اذان کے بعد دوسری مسجد میں مائک پر اذان!

سوال:۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک مسجد کے امام کا دوسری مسجد

[۱] أذان الحي يكون أذانا للافراد ولا يكون أذاناً للجماعة (بدائع الصنائع ص ۱۵۳ ج ۱) مطبوعه كراچی، فصل في كيفية الاذان.

[۲] أذان الحي يكون أذانا للافراد ولايكون أذاناً للجماعة الخ بدائع الصنائع ص ۱۵۳ ج ۱، (مطبوعه كراچی) فصل في كيفية الاذان.

میں اذان پڑھنا مکروہ ہے، کیا ایسا ہی ہے وجہ استفسار یہ ہے کہ عمر ایک مسجد میں مستقل امام ہے، دوسری مسجد میں چونکہ مائک ہے، عمر کی آواز بھی اچھی ہے، تو اپنی مسجد کے علاوہ دوسری مسجد میں مائک سے اذان پڑھ کر اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھاتا ہے، تو کیا بلا کراہت جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس میں اذان دے اس مسجد کا حق ہوجاتا ہے، کہ نماز بھی وہیں پڑھے بلکہ جو شخص اذان دے، حدیث میں ہے کہ وہی اقامت کہے "من اذن فهو يقيم"[1] اس لئے صورت مسئولہ غلط ہے، اس کی اصلاح کی جائے، کہ مؤذن کوئی دوسرا مقرر کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

اذان مائک سے ایک جگہ پر جماعت دوسری جگہ پر

سوال:۔ مدرسہ میں لاؤڈ اسپیکر ہے اور جامع مسجد میں نہیں ہے، اعلان کے لئے جمعہ کی اذان پہلے مدرسہ میں لاؤڈ اسپیکر سے دیدی جاتی ہے، اور پھر جامع مسجد میں بھی اذان بغیر اسپیکر کے ہوتی ہے، لیکن نماز جمعہ پابندی سے جامع مسجد میں ہوتی ہے، مدرسہ میں جماعت جمعہ نہیں ہوتی، تو یہ بات درست ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جمعہ کی اذان اگر لاؤڈ اسپیکر سے مدرسہ میں دی جائے، اور نماز جامع مسجد میں ہو اور

---

[1] ترمذی شریف، ج ۱/ص ۵۰/ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء ان من اذن فهو يقيم، مطبوعہ دیوبند، شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۰۰/ باب الاذان.

جامع مسجد میں بھی جمعہ کی اذان بغیر لاؤڈ اسپیکر کے کسی منارہ وغیرہ پر ہوتو بھی درست ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز جمعہ مسجد میں ہوتی ہے اور اذان مدرسہ کے اسپیکر سے دی جاتی ہے

سوال:۔ ہمارے یہاں مدرسہ میں اسپیکر ہے اس میں پنجوقتہ اذانیں دی جاتی ہیں، اور اذان جمعہ بھی مدرسہ میں اسپیکر میں دی جاتی ہے، اور مسجد میں بغیر اسپیکر کے اذان دی جاتی ہے، مدرسہ کے اسپیکر کی آواز سن کر لوگ اپنے کھیتوں سے نماز جمعہ صحیح وقت پر ادا کر لیتے ہیں، مدرسہ میں نماز جمعہ نہیں ہوتی، مدرسہ گاؤں کے کنارے پر ہے، مسجد اور مدرسہ کا فاصلہ تقریباً ایک فرلانگ ہے، براہ کرم تحریر فرمائیں، کہ مدرسہ میں اذان جمعہ دینی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب مدرسہ میں جمعہ کی نماز ادا نہیں کی جاتی تو وہاں اذان جمعہ کی ضرورت نہیں، مسجد کے آس پاس ہی اسپیکر سے اذان دی جائے تو مناسب ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] واذاذن المؤذنون الاول ترک الناس البیع ذکر المؤذنین بلفظ الجمع اخراجا للکلام مخرج العادة لأن المتوارث فیه اجتماعهم لتبلغ أصواتهم الیٰ اطراف المصر الجامع ففیه دلیل علیٰ أنه غیرمکروه الخ شامی زکریا ،ج ۱/ص۵۷/ باب الاذان ،مطلب فی اذان الجومن.
'' لأن تکرار الاذان مشروع الخ البحرالرائق ، ۱/ص۲۵۷/ باب الاذان ،مطبوعه کوئٹه شامی کراچی، ج ۱/ص۳۹۳/ باب الاذان. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اذان کے بعد جماعت کے واسطے انتظار

سوال:-اذان کے بعد جماعت کے واسطے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی دیر انتظار کرنا چاہیے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنی دیر کہ وقت مکروہ داخل نہ ہو اور جماعت کے پابند لوگ آ جائیں نیز جو شروع میں آ چکے ہیں ان کو گرانی نہ ہو[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

پست آواز سے اذان

سوال:۔جو شخص کسی مخالفت کی وجہ سے پروپیگنڈہ بناتا ہے، خود بھی دوسروں کو بھی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] کمایستفاد: وقال ابن سعد بالسندالیٰ ام زید بن ثابت کان بیتی أطول بیت حول المسجد فکان بلال یؤذن فوقه من اول ماأذن الیٰ أن بنٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مسجده فکان یؤذن بعد علی ظهر المسجد الخ ،شامی زکریا، ج ۲ / ص ۵۴ / باب الاذان مطلب فی اول من بنی المنابر للأذان.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ویفصل بین الاذان والاقامة بقدر مایحضر الملازمون للصلاة مع مراعاة الوقت المستحب فلا یجوز التاخیر عنه الی المکروه مطلقاً، الطحطاوي علی المراقی ص ۱۵۹ مطبوعه مصر ، باب الاذان. درمختار علی الشامی کراچی ص ۳۸۹ ج ۱، باب الاذان. تاتارخانیه ص ۵۲۰ ج ۱، نوع آخر فی اذان المحدث والجنب الخ کتاب الصلٰوة، الاذان، مطبوعه کراچی.

تبلیغ کرے کہ اذان آہستہ دینی چاہئے، جہاں سے بعض نہ سن سکیں، اور ایسا کرتا ہے، مثلاً اذان کی جگہ مسجد کے آگے ہے وہ کہتا ہے کہ یہ مسجد کے پیچھے دینی چاہئے، تاکہ دوسرے نہ سنیں، اور ہم پہلے ہی نماز پڑھ لیں وہ یوں ہی علیحدہ ہو کر پڑھیں گے، مقصد سوال یہ ہے کہ شرعاً ایسے شخص کا کیا درجہ ہے، کیا ایسا شخص بھی امامت کا مستحق ہے، اور مقتدیوں کو ایسے شخص کی اقتدا کرنا چاہئے، نیز ایسے شخص کو اذان دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان بلند آواز سے بلند جگہ پر دی جائے، کہ زیادہ دور تک آواز پہنچے، جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچے گی وہاں تک کی ہر چیز مؤذن کے حق میں گواہی دے گی، اذان آہستہ کہنا تاکہ دوسروں تک آواز نہ پہنچے، مقصد اذان کو فوت کرتا ہے، اور ایسا کرنا مکروہ ہے[1] پھر اس نیت سے آہستہ اذان کہنا کہ کچھ لوگ جماعت سے محروم رہ جائیں نہایت غلط اور پست قسم کا قابل ملامت جذبہ ہے، جو روح اذان اور اخوت اسلام کے خلاف ہے جس میں یہ جذبہ ہو اس کو اپنی اصلاح لازم ہے، امام کے صفات واخلاق بہت اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں، نہ کہ ایسے گرے ہوئے، اگرچہ فریضۂ نماز اس کے پیچھے بھی ادا ہو جائے گا۔

"صلوة خلف کل برو فاجرٍ رواہ ابوداؤد"[2] ردالمحتار، ج ۱[3] میں امامت کے شرائط

---

[1] عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولاشئی الاشھد لہ یوم القیمة، مشکوٰة شریف، ص ۶۴/ باب فضل الاذان، الفصل الاول، طبع یاسر ندیم دیوبند.

[2] ابوداؤد، ج ۱/ص ۳۴۳/ کتاب الجھاد فی الغز ومع ائمة الجور، مطبوعہ سعددیوبند

[3] شامی زکریا، ج ۲/ص ۲۹۴ تا ۳۰۱/ باب الامامة، تارتارخانیہ، ج ۱/ص ۶۰۰/ فی بیان من ھواحق بالامة، مطبوعہ کراچی، بدائع زکریا، ج ۱/ص ۳۸۸/باب الامامة فصل واما بیان من یصلح للامامة.

وصفات درج ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

جس کی آواز ضعیف ہو اور اس کو اذان کہنے کا شوق ہو تو اس کی کیا صورت ہے

سوال: ۔ایک بوڑھا شخص ہے وہ مسجد میں پہلے چلا آتا ہے، اور وہ اپنے گھر سے بے فکر ہے، اذان پڑھنے کا شوق ہے، لیکن اس کی آواز جاتی رہے، اگر کوئی اور اذان پڑھتا ہے، تو اس کو برا محسوس کرتا ہے، اور منع کرتا ہے، کہ تم اذان مت پڑھو میں اس کی خدمت کرتا ہوں، میں ہی اذان پڑھونگا، لڑنے کو تیار ہو جاتا ہے، اس کو اس حالت میں اذان وتکبیر کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کا ثواب تو اس کو بھی ملتا ہے، اگر اس کی آواز اہل محلّہ تک نہیں پہنچتی، تو دوسرے آدمی کا بھی انتظام کیا جاسکتا ہے، اس ضعیف آدمی کو اذان سے منع نہیں کیا جاسکتا ہے[1] اور منع کرنے سے باز نہیں آتا تو اس کی اذان کے بعد دوسرا شخص پڑھ دیا کرے، اس سے آواز بھی

---

[1] منها أن يجهر بالاذان فيرفع به صوته لان المقصود وهو الاعلام يحصل به الخ بدائع الصنائع، ج ۱/ص ۳۶۹/ كتاب الصلوٰة ،سنن الأذان، مطبوعه زكريا ،ديوبند.

’’في حديث عبد الله بن زيد بن عبد ربه فانه اندى صوتاً منک وقال الامام النووى من هذاالحديث يؤخذ استحباب كون المؤذن رفع الصوت ،الخ مرقات، ج ۱/ص ۴۲۰/ باب الاذان الفصل الثالث.

باہر تک پہنچ جائے گی اور ضعیف کا شوق بھی پورا ہو جائیگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۲/۹۲ھ

الجواب صحیح نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند // //

سحری کے لیے اذان

سوال:-سحری تناول کرنے سے پہلے ماہِ رمضان شریف میں اذان جگانے اور سحری کھانے کے لیے دی جائے، تو کیا یہ اذان بموجب شریعت جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نقارہ وغیرہ کے ذریعہ سونے والوں کو جگا دیا جائے[2]، سحری تناول کرنے کے لیے اذان نہ دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

آندھی کے دن اذان!

سوال:-آندھی کے دن اذان پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علامہ شامی رحمہ اللہ نے مواقع اذان میں اس کو ذکر نہیں کیا[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لان تكرار الأذان مشروع الخ البحر الرائق، ج ۱/ص ۲۵۷/ باب الاذان.

[2] وينبغي أن يكون طبل المسحر في رمضان لإيقاظ النائمين للسحور كبوق الحمام شامی زکریا ص ۵۰۵ ج۹، قبيل فصل في اللبس كتاب الحظر والإباحة.

[3] وقد يسن الأذان لغير الصلاة، كما في أذن المولود، والمهموم، (بقیہ آئندہ پر)

اذان سن کر کتّے کا رونا

سوال :- یہاں سے قریب ایک بستی ہے موضع سیناوت وہاں ایک مسجد ہے۔ایک صاحب عرصہ سے وہاں اذان دیتے ہیں تقریباً پندرہ بیس دن سے جب اذان ہوتی ہے تو گاؤں کے کتّے روتے ہیں،اورگیدڑ بھی بولتے ہیں اس کی وجہ سے نمازی لوگ بہت متحیر ہیں، اوراس کوخرابی پرمحمول کرتے ہیں اورآپ سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں کوئی شرعی قباحت تونہیں ہے، میں نے ان کوسمجھایا مگروہ مطمئن نہیں ہوئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اذان سن کرایک کتا ہمارے مدرسہ کے سامنے ہمیشہ روتا ہےاور چلاتا ہے،اورجگہ بھی ایسا ہوتا ہے یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔اذان سے شیطان بھاگتا ہے[1] بعض دفعہ بعض جانوروں کوبھی نظرآتا ہےاس سے گھبرا کرروتے اورآواز کرتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند۵/۷/۹۳ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ)والمصروع، والغضبان. ومن ساء خلقه من انسان أو بهيمة، وعند مزدحم الجيش وعند الحريق! شامی کراچی ص۳۸۵ج ۱، مطبوعہ زکریا ص۵۰ ج۲، باب الاذان. منحة الخالق ص۲۵۶ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه. مطلب في المواضع التي يندب لها الاذان في غير الصلاة.

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ الخ (أبوداؤد شريف ص۷۶ ج ۱) باب رفع الصوت بالاذان. مطبوعه رشيديه دهلی.

ترجمہ :-حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے شیطان پشت پھرا کر بھاگتا ہے۔

مؤذن کے ساتھ زیادتی

سوال:۔ اگر کوئی مؤذن کسی وقت کی اذان مقررہ وقت گذر جانے اور نماز کا وقت قریب آ جانے پر بے وضو کہہ دے اور باز پرس پر جواب دے کہ آج کی فلاں اذان وقت کی تنگی کی وجہ سے بے وضو دی ہے، جب کہ میری عادت بلا وضو کہنے کی نہیں ہے، بلکہ وضو کر کے ہی اذان دیتا ہوں، اس جواب پر مسجد کے منتظم حضرات سخت کلامی اور سخت گفتگو کرتے ہوئے، گریباں کشی اور ہاتا پائی کا سلوک مؤذن کے ساتھ کریں تو کیا ان لوگوں کا یہ فعل ازروئے شرع جائز ہے، اگر جائز نہیں ہے تو ایسے شخص کا خدا کے یہاں کیا حشر ہوگا، جس نے بہانہ بنا کر مؤذن کو مارا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مؤذن کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہے اس سے معافی مانگ کر اس کو راضی کیا جائے، ورنہ آخرت کا وبال سر پر رہے گا، دنیا میں بھی بدلہ ملنے کا اندیشہ ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۲/۲۹ھ

---

[۱] واما ان كانت المظالم فى الاعراض كالقذف والغيبة فيجب فى التوبة فيها مع ماقد مناه فى حقوق الله ان يخبر اصحابها بماقال من ذٰلك ويتحل منهم الخ شرح فقه اكبر، ص ۱۹۵ / بحث التوبة ،مطبوعه رحيميه ديوبند ، مشكوٰة شريف ،ص ۴۳۵/ باب الظلم، الفصل الاول ،مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل دوم

﴿کلمات اذان کا بیان﴾

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا

سوال:- ہمارے یہاں ہر اذان سے پہلے یا رسول اللہ علیہ ﷺ کا درود شریف پڑھتے ہیں، یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا ثابت نہیں، خلاف سنت ہے۔ البتہ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا مانگنا حدیث شریف سے ثابت ہے، ہر کام حضرت نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق کیا جائے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۴/۹۰ھ

---

[۱] قال رسول اللّٰہ ﷺ إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی فانه من صلی علی صلوة صلی اللّٰه علیه عشراً ثم سلوا اللّٰه الوسیلة الحدیث مشکوٰۃ شریف ص ۶۴، (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) باب فضل الاذان واجابة المؤذن.

ترجمہ :- جب تم مؤذن کو سنو پس مؤذن ہی کی طرح کہو، پھر میرے اوپر درود پڑھو اس لئے کہ جو میرے اوپر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمت نازل فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو۔

اذان سے پہلے درود شریف

سوال:۔اذان دینے کے وقت اذان سے پہلے درود شریف یا کوئی تسبیحات آواز سے کہہ کر اذان شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو درود شریف پڑھ کر اذان دینا بہتر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

درود شریف اور تسبیح بہت فضیلت اور ثواب کی چیز ہے،مگر اذان سے پہلے ثابت نہیں، لہٰذا اذان سے قبل اس کا اضافہ نہ کریں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کلمہ میں محمدٌ اور اذان میں محمدًا کیوں

سوال:۔کلمہ میں محمدٌ رسول اللہ اور اذان میں محمدًا رسول اللہ یہ کیوں اور اگر اذان میں پیش کہے اور کلمہ میں زبر کہے تو غلط ہے کیوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عربی زبان کے قواعد کا تقاضا یہی ہے اس کے خلاف پڑھنا غلط ہے[۲]

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من احدث فی أمر نا هذامالیس منه فهو رد،مشکوٰة شریف، ص۲۷/ باب الاعتصام بالکتاب ،والسنة ،الفصل الاول ،مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۲] الحروف المشبهة تنصب المبتدأ و ترفع الخبر و هی ستة حروف إنَّ وأنَّ الخ شرح مأة عامل ص ۳۲، مطبوعه کانپور. النوع الثانی الحروف المشبهة بالفعل.

اذان میں اللہ اکبر کے بجائے اللہ اکبار کہنا

سوال: -اذان میں مؤذن اللّٰه اکبر کے بجائے اللّٰه اکبار کہتا ہے۔اذان ادا ہوگئی یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح کہنا غلط ہے مگر اذان ادا ہوگئی۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اذان میں اللّٰه اکبرُ اللّٰه اکبر پڑھنے کا طریقہ

سوال: -اذان دیتے وقت اللّٰه اکبرُ اللّٰه اکبر یعنی پہلی راء پر پیش لگا کر لام سے ملاکر اذان دیتا ہے جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات یہ ہے کہ اس طرح پڑھے اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر یعنی دونوں جگہ راء کو ساکن کردے اس پر کوئی حرکت نہ پڑھے اگر پہلی راء پر حرکت پڑھتا ہے تو زبر پڑھے اس طرح: اللّٰه اکبرَ اللّٰه اکبر پیش لگا کر پڑھنے کو ردالمحتار[2] ص ۲۵۹، ج ۱، میں خلاف سنت

---

[1] وفي النهاية لوادخل المد بين الباء والراء في لفظ اكبر عند اختتام الصلاة لايصير شارعاً في الصلاة بخلاف مالوفعل الموذن في اذانه حيث لاتجب الاعادة وإن كان خطأ لأن امر الاذان أوسع كذا في الجامع الصغير للامام المحبوبى انتهى (سعاية ص ۱۵۱، ج۲، مطبوعه پاکستان) باب صفة الصلاة، بيان رفع اليدين مع التكبير و كيفيته. حلبى كبيرى ص ۲۵۹ مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، باب الصلوٰة الاول تكبيرة الافتتاح.

[2] قوله وبفتح راء اكبر الى قوله ولا ترجيع) نقل أنه ملحق بخط الشارح، قال ابن الانبارى عوام الناس يضمون الراء في اكبر وكان المبرّد يقول الاذان سمع موقوفاً في مقاطيعه (بقیہ آئندہ پر)

لکھا ہے۔ دوسرے اکبر کی راء کو بہر حال ساکن پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۲؍۵؍ ۹۰ھ

اذان واقامت میں اکبر کی را کو اللہ کے لام کے ساتھ ملاکر پڑھنا!

سوال: - اللہ کا ہمزہ اصلی ہے اذان میں اکبر کی (ر) کو (ل) کے ساتھ ملاکر ہمزہ اصلی کو گراکر پڑھنا یعنی اللہ اکبرُاللہ اکبرُ پڑھنا اوراس طریقہ پر تکبیر میں پڑھنا پہلے اللہ اکبر کے لام کے ساتھ ملادیا جائے اور ہمزہ اصلی کو گرادیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اوراسی طرح تکبیرحی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کا پڑھنا الخ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات یہ ہے کہ اللہ اکبر کی را کو ساکن پڑھا جائے اوراس پرسکتہ کیا جائے، اگر ملایا جائے اس طرح کہ دوسرے اللہ اکبر کے (الف ہمزہ) کو ساقط کیا جائے اورالف کا فتحہ راپر لے آیا جائے، اگر راپر بجائے فتحہ کے ضمہ پڑھا جائے جو کہ ضمہ اعراب ہے تو بعض حضرات نے اسکی بھی اجازت دی ہے بعض نے اس کو خلاف سنت فرمایا ہے، اس مسئلہ پر مستقل ایک رسالہ ہے جس کا نام تصدیق من أخبر بفتح راء اللّٰہ اکبرُ، شامی میں لکھا ہے، حاصلها أن السنة أن يسكن الراء من الله اكبر الاول أويصلها بالله اكبر الثانية فإن سكنها كفى وإن

(گذشتہ کا بقیہ) والاصل في اكبر تسكين الراء الخ (الشامي نعمانيه ص۲۵۸ ج۱) شامی زكريا ص۵۱ ج۲، قبيل مطلب فى الكلام على حديث الاذان جزم، باب الاذان، الطحطاوي على مراقى الفلاح ص۱۵۷، مطبوعه مصر،باب الاذان. وحاصلها ان السنة ان يسكن الراء من "الله اكبر" الاول او يصلها بالله اكبر الثانية فان سكنها كفى و ان وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة الخ شامی کراچی ص۳۸۶ ج۱، باب الاذان، سعايه ص۱۵ ج۲ باب الاذان، مطبوعه سهيل اكيڈمی پاكستان.

وصلها نوى السكون فحرك الراء بالفتحة فإن ضمها خالف السنة لان طلب الوقف على اكبر الاول صيره كالساكن اصالة فحرك بالفتح (ردالمحتار[1] ص ۲۵۹، ج ۱)

اذان واقامت دونوں کا حکم یہی ہے اقامت میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح اور قدقامت الصلوٰۃ پر سکتہ انسب ہے۔ اگر مجرور پر جر اور مرفوع پر رفع پڑھیں تب بھی اقامت درست ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اذان میں کلمات کو کھینچنا

سوال:- اگر کوئی مؤذن اذان کو کھینچ کر پڑھتا ہے اور آواز کو بناتا ہے اور الفاظ اذان صحیح ہیں تو کیا اذان ہوجائے گی، اور اگر صحیح نہیں پڑھتا ہے صرف آواز اچھی ہے اس وجہ سے عوام اس کو چاہتی ہے تو کیا اس مؤذن کی اذان اور اقامت ہوجائے گی آیا نماز ہوگی کہ نہیں؟ اور اگر اذان صحیح طریقہ سے پڑھتا ہے اور تکبیر میں غلطی ہے تو کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بے موقع کھینچنا جس سے الفاظ مسخ ہوجاویں درست نہیں ایسی اذان کا اعادہ کیا جائے تکبیر میں بھی اگر ایسا ہی حال ہو وہ بھی درست نہیں ہے اس سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ صحیح پڑھنے والے کو امام ومکبّر مقرر کیا جائے۔ ولا لحن فيه أي تغني بغير كلماته فإنه لايحل فعله وسماعه اهـ (درمختار[2]) قوله بغير كلماته أي بزيادة حركة أو حرف أو مد أو غيرها في

---

[1] شامی کراچی ص ۳۸۶، ج ۱، (مطلب في الكلام على حديث "الاذان جزم") باب الاذان، شامي زكريا ص ۵۲ ج ۲. سعايه ص ۱۵ ج ۲ باب الآذان، مطبوعه سهيل اكيڈمي پاكستان.

[2] درمختار ص ۲۵۹ ج ۱، مكتبه نعمانيه . باب الاذان، مطلب فى الكلام على حديث الاذان جزم.

الاوائل والاواخر[۱] اھـ (ردالمحتار). فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۴/ ۹۰ھ

اذان میں لفظ اللہ کو کھینچنا

سوال:۔ جولوگ اذان کے دوسرے اللہ اکبر کے لام کو کھینچتے ہیں اور ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' میں لام کو خوب کھینچ کر پڑھتے ہیں، اذان میں خوب چڑھاؤ اُتار کیا جاتا ہے، آج کل اکثر مسجدوں میں ایسی ہی اذانیں پڑھی جاتی ہیں، شرعی طور پر لفظ اللہ اکبر کے لام کو کتنا کھینچا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لفظ اللّٰہ اکبر کے لام پر مد تعظیمی کرنے کو بعض قراء نے درست لکھا ہے[۲]، اور اذان میں مد صوت مقصود بھی ہے، تاکہ دور تک آواز پہنچے فقہاء نے بھی اطالت کلمات کی تصریح کی ہے[۳] مگر موسیقی کے طور پر اُتار چڑھاؤ کرنا غلط ہے، اس سے پرہیز کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] الشامی نعمانیه ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبه نعمانیه، مطبوعه زکریا ص ۵۳، ج ۲، باب الاذان. قبیل مطلب فی اول من بنی المنائر للاذان. البحر الرائق ص ۲۵۶، ج ۱، باب الاذان مطبوعه ماجدیه کوئٹه. زیلعی ص ۹۰، ج ۱، امدادیه پاکستان.

[۲] ویجوز اجراء وجه مد "لااله الا اللّٰه" عندی من أجری المد للتعظیم الخ، النشر فی القرأت العشر، ج ۲/ص ۴۳۹/حکم الاتیان بالتکبیر وسببه مطبوعه بیروت.

[۳] وفشر الترسل فی الفوائد باطالة کلمات الاذان، البحر الرائق، ج ۱/ص ۲۵۷/ باب الاذان مطبوعه الماجدیه کوئٹه، وقیل بتطویل الکلمات کمافی البحر عن عقد انفرائد وکل ذٰلک مطلوب فی الاذان فیطول الکلمات بدون تغنٍ وتطریبٍ. طحطاوی علی المراقی الفلاح، ص ۱۵۸/باب الاذان، مطبوعه مصری، عنایة علی فتح القدیر، ج ۱/ص ۲۲۴/باب الاذان مطبوعه دارالفکر بیروت.

کلمات اذان میں فصل وصل

سوال:- ہمارے یہاں اذان سننے کے بارے میں سخت اختلاف ہو چکا ہے یعنی ایک شخص نے اذان کہتے وقت اللہ اکبر کے کلمہ کو ایک سانس میں دو مرتبہ نہ کہا ہر کلمہ کو چار مرتبہ علیحدہ علیحدہ کہہ دیا تو اس پر بعضوں نے کہا کہ اس کی اذان درست نہیں بعض نے کہا کہ درست ہے اس پر سخت جھگڑا ہو گیا۔ حقیقۃً یہ اذان درست ہوئی کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شروع اذان میں جب مؤذن چار مرتبہ اللّٰہ اکبر کہتا ہے تو اس کو چار آواز سے علیحدہ علیحدہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ دو آواز سے کہنا چاہیے یعنی ایک آواز میں دو مرتبہ اللّٰہ اکبر کہے : ھکذا فی الطحطاوی[۱] تاہم اگر سانس کم ہو اور ایک سانس میں دو مرتبہ نہ کہہ سکے تو ایسی طرح کہے کہ جس سے دو مرتبہ اللہ اکبر میں اتنا فصل نہ ہو جتنا چار مرتبہ میں ہوتا ہے اسطرح اذان درست ہو جائے گی[۲] اور ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ کوئی بڑے سانس والا اذان کہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۲ / صفر ۵۷ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲۳ / صفر ۵۷ھ

۱؎ قول یکبر في اوله اربعاً، بصوتین (الطحطاوي علی المراقی الفلاح ص ۱۵۶) مطبوعه مصر، باب الاذان. ویتمهل، یترسل (في الاذان) بالفصل بسکتة بین کل کلمتین أي جملتین الافي التکبیر الاول فان السکتة تکون بعد تکبیرتین (الطحطاوي علی المراقی الفلاح ص ۱۵۸) مطبوعه مصر، باب الاذان.

۲؎ وفي الکافي من انه لوترسل فیهما أو حدر فیهما اوترسل في الاقامة وحدر في الاذان جاز لحصول المقصود وهو الاعلام وترک ماهو زینة لایضر یدل علی عدم الکراهة والاعاده (البحر الرائق ص ۲۵۷ ج ۱) مطبوعه کوئٹه، باب الاذان. عالمگیری ص ۵۶، ج ۱، الفصل الثاني، مطبوعه کوئٹه.

ایضاً

سوال:-شروع اذان میں ''اللّٰه اکبر'' چار مرتبہ ہے ان کو بغیر سکتہ کے ایک آواز میں دوبار پڑھیں یا سکتہ کے ساتھ ایک آواز میں ایک بار علی ہذا القیاس شہادتیں وغیرہ پوری ترکیب مع اقوال فقہاء تحریر فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک سانس میں دومرتبہ لفظ ''اللّٰــه اکبر'' کواس طرح پڑھنا چاہیے کہ اکبر کی را ساکن ہو اور بغیر سکتہ کے دوبار پڑھا جائے دومرتبہ پڑھ کر سکتہ کر کے پھر دوسرے سانس میں اسی طرح دوبار پڑھنا چاہیے۔کلمۂ شہادتین ایک سانس میں ایک مرتبہ پڑھ کر سکتہ کر کے دوسری سانس میں دوسری مرتبہ پڑھا جائے غرض جس طرح لفظ ''اللّٰه اکبر'' دومرتبہ ایک سانس میں پڑھ کر سکتہ کیا جاتا ہے اسی طرح کلمہ شہادت ایک سانس میں ایک مرتبہ کہہ کر سکتہ کرنا چاہئے۔یہی حکم تہلیل کا ہے۔ویترسل فيه ويحدر فيها أي يتمهل في الاذان ويسرع في الاقامة وحده أن يفعل بين كلمتى الاذان بسكتة بخلاف الاقامة إلى أن قال ويسكن كلمات الاذان والاقامة (بحر[۱] ص۲۵۷ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۵/۵۸ھ

حی علی الصلوٰۃ چار مرتبہ کہنا!

سوال:-تکبیر کہتے وقت حی علی الصلوٰۃ چار مرتبہ پڑھنے سے تکبیر ہو جاتی ہے یا کچھ کمی رہتی ہے؟

---

[۱] البحر الرائق ص۲۵۷ ج ۱، مطبوعه كوئٹه باب الاذان. عالمگیری ص ۵۶ ج ۱، الفصل الثانی، مطبوعه كوئٹه.

File,N 24

الجواب حامداً ومصلیاً

حی علی الصلوٰۃ چار مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ ہے، چار مرتبہ غلط ہے [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الصلوٰۃ خیر من النوم کا قصداً دوٹکڑوں میں پڑھنا

سوال:۔ ہمارے محلّہ میں ایک حافظ صاحب صبح کواذان پڑھتے ہیں، تو وہ "الصلٰوۃ" پڑھ کر قصداً سانس توڑ دیتے ہیں، اور پھر "خیر من النوم" پڑھتا ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ یہ سانس توڑنا سنت رسول ہے، اور بڑا ثواب ملتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس مؤذن کا یہ طریقہ غلط ہے، اور اس کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بڑی غلطی ہے، "الصلوٰۃ خیر من النوم" کے دوٹکڑے نہ کئے جائیں [2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] واما الاقامة فمثنى مثنى عند عامة العلماء كالاذان الخ بدائع ،زكريا ، ج ا /ص ٣٦٦/ فصل واما بيان كيفية الاذان الخ ،البحرالرائق كوئٹه ، ج ا /ص ٢٥٦ /باب الاذان ،والا قامة سبع عشر كلمة الىٰ قوله وفيه تثنية التشهدين والحيعلتين الخ فتح القدير ، ج ا /ص ٢٤٣ / باب الاذان،دارالفكر بيروت.

[2] هو(اى الترسل)أن يفصل بين كل كلمتين من كلماته بسكتة والحدر ان لايفصل ولوترسل فيها قبل يكره لمخالفة السنة الخ فتح القدير ،ج ا /ص ٢٤٤ / باب الاذان دارالفكر ،البحر ،ج ا /ص ٢٥٧ / باب الاذان كوئٹه ،طحطاوى على المراقى ص ١٥٨ / باب الاذان،مصرى قال والأذان والاقامة مثنى مثنىٰ عندنا، المحيط البرهانى، ج ٢ /ص ٩٠ / كتاب الصلوٰة الفصل الثانى فى الفرائض والواجبات والسنن نوع آخرفى بيان مايفعل فيه، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھيل.

اذان میں سانس ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

سوال:- جس موذن کا سانس اتنا کم ہو کہ وہ جب اذان دے تو سانس ختم ہونے کی وجہ سے کلمہ کا آخری حرف ختم ہو جاتا ہے۔ اور دانت ٹوٹنے کی وجہ سے سامعین کو ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف معلوم ہوتا ہو تو کیا ایسے شخص کی اذان ہو جائے گی؟ اور ایسے شخص کو اذان دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ اذان دینے کے لیے ملازم ہے تو صحیح حروف ادا کرے، کوئی حرف کم نہ کرے، ورنہ دوسرا شخص جو اہل ہو وہ اذان دیا کرے[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۶/۱۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

اذان ترنم کے ساتھ

سوال:- آج کل ہمارے یہاں نوجوانوں کو اذان دینے کا شوق اس قدر ہو گیا ہے کہ ایک وقت کی بھی بانگی صاحب کے حصے میں آتی نہیں ہے لیکن یہ نوجوان اذان کے ہر کلمہ کے یعنی

---

[۱] ثم اعلم أنه ذكر في الحاوى القدسي من سنن المؤذن كونه رجلاً عاقلاً صالحا عالماً بالسنن والاوقات مواظباً عليه الخ شامى زكريا ص ۶۲ ج۲، باب الاذان. تاتارخانيه ص ۵۱۹ ج ۱، نوع آخر فى اذان المحدث والجنب الخ مطبوعه كراچى. عالمگيرى ص ۵۳ ج ۱، الباب الثانى فى الاذان، الوضوء الاوّل فى صفته وأحوال المؤذن، مطبوعه كوئٹه.

جملہ کے اخیر میں اس قدر آ آ آ آ آ آ آ آ آ آ آ آ آ اور ان الفاظ میں چڑھاؤ اتار کا موسیقی ترنم لگاتے ہیں کہ ہر جملہ سے تین چار گنا وقت کھینچ کر سامعین کو پریشان کرتے ہیں، گھڑی کا شمار چھ سے سات منٹ سے بڑھ جاتی ہے لہٰذا اس ترنم والی موسیقی اذان دینے میں ازروئے شریعت کوئی قباحت تو نہیں ہے؟ بعدۂ اذان کے اختتام پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان موسیقی ترنم کے ساتھ دینا جس سے اصلی حروف میں زیادہ کھینچ تان ہوجائے منع ہے، خلاف سنت ہے ایسی اذان کا جواب بھی لازم نہیں [۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

---

[۱] بـلالـحن هو التطرب وقيل الخطاء في الاعراب وكلاهما ممنوعان فلذلک اشار الشارح إلـى مـنـعهـما وقد صرح الفقهاء بانه لايحل فيه كذا صرحوا بانه لايحل سماع الاذان الذي يـلـحـن فيـه قـال في البحر إذا كان هذا في الاذان ففى القرأة بالطريق الاولى، يكره التلحين عـنـدنـا، لـقـول ابـن عـمر لمؤذن والله إني لابغضک في الله لأنک تغنى في الأذان انتهى (سعاية ص۱۳، ج۲، مطبوعه لاهور) باب الاذان. شامى كراچى ص۳۸۷ ج ۱، باب الآذان. زيـلـعـى ص۹۰ ج ۱ بـاب الآذان، مـطـبـوعه سهيل اكيڈمى لاهور. تاتارخانيه ص۵۲۸ ج ۱ قبيل فصل فى بيان أداب الصلوٰة، مطبوعه كراچى.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم

﴿اذان کے جواب کا بیان﴾

اذان کا جواب دینا کیا ہے؟

سوال: - اذان کے وقت اذان کا جواب دینا کیا ہے فرض ہے، یا سنت ہے، یا واجب ہے، یا مستحب ہے، اذان و جماعت میں کتنا فصل ہونا چاہئے امید ہے کہ حدیث کی روشنی میں سلف وخلف کے واقعات کیساتھ مفصل جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں گے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کا جواب مستحب ہے[1]۔ مغرب کی اذان و جماعت میں کچھ زیادہ فصل کی ضرورت نہیں، دوسرے اوقات اذان و جماعت میں نصف گھنٹہ کا فصل کافی مناسب ہے، جمعہ کی اذان اول اوراذان ثانی مین بھی فصل مناسب ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۹۵ھ

---

[1] وانها مستحبة حتى قالوا ان فعل نال الثوب والحاصل انه اختلف التصحيح فى وجوب الاجابة باللسان والاظهر عدمه. طحطاوى ص: ۱۶۲، مصرى، باب الاذان. شامى زكريا ص ۶۵ ج ۲، باب الآذان قبيل مطلب فى كراهة تكرار الجماعة فى المسجد. حلبى كبيرى ص ۳۷۸ فصل فى السنن، مطبوعه لاهور.

[2] ويفصل بين الاذان والاقامة بقدر ما يحضر القوم الملازمون للصلاة (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اذان کا جواب دینا واجب ہے

سوال :- اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟ جو شخص مسجد میں موجود ہو تو کیا اس کے لیے جواب دینا واجب ہے اور مسجد کے باہر ہو تو اس کے لیے مستحب ہے مولانا مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنے ایک رسالہ میں تحریر کیا ہے کہ اذان کا جواب دینا واجب ہے اس شخص کے واسطے جو مسجد میں موجود ہے اور جو مسجد کے باہر ہے تو اس کے واسطے مستحب ہے جو موذن کہے سننے والا بھی وہی جواب میں کہے یہ کہاں تک صحیح ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

فقہاء کی ایک جماعت نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (کذا فی ردالمحتار[1] ص ۲۷۹، ج ۱)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اثناء وضو میں اذان کا جواب دے یا دعاء وضو پڑھے

سوال:- اگر وضو کر رہا ہے مسجد میں اور اذان بھی ہو رہی ہے تو وضو کی دعا پڑھے یا اذان کے الفاظ دُہرائے جائیں؟

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) مع مرعاة الوقت المستحب ويفصل بينهما في المغرب بسكتة هى قدر قراء ة ثلاث آيات قصار او آية طويلة، (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى، ص ۱۵۹، مصرى، باب الاذان. البحر الرائق ص ۲۶۱ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه. عالمگيرى ص ۵۶-۵۷ ج ۱، الفصل الثانى فى كلمات الاذان والاقامة الخ، مطبوعه كوئٹه.

[1] ويجيب وجوباً وقال الحلواني ندباً الخ الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۶۵، ج ۲، باب الاذان، مطلب فى كراهة تكرار الجماعة الخ. حلبى كبيرى ص ۳۷۸ فصل فى السنن، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. عالمگيرى ص ۵۷ ج ۱، الفصل الثانى فى كلمات الاذان الخ، مطبوعه كوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

جوابِ اذان کی حدیث بہ نسبت دعاء وضو کی حدیث کے قوی ہے[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

متوضی وضو کی دعائیں پڑھے یا اذان کا جواب دے

سوال: ۔زید نے وضو شروع کیا اور مؤذن نے اذان شروع کردی تو اس متوضی کے لئے وضو کی دعاء پڑھنا افضل ہے یا اذن کا جواب دینا افضل ہے؟

---

[۱] قال النووي جاء في التسمية أحاديث ضعيفة ثبت عن احمد بن حنبل رحمه اللّٰه أنه قال لاأعلم في التسمية حديثاً ثابتاً (للنووی ص ۲۹، مطبوعه دارالكتاب العربی) أما الدعاء على اعضاء الوضوء فلم يجئ فيه شيء عن النبي ﷺ (الاذكار ص ۳۰)، البته اللهم اغفرلي ذنبی الخ کونسائی نے سند صحیح سے بیان کیا ہے (الاذکار ص ۳۱)، نیز ملاحظہ ہو شامی ص ۱۲۷ ج ۱، كتاب الطهارة، مطبوعه كراچی. طحطاوی على المراقی ص ۶۰ فصل من آداب الوضوء، مطبوعه مصری. جب کہ جواب اذان کی حدیث متعدد اسناد سے صحاح ستہ بخاری شریف ص ۸۶، ج كتاب الاذان، باب ما يقول اذا سمع المنادی، مطبوعه اشرفی دیوبند، ۱، مسلم: ۱۶۶ ج ۱ كتاب الصلوٰة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ مطبوعه مكتبه بلال ديوبند، ترمذی شريف ص ۵۱، ج ۱ ابواب الصلوٰة باب ما يقول اذا اذن المؤذن، مطبوعه مكتبه بلال ديوبند، اور ابوداؤد ص ۷۷ ج ۱ باب ما يقول اذا سمع المؤذن، كتاب الصلوٰة، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند، نسائی ص ۷۸ ج ۱، كتاب الاذان القول مثل ما يقول المؤذن، مطبوعه فيصل ديوبند، ابن ماجه ص ۵۳ ج ۱ ابواب الاذان، ما يقال اذا اذن المؤذن، مطبوعه اشرفی ديوبند، میں اس مسئلہ کے متعلق حضرت مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ رقمطراز ہیں بہتر ہے کہ کلمات اذان کا جواب دیا جائے نظام الفتاوی ص ۳۵۸، ج ۱.

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کا جواب دینا بہتر ہے کہ اس کے لئے صیغۂ امر ہے "قولو مثل مایقول المؤذن"[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

تلاوت و وضو وغیرہ کے درمیان اذان کا جواب

سوال:- اذان کے وقت قضاء نمازیں، نوافل یا تلاوت قرآن پاک جائز ہے یا نہیں؟ تلاوت جاری رکھے یا اذان کا جواب دے اسی طرح وضو کرتے وقت اذان سنائی دے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نماز قضا یا نفل پہلے شروع کر دی ہے اور درمیان میں اذان ہو جائے[۲] تو بہتر یہ ہے کہ اول اذان کا جواب دے پھر دعاء وسیلہ پڑھے پھر نماز شروع کرے اگر حالت تلاوت میں

---

[۱] بخاری شریف، ج ۱/ص ۸۶/ کتاب الاذان باب مایقول اذاسمع النداء، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف، ج ۱/ص ۱۶۶/ کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن، مطبوعه سعدیوبند، ترمذی، ج ۱/ص ۵۱/ باب مایقول اذا اذن المؤذن، مطبوعه بلال اشرفی دیوبند.

[۲] وفي الجواهران اجابة المؤذن سنة فإذا فرغ المؤذن من الاذان يقول المستمع اللهم رب هذه الدعوة الى قوله ويقطع قراءة القران الخ مجمع الانهر ص ۱۱۶، ج ۱، (مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت) باب الاذان. شامی کراچی ص ۳۹۸ ج ۱، باب الآذان. طحطاوی مع المراقی ص ۱۶۳ باب الآذان، مطبوعه مصری.

اذان ہو جائے تو یہ بہتر ہے کہ تلاوت روک کر اذان کا جواب دے پھر دعا پڑھے پھر اعوذ پڑھ کر تلاوت شروع کرے۔ وضو کی حالت میں اذان کا جواب بھی دیتا رہے وضو بھی کرتا رہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وضو، تلاوت اور تعلیم کرتے وقت اذان کا جواب

سوال:۔ایک آدمی مسجد میں وضو کر رہا ہے، یا قرآن پڑھ رہا ہے، یا حدیث وفقہ پڑھ رہا ہے، یا وعظ وتقریر کر رہا ہے، اور ادھر مؤذن نے اذان شروع کردی، تو کیا یہ اپنا عمل روک کر اذان کا جواب دے، یا اپنا عمل جاری رکھے، مفصل تحریر فرمائیں، کن صورتوں میں کیا کیا احکام ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وضو تو کرتا رہے، بقیہ امور میں افضل یہ ہے کہ ان کو بند کر کے اذان کا جواب دے، لیکن اگر ان کو جاری رکھا تب بھی گناہ نہیں ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال اذا سمعتم النداء فقولو مثل مايقول المؤذن بخاری شریف، ج ا /ص ۸۶/ باب مايقول اذا سمع الندا، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف، ج ا / ص ۱۶۶ / باب استحباب القول مثل قول المؤذن، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

"وفی البحر، ولايقرأ السامع ولايسلم ولا يردالسلام ولا يشتغل بشئی سوى الاجابة، ولو كان السامع يقرأ يقطع القرأة ويجيب البحر الرائق، ج ا /ص ۲۵۹ / باب الاذان مطبوعه الماجديه كوئٹه، الدالمختار على الشامی زكريا، ج ۲ /ص ۶۸ /باب الاذان ، مطلب فی كراهة تكرار الجماعة فی المسجد.

بوقت اذان تلاوت کو جاری رکھے یا موقوف کردے

سوال:- جس وقت اذان سنے اس وقت تلاوت موقوف کردے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد میں تلاوت کررہا تھا تب تو تلاوت کو جاری رکھے اگر خارج مسجد یا اپنے مکان وغیرہ میں تھا تو تلاوت کو موقوف کرکے اذان کا جواب دے۔[۱] (تنویر الابصار ص ۴۱۴، ج ۱)

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وعظ کے دوران اذان شروع ہوجائے

سوال:- ایک شخص چند آدمیوں کو لے کر مسجد میں یا بیرون مسجد درس کی صورت میں کوئی دینی کتاب پڑھ کر سنا رہا ہے یا زبانی وعظ کررہا ہے، اسی دوران کسی نماز کی اذان کا وقت ہوجاتا ہے اور اذان کی آواز سنائی دیتی ہے، اب کتاب سنانے والے کو کتاب پڑھنا بند کردینا چاہیے یا کہ جاری رکھنا چاہیے نیز اس صورت میں کتاب پڑھنے والے یا وعظ کہنے والے کو اور سننے والے اصحاب کو اذان کا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟

---

[۱] لایشتغل بشيء سوی الاجابة ولوکان السامع یقرأ یقطع القرآة ویجیب (البحر ص ۲۵۹، ج ۱، مطبوعه کوئٹه) باب الاذان. ولوکان فی المسجد حین سمعه لیس علیه الإجابة ولوکان خارجه اجاب الخ تنویر الابصار ص۶۸ ج۲، مطبوعه زکریا دیوبند، باب الاذان. حلبی کبیری ص۳۷۸ سنن الصلاة وفیه الاذان، سهیل اکیڈمی لاهور. شامی زکریا ص: ۷۰، ج: ۲، باب الاذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة الخ.

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ بات یہ ہے کہ جب اذان شروع ہوجائے تو کتاب، تلاوت، وعظ، تقریر بند کرکے اذان کا جواب دیا جائے پھر دعائے اذان پڑھ کر کتاب، تلاوت، وعظ، تقریر حسب موقع شروع کریں۔ ردالمحتار[۱] وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ قولوا مثل مایقول المؤذن[۲]۔ فتح القدیر[۳] میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

حیعلتین کا جواب

سوال:- بہشتی زیور جلد ۱۱؍ باب اجابت المؤذن کے ایک مسئلہ سے شبہ واقع ہوتا ہے مہربانی کرکے اس کا ازالہ فرمائیں۔ حضرت مولانا یہ بیان فرماتے ہیں۔

’’جولفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی کہے مگر **حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح** کے جواب میں **لاحول ولاقوۃ الا باللہ** بھی کہے‘‘

بظاہر اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کے جواب میں اس لفظ کو بھی دہرائے اور ساتھ ہی لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی کہے لیکن اس مسئلے کے حوالہ میں جو عبارت مراقی الفلاح کی پیش کی گئی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی کہے اس کے ساتھ حیعلتین بھی کہے۔ پوری عبارت مراقی الفلاح کی ملاحظہ فرمائیں۔

۱؎ ولایقرأ بل یقطعها ویجیب ولایشتغل بغیر الاجابة الخ (الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۷۰ ج ۲) باب الاذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة الخ. عالمگیری ص ۵۷ ج ۱ الفصل الثالث فی کلمات الاذان الخ، مطبوعه کوئٹه، کتاب الصلوٰة. البحرالرائق ص ۲۵۹ ج ۱، باب الآذان، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

۲؎ مشکوٰة شریف ص ۶۴ ۱ (مطبوعه یاسرندیم دیوبند) باب فضل الاذان واجابة المؤذن.

۳؎ فتح القدیر ص ۲۴۸ ج ۱، (مطبوعه دارالفکر بیروت) باب الاذان.

الحیعلتین هما حی علی الصلوٰة وحی علی الفلاح کما ورد لانه لوقال مثلهما کالمستهزئی لان من حکی لفظ الآمر بشئ کان مستهزئًابه بخلاف باقی الکلمات لانه ثناء والدعاء مستجاب بعد اجابته بمثل ماقال، باب الاذان (ص ٣٤)

الجواب حامداً ومصلیاً

مراقی الفلاح[1] شرح طحاوی ص١١٠/میں ہے۔ واختار المحقق في الفتح الجمع بين الحيعلة والحوقلة عملاً بالاحاديث الواردة وجمعاً بينهما. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند١٢/١٠/٨٨ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید دارالعلوم دیوبند الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

باتیں کرتے ہوئے اذان کا جواب

سوال:-بوقت اذان جو شخص باتیں کررہا ہے اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا، یہ لکھا ہے بہارِ شریعت میں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کا جواب دینا چاہیے باتیں بند کردینا چاہیے یہ طریقہ ناپسند ہے کہ باتیں ہوتی رہیں اوراذان کا جواب نہ دیا جائے[2] مگر یہ غلط ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند٢٩/٧/٨٨ھ

---

[1] الطحطاوي علی مراقی الفلاح ص ١٦٤، مطبوعه مصر باب الاذان. شامی زکریا ص٦٧ ج٣ باب الاذان.

[2] لاينبغي ان يتكلم السامع في خلال الاذان والاقامة (الهنديه ص٥٧، ج: ١) الباب الثاني في الاذان تحت الفصل الثانی فی کلمات الاذان (مطبوعه کوئٹه) مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ١٦١، باب الاذان، مطبوعه مصر.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چہارم

اذان کے بعد دعا کا بیان

اذان کے بعد دعا کا حکم

سوال:- اذان کے بعد مناجات کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کے بعد دعاء وسیلہ مستحب ہے۔ **ویندب القیام عند سماع الاذان ویدعوا عند فراغه بالوسیلة لرسول اللہ ﷺ** اھ (درمختار[۱] ص ۴۱۳ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ ۹/۱۰ ۵۹ھ   الجواب صحیح: عبد اللطیف ۹/۱۰ ۵۹ھ

اذان کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا

سوال:- اذان کی جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص۲۶۶-۲۶۷، ج ا، مطبوعه زکریا ص۶۷، ج۲، باب الاذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۶۴ باب الاذان، مطبوعه مصری. البحر الرائق ص ۲۶۰ ج ا، باب الاذان، مطبوعه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

کتب حدیث وفقہ میں اس دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ کہیں نہیں دیکھا[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

سوال:- بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا چاہیے یا بلا ہاتھ اٹھائے ہوئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کسی روایت میں نظر سے نہیں گذرا[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اذان کے بعد کی دعا میں رفع یدین

سوال:- بوقت دعائے اذان دست برداشتن چہ حکم دارد[۳]

---

[۱] والمسنون في هذا الدعاء ان لاترفع الأيدى لانه لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم رفعها الخ فيض الباري ص۱٦٧ ج۲، (مكتبه خضرراه ديو بند) كتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء.

[۲] والمسنون في هذا الدعاء ان لاترفع الأيدى لأنه لم يثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم رفعها الخ فيض البارى ص ١٦٧ ج۲، (مكتبه خضرراه ديوبند) باب الدعاء عند النداء. باب الاذان.

[۳] **ترجمہ سوال**:- اذان کی دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے۔

ترجمہ جواب:- اس مقام میں خصوصاً ہاتھ اٹھانے یا نہ اٹھانے کی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری لیکن چونکہ مطلق دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مستحب ہے پس اس جگہ میں بھی اگر کوئی اس استحباب پر عمل کرے گنجائش ہے اور اگر ہاتھ نہ اٹھائے تب بھی کوئی حرج نہیں پس ہاتھ نہ اٹھانے سے استحباب کا ترک بھی لازم نہیں آئے گا امداد الفتاویٰ اور مجموعۃ الفتاویٰ میں اسی طرح ہے اور بعض عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ نہ اٹھانا افضل ہے نقل صریح نہ ہونے کی وجہ سے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دریں مقام خصوصاً رفع یدین وعدم رفع، ہیچ درروایتے از نظر نگذشتہ ولیکن چونکہ برائے دعا مطلقاً رفع یدین مستحب است پس دریں موضع نیز اگر کسے بریں استحباب عمل نماید گنجایش دارد واگر ترک رفع کند نیز لاباأس بہ است وچوں خصوصاً دریں مقام رفع نیز ثابت نیست چنانکہ عدم رفع ثابت نیست پس فوت ثواب استحباب از ترک رفع نیز لازم نہ آید ہکذا في امداد الفتاویٰ[1] ومجموعۃ الفتاویٰ وغیرہما واز بعض عبارت معلوم میشود کہ عدم رفع افضل است[2] لعدم النقل الصریح۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۱۳/ربیع الثانی ۵۶ھ

اذان کے ختم پر محمد رسول اللہ کہنا

سوال:- جواب اذان میں اخیر کلمہ لاالہ الااللہ کے بعد اگر کوئی شخص **محمد رسول اللہ** پڑھ لے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس جگہ ثابت نہیں[3] ویسے جس طرح لاالہ الااللہ پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح

---

[1] ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ص ۱۶۱-۱۶۴ ج ۱، حکم رفع یدین در دعاء اذان مطبوعہ زکریا دیوبند، کفایت المفتی ص ۱۵۱، ج ۳ پہلا باب اذان وتکبیر، مطبوعہ اعزازیہ دیوبند۔

[2] المسنون في هذا الدعاء ان لاترفع الأيدى لانه لم يثبت عن النبي ﷺ والتشبث فيه بالعمومات بعد وردفيه خصوص فعله ﷺ لغو الخ (فيض الباري ص ١٦٧ ج ١). باب الاذان، باب الدعاء عند النداء. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

محمد رسول اللہ پر بھی ایمان لانا فرض ہے[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳۰/ ۸۸ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] کفایت المفتی ص ۱۰ ج ۳ کتاب الصلوٰۃ، پہلا باب اذان وتکبیر، مطبوعہ اعزازیہ دیوبند، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن، بخاری شریف ص ۸۶ باب ما یقول اذا سمع النداء، مطبوع اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص ۱۶۶ ج ۱، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] قال فاخبرني عن الإيمان قال أن تومن باللّٰه وملائكته وكتبه ورسله الخ مشکوٰۃ شریف ص ۱۱ ج ۱، اول کتاب الإیمان.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل پنجم

دوبارہ اذان دینے کا بیان

اذان قبل الوقت

سوال:۔ ہمارے یہاں تھوڑی بات پر جھگڑا ہو رہا ہے، وہ یہ کہ مورخہ ۲۵/جنوری ۷۴ءء بروز جمعہ پیش امام صاحب ۱۲/۲۸/ کو اذان دی، اذان کے صدر مجلس کو اعتراض ہے کہ ۱۲/۳۰/ کو اذان دی جائے، کیونکہ ۱۲/۲۸/ کو وقت شروع ہو جاتا ہے، لہٰذا قبل از وقت اذان صحیح نہیں؟ صدر صاحب کہتے ہیں کہ کریم نگر حیدرآباد جیسے مقام پر ۱۲/۳۰/ ہی کو اذان دی جاتی ہے، امام صاحب کا کہنا ہے کہ موسم کے لحاظ سے زوال کے وقت میں تبدیلی آتی ہے، لہٰذا آپ صحیح مسئلہ سے نوازیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جمعہ کی اذان بھی وقت سے پہلے صحیح نہیں، جب زوال آفتاب ہو جائے اس وقت اذان کہی جائے، زوال آفتاب ہر مقام پر اور ہر موسم میں ایک ہی وقت نہیں ہوتا، بلکہ مختلف اور متغیر ہوتا رہتا ہے، ’’**فيعاد اذان وقع بعضه قبل الوقت كالاقامة الخ در مختار قوله وقع وكذا كله بالاولى قوله كالاقامة اى فى انها تعاد اذاوقعت قبل**

الوقت الخ[۱] (درمختار، ج ا /ص ۲۵۸/)　　　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غروب سے پہلے اذان ہوجائے اس کا حکم

سوال :-امام صاحب کی گھڑی میں دومنٹ باقی تھے مغرب کی اذان میں مگر قاری صاحب نے اذان پڑھوادی جب کہ امام صاحب نے منع کیا تھا مگر وہ نہیں مانے۔ جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہونچے تب سائرن ہوا، اس پر امام صاحب نے کہا دومنٹ رک جاؤ، قاری صاحب اس سے پہلے بھی امام صاحب کی اجازت کے بغیر نماز پڑھا چکے تھے اور پہلے امام صاحب کو ہٹایا ہے، ان قاری کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غروب آفتاب سے پہلے مغرب کی اذان جائز نہیں اگر اذان وقت سے پہلے ہوگئی تو اس اذان کا اعادہ لازم ہے[۲] اور نماز مغرب غروب سے پہلے جائز نہیں۔ اس طرح پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوئی[۳]۔

ضد کی وجہ سے مخالفت کر کے امامت سے الگ کرادینا بہت بیجا اور غلط حرکت ہے۔ لازم ہے کہ آپس میں صلح وصفائی کر کے ہر ایک اپنی غلطی کی دوسرے سے معافی مانگے اور غلط

---

[۱] شامی کراچی، ج ا /ص ۳۸۵/ باب الاذان البحر الرائق، ص ۲۶۲/مطبوع الماجدیه کوئٹه، فتح القدیر، ج ا /ص ۲۵۳/باب الاذان، مطبوعه دارالفکر بیروت، المحیط البرهانی، ج۲ /ص ۹۸/ کتاب الصلوٰة الفصل فی الفرائض والواجبات والسنن، مطبوعه ڈابهیل.

[۲] لوأذن قبل الوقت يعاد في دخول الوقت (مجمع الأنهر ص ۱۱۴ ج ا، باب الأذان) مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت. درمختار علی الشامی زکریا ص ۵۰ ج۲، باب الاذان کتاب الصلوٰة. البحر الرائق ص ۲۶۲ ج ا، باب الاذان، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۳] ووقت المغرب من غروبها إلى مغيب الشفق هو البياض الكائن في الأفق بعد الحمرة (مجمع الأنهر ص ۱۰۵، ج ا، اول کتاب الصلاة) مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت.

طریقہ چھوڑ کر صحیح طریقہ اختیار کرے۔ جو شخص تمام نمازیوں میں صحیح العقیدۃ صحیح العمل صحیح الاخلاق مسائل نماز وطہارت سے واقف صحیح پڑھنے والا ہو اس کو امام تجویز کریں[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۵/۲۳ ۱۴۰۰ھ

اوّل وقت اذان کہہ دی کیا اعادہ کرے؟

سوال: -آج کل عصر کا وقت چار بج کر پندرہ منٹ پر شروع ہوتا ہے، دوامی جنتری کے حساب سے، اتفاق سے زید نے چار بجے عصر کی اذان پڑھ دی اب اس اذان کا اعادہ ضروری ہے یا صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے کافی سمجھا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

احوط یہ ہے کہ اذان دوبارہ کہی جائے، تکرارِ اذان مشروع ہے، اگر اذان دوبارہ نہ کہی گئی تب بھی یہ نہیں کہا جائے گا کہ جماعت بلا اذان ہوئی، کیونکہ صاحبین کے نزدیک وقت ہوگیا تھا[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۱/۱ ۹۳ھ

---

[1] والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة للقرآة ثم الأورع أي الأكثر إتقاء للشبهات والتقوى: اتقاء المحرمات ثم الاسن ثم الأحسن خلقاً الخ (درمختار مع الشامي زكريا ص ۲۹۴-۲۹۵، ج۲، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد باب الإمامة). تاتارخانيه ص ۶۰۰ ج۱، الفصل السادس من هو احق الامامة، مطبوعه كراچى.

[2] وقت الظهر من زواله الى بلوغ ظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما قال الشامي أن الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لا يصلى العصر حتى يبلغ المثلين الخ درمختار مع الشامي زكريا ص ۱۴/۱۵ ج۲، باب الاذان لان تكرار الأذان مشروع فى الجملة الخ. زيلعى ص ۹۳ ج۱، باب الاذان، مطبوعه ملتان. درمختار على الشامي زكريا ص ۶۰ ج۲ باب الاذان.

اذان میں غلطی کی وجہ سے اس کا اعادہ

سوال:-(الف) اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں مؤذن نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا تو اذان فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

(ب) ایسی اذان کا اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

(ج) ایسی غلط اذان پر مؤذن گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ جب کہ وہ معنی نہیں سمجھتا اور محض نادانی اور جہل کے باعث غلط پڑھتا ہے۔

(د) پہلی مرتبہ غلط پڑھنے پر یعنی اَنَّ کی جگہ انا پڑھنا مؤذن کو دوبارہ **اشهد ان محمداً رسول اللّٰہ** نہ پڑھنے دینا اور اذان ایسے ہی روک دینا اور خود یا دوسرے سے جو صحیح پڑھ سکے اسی سے اذان پڑھوانا شروع کر دینا ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح اذان میں پڑھنا ناجائز اور غلط ہے[1] مؤذن کو چاہیے کہ اذان کے کلمات کو صحیح کرے اگر وہ بالقصد اس طرح پڑھتا ہے تو گنہ گار ہے اگر وہ صحیح طریقہ سے اذان کے کلمات کو ادا نہیں کر سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اذان کہنے سے احتراز کرے اگر وہ اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے اور غلط اذان کہنے سے باز نہ آئے اور دوسرا شخص صحیح اذان کہنے والا موجود ہو تو پھر اس دوسرے شخص کو اذان کے لیے متعین کر دیا جائے[2] تاہم جو اذانیں وہ اس غلط طریق پر پڑھ

---

[1] ويترسل فيه أي يتمهل م بلالحن قال بلالحن هو التطرب وقيل الخطاء في الاعراب وكلاهما ممنوعان فذلك اشار الشارح الى منعهما وقد صرح الفقهاء بان لايحل فيه (السعاية ص ۱۳ ج ۱، مطبوعه لاهور). باب الاذان.

[2] ان المستحب كون المؤذن عالما بالسنة (هداية ص ۹۰ ج ۱، باب الاذان) مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

چکا ہے ان کا اعادہ واجب نہیں۔　　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/۲ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ یکم ربیع الاول　　　الجواب صحیح: عبد اللطیف یکم ربیع الاول ۵۹ھ

بجلی چلی جانے کی وجہ سے دوبارہ اذان

سوال:۔ مسجد میں اذان مائک سے شروع ہوتے ہی بجلی چلی گئی، مگر مؤذن نے اذان بلا مائک ہی پڑھ دی، ایک صاحب نے کہا کہ محلّہ کی عورتیں اذان مسجد کے انتظار میں ہونگیں، لہٰذا اذان دوبارہ مسجد کے باہر پڑھ دی جائے، کیونکہ پہلی اذان حجرہ میں ہوئی ہے، آواز مسجد کے دروازہ تک نہیں پہنچی ہے، کچھ لوگوں نے دوسری اذان کو منع کیا اس بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر اس اذان کی خبر سب کو ہوگئی اور بجلی کے بھاگ جانے سے پوری اذان کی آواز نہیں پہنچ سکی تو یہ بھی کافی ہے دوسری اذان کی ضرورت نہیں، تاہم اگر دوسری اذان بھی پڑھ دی جائے، تب بھی کوئی گناہ نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] اذاغشی علی المؤذن ساعة فی الاذان اوفی الاقامة قال محمد رحمه اللّٰه تعالیٰ علیه احب الٰی أن یبتدی بهما من اولهما الخ المحیط البرهانی، ج ۲/ص ۹۸/ کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی الفرائض، نوع آخر تدارک والخلل الواقع فی الاذان، مطبوعه ڈابهیل، البحر الرائق ص ۲۶۴ ج ۱ باب الاذان، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، خانیه علی الهندیة ص ۷۷ ج ۱ مسائل الاذان، مطبوعه کوئٹه.

اذان یا درمیان نماز میں بجلی چلی جائے تو تکمیل کا طریقہ

سوال: ۔لاؤڈ اسپیکر کی مشین بالکل ملحق ایک کمرہ میں رکھی ہوئی ہے، اسی میں کھڑے ہوکر اذان کہی جاتی ہے، کبھی کبھی درمیان اذان لائٹ غائب ہوجاتی ہے، تو ایسی صورت میں کمرہ سے باہر آکر بقیہ اذان پوری کی جائے، یا کمرہ میں اور پھر کمرہ سے باہر آکر پوری اذان کا اعادہ کیا جائے، از روئے شرع فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسی صورت میں کمرہ سے باہر آکر پوری اذان مستقل کہی جائے، تاکہ سب لوگ اس کو پورے طور پر سن لیں اور کوئی اشتباہ نہ رہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۹۴ھ

---

[1] اذا عرض للمؤذن مايمنعه عن الاتمام وأراد آخر أن يوذن يلزمه استقبال الاذان من اوله ان اراد اقامة سنة الأذان الخ شامی زکریا ، ج ۲/ص ۶۱/ باب الاذان.

''فتكريره مفيد لاحتمال عدم سماع البعض الخ البحر ، ج ۱/ص ۲۶۳/ باب الاذان ، مطبوعه الماجديه كوئٹه''

''واذا غشی علیه فی اذانه اوأحدث فتوضا اومات او ارتد فالاحب استقبال الاذان الخ البحر الرائق، ج ۱/ص ۲۶۴/ مطبوعه الماجديه كوئٹه ،خانيه على الهنديه ، ج ۱/ص ۷۷ مسائل الاذان ،مطبوعه كوئٹه.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ششم

مکروہات اذان کا بیان

بلا وضو اذان

سوال:- بلا وضو اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا وضو بھی اذان ہوجاتی ہے مگر ایسا کرنا بہتر نہیں وضو کرکے اذان کہنا مستحب ہے۔

ویستحب أن یکون المؤذن صالحاً وأن یکون علی وضوء ویکره اقامة المحدث وأذانه لما روینا من قوله ﷺ لایؤذن الامتوضئی واتبعت هذه الروایة لموافقتها نص الحدیث وإن صحح عدم کراهة اذان المحدث وهوظاهر الروایة والمذهب کما في الدرر اهـ (مراقی الفلاح وطحطاوي)[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوي ص ۱۵۸-۱۶۰، مطبوعه مصر، باب الاذان. تاتارخانیه ص ۵۱۹ ج ۱، نوع آخر فی آذان المحدث والجنب الخ مطبوعه کراچی. عالمگیری ص ۵۴ ج ۱، الفصل الاول الخ مطبوعه کوئٹه.

بلا وضواذان دینے سے کیا نحوست برستی ہے

سوال:- ایک شخص سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ بے وضواذان پڑھی جائے تو جہاں تک اذان کی آواز پہونچتی ہے وہاں تک نحوست برستی ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا وضو اذان کہنا شرعاً ناپسند ہے، (کمافی کتب الفقہ) مگر نحوست والی بات کتاب میں نہیں دیکھی[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/ ۸۸ھ

بلا وضواذان کی وعید

سوال:- ایک مؤذن روزانہ پانچوں وقت کی اذان بغیر وضو کے دیتا ہے، جب اس کا جی چاہے تو کبھی وضو بھی کر لیتا ہے لیکن اکثر بغیر وضو کے اذان دیتا ہے تو کیا شریعت مطہرہ میں اس کی اجازت ہے کہ بغیر وضو کے اذان پر دوام کیا جائے اور کیا شخصِ مذکور کو فاسق کہہ سکتے ہیں امید ہے کہ جواب با حوالہ عنایت فرمایا جائے۔

نوٹ:- اور مؤذن کا یہ عمل عمداً اور معمولاً بلا وضواذان دینے کا ہے، لوگوں کے سمجھانے کے بعد بھی وہ اس فعل سے باز نہیں آتا۔

---

[۱] ویستحب أن یکون المؤذن صالحا وأن یکون علی وضوء ویکره اقامة المحدث واذانه (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۱۵۸) مطبوعه مصر، باب الاذان. تاتارخانیه ص ۵۱۹ ج ۱، نوع آخر فی اذان المحدث الخ، مطبوعه کراچی. البحر الرائق ص ۲۶۳ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

ویکرہ اقامۃ المحدث وأذانہ لما روینا (مراقی الفلاح) (إلی قولہ) وإن صح عدم کراھیۃ المحدث وھو ظاھر الروایۃ والمذھب (قولہ واذانہ لما روینا) من قولہ ﷺ لایؤذن الاّ متوضئ (طحطاوي علی مراقی الفلاح[1] ص ۱۱۸) مؤذن کا بلاوضو اذان دینے پر دوام کرنا اس حدیث کے خلاف ہے، اس کو ڈرنا چاہیے اور اس فعل سے بچنا چاہیے، تاہم اس کو فاسق کہنے سے بھی احتیاط کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۸/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۸/۸۸ھ

اذان کے درمیان اگر وضو ساقط ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال: - اذان دیتے وقت وضو ساقط ہو جائے تو اذان پوری کرنا چاہیے یا نہیں؟ اعادہ کی ضرورت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان پوری کر لینا ہی درست ہے۔ اعادہ لازم نہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوي ص۱۵۸ – ۱۶۰، مطبوعہ مصر، باب الاذان. النھر الفائق ص ۱۷۹ ج ۱، باب الاذان، دارالکتب العلمیہ، بیروت. زیلعی ص ۹۳ ج ۱، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

[2] وینبغي أن یوذن ویقیم علی طھر فان اذن علی غیر وضوء جاز لانہ ذکر ولیس بصلاۃ فکان الوضوء فیہ استحباب کما في القراء ۃ (ھدایہ ص ۹۰، ج ۱) مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، باب الاذان، البحر الرائق ص ۲۶۴، ج ۱، مطبوعہ کراچی، باب الاذان، بدائع الصنائع ص ۱۴۹، ج ۱. (مطبوعہ کوئٹہ باب الاذان).

اذان کے بعد مسجد سے نکلنا

سوال:- اگر کسی شخص کے مسجد میں ہوتے ہوئے اذان پڑھی جائے اب اگر اذان کے بعد وہ شخص دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا چاہے شرعاً کیا حکم ہے؟ اذان کے بعد بلاضرورت دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس شخص پر دوسری مسجد کی جماعت کا توقف ہے کہ اگر یہ نہ جائے تو وہاں جماعت نہ ہو تب اس کو دوسری جگہ جا کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں وہیں جا کر نماز پڑھے۔ اگر اس پر توقف نہیں تو ایسی حالت میں مسجد سے نکلنا بلاضرورت مکروہ ہے۔ **کره خروجه من مسجد اذن فيه أوفي غيره حتى يصلى لقوله عليه السلام لايخرج من المسجد بعد النداء الامنافق أورجل يخرج لحاجة يريد الرجوع الااذا كان مقيم جماعة اخرى كامام ومؤذن لمسجد آخر لانه تكميل معنى مراقى الفلاح قال الطحطاوي كامام قيده في الكبير وشرح السيد وغيرهما بامام تتفرق الناس بغيبته فيفيد انه لولم يكن بهذه المثابة لايخرج والظاهران المؤذن اذا كان من يقوم مقامه عند غيبته يكره له الخروج أيضاً طحطاوي ص ٢٦٥.**[۱]

بحالت نشہ اذان ونماز

سوال:- ایک مسلمان جو شراب پینے کا عادی ہے مگر اتنی نہیں پیتا ہے کہ مدہوش

---

[۱] طحطاوی مع المراقی، مطبوعہ مصر ص ۳۷۲، طحطاوي مطبوعه دمشق ص ۲۴۹، باب ادراک الفريضة مع الامام وغيره. شامی کراچی ص ۵۴ ج ۲، باب ادراک الفريضة. النهر الفائق ص ۳۰۹ ج ۱، باب ادراک الفريضة. دارالكتب العلميه بيروت.

ہوجائے اپنے ہوش وحواس میں رہتا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص بات چیت کرے تو تمیز نہیں کرسکتا ہے کہ یہ شراب پئے ہے نماز کا جب وقت ہوتا ہے تو باقاعدہ وضو کر کے نماز ادا کرتا ہے اور اکثر مسجد میں اذان بھی دیدیا کرتا ہے۔ تو براہ کرم تحریر فرمایئے کہ ایسے شراب پئے ہوئے شخص کو ایک مسلمان نماز پڑھنے سے اس کو ایسی حالت میں روک سکتا ہے یا نہیں؟ اور اذان دینے پر منع کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شراب پینا حرام ہے[1] لیکن اگر اس سے نشہ نہ ہو ہوش وحواس درست رہیں تو اس حالت میں ایسے شخص کو نماز پڑھنے سے نہیں روکنا چاہئے جب کہ وہ باقاعدہ وضو کر کے نماز ادا کرتا ہے اور کوئی بات ایسی نہیں کرتا جو کہ احترام مسجد اور احترام نماز کے خلاف ہو[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نشے کے عادی شخص کو مؤذن مقرر کرنا!

سوال:۔ مؤذن نشہ کرتا ہے، اور منع کرنے سے کہتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں، پورے محلّہ کو علم ہے اس کو مؤذنی کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

---

[1] قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام. مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۰ باب بیان الخمر و وعید شاربها الفصل الاول. مطبوعه یاسرندیم دیوبند. تاتارخانیه ص ۵۲۰ ج ۱، نوع آخر فی اذان المحدث الخ، مطبوعه کراچی.

[2] ان السکران الذي منع من الصلاة هو الذي قد بلغ به السکر الی حال لایدری مایقول وإن السکران الذي یدری مایقول لم یتناوله النهی عن فعل الصلاة (احکام القرآن للجصاص ص ۲۰۲ ج ۲) مطبوعه بیروت. تحت قوله تعالیٰ لَا تَقْرَبُوا الصَّلوٰةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی (الآیة).

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے آدمی کو مؤذن مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے، جب تک کہ وہ نشہ سے پکی سچی توبہ نہ کرلے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

شطرنج کھیلنے والے کی اذان

سوال: -مؤذن شطرنج کھیلتا ہے تو اس کی اذان میں شرعاً کچھ خرابی تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مؤذن متبع سنت ہونا چاہیے[2] اذان بہت بڑی امانت ہے۔[3] شطرنج ممنوع ہے اس سے امانت میں فرق آتا ہے علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ نے اس کو گناہ کبیرہ لکھا ہے۔اخرج **ابو بکر الآجری بسنده عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول اللهﷺ قال اذا مررتم بهؤلاء الذين يلعبون بهذه الأزلام النردو الشطرنج وما كان من اللهوفلا**

---

[1] ويكره آذان جنب ومجنون ومعتوه وسكران الخ قال الشامي وظاهره ان الكراهية تحريمية الخ درمختار مع الشامي زكريا، ج۲/ص ۶۰/ باب الاذان ،طحطاوى على المراقى، ص ۱۶۰/ باب الاذان مصرى، هنديه ،ج ۱/ص ۵۴/الفصل الاول الباب الثانى فى الاذان، مطبوعه كوئٹه .

[2] وينبغي أن يكون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحاً تقياً عالماً بالسنة (الهندية ص ۵۳، ج ۱، مطبوعه كوئته) الباب الثاني في الاذان تحت الفصل الاول، مراقى الفلاح ص ۱۵۵، مطبوعه مصر، باب الاذان. شامى كراچى ص ۳۹۳ ج ۱، باب الاذان. تارتارخانيه ص ۵۱۹ ج ۱، نوع آخر فى اذان المحدث الخ كتاب الصلوٰة، الاذان، مطبوعه كراچى.

[3] قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم الامام ضامن والمؤذن مؤتمن الحديث مشكوٰة شريف ص ۶۵ باب فصل الاذان الفصل الاول مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

تسلموا عليهم فانهم اذا اجتمعوا واكبوا عليها جاء هم الشيطان بجنوده فاحدق بهم كلما ذهب واحدمنهم يصرف بصره عنها لكزه الشيطان بجنوده فما يزالون يلعبون حتى يتفرقوا كالكلاب اجتمعت على جيفة فأكلت منها حتى ملأت بطونها ثم تفرقت وفي فتاوى النووى الشطرنج حرام عند اكثر العلماء وكذا عندنا ان فوت به صلاة عن وقتها أولعب به على عوض فإن انتفى ذلك كره الشافعي رحمه الله وحرم عند غيره ا هـ (الزواجر عن اقتراف الكبائر[۱])

اس عبارت سے امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب معلوم ہوگیا ہر شخص کو اس سے بچنا لازم ہے۔ مؤذن کو اور بھی پرہیز ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/ ربیع الاول ۷۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد

ڈاڑھی منڈانے والے کا اذان دینا

سوال: - ڈاڑھی منڈانے والا اذان دے سکتا ہے یا تکبیر کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[۱] الزواجر ص ۱۶۹، ج ۲، الكبيره الخامسة والاربعون بعد الاربعمائة. شامی كراچی ص ۴۸۳ ج ۵ كتاب الشهادت باب القبول وعدمه. شامی زكريا ص ۵۶۵ ج ۹ كتاب الخطر والاباحة فصل فی البيع.

[۲] ويكره اذان جنب واقامة محدث لأذانه وأذان امرأة وفاسق الخ، الشامی ص ۲۶۳ ج ۱، مكتبه نعمانيه، شامی زكريا ص ۶۰، ج ۲، باب الاذان، (بقیہ اگلے پر)

داڑھی منڈے کی اذان

سوال:۔جس طرح سے جناب نے شرح عقود کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے، قرآن خوانی کے مسئلہ کے تحت کہ اب جو لوگ معترض تھے، ان کی بولتی بند ہے، اسی طریقہ سے جو شخص داڑھی منڈاتا ہے، یا خلاف سنت رکھتا ہے، اس کی اذان مکروہ ہے، اس کا اعادہ ضروری ہے، اگر اس کا حوالہ تحریر فرمادیں تو کم علم معترض کے لئے سکوت کا باعث ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"يحرم على الرجل قطع لحيته الخ درمختار[1] واما الأخذ منها وهى دون ذالك (اى دون القبضة) كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد الخ واخذ كلها كمايفعل يهود الهند ومجوس الاعاجم قبيح ، درمختار[2] ويكره اذان فاسق لأن خبرهٔ لايقبل فى الديانات (مراقى الفلاح)قوله اذان فاسق هو الخارج عن امر شرع بارتكاب كبيرة كذافى الحموى،قوله لان خبره لايقبل الخ فلم يوجد الاعلام المقصود الكامل ،طحطاوى ،[3] ويعاداذان جنب الخ زادالقهستانى الفاجر والراكب والقاعدوالماشى والمنحرف عن القبلة وعلل الوجوب فى الكل بانه غير معتدبه والندب بأنه معتد به الا انه ناقص قال

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ)مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ۱۶۰ ، مطبوعه مصر،باب الاذان، الهنديه ص ۵۴ ج ۱ (الباب الثاني في الاذان) طبع كوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [1] درمختار على الشامى كراچى،ج۶/ص۴۰۷/ كتاب الحظر والاباحة فصل فى البيع.

[2] درمختار مع الشامى كراچى،ج۲/ص۴۱۸/باب مايفسد الصوم الخ مطلب فى أخذ اللحية فتح القدير ،ج۲/ص۳۴۸/ باب مايوجب القضاء والكفارة،دارالفكر بيروت،البحرالرائق، ص ۲۸۰/ج۱/ كتاب الصوم قبيل فصل العوارض،مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[3] مراقى الفلاح مع الطحطاوى ،ص ۱۶۰/ باب الاذان مصرى.

وهو الاصح كمافي التمرتاشي(الشامي) وينبغي ان لايصح لاذان الفاسق بالنسبة الىٰ قبول خبره والاعتماد عليه اى لانه لايقبل قوله فى الامور الدينية فلم يوجد الاعلام[1] صرح فى البحر ومنحة الخالق.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۴ھ

نابالغ کی اذان اور بلوغ کی حد شرعی

سوال:- نابالغ لڑکے کی اذان کا کیا حکم ہے؟ بلوغ کی حد شرعی کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لڑکا سمجھدار ہے تو اس کی اذان صحیح ہے لیکن بالغ کی افضل ہے۔ اگر ناسمجھ ہے اور اس نے اذان دی ہے تو وہ صحیح نہیں دوبارہ اذان دی جائے۔ شامی[2] ص۲۶۳ ج۱۔

جب لڑکے کو احتلام وانزال ہونے لگے تو سمجھو کہ وہ بالغ ہوگیا ورنہ پندرہ سال کی عمر

---

[1] درمختار مع الشامى كراچى، ج ۱/ص ۳۹۳/ باب الاذان البحر الرائق مع منحة الخالق، ص ۲۶۳/ج ۱/ باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] وجزم المصنف بعدم صحة اذان مجنون ومعتوه وصبى لايعقل درمختار قال الشامى في شرح المنية من أنه يجب اعادة أذان السكران والمجنون والصبي غير العاقل لعدم حصول المقصود لعدم الاعتماد على قولهم. (الشامى نعمانيه ص ۲۶۳ ج ۱، وشامى زكريا ص ۶۰ ج۲، باب الاذان) اذان الصبى المراهق لايكره، تاتارخانيه ص ۵۲۰ ج ۱ نوع آخر فى اذان المحدث والجنب كتاب الصلوٰة، الاذان، مطبوعه كراچى. اذان الصبى العاقل صحيح من غير كراهة فى ظاهر الرواية ولكن اذان البالغ افضل الخ عالمگيرى ص ۵۴ ج ۱، الفصل الاول فى صفت المؤذن، الباب الثانى فى الاذان، مطبوعه كوئٹه.

ہوجانے پر شرعاً بالغ قرار دیا جائے گا۔ (شامی[1] ص ۹۷ ج ۵)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اذان مغرب کے بعد لائٹ روشن کرنا

سوال: -عموماً ایسا ہوتا ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد لائٹ روشن کردی جاتی ہے اور اس کے بعد جماعت ہوتی ہے کیونکہ کچھ اندھیرا ہوجاتا ہے ایک صاحب کو اس پر اعتراض ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آتش پرستی کے مشابہ ہے اتفاق سے بجلی کا بلب امام کے کھڑے ہونے کی جگہ لگا ہوا ہے اس لیے انہیں خلجان رہتا ہے وہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد بلب روشن کیا جانا چاہیے۔ ازروئے شرع کیا حکم ہے کیا ان کا یہ خلجان صحیح ہے جواب مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ خلجان لغو اور بے اصل ہے آتش پرستی سے اس کو کوئی مشابہت نہیں ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال (الی قولہ) فإن لم یوجد فیھما شيء فحتی یتم لکل منھما خمس عشرسنة به یفتی (قوله به یفتی) ھذا عندھما وھو روایة عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة (الشامی نعمانیه ص ۹۷ ج۵، والدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۲۵ ج ۹) کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام بالاحتلام.

[2] ثم اعلم ان التشبه باھل الکتاب لایکرہ فی کل شئی فإنا ناکل و نشرب کمایفعلون إنما الحرام ھوالتشبه فیما کان مذموماً وفیمایقصد به التشبه الخ. تکمله فتح الملھم کتاب اللباس والزینة ص ۸۸ ج۴ مطبوعه کراچی. شامی زکریا ص ۳۸۴ ج ۲، مطلب فی التشبه باھل الکتاب، کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة ومایکرہ فیھا.

پیشہ ور پھرائی کو مؤذن بنانا

سوال:- پیشہ ور پھرائی کی اذان جبکہ وہ ڈھولک اور سارنگی کے ساتھ مانگتا ہو اور ساتھ ہی غیر اللہ کے نام کا کھانا پینا بھی بلا تکلف کھاتا پیتا ہو، نرمی اور گرمی کے ساتھ منع کرنے کے باوجود بھی اپنے اس کام سے باز نہ آتا ہو کیسی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شخص کو مؤذن نہ بنایا جائے، اس کی اذان مکروہ ہے، ڈھولک سارنگی وغیرہ لیکر مستقلاً مانگنے کا پیشہ کرنے والے اور غیر اللہ کے نام کی نذر وغیرہ کھانے والے بھی اس میں شامل ہیں، یعنی ان کی اذان بھی مکروہ ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/ ۸۸ھ

الجواب صحیح:- بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/ ۸۸ھ

---

[۱] ویکرہ أذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث واذان امرأۃ وفاسق (درمختار مع الشامی کراچی، مختصراً ص ۳۹۲، ج ۱، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، مطلب فی المؤذن اذان کان غیر محتسب فی اذانہ) البحر الرائق ص ۲۵۴ ج ۱، باب الاذان، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ. وینبغی ان یکون المؤذن رجلًا عاقلًا صالحًا تقیًا عالمًا بالسنۃ الخ عالمگیری ص ۵۳ ج ۱، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول، مطبوعہ کوئٹہ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل هفتم

بچے کے کان میں اذان دینے کا بیان

بچے کے کان میں اذان کا طریقہ

سوال :- بچہ پیدا ہونے کے وقت اذان وتکبیر بچے کے کان میں پڑھے تو قبلہ کے طرف منہ کر کے کان میں انگلیاں لگا کر کھڑے ہوکر جس طرح نماز کے لیے اذان وتکبیر پڑھی جاتی ہے پڑھے یا اذان وتکبیر کے الفاظ کہنا کافی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان وتکبیر کے الفاظ کافی ہیں کانوں میں انگلیاں دینے کی ضرورت نہیں [۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۳/۳/ ۵۳ھ

---

[۱] مسنون است کہ بگوش راست اذان وبگوش چپ اقامت مثل اذان واقامت نماز بگویند الخ مالابدمنہ ص ۱۷۵ (مطبوعہ ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند) ویجعل ندبا اصبعیہ فی صماخ اذنیہ فأذانہ بدونہ حسن و بہ احسن. درمختار کراچی ص ۳۸۸ ج ۱، باب الاذان.

ترجمہ: مسنون ہے کہ بچہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت، نماز کی اذان واقامت کی طرح کہے۔

بچے کے کان میں کئی روز بعد اذان دینا

سوال:- بعض ملکوں میں قانون ہے کہ بچہ کو پیدائش کے بعد ایک کانچ کے صندوق میں رکھدیتے ہیں، ہفتہ عشرہ کے بعد بچہ کو دیتے ہیں، ان ایام میں ماں بھی ہسپتال میں رہتی ہے۔

بچہ کو دیکھ تو سکتی ہے مگر چھو نہیں سکتی، تو اس حالت میں ہفتہ عشرہ کے بعد اذان کہیں تو مضائقہ نہیں اذان واقامت کس کان میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مجبوری کے وقت اس کو مکان پر لاکر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہدی جائے[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸؍۴؍ ۸۸ھ

بچے کے کان میں اذان اس کو غسل دیکر کہی جائے

سوال:- بچہ کو غسل دیئے بغیر اذان کہے یا پاک صاف کر کے اذان کہے؟ اگر کوئی لفظ بھول جائے تو کیا کرے؟

---

[1] مسنون است کہ بگوش راست اذان وبگوش چپ اقامت مثل اذان واقامت نماز گویند الخ مالابدمنہ ص ۱۷۵، (مطبوعہ ہم رنگ کتاب گھر دیوبند۔ قوله حتى قالوا فى الذى يؤذن للمولود ينبغى ان يحول) قال السندى فيرفع المولود عند الولادة على يديه مستقبل القبلة ويؤذن فى أذنه اليمنٰى ويقيم فى اليسرىٰ ويلتفت فيهما بالصلاة لجهة اليمين وبالفلاح لجهة اليسار وفائدة الاذان فى اذنه انه يدفع أم الصبيان عنه. تقريرات رافعى على الشامى زكريا ص ۴۵ ج ۲ باب الاذان.

ترجمہ:- مسنون ہے کہ بچہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت، نماز کی اذان واقامت کی طرح کہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بچہ کو غسل دیکر پاک صاف کر کے دائیں کان میں پوری اذان اور بائیں کان میں پوری اقامت کہی جائے۔ اگر بھولے سے کوئی لفظ رہ جائے تو اس کو کہہ کر اذان واقامت مکمل کردے[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۴/ ۸۸ھ

زچہ خانہ میں بچی یا عورت کا کان میں اذان دینا

سوال:- زچہ خانہ میں تولد کے وقت اگر مرد نہ ہو تو عورتیں بچے کی اذان کہہ سکتی ہیں یانہیں؟ یا نابالغ لڑکا یا لڑکی کہے تو کیا حکم ہے؟ حالت جنابت میں بچے کی اذان کہی جائے تو ہو جائے گی یا نہیں؟ یا وضو ہونا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زچہ خانہ میں تولد کے وقت اگر کوئی مرد موجود نہ ہو تو عورت کو یہ اذان واقامت کہنا درست ہے۔ نابالغ سمجھدار بچہ بھی کہہ سکتا ہے۔ اگر کوئی نہ ہو تو بچہ کی ماں بھی کہہ سکتی ہے اگر وہ حالت نفاس میں نہ ہو[2]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ہرگاہ طفل پیدا شود ناف بریدہ غسل دادہ پارچہ پوشانند ومسنون است کہ بگوش راست اذان بگوش چپ اقامت مثل اذان واقامت نماز گویند الخ مالابد منہ ص ۱۷۵ (مطبوعہ ہمہ رنگ کتاب گھر دیوبند)

ترجمہ:- جب بچہ پیدا ہو تو ناف کاٹ کر نہلا کر کپڑا پہنائیں اور مسنون ہے کہ بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت، نماز کی اذان واقامت کی طرح کہیں۔

[2] **عن الحسین بن علی رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ من ولد له مولود فأذن في اذنه اليمنیٰ واقام في اذنه اليسریٰ لم تضره ام الصبيان (الاذكار ص ۲۵۳، (بقیہ آئندہ پر)**

بچہ کے کان میں اذان اور تکبیر

سوال:- بچہ کے کان میں اذان اور تکبیر کا رواج کب سے ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سنت طریقہ ہے۔ کذا فی ردالمختار ص ۳۵۷ ج ا [1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱/۸۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) باب الاذان في اذن المولود). اذان الصبی المراهق لایکره. فتاوی تاتارخانیه ص ۵۲۰ ج ا ، نوع اخر فی اذان المحدث والجنب الخ کتاب الصلٰوة باب الاذان، مطبوعه کراچی.

ترجمہ:- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے بچہ پیدا ہو پس وہ اس کے دائیں کان میں اذان دے اور بائیں کان میں اقامت کہے ام الصبیان اس کو نقصان نہیں پہونچائے گا۔

حدیث پاک میں مطلق اذان دینے کا ذکر ہے جو مرد عورت سب کو شامل ہے۔

(صفحہ ہٰذا) [1] یسن الاذان لغیر الصلاة کما فی اذن المولود والمهموم والمصروع الخ شامی زکریا ص ۵۰ ج ۲ باب الاذان، مطلب فی المواضع التی یندب لها الاذان الخ، ومسنون است کہ بگوش راست وبگوش چپ اقامت مثل اذان واقامت نماز بگویند الخ مالا بدمنہ ص ۱۷۵ رسالہ احکام عقیقہ، مطبوعہ دیوبند، رسالہ عقیقہ ص ۱۴، مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل هشتم

اقامت میں عجلت

سوال:- اقامت جلدی جلدی کہنا چاہئے یا ٹھہر ٹھہر کر یا ان دونوں کے درمیان؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ویترسل فيه ويحدر[1] فيها اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے اعتبار سے اقامت جلدی جلدی کہی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

منفرد کے لئے اقامت

سوال:- اگر اکیلے فرض نماز ادا کرے تو اقامت کی ضرورت ہے کہ نہیں؟

[1] مجمع الانهر ص ۱۱۵ ج ۱، دار الكتب العلمية بيروت، باب الأذان. البحر الرائق ص۲۵۷ ج ۱، مطبوعه الماجديه كوئٹه. زيلعى ص ۹۱ ج ۱، امداديه ملتان. تاتارخانيه ص۵۱۸ ج ۱، مطبوعه كراچى.

الجواب حامداً ومصلیاً

اکیلے فرض نماز پڑھتے وقت بھی نیت سے پہلے اقامت مستحب ہے[۱]؟

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تنہا نماز اذان واقامت کے ساتھ

سوال:- ایک شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور نیت جماعت کی کر لیتا ہے اور جہری نماز میں قراءت بالجہر وتکبیرات انتقالات بالجہر کرتا ہے تو کیا اس شخص کو جماعت کا ثواب ہو جائے گا۔ جنگل میں تنہا اذان واقامت کہہ کر نماز شروع کرے اور آغاز میں تکبیر تحریمہ بھی بالجہر کہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جماعت کو چھوڑ کر بلا عذر گھر میں یا جنگل میں تنہا اذان واقامت کہہ کر قراءت وتکبیراتِ انتقالات بالجہر کر کے نماز پڑھنے سے جماعت کا ثواب نہیں ہوگا البتہ جو شخص جماعت کا عادی ہو اور کسی مجبوری کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو اس کو اپنی نماز بصورت جماعت ادا کرنا افضل ہے[۲] تدویر الفلک في حصول الجماعة بالجن والملک میں حدیث

---

[۱] اذا أذن المقيم وأقام وحده فهو حسن وكذا اذا قام ولم يؤذن (تاتارخانية ص ۵۲۵ ج ۱) نوع آخر في المتفرقات من هذ الفصل، باب الاذان. البحر الرائق ص ۲۶۵ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه. سعايه ص ۳۵ ج ۲، باب الاذان، مطبوعه سهيل اكيڈمی، لاهور.

[۲] ولو فاتته الجماعة فلايجب عليه الطلب في المساجد بلاخلاف بين اصحابنا بل إن أتى مسجدا للجماعة آخر فحسن وإن صلى في مسجد حية منفرداً فحسن وذكر القدورى أنه يجمع باهله ويصلى لهم يعني وينال ثواب الجماعة شامی زكريا ص ۲۹۱ ج ۲، باب الامامة.

نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں تنہا اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو جنّات اور ملائکہ اس کی اقتداء کرتے ہیں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/۲۶/ ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۲/۲۶/ ۶۴ھ

جماعت ثانیہ کے لیے اقامت

سوال:- اگر جماعت ثانیہ مسجد سے باہر ہو تو تکبیر کہی جائے گی کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حصۂ مسجد سے خارج وضو خانہ وغیرہ میں جب جماعت کی جائے تب بھی تکبیر کہی جائے[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بیوی کی اقامت

سوال:- میاں بیوی دونوں باجماعت نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ

---

[۱] اخرج سعيد بن منصور وابن أبي شيبة في المصنف والبيهقي في سننه عن سلمان الفارسي قال اذا كان الرجل في ارض فاقام الصلاة صلى خلفه ملكان فإذا اذن واقام صلى خلفه من الملائكة الحديث وأخرجه البيهقي بطريق آخرعن سلمان مرفوعاً. (تدوير الفلك في حصول الجماعة بالجن والملک، الفصل الثاني في حصول الجماعة بالملائكة ص ۱۹).

[۲] والتقييد بالبيت ليس احترازيا بل المصلي في المسجد اذا صلى بعد صلاة الجماعة لايكره له تركهما بل ليس له ان يؤذن (البحر الرائق ص۲۶۵ ج۱) باب الاذان، وفي الظهيرية بيت له مسجد يكره أن يصلي فيه ويترک الاقامة (البحر الرائق ص۲۶۶، ج۱، باب الاذان مطبوعه الماجديه كوئٹه، النافع الكبير شرح الجامع الصغير ص۸۵-۸۶) میں صراحت ہے۔ (بقیہ آئندہ پر)

عورت تکبیر کہہ سکتی ہے یا نہیں؟ اس کے کہنے میں کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت کا اذان دینا بھی مکروہ ہے اور تکبیر کہنا بھی مکروہ ہے (کذا فی نورالایضاح[۱]) لیکن فقہاء نے دو علتیں کراہت کی لکھی ہیں ایک یہ کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے مگر اس کی تضعیف کی گئی ہے، دوسری علت خوفِ فتنہ ہے[۲] وہ اس صورت میں مفقود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مخنث کا اقامت کہنا

سوال: -مخنث اور وہ شخص جس نے اپنے آلۂ تناسل کو کٹوا دیا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تکبیر اگر یہ کہے تب بھی کافی ہو جائے گی، مگر تکبیر کہنا ثقہ اور معزز آدمی کا حق ہے[۳]۔ اس

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) البحرالرائق ص۲۵۷ ج ۱، مطبوعه الماجديه كوئٹه. زيلعی ص ۹۱ ج ۱، امداديه ملتان. تاتارخانيه ص۵۱۸ ج ۱، مطبوعه كراچی.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ويكره التلحين واقامة المحدث واذانه وأذان الجنب، الى قوله وامرأة (نورالايضاح ص۷۳) مراقی الفلاح ص۱۶۰، مطبوعه مصر باب الاذان. تاتارخانيه ص۵۲۰ ج ۱، نوع آخر فی اذان المحدث الخ كتاب الصلٰوة الاذان، مطبوعه كراچی.

[۲] قوله لانه عورة) ضعيف والمعتمد انه فتنة (طحطاوي ص۱۶۰) مطبوعه مصر، (باب الاذان). سعايه ص۳۳ ج۲ باب الاذان، سهيل اكيڈمی لاهور، پاكستان. بحرالرائق ص۲۶۳ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۳] وينبغي أن يكون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقياً عالماً بالسنة كذا في النهاية (الهندية ص۵۳ ج ۱) الباب الثاني في الاذان تحت الفصل الاول، مطبوعه كوئٹة. تاتارخانيه ص۵۱۹ ج ۱، مطبوعه كراچی، نوع آخر فی اذان المحدث الخ كتاب الصلٰوة الاذان.

لیے مخنث وغیرہ کو اس سے روک دیا جائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

غیر مؤذن کا تکبیر کہنا

سوال:-حق تکبیر مؤذن کو ہے یا عام ہے اگر حق تکبیر مؤذن ہی کے لیے ہے تو اس کی اجازت سے ہر شخص کا تکبیر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے اگر اجازت نہ ہو تو بلا اجازت پڑھنا غصب حق تکبیر ہے یا نہیں؟ اور غاصب کا کیا حکم ہے تکبیر امام کے مصلے پر آنے کے بعد پڑھنی چاہئے یا بعد میں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر جماعت کا وقت آ گیا اور مؤذن موجود نہیں تو جس کا دل چاہے تکبیر کہہ لے، اگر مؤذن موجود ہے تو بغیر اس کی رضا یا اجازت کے دوسرا شخص تکبیر نہ کہے، کیونکہ تکبیر مؤذن ہی کا حق ہے۔ لحدیث من اذن فهو يقيم الخ (مشکوٰۃ شریف[2] ص ٦٤، ج ١)

اگر بغیر اس کی رضا یا اجازت کے دوسرا شخص تکبیر کہے تو یہ مکروہ ہے، اقام غير من اذن بغيبته أي المؤذن لايكره مطلقاً وإن بحضوره كره ان لحقه وحشة درقال الشامی[3] (ص٣٦٧) أي بان لم يرض به.

---

[1] ويكره اذان جنب واقامته واذان امرأة وخنثىٰ الخ الدر المختار على الشامى ص ٢٠ ج ٢، (مطبوعه زكريا ديوبند) باب الاذان. بحر ص ٢٦٣ ج ١، باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] مشكوة شريف ص ٦٤، باب الاذان (مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمه حديث:- جو شخص اذان دے وہی اقامت بھی کہے۔

[3] الدر المختار مع الشامى نعمانية ص ٢٦٥ ج ١، درمختار مع الشامى (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام کے مصلے پر آنے سے پہلے تکبیر جائز ہے بشرطیکہ مصلے کے قریب ہو۔ تاکہ فصل مزید لازم نہ آئے مگر بہتر یہ ہے کہ آنے کے بعد ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۷/۸ ۵۲ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف ۸/ شعبان ۱۳۵۲ھ

مؤذن کی اجازت کے بغیر اقامت

جس شخص نے اذان کہی بغیر اس شخص کی اجازت کے جب کہ وہ صف میں موجود ہے کوئی دوسرا اقامت کہے درست ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اقامت درست تو ہو جائے گی، مگر ایسا کرنا مناسب نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مؤذن کی اجازت سے تکبیر کہنا بہتر ہے

سوال: - بلا اجازت اذان دینے والے کے تکبیر کہنا درست ہے یا نہیں؟

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) زکریا ص ۶۴ ج ۲، باب الاذان. مطلب فی کراھة تکرار الجماعة فی المسجد. بدائع الصنائع ص ۳۷۵ ج ۱، باب الاذان فی صفات المؤذن، مطبوعه زکریا دیوبند.

[1] اقام غير من أذن بغيبته أي المؤذن لايكره مطلقاً وإن بحضوره كره ان لحقه وحشة درمختار وكذا يدل عليه اطلاق الكافي معللا بان كل واحد ذكر فلابأس بان ياتي بكل واحد رجل آخر ولكن الافضل أن يكون المؤذن هوالمقيم (الشامی نعمانیه ص ۲۶۵ ج ۱، درمختار مع الشامی زکریا ص ۶۴ ج ۲، باب الأذان. مطلب فی کراھة تکرار الجماعة فی المسجد. البحرالرائق ص ۲۵۷ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. عالمگیری ص ۵۴ ج ۱، الفصل الاول فی صفة الاذان، مطبوعه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

تکبیر تو ہوجائے گی مگر بہتر یہ ہے کہ اس کی مرضی سے کہے وہ موجود نہ ہو یا کوئی عذر ہو تو اور بات ہے۔[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا ہر نماز میں مؤذن سے تکبیر کی اجازت لیجائے

سوال: - اگر مؤذن کسی شخص سے صرف ایک مرتبہ یہ کہدے کہ جب بھی آپ مسجد میں تشریف لائیں آپ میرے بغیر کچھ کہے تکبیر کہہ دیا کریں تو کیا اس شخص کا ایک مرتبہ کی اجازت کے بعد پھر دوبارہ اجازت نہ لینا اور تکبیر کہد ینا جائز اور درست ہوگا یا ہر مرتبہ اور ہر نماز میں مؤذن سے تکبیر کی اجازت لی جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک دفعہ کی اجازت بھی کافی ہے جب کہ وہ ہمیشہ کے لیے ہے۔[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اقام غیر من أذن بغیبته أي المؤذن لایکره مطلقاً وإن بحضوره کره ان لحقه وحشة اي بان لم یرض به (درمختار مع الشامی نعمانیه ص ۲۶۰، ج ۱، ودرمختار مع الشامی زکریا ص ۶۴ ج ۲، باب الاذان.

[۲] وإن اذن رجل واقام آخران غاب الاول جاز من غیر کراهة وإن کان حاضراً ویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وإن رضی به لایکره عندنا (عالمگیری ص ۵۴ ج ۱) الباب الثاني في الاذان. تحت الفصل الثانی، مطبوعه کوئٹه. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۶۴ ج ۲، قبیل مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد، باب الاذان. البحرالرائق ص ۲۵۷ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

کیا اقامت کہنے والے کا امام کے دائیں طرف ہونا ضروری ہے؟

سوال:- اقامت کا کہنے والا کیا ضروری ہے کہ امام کے داہنے ہی طرف ہو اور امام کے بائیں طرف والا آدمی کہدے تو کیا کوئی سقم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اقامت کو داہنی طرف سمجھنا غلط ہے۔ بائیں طرف بھی درست ہے، کیونکہ شریعت میں اقامت کے لیے کوئی جگہ متعین نہیں کی گئی[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اقامت کہنے والا دوسری تیسری صف میں ہو

سوال:- اقامت کہنے والا اگر دوسری یا تیسری صف میں ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تب بھی درست ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اغلاط العوام ص ۵۲، مطبوعہ دیوبند عنوان اذان واقامت کی اغلاط۔

[۲] ويقيم على الارض هكذا في القنية وفي المسجد (الهندية ص ۵٦ ج ۱) مطبوعه كوئٹه، الباب الثاني في الاذان الفصل الثاني في كلمات الاذان والاقامة الخ.

اقامت میں تحویلِ وجہ

سوال:- اقامت میں حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کے وقت مثل اذان دونوں طرف منہ پھیرنا کیا سنتِ زوائد یا سنت مؤکدہ ہے؟ دیوبند میں اس کا رواج کیوں نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اقامت کے وقت تحویل وجہ حیعلتین کے وقت سنت مؤکدہ نہیں۔اس لیے یہاں اس کا اہتمام نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۹/ ۸۸ھ

اقامت میں التفات ہے یا نہیں؟

سوال:-مؤذن اذان کہتے وقت حی علی الفلاح ،حی علی الصلوٰۃ میں جس طرح منہ دائیں بائیں پھیر لیتا ہے، کیا اس طرح اقامت میں بھی حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر منہ دائیں بائیں پھیرلے۔ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ نے علم الفقہ ص۱۰ ج ۲ ر میں صرف اذان میں حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر منہ دائیں بائیں پھیرنے کو مسنون لکھا ہے۔لیکن صاحب درمختار دونوں کو مسنون کہتے ہیں، ان کی عبارت یہ ہے۔ ویلتفت فیہ وکذا فیھا مطلقاً (کتاب الصلاۃ باب الاذان) صحیح مسئلہ کیا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

---

[1] فرع هل يحول وجهه فى الاقامة ايضاً فيه ثلثة اقوال. الاول أنه لايحول لانه لاعلام الحاضرين بخلاف الاذان فانه يكون للغائبين والثانى أنه يحول فيها لو المحل متصلا إلافلا والثالث أنه يحول فيها مطلقاً قلت الحق الصريح هوالقول الاول سعاية ص ١٨ ج٢، باب الاذان، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. نیز ملاحظہ ہو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص۹۹ ج۲، الباب الثاني في الاذان.

File,N 24

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں دونوں قول ہیں، بعض نے کہا ہے کہ اگر جگہ بڑی ہو تو دونوں طرف پھرالے ورنہ نہیں۔ واطلق في الالتفات و لم يقيده بالاذان وقدمنا عن القنية ان يحول في الاقامة أيضاً وفي السراج الوهاج لايحول فيها لانها لاعلام الحاضرين بخلاف الاذان فانه اعلام للغائبين وقيل يحول اذا كان الموضع متسعاً [1] الخ ص ۲۵۸ ج ۱.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۲/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ

ترکِ اقامت سے اعادۂ نماز

سوال:- جمعہ کے روز امام نے خطبہ دیا خطبہ کے بعد اقامت کہنا بھول گئے اور نماز جمعہ جماعت سے پڑھ لی گئی پھر بعد سلام یاد آیا کہ اقامت نہیں کہی گئی، پھر دوبارہ فرض نمازِ جمعہ سب لوگوں نے پڑھی، تو دوبارہ پڑھنا مکروہ تنزیہی ہوا یا مکروہ تحریمی ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کی طرح اقامت بھی سنت ہے جو سنت داخلِ نماز ہو اس کے ترک سے اعادہ لازم نہیں ہوتا، جو سنت خارج نماز ہو اس کے ترک سے بطریق اولیٰ اعادہ لازم نہیں، ہاں سنت مؤکدہ کو قصداً ترک کرنے پر وعید آئی ہے۔ وهو أي الاذان سنة مؤكدة هي كالواجب [2] والاقامة

---

[1] البحر الرائق ص ۲۵۸ ج ۱، (مکتبه الماجدیه کوئٹه) باب الاذان. درمختار علی الشامی کراچی ص ۳۸۷ ج ۱ باب الاذان. النهر الفائق ص ۱۷۴ ج ۱ باب الاذان، مطبوعه دارالکتب العلمیه، بیروت.

[2] درمختار مکتبه نعمانیة ص ۲۵۷ ج ۱، ودرمختار علی شامی زکریا ص ۴۸ ج ۲، باب الاذان.

کالاذان[۱] الخ درمختار، قوله کالواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب علیه قال في المعراج وغیره والقولان متقاربان لانَّ المؤکدة في حکم الواجب في لحوق الاثم بالترک یعنی وان کان مقولاً بالتشکیک[۲] شامی، ترک السنة لایوجب فساداً ولاسهواً بل اساء ة لوعامداً، درمختار فلوغیر عامد فلا اساء ة أیضاً شامي[۳] ص ۱، اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بھول کر ترک کرنے پر وعید ہی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۱۱ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۱ ۸۸ھ

تکبیر پڑھتے وقت اگر غلطی ہوجائے کیا تکبیر شروع سے پڑھے

سوال: تکبیر پڑھتے وقت اگر غلطی ہوجائے تو شروع سے پڑھے یا جہاں سے غلطی ہو وہاں سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تکبیر پڑھتے ہوئے اگر کچھ چھوٹ جائے تو جس جگہ سے غلطی ہوئی ہے اسی جگہ سے صحیح کر کے پڑھے، شروع سے لوٹانے کی ضرورت نہیں[۴]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] درمختار مکتبه نعمانیه ص ۲۶۰ ج ۱، درمختار علی الشامی زکریا ص ۵۵ ج ۲، باب الاذان.

[۲] درمختار مکتبه نعمانیة ص ۲۵۷ ج ۱، شامی زکریا ص ۴۹ ج ۲، باب الاذان.

[۳] درمختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۰ ج ۲، باب صفة الصلاة مطلب سنن الصلاة.

[۴] ومنها ان یرتب بین کلمات الاذان والاقامة حتی لوقدم البعض علی البعض ترک المقدم ثم یرتب ویؤلف ویعید المقدم الخ بدائع، ج ۱/ص ۳۶۹/کتاب الصلوٰة سنن الاذان، مطبوعه زکریا دیوبند، وفی العالمگیریه، حتی یعیده فی أوانه وموضعه الخ عالمگیری، ج ۱/ص ۵۶/ الفصل الثانی، فی بیان کلمات الاذان (مطبوعه کوئٹه). **(بقیه آئنده پر)**

قد قامت الصلوٰۃ کی تاء پر کیا حرکت پڑھیں

سوال:۔ایک شخص کہتا ہے کہ " قدقامت **الصلوٰۃُ** قد قامت الصلوٰۃُ " پڑھا جائے گا، اس کے خلاف نہیں ورنہ اقامت ادا نہ ہوگی، دوسرا شخص کہتا ہے کہ " **قدقامت الصلوٰۃِ** " پڑھا جائیگا، یعنی تا کسرہ کے ساتھ پڑھی جائے گا، ایک فریق دوسرے فریق کو کہتا ہے کہ تمہارے طریقے کے مطابق اقامت ادا نہ ہوگی، تو اب کس فریق کا اعتبار کیا جائے، اور صحیح کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

آخر والی تا، وقف وسکتہ کی حالت میں ہا ہو جائے گی، لہٰذا اس پر نہ پیش پڑھا جائیگا، نہ زیر، اصل کے اعتبار سے اس پر پیش تھا، جب کہ اس پر وقف وسکتہ نہ ہوسکتہ کے بعد وہ ساکن ہے، زیر غلط ہے، ترکیب نحوی کے اعتبار سے "الصلوٰۃ" "قد قامت" کا فاعل ہے، جس پر پیش آئیگا، زیر غلط ہے، غلط سے پورا اجتناب کیا جائے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) المحیط البرھانی، ج۲/ص ۹۹/الفصل الثانی فی فرائض الصلوٰۃ، الخ نوع آخر فی تدارک الخلل الواقع فی الاذان۔(مطبوعہ ڈابھیل)۔

[1] ویجزم الراء ای یسکنها فی التکبیر قال الزیلعی یعنی علی الوقف لکن فی الاذان حقیقة وفی الاقامة ینوی الوقف ای للحدر الیٰ ماقال والحاصل ان التکبیرة الثانیة، فی الاذان ساکنة الراء للوقف حقیقة ورفعها خطأ واما التکبیرة الاولیٰ من کل تکبیر تین منه وجمیع تکبیرات الاقامة الیٰ قوله قیل ساکنة بلاحرکة علی ماهو ظاهر کلام الامداد والزیلعی ،والبدائع وجماعة من الشافعیة ،شامی زکریا، ج۲/ص ۵۱/ باب الاذان مطلب فی الکلام علی حدیث الاذان جزم ،بدائع ،ج۱/ص ۳۷۰/ کتاب الصلوٰۃ سنن الاذان ،مطبوعه زکریا دیوبند، زیلعی ،ج۱/ص ۹۱/ مطبوعه امدادیه،ملتان.

بوقت اقامت نماز کے لیے مقتدی کب کھڑے ہوں

سوال :- بوقت اقامت کھڑے ہوکر صف درست کریں یا کہ مقتدی وامام بیٹھے رہیں اورحی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں، صحیح: مسئلہ کیا ہے؟ جواب بحوالۂ کتب تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

تسویہ صفوف کی تاکید کی گئی ہے[۱] اگر سب بیٹھے رہیں اورحی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں تو پھر تسویہ صفوف نہیں ہو سکے گا[۲] خاص کر قد قامت الصلوٰۃ پر امام صاحب نماز شروع کر دیں جیسا کہ اس کو بھی آداب صلاۃ میں شمار کیا گیا ہے[۳] طحطاوی میں ہے کہ ''حی علی الصلوٰۃ'' (یا حی علی الفلاح) پر کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد تک نہ بیٹھا رہے اگر شروع اقامت پر کھڑا ہو جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ اگر امام سامنے حجرہ وغیرہ سے آئے تو جیسے ہی اس پر نظر پڑے سب کھڑے ہو جائیں اگر صفوف کی پشت کی طرف وضوخانہ وغیرہ سے آئے۔ تو جس صف پر پہونچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے حتی کہ جب امام مصلیٰ پر پہونچے تو سب کھڑے ہو چکے ہوں۔ **والقيام لإمام ومؤتم حين قيل حي على الفلاح (خلافا لزفر فعنده عند حي على الصلاة) ان كان الامام بقرب المحراب والافيقوم كل صف ينتهي اليه الامام على الاظهر وإن دخل من قدام قامو حين يقع بصرهم عليه) وشروع الامام (في الصلاة)**

---

[۱] قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلاة مشكوٰة شريف ص ۹۸ باب تسوية الصفوف الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۲] وظاهر ان التسوية لاتمكن الابقيام المأمومين فإذن يجب ان يقوموا قبل الاقامة اوفي وسطها فان تسوية الصفوف واجبة من اقامة الصلاة وتمامها (معارف السنن شرح سنن الترمذي ص ۲۱۲ ج۲) مطبوعه المكتبة النورية ديوبند. باب ماجاء ان الامام احق بالاقامة.

[۳] (من آدابها) الى قوله وشروع الامام مذ قيل قد قامت الصلاة (نورالايضاح ص ۷۲) فصل في آدابها.

قد منذ قيل قد قامت الصلاة اھ (درمختار ص ۳۲۲ ج ۱)[1] والظاهر أنه احتراز عن التاخير لاالتقديم حتى لوقام اول الاقامة لابأس اھ (طحطاوي[2] ص ۳۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال: -تکبیر یعنی اقامت کے وقت مقتدیوں کو نماز کے لیے کس وقت کھڑا ہونا چاہئے شروع تکبیر کے وقت یا کہ حی علی الفلاح کے وقت۔

الجواب حامداً ومصلياً

اگر اقامت کے وقت امام نمازیوں کی پشت کی طرف سے مثلاً حوض یا وضو خانہ سے آتا ہے تو جس صف تک امام پہونچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے یہاں تک کہ جب مصلیٰ پر پہونچے تو تمام صفوف کھڑی ہو چکی ہوں اگر سامنے سے آتا ہو مثلاً حجرۂ امام اندرون مسجد ہو وہاں سے آئے تو جب امام پر نظر پڑے فوراً تمام نمازی کھڑے ہو جائیں حضور اکرم ﷺ جیسے ہی قدم مبارک حجرۂ مبارک سے نکالتے فوراً سب نمازی کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ یہ طریقہ نہیں تھا کہ پہلے مصلے پر آکر تشریف رکھتے اور اقامت میں جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہونچتا اس وقت کھڑے ہوتے ابوداؤد شریف[3] اور اس کی شرح بذل المجهود[4] میں

---

[1] در مختار مع الشامی زكريا ص۱۷۷ ج۲ باب صفة الصلوة، آداب الصلوٰة.

[2] طحطاوي مع الدر ص ۳۳۱ ج ۱، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة.

[3] عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ الصَّلاةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَاخُذُ النَّاسُ مَقَامَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَّاخُذَ النَّبِى ﷺ (ابوداؤد شريف ص ۸۰ ج ۱) باب فى الصلوة تقام الخ، مطبوعه سعد ديوبند.

[4] ان بلالا كان يراقب خروج النبي ﷺ فاول مايراه يشرع في الاقامة قبل ان يراه غالب الناس ثم اذا رأوه قاموا فلايقوم في مكانه حتى تعتدل صفوفهم الخ (بذل المجهود ص۳۰۷، ج ۱) مطبوعه رشيديه سهارنپور بذل المجهود ص۱۱۵ ج۲، **(بقيه آئنده پر)**

حضرت نبی اکرم ﷺ کا معمول مذکور ہے۔ درمختار وغیرہ میں جو لکھا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے تو طحطاوی نے اس کی شرح میں اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بعد تک نہ بیٹھے لہٰذا اگر شروع اقامت کے وقت کھڑا ہوجائے تو مضائقہ نہیں اور اس کی ممانعت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال:-امام کا عین نماز جماعت کے وقت آکر مصلے پر بیٹھنا پھر مکبّر کا اقامت کہنا اور حی علی الصلوٰۃ پر امام اور مقتدیوں کا کھڑا ہونا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین یا تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے بحوالہ کتاب مع عبارت کے جواب مرحمت فرماویں اگر ثابت نہیں تو یہ عمل خلاف سنت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا ایسا عمل کسی حدیث شریف میں میری نظر سے نہیں گذرا بلکہ اسکے خلاف صراحت کے ساتھ معمول منقول ہے وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ جیسے ہی حجرۂ شریفہ سے قدم مبارک باہر نکالتے فوراً تکبیر شروع ہوجاتی اور تمام نمازی کھڑے ہوجاتے یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ مصلے پر جس وقت پہونچتے تو سب نمازی کھڑے ہوچکے ہوتے یہ معمول نہیں تھا کہ پہلے سے مصلے پر آکر بیٹھ جائیں پھر تکبیر شروع ہو اور جب مکبّر حی علی الصلوٰۃ

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) مطبوعه بيروت. باب فى الصلوة تقام الخ. الدر المنتقى ص ۱۱۸ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه دار الكتب بيروت. درمختار على الشامى ص ۴۷۹ ج ۱، باب صفة الصلوٰة، آداب الصلوة، مطبوعه كراچى.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] والظاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم حتى لو قام اول الاقامة لابأس به طحطاوى على الدر ص ۲۳۱ ج ۱، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة.

پر پہونچے تو اس وقت کھڑے ہوں۔ لہٰذا اس معمول کا خلاف سنت ہونا ظاہر ہے[۱] ان بلالا کان یراقب خروج النبي ﷺ فاول مایراه یشرع في الاقامة قبل ان یراه غالب الناس ثم اذا رأوه قاموا فلا یقوم في مكانه حتى تعتدل صفوفهم قلت ویشهد له ما رواه عبد الرزاق عن ابن جریج عن ابن شهاب ان الناس كانوا ساعة یقول المؤذن الله اكبر یقومون الى الصلاة فلایاتی النبي ﷺ مقامه حتى تعتدل الصفوف اهـ (بذل المجهود[۲] ص۳۰۷ ج۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا، امام ومقتدی نماز باجماعت کیلئے کس وقت کھڑے ہوں؟

مرتبہ: -حضرت مولانا مفتی حافظ محمد لقمان صاحب قادری ربانی نائب شیخ الحدیث دارالعلوم ربانیہ باندہ یوپی۔

سوال: -حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اقامت شروع ہوتی تھی تو ہم لوگ کھڑے ہوجاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے حجرے سے نکلنے سے پہلے صفوں کی درستگی کرلیتے تھے، یہ حدیث مسلم شریف میں (ص۲۲۰ پر) ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حی علی

---

۱ من الجهل الفاضح والغباوة الفاحشة ان الامام یاتي المصلی والمحراب والمؤذن یاخذ في الاقامة فیجلس الامام وینتظر الخ (معارف السنن ص ۲۱۲ ج۲) باب ما جاء ان الامام احق بالاقامة، مطبوعه المكتبة النورية دیوبند.

۲ بذل المجهود ص ۳۰۷ ج۱، مطبوعه یحیوی سهارنپور، بذل المجهود ص ۱۱۵ ج۲، مطبوعه بیروت. باب فی الصلوة تقام. فتح الباری ص ۱۰۰ ج۲، باب متی یقوم الناس عندالاقامة کتاب الصلوٰة، مطبوعه یوسفی دیوبند.

الفلاح کے وقت کھڑے ہونے پر صفوں کی درستگی نہیں ہوسکے گی جس کی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث کی بناء پر ابتداءِ اقامت ہی پر کھڑا ہوجانا ثابت نہیں ہے۔اسی طرح صف بندی کی خاطر خلاف سنت فعل مکروہ نہ کرنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اوراسی طرح بعض اور روایتیں ایسی ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم سرکار کے مسجد میں تشریف لانے سے پہلے ہی کھڑے ہوجاتے اورصفوں میں اپنی جگہ لے لیتے نیزصفوں کی درستگی کر لیتے۔لیکن اس سے ابتدائے اقامت سے کھڑے ہونے کا استدلال کس طرح کیاجاسکتاہے جبکہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کےاسی طرزِعمل پرنکیرفرمائی۔اذا اقیمت الصلا ة فلا تقوموا حتی ترونی قد خرجت (بخاری مسلم وترمذي ومشکوٰة) یعنی اے صحابہ جب اقامت کہی جائے نماز کے لیےتو تم لوگ اس وقت تک نہ کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے دیکھ نہ لوکہ میں (حجرۂ اقدس سے) نکل گیاہوں لہٰذا صحابہ کے اس عمل کے لیے ’’لاتقوموا حتی ترونی‘‘ والی حدیث ناسخ ہوگی اورصحابہ کاعمل ابتداءاقامت سےکھڑا ہونا اس حدیث سےمنسوخ ہوگا۔دینی مدارس کا مبتدی طالب علم بھی جانتاہے کہ عمل حدیث ناسخ پرہوتاہےمنسوخ پرنہیں،فتح الباری شرح بخاری جلددوم ص ۱۰۰؍ پر ہے۔

حديث أبي هريرة كان بسبب النهى عن ذلک في حديث أبي‌قتادة . علامہ نووی رحمہ للہ شرح مسلم میں ص ۲۲۱؍ میں فرماتے ہیں۔ولعل قوله صلى اللّٰه عليه وسلم فلاتقوموا حتى تروني كان بعد ذلک یعنی سرکار دوعالم ﷺ کاارشادگرامی ہے کہ تم لوگ کھڑے نہ ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔صحابہ کےاس عمل کے بعد ہے۔چنانچہ یہی علامہ نووی رحمہ اللہ صحابیٔ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کافعل شرح مسلم جلداوّل ص ۲۲۱؍ میں نقل فرماتے ہیں۔وکان انس رحمه اللّٰه تعالى يقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلاة یعنی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ جب مکبّر قد قامت الصلوٰۃ کہتا اس وقت قیام فرماتے۔ پھر یہی علامہ نووی شارحِ مسلم اقامت کے متعلق روایت مختلفہ کی توضیح وتشریح کے بعد ائمۂ کرام کے اقوال نقل کرتے ہوئے امام المشارق والمغارب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک بیان فرماتے ہیں قال ابوحنیفہ رضی اللّٰہ عنہ والکوفیون یقومون في الصف اذا قال حی علی الصلاۃ شرح مسلم جلداول ص ۲۲۱، نیز فتح الباری شرح بخاری ص۱۰۰ ج۲، میں ہے۔وعن أبی حنیفۃ یقومون اذا قال حی علی الفلاح یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں شلبی حاشیہ زیلعی کے ص۱۰۸/ میں ہے۔قال في الوجیز والسنۃ ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح یعنی وجیز میں فرمایا کہ جب مکبّر حی علی الفلاح کہے اس وقت امام ومقتدی کا کھڑا ہونا سنت ہے۔

فقہِ حنفی کی مشہور کتاب شرح وقایہ ص۱۵۵ ج۱، پر ہے کہ (یہ کتاب ہر مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہے یعنی بریلوی مسلک کے مدرسہ میں بھی اور دیوبندی مسلک کے مدرسہ میں بھی) ویقوم الامام والقوم عند حی علی الصلاۃ (کذا في نور الایضاح ص ۲۴) درمختار ص۲۹۳، پر ہے۔ والموذن یقیم قعد رد المحتار کے اسی صفحہ پر ہے (قولہ قعد) ویکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح، فتاوی عالمگیری ص۲۹ ج۱/ پر ہے۔ اذادخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح درمختار ص ۳۵۲-۳۵۳ پر ہے۔والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح طحطاوي مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۱۵۱، پر ہے واذا أخذ المؤذن في الاقامۃ ودخل رجل في المسجد فانہ یقعد ولاینتظر قائماً فانہ مکروہ کذا في المضمرات قھستانی ویفھم منہ کراھۃ القیام ابتداءً والناس عنہ

غـافـلـون، یعنی جب مکبرّ کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ بیٹھ جائے اور کھڑے ہوکر انتظار نہ کرے اس لیے کہ تکبیر کے وقت کھڑا ہونا مکروہ ہے، ایسا ہی مضمرات میں ہے۔ (قہستانی) اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ ابتداءِ اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ قـال أبـو حـنـيـفة و مـحـمـد يـقومون في الصف اذا قال حي على الصلاة. یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ علیہما نے فرمایا کہ صف میں لوگ اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلوٰۃ کہے مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہوگیا کہ امام اعظم رحمہ اللہ علیہ کا فرمان واجب الاذعان مدلل بحدیث نبی کریم ﷺ ہے تو یہ حکم امام اعظم و دیگر فقہاء کرام کے نزدیک سنت ٹھہرا لہٰذا اس کے خلاف عمل کرنا (یعنی ابتداءِ اقامت سے کھڑا ہونا) خلاف سنت اور مکروہ ہے، جو لوگ صفوں کی درستگی کا بہانہ بناکر شروع اقامت سے کھڑے ہونے کو کہتے ہیں وہ اپنی کم علمی اور مسائل شرعیہ سے عدم واقفیت کا ثبوت دیتے ہیں کیا علماءِ متقدمین و متأخرین یہاں تک کہ ائمہ ثلاثہ (حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور محرر مذہب حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ عنہم) جو امام و مقتدی کو حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم دیتے ہیں ان لوگوں کے سامنے صفوں کی درستگی کا مسئلہ نہیں تھا اور یقیناً تھا جتنا ان لوگوں نے احادیث کریمہ کے مفہوم کو سمجھا ہے مخالفین سمجھنے سے قاصر ہیں، خود امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اذا صح الـحـديث فهو مذهبي.

حدیث شریف سے بعد اقامت بھی صفوں کی درستگی کا اہتمام ثابت ہے، حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندو اپنی صفوں کو برابر کرو۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں خرج يوماً فقام حتى كاد أن يـكبـر فـرأى رجلاً بـاديـاً صـدره مـن الصف فقال عباد الله اقيموا صفوفكم. یقیناً صفوں کی درستگی کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ لیکن تاکید کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ صفوں کی درستگی

اس کے مقررہ وقت سے پہلے کی جائے کیا نمازوں کی تاکید قرآن وحدیث میں نہیں آئی ہے؟
آئی ہے اور یقیناً آئی ہے تو کیا اس کو وقت سے پہلے ادا کریں گے بلکہ ہر نماز کو اس کے وقت
پر ادا کریں گے، نماز باجماعت کے لیے کھڑے ہونے کا وقت قولِ رسول اللہ ﷺ، عمل صحابہ
رضی اللہ عنہم اور مذہب حنیفہ سے ثابت ہے، اسی وقت پر کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کریں،
جیسا کہ محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ اپنی کتاب مؤطا امام محمد میں فرماتے ہیں۔ ینبغی للقوم
اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقیموا الی الصلاۃ فیصفوا ویسووا الصفوف یعنی
مقتدیوں کو چاہئے کہ جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تب نماز کے لیے کھڑے ہوں پھر صف
بندی کریں اور صفوں کو سیدھی کریں خود مخالفین کے علماء نے بھی یہی فتوی دیا ہے کہ جب مکبّر حی
علی الفلاح کہے تب امام ومقتدی کو کھڑا ہونا چاہئے چنانچہ نواب قطب الدین خاں مشکوٰۃ
شریف کا اردو ترجمہ مظاہر حق جدید مطبوعہ ادارہ اسلامیات دیوبند قسط ہشتم ص۳۴/ پر لکھتے ہیں
فقہاء نے لکھا ہے کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو مقتدیوں کو اس وقت کھڑا
ہونا چاہئے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ مالا بد منہ ص۲۴/ میں فرماتے ہیں، نزد حی علی
الصلوٰۃ امام برخیزد یعنی حی علی الصلوٰۃ کے وقت امام اٹھے۔ اس عبارت کی شرح میں مفتی
سعد اللہ صاحب لکھتے ہیں امام برخیزد ومقتدیاں نیز زیرا کہ حی علی الصلوٰۃ امر است بجا آوردہ
شود امام اٹھے اور مقتدی بھی اس لیے کہ حی علی الصلوٰۃ میں حکم ہے جس کی بجا آوری کی جائے
''صراط مستقیم''، مصدقہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند ومولوی عبد الماجد صاحب
دریابادی مطبوعہ مینار بکڈ پو چار کمان حیدآباد ص۱۸۲/ میں ہے ائمہ احناف نے کہا کہ امام
ومقتدی سب حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہو جائیں۔ فتاوی عالمگیری اردو جدید جز۲/
میں ہے (جس کے مترجم ومحشی مفتی کفیل الرحمٰن صاحب نشاط عثمانی فاضل دیوبند ہیں) نمازی
امام سمیت مسجد میں ہے اس صورت میں جب مؤذن اقامت کہتے ہوئے حی علی الفلاح
پر پہونچے تو ہمارے تینوں ائمہ کرام (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہ اللہ علیہم) کے

نزدیک امام اور نمازیوں کو کھڑا ہونا چاہیئے درست یہی ہے۔ (فتاوی عالمگیری اردو جدید ص۲۴ ؍جز نمبر ۲؍ناشر وسیم بکڈ پو دیوبند ضلع سہارن پور)

مذکورہ بالا حدیث اور فقہ حنفی کی کتابوں سے اچھی طرح یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ امام اور مقتدی کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا سنت ہے جو لوگ اسکے خلاف کرتے ہیں یا دوسروں کو کرنے کیلئے کہتے ہیں وہ اس سنت کو مٹانا چاہتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ **من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد** جس شخص نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما (یعنی اس پر عمل کیا) تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

واللّٰه تعالیٰ اعلم بالصواب ورسوله صلی اللّٰه علیه وسلم هذا هو الحق والحق بالاتباع احق حدیث نعما بن بشیر رضي اللہ عنہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے بیان سے واضح ہوگیا کہ صفوں کی درستگی حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے بعد کرنا چاہیئے صف بندی کا بہانہ کر کے شروع اقامت پر کھڑا ہونا خلاف سنت اور مکروہ وجہالت ہے۔

سید مظہر ربانی غفرلہٗ مہتمم اعلیٰ دارالعلوم ربانیہ باندہ، سید غازی ربانی غفرلہٗ ناظم اعلیٰ دارالعلوم ربانیہ میں اس فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں، سید محمد احسن ربانی غفرلہٗ امیر شعبۂ تبلیغ فقیر بھی اس فتویٰ کی تصدیق کرتا ہے سید محمود القادری غفرلہٗ (نائب صدر دارالعلوم ربانیہ) **هذا هو الحق والصواب،** مولانا قاری سرتاج مسعودی غفرلہ (فاضل دارالعلوم ربانیہ)

اذقول رسول اللّٰه ﷺ وعمل الصحابة ومذهب علماء الحنفية شاهدٌ علی ماقاله المرتب فهو الصواب ومن یوفق علیه فهو یصاب حدیث پاک **احب الاعمال ادومها** کے تحت مسلسل حی علی الفلاح پر نماز باجماعت کیلیے سنت اور مستحب جانتے ہوئے کھڑا ہونا عنداللہ محبوب ہے جو لوگ اس کو مکروہ تحریمی یعنی حرام کے قریب کہتے ہیں شریعت پر افتراء کر رہے ہیں، محمد طبیب الدین قادری غفرلہ خادم دارالعلوم ربانیہ (مفتی دارالافتاء وشیخ الحدیث دارالعلوم)

قول المرتب صحیح:- مولانا قاری سید منظر ربانی مدرسہ دارالعلوم ربانیہ ہٰذا
ھٰذا القول صحیح:- مولانا قاری سید خوشتر ربانی مدرس دارالعلوم ربانیہ

نوٹ ازناقل:- یہ ایک اشتہار ہے جسے کسی نے استفتاء کے طور پر بھیجا ہے وہ مطبوعہ اشتہار رجسٹر نقول فتاویٰ دارالافتاء دارالعلوم ربانیہ باندہ میں لگا ہوا ہے اس سے بعینہ یہ نقل ہے بغیر کسی ایک لفظ کے ترک کے الّا یہ کہ سہواً ترک ہو گیا ہو یہ تو کسی کو بھی دعویٰ کرنے کا حق نہیں کہ سہواً بھی کچھ نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ مسئلہ نہ فرائض میں سے ہے نہ واجبات میں سے نہ سنن مؤکدہ میں سے بلکہ مستحبات میں سے ہے[1] اور کسی مستحب چیز پر ایسا اصرار کرنا جیسا کہ واجب پر کیا جاتا ہے درست نہیں بلکہ اس سے اس کا استحباب ختم ہو کر اس میں کراہت آجاتی ہے۔ الاصرار علی المندوب یبلغه الی حد الکراهة سباحة الفکر[2] اور مسئلہ میں بھی تفصیل ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر امام پہلے ہی سے مصلی کے قریب موجود ہو، مثلاً عصر کی نماز پڑھی اور وہیں مصلےٰ پر بیٹھے ہوئے وعظ کہنا یا کتاب سنانا شروع کیا یہاں تک کہ مغرب کا وقت آ گیا، اذان ہوئی اور اقامت ہوئی ایسی

---

[1] وقد اختلف السلف متی یقوم الناس الی الصلوة فذهب مالک و جمهور العلماء الیٰ انه لیس لقیامهم حد ولکن استحب عامتهم القیام اذا أخذ المؤذن فی الإقامة الخ بذل المجهود ص۳۰۷ ج ۱، باب فی الصلوة تقام ولم یأت الامام الخ مطبوعه رشیدیه سهارنپور. اعلاء السنن ص۳۶۷ ج۴، ابواب الامامة باب وقت قیام الإمام الخ مطبوعه کراچی.

[2] لم اجد في سباحة الفکر في الجهر بالذکر للعلامة أبي الحسنات محمد عبدالحي اللکنوی رحمه الله غیر هذا کم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروها ص ۶۳ مطبوعه لکهنؤ وفي السعایة في کشف مافي شرح وقایه، الاصرار علی المندوب یبلغه الی حد الکراهة السعایة . ص۲۶۵، ج۲، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، باب صفة الصلوة. قبیل فصل فی القرأة.

حالت میں کہ جب امام اور مقتدی اپنی اپنی جگہ پر موجود ہیں تو جس وقت اقامت کہنے والا حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر پہونچے تو امام اور مقتدی سب کے سب کھڑے ہوجائیں، تا کہ حی علی الصلوٰۃ کے خطاب پر عمل ہوجائے، اگر امام سامنے سے آئے مثلاً جدار قبلہ میں اس کا کمرہ ہے یا آنے کا دروازہ ہے تو جیسے ہی اس پر نظر پڑے سب کے سب کھڑے ہوجائیں اور اگر امام مصلیوں کی پشت کی جانب سے مثلاً حوض یا وضو خانہ سے آئے تو جس صف پر پہونچتا رہے وہ صف کھڑی ہوتی جائے یہاں تک کہ امام جب مصلیٰ پر پہونچے تو سب کھڑے ہوچکے ہوں۔ ولها آدابٌ تركه لايوجب اساءة ولاعتاباً كترک السنة الزوائد لكن فعله افضل الى ان قال والقيام لامام ومؤتم حين قيل حي على الفلاح خلافاً لزفر رحمه الله فعنده عند حي على الصلاة إن كان الامام بقرب المحراب والا فيقوم كلّ صف ينتهى اليه الامام على الاظهر وإن دخل من قدام قاموا حين يقع بصرهم عليه اهـ درمختار على هامش رد المحتار قوله وإلاّ اي وإن لم يكن الامام بقرب المحراب بان كان في موضع آخر من المسجد أو خارجه ودخل من خلف اهـ (شامی[1] ص ۳۲۲ ج ۱)

نیز طحطاوی علی الدر المختار میں ہے کہ حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہونے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے بعد تک نہ بیٹھا رہے، پس اگر کوئی شخص شروع اقامت کے وقت کھڑا ہوجائے تو بھی کوئی جرم نہیں۔ مثلاً ایک شخص وظیفہ پڑھ رہا ہے اور اقامت شروع ہوگئی اور وہ چاہتا ہے کہ اپنا وظیفہ پورا کرے تو اس کو گنجائش ہے کہ حی علی الصلوٰۃ سے پہلے پہلے جلدی جلدی جس قدر پڑھ سکے پڑھ لے۔ اس کے بعد نہ بیٹھا رہے بلکہ کھڑا ہوجائے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور اقامت شروع ہوگئی اور وہ حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہوگیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ جواب دیا کہ ''لاحـــرج''

[1] الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۵-۱۷۷ ج ۲، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة.
النهر الفائق ص ۱۰۳ ج ۱، باب صفة الصلوٰة، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت.

پھر پوچھا کہ ایک شخص شروع اقامت کے وقت کھڑا ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو جواب دیا کہ ''لاحــرج'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ اتنا اہم نہیں جتنا اہم بنالیا ہے اور اس کو ایک شعار قرار دے لیا گیا۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح[۱] کی عبارت سے ایک فریق نے استدلال کیا کہ حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ایسے ہی قریب قریب عالمگیری[۲] کی عبارت ہے اور اس پر اتنا زور باندھا کہ مستقل نزاعات شروع ہوگئے۔ حالانکہ مسئلہ میں بڑی وسعت ہے۔ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ میں اوّل اوّل یہ طریقہ تھا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوجاتے اور انتظار کرتے تھے حالانکہ اس وقت نبی کریم ﷺ حجرہ مبارکہ میں ہی تشریف فرما ہوتے تھے، اس پر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ کھڑے مت ہوا کرو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو کہ میں حجرہ سے باہر آگیا، اور پھر یہ معمول ہوگیا کہ صف بنا کر صحابہ کرام بیٹھے رہتے اور مؤذن کی نظر حجرۂ مبارکہ کی طرف ہوتی، جیسے ہی حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور پر مؤذن کی نظر جاتی کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو فوراً کھڑے ہوکر اقامت شروع کردیتے اور سب نمازی کھڑے ہوجاتے۔ یہاں تک کہ جب مصلیٰ مبارک پر پہونچتے تو سب کھڑے ہوئے ملتے اور نماز شروع فرمادیتے یہ تفصیل بذل المجہود[۳] شرح ابی داؤد ص ۳۰۷ ج ۱ میں ہے

---

۱ قوله والقيام لامام ومؤتم الخ) مسارعة لامتثال امره والظاهر انه احتراز عن التاخير لا التقديم حتى لوقام اول الاقام لابأس (الطحطاوي على الدر ص ۲۳۱ ج ۱ باب صفة الصلوة آداب الصلوة) مطبوعه كراچى.

۲ ويفهم منه كراهية القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون الخ طحطاوى على المراقى ص ۲۲۵، مطبوعه مصر، كتاب الصلوة. فصل من آدابها.

۲ (قوله قعد) ويكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم إذا بلغ المؤذن حى على الفلاح (الهندية ص ۵۷ ج ۱) الباب الثانى فى الاذان تحت الفصل الثانى، فى كلمات الاذان، مطبوعه كوئٹه.

۳ عن أبي قتادة عن ابيه عن النبى ﷺ قال اذا اقيمت الصلاة فلا تقوموا حتى ترونى قال الحافظ في الفتح قال القرطبى ظاهر الحديث أن الصلاة كانت تقام قبل ان تخرج النبي ﷺ من بيته وهو معارض لحديث جابر بن سمرة ان بلالا **(بقيه آئنده صفحه پر)**

اوراس میں زہری مالک ،سعید ابن مسیّب ،عمر ابن عبدالعزیز وغیرہ رحمہم اللہ اکابر کے اقوال بھی موجود ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ میں بڑی وسعت ہے لہٰذا ایک جہت پر اصرار کرنا اوراس کے خلاف کو معصیت سمجھنا درست نہیں ،ترک افضل بہر حال ترکِ افضل ہی ہے معصیت نہیں ہے۔دونوں جانب کوملحوظ رکھنا چاہئے نہ بیٹھنے والوں پر ایسی نکیر کی جائے جیسے گناہ کرنے والوں پر ہوتی ہے نہ کھڑے ہونے والوں پر ایسی نکیر کی جائے ،اوراس مسئلہ کو لے کر نزاع پیدا کرنا اور مسجد کو اکھاڑا بنانا ہرگز ہرگز جائز نہیں،قرآن پاک میں صریح حکم ہے وَلَاتَنَازَعُوْا۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۱/۱۴۰۶ھ

حی علی الصلوٰۃ پر قیام

سوال:- جگدل ضلع چوبیس پرگنہ میں، کی چند مسجد اس میں فرض نماز اور جمعہ کے لیے لوگ آتے ہیں اور کیف ما اتفق بیٹھ جاتے ہیں جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہونچتا ہے کھڑے ہوجاتے ہیں۔تسویۂ صفوف کا انتظام بالکل نہیں کرتے ہیں تاکید کرنے سے بھی صفیں سیدھی نہیں ہوتیں کیونکہ وقت بہت تنگ ہوتا ہے،صفوف کا سیدھا کرنا واجب ہے کیونکہ حدیث صحیحہ میں تاکید آئی ہے آیا بغیر صفوف کسی امر مندوب یا جائز پر عمل کرنا درست ہے واجب کے ترک سے امر مندوب یا جائز میں کسی قسم کی خرابی لازم نہیں آئے گی ،مؤطاء امام محمد ص ۸۶/ باب تسویۃ الصّف میں حتی ینبغي للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوم الی

(بقیہ آئندہ صفحہ پر) کان یقیم حتی یخرج النبيﷺ الخ (بذل المجهود ص ۱۱۰-۱۱۲ ج ۲) مطبوعه بیروت. مطبوعه رشیدیه سهارنپور ص۳۰۷، ج ۱، باب فی الصلوة تقام ولم یأت الامام ینتظر الخ، فتح الباری ص ۱۰۰ ج ۲ کتاب الصلوة، باب متی یقوم الناس عند الإقامة، مطبوعه یوسفی لکهنؤ.

(صفحہ ہذا) [1] سورۂ انفال آیت ص ۴۶.

الصلاۃ فیصفوا ویستووا الصفوف یحاذوا بین المناکب الخ. سے ثابت ہوتا ہے کہ تسویہ صف کا وقت حی علی الفلاح پر اٹھنے کے بعد ہے یہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ **سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلاۃ.**
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تسویۃ الصفوف کا وقت قبل اقامت ہے اور بدائع الصنائع (ص ۱۰۰ج ۱) میں حی علی الفلاح کے قبل اٹھنا ممنوع لکھا ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کے خلاف مسئلہ لکھا گیا ہے جو باعث خلجان ہے اب سوال یہ ہے کہ احادیث صحیحہ اور اقوال فقہاء میں کیا تطبیق ہے۔ مؤطاء امام محمد رحمہ اللہ اور بدائع الصنائع کے اقوال پر عمل کرنا دیگر کتب فقہ کے اقوال کو چھوڑ کر کیسے ممکن ہے عمل واجب مقدم ہے یا مستحب، استحباب ثابت کرنے کے لیے **ینبغی** کا لفظ جیسا کہ مؤطا امام محمد رحمہ اللہ میں منقول ہے۔ کافی ہے حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہونے کا التزام عملاً مثل واجب کرنا واجب کو چھوڑتے ہوئے جائز یا درست ہے یا ممنوع ہے اس عمل میں واجب پہچاننے کے لیے کیا معیار ہے لہٰذا اس مسئلہ میں آج کل جگہ دل میں جو طریق مروج ہے اس پر اس قسم کے اشکالات ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اصل مسئلہ کا حکم اس سے قبل عبارت فقہ سے استشہاد کے ساتھ آپکے پاس ارسال کیا جا چکا ہے اب بحث اسکے مأخذ اور حدیث وفقہ میں تعارض وتطابق سے باقی رہ گئی، فقہاء کے کلام میں عبارتیں بہت مختلف ہیں بلکہ ایک ہی مصنف نے ایک جگہ کچھ لکھا دوسری جگہ اسکے خلاف لکھا ہے، اسی طرح اقوال صحابہ وتابعین کا حال ہے اس لیے جس جگہ اختلاف مذاہب کی تصریح ہو تو اختلاف مذاہب پر حمل کر لیا جائے، اور جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں تقیید کے ذریعہ سے محل علیٰحدہ علیٰحدہ متعین کر لیا جائے اور تقیید کی صورت وہی ہے جو اس سے پہلے مذکور ہوئی یعنی اگر امام محراب کے قریب مصلے پر ہو اور سب مقتدی اپنی اپنی جگہ پر ہوں تو حی علی الفلاح کے وقت ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اور قد قامت الصلوٰۃ کے وقت (علی النقل الصحیح) زفر رحمہ اللہ

وحسنؒ کے نزدیک کھڑے ہوں اگر امام مصلی پر موجود نہ ہو بلکہ صفوف کی طرف سے داخل ہو جن صفوں تک پہنچتا جائے مقتدی کھڑے ہوتے جائیں۔ اگر سامنے کی جانب سے آئے تو جس وقت امام پر نظر پڑے اسی وقت فوراً کھڑے ہو جائیں یہ تفصیل درمختار[1] (ص۴۵۹ج۱) سے نقل کی گئی ہے، بدائع[2] (ص۲۰ج۱) عالمگیری[3] (ص۵۷ج۱) وغیرہ میں بھی یہ تفصیل موجود ہے لہٰذا اگر کسی جگہ حی علی الصلوٰۃ یا حی الفلاح یا قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہونے کی کراہت یا ممانعت مذکور ہے تو اس کا محمل یہ ہے کہ امام محراب کے قریب مصلے پر موجود نہ ہو، یا کراہت تنزیہی مراد لی جائے جس کو جائز خلاف اولیٰ لابأس سے تعبیر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں یا قیام سے مراد قیام بحقیقۃ الصلوٰۃ یعنی تکبیر ہو مگر یہ احتمال حدیث میں ہوسکتا ہے یا تاخیر سے احتراز ہو تقدم سے نہ ہو۔

عن أبي قتادة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا اقيمت الصلاة فلا تقوموا حتى تروني قد خرجت رواه الجماعة الا ابن ماجة ولم يذكر البخاري فيه قد خرجت كذا في نيل الاوطار عن انس رضي الله عنه أنه كان يقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلاة رواه ابن المنذر وغيره عن أبي هريرة رضي الله عنه أن الصلاة كانت تقام لرسول الله ﷺ فيأخذ الناس مصافهم قبل أن يقوم النبي ﷺ مقامه رواه مسلم واخرج عن جابر ابن سمرة رضي الله عنه ان بلالا كان لايقيم حتى يخرج النبي ﷺ فاذا خرج اقام الصلاة حين يراه الخ قوله عن أبي قتادة رضي الله عنه الخ قلت فيه دلالة على ان لايقوم الناس في الصف ولو شرع المؤذن في الاقامة بل ولو كان اتمها

---

[1] والقيام لامام ومؤتم حين قيل حی علی الفلاح خلافا لزفر الی قوله ان كان الامام بقرب المحراب والايقوم كل صف ينتهی اليه الامام علی الاظهر الخ (الدرالمختار علی الشامی نعمانية ص ۳۲۲ ج ۱) باب صفه الصلوة، آداب الصلاة.

[2] بدائع الصنائع ص ۲۰۰ ج ۱، مطبوعه کراچی . كتاب الصلوة، فی سنن الصلوة.

[3] الهندية ص ۵۷ ج ۱ .مطبوعه کوئٹه، الباب الثانی فی الاذان تحت الفصل الثانی .

حتی یرووا الامام خارجا من حجرته أومن باب المسجد متوجهاً الی الصلاة هذا اذا کان الامام غائباً عن المسجد وقت الاقامة عازبا عن القوم وأما اذا کان فیه أوبقربه بمرأ منهم فسیاتی حکمه قال الحافظ في[1] الفتح (ص۱۰۰ ج۲) قال القرطبی ظاهر الحدیث ان الصلاة کانت تقام قبل ان یخرج النبي ﷺ من بیته وهو معارض لحدیث جابر ابن سمرة رضي اللّٰه عنه ان بلالاً کان لایقیم حتی یخرج النبي ﷺ اخرجه مسلم ویجمع بینهما بان بلالاً کان یراقب خروج النبي ﷺ فاول مایراه یشرع في الاقامة قبل ان یراه غالب الناس ثم اذا راؤه قاموا فلایقوم في مقامه حتی تعتدل صفوفهم قلت ویشهد له ماروا‌ه عبدالرزاق عن ابن جریج عن ابن شهاب ان الناس کانوا ساعة یقول المؤذن اللّٰه اکبر یقومون الی الصلاة فلایاتی النبي ﷺ مقامه حتی تعتدل الصفوف قال المؤلف ویمکن حمل حدیث جابر رضي اللّٰه تعالیٰ عنه علی ما بعد النهی أیضاً اما حدیث أبي هریرة الذي اخرجه البخاري بلفظ اقیمت الصلاة فتسوی الناس صفوفهم فخرج النبي ﷺ ولفظه في مستخرج أبي نعیم فصف الناس صفوفهم ثم خرج علینا ولفظه عند مسلم اقیمت الصلاة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل ان یخرج الینا النبي ﷺ فیجمع بینه وبین حدیث أبي قتادة رضي اللّٰه عنه بان ذالک ربما وقع لبیان الجواز وبان صنیعهم في حدیث أبي هریرة کان سبب النهی عن ذلک في حدیث أبي قتاده رضي اللّٰه عنه وأنهم کانوا یقومون ساعة تقام الصلاة ولولم یخرج النبي ﷺ فنهاهم عن ذلک لاحتمال أن یقع له شغل یبطی فیه عن الخروج فیشق علیهم انتظاره الخ[2] وبالجملة اذا لم یکن الامام مع القوم فالجمهور علی

---

[1] فتح الباری ص ۱۰۰ ج۲، باب متی یقوم الناس عند الاقامة، کتاب الصلوة، مطبوعه یوسفی لکهنؤو.

[2] فتح الباری ص ۳۳۲ ج۲، کتاب الاذان، باب متی یقوم الناس إذا رأوا الامام عندالاقامة، طبع بیروت.

انهم لايقومون حتى يروه بمقتضى حديث المتن كما في العمدة للعيني[1] ص ٢٧٦، ج ٢.
وهو قولنا معشر الحنفيه الٰى ما قال قلت اثر انس في الظاهر دليل لزفر رحمه اللّٰه وفي المعنى دليل للطرفين اذا اريد بالقيام القيام بحقيقة الصلاة وهو التكبير واما القيام من الجلوس فلابد ان يتقدمه والامر في كل ذلک واسع واللّٰه تعالیٰ اعلم وقال العلامة الطحطاوي والظاهر انه احتراز عن التاخير لاالتقدم حتى لوقام اول الاقامة لابأس وحرر الخ (اعلاء السنن[2] ص ٣٥٦-٣٥٧-٣٥٨، ج ۴)

مؤطا[3] امام محمد رحمہ اللہ کے حاشیہ پر طویل بحث کے بعد لکھا ہے۔ والامر في هذا الباب واسع ليس له حد مضيق في الشرع واختلاف العلماء في ذلک لاختيار الافضل بحسب مالاح لهم الخ مندوبات پر اصرار کرنا اوران کو وجوب کا درجہ دینا جائز نہیں[4] بلکہ اس سے کراہت آجاتی ہے اورجس مندوب سے ترک واجب ہوتا ہواس کا ترک واجب ہوتا ہے لہٰذا جب کہ تسویہ صفوف میں خلل پڑتا ہوتو اوّل اقامت سے قیام کرکے تسویہ صفوف کرلیا جائے ایسی حالت میں کوئی کراہت کسی قول کے مطابق نہیں۔ واجب پہچاننے کا معیار دلیل ہے جس درجہ کی دلیل اسی درجہ کا حکم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۹/۷ ۵۹ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

---

[1] عمدة القاري للعيني ص ٢٧٦ ج ٢. ايضاً ص ۱۵۴ ج ۳، طبع دار الفكر، كتاب الاذان، باب متى يقوم الناس إذا رأو الامام عندالاقامة.

[2] اعلاء السنن ص ۳۲۵ ج ۴، مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراچی پاکستان. ابو اب الامامة. باب وقت قيام الامام والمأمومين الخ.

[3] حاشيه موطا امام محمد ص ٨٩، مطبوعه رحيميه ديوبند. باب تسوية الصف.

[4] أن من أصر على أمر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال الخ مرقات ص ۱۴ ج ۲، مطبع بمبئ، باب الدعاء في التشهد. سعايه ص ۲۶۳ ج ۲، باب صفة الصلوة قبيل فصل فی القرأة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، سباحة الفكر ص ۶۳، مطبوعه يوسفی لكهنؤ.

مقتدیوں کا حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا

سوال:- اقامت جب کہی جائے تو امام اور مقتدیوں کو کب کھڑے ہوجانا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امام پہلے سے مصلےٰ کے قریب ہے تو جب مکبّر حی علی الصلوٰۃ کہے امام اور مقتدی سب کھڑے ہوجائیں۔ اگر صفوف کی طرف سے آئے تو جس صف پر پہونچتا جائے اس صف کے نمازی کھڑے ہوتے جائیں یہاں تک کہ جب مصلےٰ پر پہونچے تو سب کھڑے ہوچکے ہوں، اگر سامنے سے آئے تو جیسے ہی امام پر نظر پڑے سب نمازی کھڑے ہوجائیں۔ مصلےٰ تک پہونچنے کا بھی انتظار نہ کریں[۱]۔ پہلی صورت میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کو جو لکھا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد نہ بیٹھا رہے۔ (مثلاً کوئی شخص تسبیح پڑھ رہا ہے اور ختم ہونے سے پہلے تکبیر شروع ہوگئی تو وہ مکبّر کے حی علی الصلوٰۃ پر پہونچنے تک اگر پوری کرسکے پوری کرلے اس کے بعد نہ بیٹھا رہے) پس اگر شروع اقامت ہی کے وقت کھڑا ہوجائے تب بھی مضائقہ نہیں۔ (طحطاوی[۲] ص ۲۱۵ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وإذقال المقيم حي على الصلاة قام الإمام بقرب المحراب والجماعة وإذقال قدقامت الصلوٰة الاولٰى شرعوا وعندابى يوسف اذا فرغ من الصلاة الٰى قوله فان كان غائباً ودخل من قدامهم قاموا حين يقع بصرهم عليه وإلا فيقوم كل صف ينتهى اليه الإمام علٰى الاظهر الخ. الدرالمنتقى ص۱۱۸ ج ۱، باب الاذان. دارالكتب العلميه، بيروت. بذل المجهود ص۳۰۷ ج ۱، باب فى الصلوة تقام ولم يأت الإمام الخ مطبوعه رشيديه سهارنپور. شامى زكريا ص۱۷۷ ج۲ باب صفة الصلوة، آداب الصلوة.

[۲] الظاهر أنه احتراز عن التاخير لاالتقديم حتى لوقام اول الاقامة لابأس به. طحطاوي على الدر ص ۳۳۱-۳۳۲، ج ۱، باب صفة الصلوة، آداب الصلوة.

حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہونا

سوال:- کٹیہار کے اکثر مقامات پر اقامتِ صلاۃ کی یہ صورت رائج ہے کہ مؤذن تنہا کھڑا رہ کر اقامت صلاۃ شروع کرتا ہے اور تمام مصلی بیٹھے رہتے ہیں حی علی الصلوٰۃ پر امام اور مقتدی کھڑے ہوتے ہیں اور قد قامت الصلوٰۃ پر امام نیت باندھتا ہے اس طریقہ پر بعض جگہ اس قدر اشتداد برتا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑا ہو جائے تو اسے بالجبر بیٹھا دیا جاتا ہے پس کیا اس طریقہ کو مسنون اور مطابق فقہ حنفی کہا جائے گا۔ اور کیا درجۂ وجوب میں ہے کہ خلاف اس کا موجب گناہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ومن الأدب القيام أي قيام القوم والإمام إن كان حاضراً بقرب المحراب حين قيل أي وقت قول المقيم حى على الفلاح لانه امربه فيجاب وان لم يكن حاضراً يقوم كل صف حين ينتهى إليه الامام في الاظهر، ومن الأدب شروع الامام أي احرامه مذقيل أي عند قول المقيم قد قامت الصلاة عندهما وقال أبويوسف رحمه الله يشرع اذا فرغ من الاقامة فلو اخر حتى يفرغ من الاقامة لابأس به (مراقى الفلاح[1] ص ١٢١)

وأيضاً والقيام لإمام ومؤتم حين قيل حى على الفلاح خلافاً لزفر رحمه الله فعنده عند حى على الصلاة ابن كمال ان كان الامام بقرب المحراب والافيقوم كل صف ينتهى اليه الامام على الاظهر وإن دخل من قدام قاموا حين يقع بصرهم عليه الاّ إذا اقام الإمام بنفسه في مسجد فلايقفوا حتى يتم اقامته ظهيرية وإن خارجه قام كل صف ينتهى إليه بحر وشروع الامام في الصلاة مذ قيل قد قامت الصلاة ولو اخر حتى

---

[1] مراقى الفلاح على الطحطاوي ص ٢٢٥ ج١، مطبوعه مصر، كتاب الصلاة فصل في بيان اداب الصلاة.

اتـمهـا لابـأس بـه اجماعاً وهو قول الثاني والثلاثة وهو اعدل المذاهب كمافي شرح المـجـمـع لـمـصـنـفـه وفـي الـقـهستـانـي معزياً للخلاصة أنه الاصح درمختار[۱] قال الـطـحـطاوي (قوله والقيام لامام ومؤتم الخ مسارعة لامتثال امره والظاهر أنه احتراز عـن التاخير لاالتقديم حتى لوقام اوّل الاقامة لابأس ودر، قوله انه الاصح) أي فالاخذ به اولى لانه لايقع اشتباه على المصلين. (طحطاوي على الدرالمختار[۲] ص ۱۸۵ ج ۱)

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ **حی علی الفلاح یاحی علی الصلوٰۃ** کے وقت قوم اور امام کا کھڑا ہونا صرف آداب میں ہے واجبات میں سے نہیں کہ اس کے ترک پر گناہ ہو، اور یہ بھی اس وقت ہے کہ امام مصلے پر یا اس کے قریب پہلے سے موجود ہو، اگر امام وہاں موجود نہ ہو بلکہ کسی دوسری جگہ سے سامنے آئے تو جس وقت امام پر نظر پڑے اسی وقت سب کو کھڑا ہوجانا چاہئے اگر مصلے کے سامنے نہیں ہے بلکہ مقتدیوں میں کو ہوکر دوسرے جانب سے یعنی پیچھے سے آئے تو جس صف میں پہنچا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے حتی کہ مصلےٰ پر پہنچنے کے وقت تک سب صفیں کھڑی ہوجائیں۔ نیز حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کے وقت کی تعیین اسلئے ہے کہ اسکے بعد تک بیٹھے رہنا نہیں چاہئے، یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا منع ہے۔

امام کو **قدقامت الصلوٰۃ** کے وقت نماز شروع کردینا بھی واجب نہیں پس اگر تکبیر ختم ہونے کا انتظار کیا اور ختم ہونے پر امام نے نماز شروع کی، تو بالاتفاق اس میں کوئی گنہ نہیں بلکہ بہت سے فقہاء نے اسی کو اختیار فرمایا ہے پس ان چیزوں پر اتنا تشدد کرنا مسائل سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اس تشدد سے روکنا واجب ہے نہ مقتدی کو ابتداء اقامت میں کھڑا ہونا گنہ ہے کہ اس کو جبراً بیٹھایا جائے، نہ امام کو قدقامت الصلوٰۃ کے وقت نماز شروع کرنا واجب ہے، کہ

[۱] درمختار ص ۳۲۲ ج ۱، مکتبه نعمانیه و درمختار زکریا ص ۱۷۷ ج ۲، باب صفة الصلاة آداب الصلاة. الدرالمنتقی ص ۱۱۸ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه دارالکتب العلمیه، بیروت. سعایه ص ۳۶ ج ۲، باب الاذان، سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] طحطاوي على الدرالمختار ص ۳۳۱– ۳۳۲ ج ۱، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة.

ختم کے انتظار کو گنہ کہا جائے۔ جو شئ بالاتفاق مستحب ہو اس کے ساتھ واجب کا سا معاملہ کرنا بھی ناجائز ہے[1] ہر شئ کو اس کی حد پر رکھنا چاہئے۔　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۱۹ ۵۷ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

قدقامت الصلوٰۃ پر سب مقتدیوں کا کھڑا ہونا!

سوال :- حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک شخص اقامت کے وقت بیٹھا رہتا ہے اور حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہوتا ہے اس کا کیا حکم ہے تو فرمایا لا حـــرج، پھر پوچھا ایک شخص شروع اقامت سے کھڑا ہوتا ہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا لا حرج۔

حضرت سے دریافت طلب ہے کہ آیا یہ روایت صحیح ہے اور کتاب الصلوٰۃ سے کونسی کتاب مراد ہے اس کتاب کا کیا نام ہے جس کتاب الصلوٰۃ میں آپ نے فرمایا، یعنی باب الصلوٰۃ اور کتاب الصلوٰۃ سے مطلب نہیں ہے، مطلب کونسی کتاب ہے جس میں آپ نے کتاب الصلوٰۃ میں یہ فرمایا؟

۲- اور اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

عن ابن شهاب ان الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله اكبر يقومون الى الصلاة فلايأتي النبي عليه الصلاة والسلام مقامه حتى تعتدل الصفوف (فتح الباري[2]) **بينوا وتوجروا.**

---

[1] الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهة الخ سعاية ص ۲۶۵ ج ۲ باب صفة الصلوة، قبيل فصل في القراءة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، سباحة الفكر ص ۶۳، مطبوعه لكهنؤ.

[2] فتح الباري ص ۳۳۲، ج ۲، كتاب الاذان باب متى يقوم الناس عن الاقامة مطبع مكة المكرمة.

الجواب حامداً ومصلیاً

"کتاب الصلوٰۃ" کا قلمی نسخہ حیدرآباد دکن میں موجود تھا، جس میں مسئلہ کا عنوان یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ایک آدمی شروع اقامت کے وقت کھڑا ہوجاتا ہے آپ نے فرمایا لاحرج میں نے پوچھا کہ ایک آدمی حی علی الفلاح پر کھڑا ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا لاحرج۔

۲- پہلے ایسا ہوتا تھا کہ تشریف آوری سے قبل ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف بستہ کھڑے ہوجاتے، ارشاد ہوا کہ جب تک مجھے نہ دیکھ لو کہ میں آگیا ہوں کھڑے مت ہوا کرو اس ارشاد پر معمول یہ ہوگیا کہ سب بیٹھے رہتے جب حجرۂ مبارک سے پردہ اٹھتا اور روئے انور پر مؤذن کی نظر پڑتی وہ فوراً کھڑے ہوکر تکبیر شروع کردیتے جب ہی سب کھڑے ہوجاتے حتی کہ مصلیٰ مبارک پر جب پہونچتے تو سب کھڑے ہوئے ملتے، نماز شروع ہوجاتی۔

عن النبی ﷺ قال اذا اقیمت **الصلاة** أي نودی بالفاظ الاقامة للصلاة فلا تقوموا منتظرين للصلاة حتى تروني أي تبصروني خرجت قال الحافظ في الفتح.

قال القرطبی ظاهر الحديث أن الصلاة كانت تقام قبل أن يخرج النبي ﷺ من بيته وهو معارض لحديث جابربن سمرة ان بلالاً كان لايقيم حتى يخرج النبي ﷺ اخرجه مسلم ويجمع بينهما بان بلالاً كان يراقب خروج النبيﷺ فاول مايراه يشرع في الاقامة قبل أن يراه غالب الناس ثم اذا رأوه قاموا، فلايقوم في مكانه حتى تعتدل صفوفهم الى قوله فيجمع بينه وبين حديث أبي قتادة رضي الله عنه بان ذلک ربما وقع لبيان الجواز وبان صنيعهم في حديث أبي هريرة رضي الله عنه كان سبب النهى عن ذلک في حديث أبي قتادة وانهم كانوا يقومون ساعة تقام الصلاة ولولم يخرج النبي

ﷺ فنهاهم عن ذلک[1] (بذل المجهود شرح أبي داؤد[2] ص ۳۰۷ ج ۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فتح الباري ص ۳۳۲ ج ۲، کتاب الاذان باب متى يقوم الناس اذا راؤ الامام عند الاقامة، مطبوعه المكة المكرمة.

[2] بذل المجهود شرح أبيداؤد ص ۳۰۷ ج ۱، باب في الصلاة تقام ولم يات الامام ينتظرونه قعوداً. مطبوعه رشيديه سهارنپور، اعلاء السنن ص ۳۲۶ ج ۴ ابواب الإمامة باب وقت قيام الإمام الخ مطبوعه كراچى.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل نہم

﴿تثویب کا بیان﴾

صبح صادق سے پہلے الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکارنا

سوال :- ہمارے یہاں رمضان المبارک کی سحری میں صبح صادق سے پہلے مؤذن منارہ پر چڑھ کر صلاۃ صلاۃ چلاتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ چیز ثابت نہیں اس کو بند کرنا چاہئے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اذان کے بعد یہ اعلان کہ پندرہ منٹ باقی ہے

سوال :- دارالعلوم میں اذان لاؤڈ اسپیکر پر دی جاتی ہے اور لڑکے یہ بھی کہنے لگیں کہ

---

[1] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَرَدٌّ مشکوۃ شریف ص ۲۷، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ. وکمایستفاد. ولاتثویب الا فی صلاۃ الفجر لما روی أن علیاً رضی اللہ عنہ رأی مؤذناً یثوب فی العشاء فقال أخرجوا ھذاالمبتدع من المسجد. المبسوط للسرخسی ص۱۳۰ ج۱، باب الاذان، دارالفکر، بیروت.

پندرہ منٹ پہلے یہ اعلان بھی کر دیا جایا کرے کہ نماز تیار ہے یا نماز کا وقت ہو گیا ہے، اور اس کو منظور کر لیا جاوے تو کوئی نقص یا کراہت تو نہیں آتی ہے یا بدعت کے اندر داخل تو نہیں؟ جو بھی ہو اس کو مع حوالہ ذکر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

لاؤڈ اسپیکر پر اذان ہوتی ہے گھڑی عامۃً ہاتھ پر یا جیب میں موجود رہتی ہے۔ اذان ونماز کا فصل متعین ہے، وقت کی تبدیلی کا اعلان با قاعدہ ہوتا ہے، ماشاء اللہ سبھی نماز وجماعت کا اہتمام رکھنے والے ہیں، اتفاقیہ کسی ایک کو غفلت ہو جائے تو دوسرے ساتھی تنبیہ کر دیتے ہیں، ان حالات میں پندرہ منٹ پہلے نماز تیار ہے کا اعلان کرنا گویا کہ اذان کو غیر معتبر قرار دینا ہے جن عوارض کے تحت تثویب کی گنجائش دی گئی ہے وہ یہاں موجود نہیں؟ قالو لابأس بالتثويب للمحدث في سائر الصلوات لفرط غلبة الغفلة على الناس في زماننا وشدة ركونهم الى الدنيا وتهاونهم بامور الدنيا اھ (بدائع الصنائع[1] ص ۱۴۸ ج ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

اذان سے پانچ منٹ قبل لاؤڈ اسپیکر سے نماز کا اعلان

سوال:- اگر فجر کی اذان سے پانچ منٹ پہلے آدمیوں کو نماز کے لیے اٹھانے کی نیت سے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر ''صلوٰۃ'' کہا جائے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان تو اسی مقصد کے لیے دی جاتی ہے قبل اذان مستقلاً لاؤڈ اسپیکر پر ''الصلوٰۃ'' کی پابندی کرنے سے نفس اذان کا خاص فائدہ نہیں رہے گا اور لوگ اس کو اذان کی طرح مستقل

---

[1] بدائع الصنائع ص ۱۴۸ ج ۱، مطبوعه کراچی فصل في كيفية الاذان. مبسوط سرخسی ص ۱۳۱ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه دار الفكر، بيروت. مجمع الانهر ص ۱۱۷ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت.

شرعی حکم سمجھ لیں گے اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہئے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کی اطلاع گھنٹہ کی آواز سے

سوال:- جہاں اہل محلّہ کو اذان کی آواز نہ آتی ہو کیا وہاں گھنٹہ سے جیسے دربان آپ کے یہاں اسباق کے لیے بجاتا ہے تثویب کرنا کیسا ہے یعنی جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو علامہ شامی رحمہ اللہ کے وان خــــالف ذلک کا کیا مطلب ہے اور اگر جائز ہے تو تشبہ بالکفار ہے، مع حوالہ کتب مفصل تحریر فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی اور صورت غیر مخدوش تثویب کی نہ ہو تو پھر اس طرح بھی درست ہے اور کیفیت دق کو ممتاز کردیا جائے تاکہ تشبہ نہ رہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲/ ۶۴ھ

اذان کے بعد نقارہ

سوال :-ضرب نقارہ قبل یا بعد اذان بغرض ہوشیاری و بیداری غافلین ومتساہلین واطلاع دور دور مسجد سے رہنے والے مسلمانوں کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ علاقۂ مدراس میں اکثر شہروں میں رواج ہے۔ بیّنوا توجروا

---

[۱] کما یستفاد ان علیاً رضی اللّٰہ عنہ رأی مؤذناً یثوب فی العشاء فقال اخرجوا ھذا المبتدع من المسجد الخ المبسوط للسرخسی ص ۱۳۰ ج ۱، باب الاذان، دار الفکر بیروت.

[۲] ویثوب بین الاذان والاقامة في الکل للکل بما تعارفوه کتنحنح أوقامت قامت او الصلاة الصلاة ولو احدثوا اعلاما مخالفا لذلک جاز نهر عن المجتبی (الشامی نعمانیه ص ۲۶۱ ج ۱، شامی زکریا، ص ۵۶ ج ۲، باب الاذان. قبیل مطلب فی اذان الجوق. مجمع الانهر ص۱۱۷ ج ۱ باب الاذان. دارالکتب العلمیه بیروت. البحر ص ۲۶۰ ج ۱، باب الاذان، الماجدیه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کے بعد دوبارہ اعلان کرنے کو تثویب کہتے ہیں متاخرین نے علیٰ الاطلاق اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے فی المراقی[1] ص۱۴۴ ج۱/ ویثوب بعد الاذان في جميع الاوقات لظهور التوانی في الامور الدينية في الاصح وتثويب كل بلد بحسب ما تعارفه اهلها قال الطحطاوي قوله في جميع الاوقات استحسنه المتأخرون الخ قال الشامی[2] ص ۲۴۷ ج۵، اقول وينبغي ان يكون طبل المسحر في رمضان لايقاظ النائمين للسحور كبوق الحمام تامل.

مسلمانوں کو خود شرم وحیا کا موقعہ ہے کہ فریضہ مذہبی ادا کرنے کے لیے اذان کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ نقارہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/۱/۵۴ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۳۰/محرم الحرام ۵۴ھ

گھنٹی اذان کے قائم مقام ہرگز نہیں

سوال:- اگر کسی گاؤں میں مسجد ایک کنارے پر ہے اور اذان پورے گاؤں میں نہ پہونچتی ہو، نمازی لوگ جماعت سے رہ جاتے ہوں تو اذان پڑھ کر اگر خبر کرنے کے لیے گھنٹی بجادی جائے تو ٹھیک ہے یا نہیں، اگر ٹھیک ہے تو کس طرح پوری تفصیل سے تحریر فرمائیں کیونکہ کچھ حضرات کا قول ہے کہ گھنٹی بجانا جائز نہیں جب کہ ہمارے مذہب نے خبر دینے کے لیے اذان مقرر کی ہے اس لیے صحیح جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی۔

---

[1] مراقی الفلاح مع الطحطاوي ص ۱۵۹ ،مطبوعه مصر باب الاذان.

[2] شامی زكريا ص ۵۰۵ ج۹، وشامی نعمانیه ص ۲۲۳ ج۵، كتاب الحظر والاباحة قبيل فصل في اللبس.

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کوترک کرکے اس کی جگہ گھنٹی بجانے کی کسی طرح اجازت نہیں[1] اذان کے بعد بھی گھنٹی نہ بجائی جائے خاص کر جب کہ لوگوں کے پاس آج کل گھڑی کا بھی دستور ہے ہر شخص کا نماز کی طرف دھیان لگا رہنا چاہئے بےفکر نہیں رہنا چاہئے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز فجر کے لئے لوگوں کو جگانا

سوال:- میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو روز تین بجے صبح کو جگا دیا کروں، تا کہ لوگ نماز کے لئے اٹھیں، اوراپنے کاروبار میں لگ جائیں، میں یہ کام صرف اللہ کے واسطے کرتا ہوں اگر لوگ میری امداد فطرے سے کریں تو لینا جائز ہے، یا نہیں؟ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تیرے پھیری دینے سے ہماری نیند خراب ہوجاتی ہے، تو کیا ان کے کہنے سے پھیری دینا چھوڑ دوں، یہ بات درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جولوگ یہ کہیں کہ ہمیں فلاں وقت جگا دیا کرو، ان کو اس وقت جگا دینا درست ہے، نماز

---

[1] هو لغة الاعلام وشرعا إعلام مخصوص على وجه مخصوص بالفاظ كذلك أي مخصوصة، لايصح بالفارسية و إن علم أنه اذان وهو الأظهر الخ شامی کراچی ص ۳۸۳ ج ۱ ، شامی زکریا ص ۴۷ ج ۲. باب الاذان. ولايؤذن بالفارسية ولابلسان آخر غير العربية كذا فی فتاوی قاضیخاں. عالمگیری ص ۵۵ ج ۱ ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان الخ، الباب الثانی فی الاذان، مطبوعه کوئٹه، فتاویٰ قاضیخاں ص ۸۰ ج ۱ مسائل الاذان، مطبوعه کوئٹه.

کے لئے بھی جگا دینا درست ہے[۱]، مگر کوئی ایسا طریقہ جگانے کا اختیار کرنا جس سے بے وقت لوگوں کی نیند خراب ہو درست نہیں، اگر اس جگانے کا پیشہ بنایا ہے تو اس کی وجہ سے بطور معاوضہ فطرہ زکوۃ چرم قربانی لینا درست نہیں[۲]، اسکے علاوہ نفلی صدقہ خیرات دیں تو حسب ضرورت لینے میں مضائقہ نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۸/۳/۸۸ھ

نماز فجر سے پہلے نمازیوں کو بیدار کرنے کیلئے قرآن کریم اور مناجات پڑھنا

سوال:- ہمارے قصبہ کی مسجد میں روزانہ فجر کی اذان کے بعد ایک یا دو رکوع پڑھتے ہیں، اس کے بعد نظم پڑھتے ہیں، جماعت ہونے سے دس پندرہ منٹ پہلے رک جاتے ہیں، اس نیت سے کہ لوگوں کو فجر کی نماز جماعت سے مل جائے، کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ پڑھنا غالباً ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر پر ہوتا ہوگا، ایسے وقت پر کچھ لوگ سو رہے ہونگے،

---

[۱] عَنْ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ اِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلٰوةِ اَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهٖ رواه ابو داؤد، مشكوة شريف ص ۶۴، باب، الاذان الفصل الثالث مطبوعه ياسر نديم ديوبند. مسند احمد ص ۴۲۶، ج۵، حديث طخفة الغفاريؓ، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] اس لئے کہ صدقات واجبہ کے لئے قطع منفعت ضروری ہے۔ هي تمليك جز مال عينه الشارع مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه الدر المختار على الشامى زكريا ص ۱۷۱-۱۷۲، ج۳، اول كتاب الزكوة.

کچھ ضرورت میں مشغول ہونگے، قرآن پاک کی طرف توجہ دینے سے قاصر ہونگے، اس لئے اس کو ترک کیا جائے، ویسے ہی نماز کے واسطے بلانے کے لئے شریعت نے اذان تجویز کی ہے، ریڈیو اور لاؤڈ اسپیکر پر قرآن پاک نظم پڑھنا تجویز نہیں کیا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] لو قرأ علی السطح والناس نیام یأ ثم لانه یکون سبباً لا عراضهم عن استماعه، او لانه یؤذیهم بایقاظهم (الیٰ قوله) یجب علی القاری احترامهٗ بأن لا یقرأ ه فی الاسواق ومواضع الاشتغال فاذا قرأه فیها کان هو المضیع لحرمته (شامی کراچی ص ۵۴۶، ج ۱، کتاب الصلوة، فروع فی القرأة خارج الصلوة)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دهم

﴿قضا نمازوں کے لئے اذان واقامت﴾

قضا نماز کے لیے اذان

سوال: -ایک شخص کی سالوں کی نماز قضا ہوئی ہے اوراب وہ مستحبات بھی چھوڑ نا نہیں چاہتا وہ مسجد میں ظہر کی ادا نماز پڑھنے کے بعد یا پہلے قضا نماز پڑھے تو اذان کہے جب کہ وہاں اذان ہو چکی ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

وہاں اذان نہ کہے بلکہ وہاں نماز قضا بھی کسی کے سامنے نہ پڑھے قضا نماز مخفی طور پر پڑھ لی جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] ولافيما يقضى من الفوائت في مسجد ويكره قضاؤها فيه (الشامي نعمانيه ص ٢٦٦) الدر المختار على الشامى زكريا ص ٥٨ ج٢، باب الاذان. البحرالرائق ص ٢٦٢ ج١، باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه. النهر الفائق ص١٧٨ ج١، باب الاذان، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت.

نماز کا اعادہ جب کئی روز بعد ہوتو اس میں بھی اذان واقامت ہوگی؟

سوال:-اگر چند دنوں کے بعد نماز باجماعت نہ ہونے کی تحقیق ہوتوایسی صورت میں کیاطریقہ اختیار کرنا ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

صورتِ مذکورہ میں اذان اورا قامت کیساتھ باجماعت نمازادا کریں۔وفي المجتبی قوم ذكروا فساد الصلوة صلّوها في المسجد في الوقت قضوها بجماعة فيه ولايعيدون الاذان والاقامة وإن قضوها بعد الوقت قضوها في غير ذلک المسجد بأذان واقامة (شامی[1] ص ٣٦٣ ج ١) وفي الامداد أنه إذاكان التفويت لامرعام فالاذان في المسجد لايكره لانتفاء العلة كذا في الشامی[2] ص ٢٦٣ ج ١.

مگرمسجد کے علاوہ دوسرے جگہ پڑھیں اوراذان اتنی بلند نہ ہوکہ دوسرے لوگ اشتباہ میں پڑجائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٨/٧/ ٨٨ھ

الجواب صحیح:بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ٢٨/٧/ ٨٨ھ

---

[1] شامی ص ٢٦٢ ج ١، مكتبه نعمانيه، وشامی زكريا ص ٥٨ ج ٢، باب الاذان مطلب في اذان الجوق. البحرالرائق ص ٢٦٢ ج ١، باب الاذان، مطبوعه الماجديه كوئٹه. تاتارخانيه ص ٥٢٤ ج ١، نوع آخر فيمن يقضى الفوائت الخ كتاب الصلٰوة، الاذان، مطبوعه كراچی.

[2] الشامی ص ٢٦٢ ج ١، مكتبه نعمانيه وشامی زكريا ص ٥٩ ج ٢، باب الاذان قبيل مطلب في المؤذن اذاكان غير محتسب في أذانه.

قضاء نماز کے لیے اذان واقامت کا حکم

سوال: -بہشتی گوہر کا ایک حصہ آپ سے سمجھنے کے لیے لکھ رہا ہوں اگر کئی نمازیں قضاء ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کیلیے صرف اقامت، ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک نماز کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے!

الجواب حامداً ومصلیاً

غزوۂ خندق میں مشغولی کی بناء پر نبی اکرم ﷺ کی نماز قضا ہوگئی تھیں جب ان کو عشاء کے وقت آپ نے پڑھا تو جماعت کے ساتھ پڑھا پہلی نماز کے لیے اذان واقامت کہی گئی بقیہ کے لیے اقامت پر اکتفاء کیا گیا[1]۔ یہی مسئلہ بہشتی گوہر میں بیان کیا گیا ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قضا نماز میں اقامت

سوال: -فرض نماز قضا پڑھنے کی حالت میں اقامت کہہ کر نماز پڑھے یا بغیر اقامت بھی نماز ہوسکتی ہے اگر بلا اقامت نماز پڑھی ہو توان کا اعادہ کرے یا کہ درست ہوگئیں؟

---

[1] وقد اختلفت الروايات في قضاء رسول الله ﷺ الصلوات التى فاتته يوم الخندق (الى قوله) وفي بعضها أنه اذن واقام للاولىٰ ثم اقام لكل صلاة بعدها (بدائع الصنائع ص ۱۵۴ ج ۱، كراچى) كتاب الصلاة فصل وأما بيان محل وجوب الاذان. تاتارخانيه ص ۵۲۴ ج ۱، نوع آخر فيمن يقضى الفوائت الخ كتاب الصلوٰة، الاذان، مطبوعه كراچى.

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا اقامت بھی درست ہے لہٰذا جو پڑھی گئی اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اگر جماعت کے ساتھ قضا کی جائے تو اقامت مسنون ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ۱۲/۲۶/ ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۹/ ذی الحجہ ۶۷ھ

قضا نماز کے لئے اذان واقامت کا حکم

سوال:- میں قضا نماز کبھی گھر پر پڑھتا ہوں کبھی مسجد میں؟ مسجد میں قضا نماز اکثر جماعت کے بعد ادا کرتا ہوں اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مجھے گھر پر قضا نماز کیلئے اذان واقامت دونوں کہنا ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں کیا اذان واقامت بھی کہنی ہے یا نہیں اور اگر اذان واقامت کہنی ضروری ہے تو آہستہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قضاء نماز اس طرح پڑھنی چاہئے کہ کسی کو علم نہ ہو کہ یہ قضاء نماز پڑھ رہے ہیں،[2]

---

[1] ومن فاتته صلاة في وقتها فقضاها اذن لها واقام واحدا كان أو جماعة هكذا في المحيط وإن فاتته صلوات اذن للاولى واقام وكان مخيرا في الباقي إن شاء اذن واقام وإن شاء اقتصر على الاقامة كذا في الهداية الخ (الهندية ص ۵۵ ج ۱) الباب الثاني في الاذان، تحت الفصل الاول. النهر الفائق ص۱۷۷ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه دارالكتب العلميه، بيروت.

[2] قد صرحوا! بان الفائتة لاتقضٰى فى المسجد لما فيه من اظهار التكاسل فى اخراج الصلاة عن وقتها فالوا جب الاخفار. البحر الرائق كوئٹه ص ۲۶۲ ج ۱، باب الاذان. وفى الدرالمختار ويكره قضاؤها فيه لان التاخير معصية فلايظهرها الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۵۸، ۵۹ ج۲، باب الاذان. الدرلمنتقٰى مع مجمع الانهر ص ۱۱۴ ج ۱، باب الاذان طبع دارالكتب العلميه، بيروت.

اسلئے مسجد میں فجر نماز کے بعد اور عصر نماز کے بعد نہ پڑھیں جب مسجد میں قضاء نماز پڑھتے ہیں تو وہاں اذان واقامت ہوتی ہی ہے[1] اور مکان پر جب پڑھتے ہیں تو وہاں مسجد کی اذان کافی سمجھی جاتی ہے[2]، اگر اذان واقامت کی انوبت آئے تو آہستہ آہستہ کہیں تا کہ دوسروں کو اشتباہ نہ ہو[3]۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] فالاذان للفائتة فی المسجد اولٰی بالمنع بحر کوئٹه ص ۲۶۲ ج ۱، باب الاذان. الدرالمنتقٰی مع مجمع الانهر ص ۱۱۴ ج ۱، طبع دارالکتب العلمیه، بیروت. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۸ ج ۲ باب الاذان مطلب فی اذان الجوق.

[2] لایکره ترکهما (الاذن والاقامة) معاً لمصل فی بیته اذا وجد فی مسجد المحلة لقول ابن مسعود رضی اللّٰه عنه فی روایة یکفینا اذان الحیّ و اقامته وندبا الاذان والاقامة معاً لهما ای المسافر والمصلی فی بیته. مجمع الانهر ص ۱۱۴–۱۱۵ ج ۱، باب الاذان طبع دارالکتب العلمیه، بیروت، بحر کوئٹه ص ۲۶۲ ج ۱ باب الاذان.

[3] الحق هوالتفصیل بان القضاء لوکان لامر اعم یوذن فیه وان کان فی المسجد لیحضر من فاتته الصلٰوة لکن لا یجهر کثیرا لئلا یشوش فیه علی غیرهم من الناس واما اذا لم یکن کذلک فلایؤذن له فی المسجد لخوف التشویش و احب ان یؤذن لنفسه بحیث لایسمعه من سواه، السعایه فی کشفِ ما فی شرح الوقایه ص ۱۰ ج ۲ طبع لاهور. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۸ ج ۲، مطلب فی اذان الجوق.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوم

نماز کے شرائط وارکان

فصل اول

نماز کے شرائط

نماز کی نیت کا طریقہ

سوال:۔اقتداء کے لئے یہ نیت کافی ہوجائے گی کہ جونیت امام کی وہ میری؟

الجواب حامداًومصلیاً

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے وقت اس طرح نیت کی جائے کہ فلاں وقت کی نماز امام کے پیچھے پڑھتا ہوں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] اذا ارادالمقتدی تیسیر الامر علی نفسه ینبغی ان ینوی صلاة الامام والاقتداء به او ینوی ان یصلی مع الامام مایصلی الامام کذا فی المحیط (عالمگیری، ج ۱/ص۶۷/ الفصل الرابع فی النیة، شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۸۲/. شامی کراچی ص ۴۲۰/ج ۱/باب شروط **الصلاة** مطلب فی حضور القلب والخشوع. البحر ص ۲۸۲/ج ۱/ مبطوعه الماجدیه کوئٹه.

تنبیہ:. جماعت کی نماز کے لئے دو چیزوں کی نیت ہونی چاہئے اول نماز کی نیت، دوم اقتداء کی نیت اور یہ کہنا کہ جونیت امام کی وہ میری، اس میں نماز کی نیت ہوئی، اقتداء کی نیت نہیں ہوئی۔

نماز کی نیت کا طریقہ

سوال:۔ہم لوگوں کے یہاں نیت کے بارے میں کچھ اختلاف چل رہا ہے وہ یہ کہ لوگ اس طرح نیت کرتے ہیں کہ نیت کرتا ہوں واسطے نماز فرض،فرض پڑھتا ہوں، واسطے اللہ کے چار رکعت اللہ اکبر،اور سنت کی بھی اسی طرح کرتے ہیں،اور منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر، میں نے ان سے اس طرح کہہ دیا کہ نیت صرف اس طرح کیا کرو کہ نیت کرتا ہوں اس نماز کی واسطے اللہ کے چار رکعت نماز فرض جو وقت ہو اس کا نام بھی لیوے تو اس پر سوال یہ ہوا کہ سنت رسول کو اس بات پر بھول ہوا کہ ہم رسول کا نام چھوڑ رہے ہیں،اور اس بارے میں اب حدیث مانگتے ہیں حاصل یہ کہ سنت رسول کہنا ضروری ہے یا نہیں؟ طریقہ رسول کہنا ضروری ہے اگر دونوں نہ کہیں تو نماز ہو جائیگی،سنت میں سنت رسول کہتے ہیں،اس کی کیا وجہ ہے اور چار اماموں کے نزدیک کوئی اختلاف ہے یا نہیں،اس کا جواب حدیث سے چاہتے ہیں کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے کبھی عالم نہیں تھے،اب نئے طریقے نکل رہے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح وہ لوگ نیت کرتے ہیں،اس طرح بھی درست ہے،اور جس طرح آپ نے نیت بتائی ہے وہ بھی ٹھیک ہے ، ناواقف لوگوں سے اس قسم کے مسائل میں نہیں الجھنا چاہئے ،اتنا خیال رہے کہ جو جماعت کے ساتھ نماز ہو تو مقتدی کو یہ بھی نیت کرنی چاہئے کہ پیچھے اس امام کے[1] اور نیت اصل میں دل سے ہوتی ہے،اگر زبان سے کچھ بھی نہ کہا اور صرف

---

[1] لو كان مقتد ياينوى ماينوى المنفرد وينوى الاقتداء ايضاً لان الاقتداء لايجوز بدون النية كذافي فتاوىٰ قاضي خان .(عالمگيرى ،ج ١/ص ٦٦/ الفصل الرابع فى النية. بحر ص ٢٨٢/ج ١/باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. شامى كراچى ص ٤٢٠/ج ١/باب شروط الصلاة.

دل میں ارادہ کر کے اللہ اکبر کہہ یا تب بھی درست ہے[۱] سنت نام حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کا ہے[۲] جب سنت کہا تو گویا طریقہ بھی کہہ دیا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ

سنت میں نیت کا طریقہ

سوال:۔ سنتوں کی نیت کیسے کرنا چاہئے تحریر فرمائیگا یہاں کچھ لوگ ایسا کہتے ہیں سنت اللہ رسول اور کچھ کہتے ہیں، طریقہ رسول کا؟

الجواب حامداًومصلیاً

سنتوں کی نیت اس طرح کرے کہ مثلاً مغرب کی دو رکعت سنت اللہ کے واسطے پڑھتا ہوں[۳] سنت رسول کے طریقہ کو کہتے ہیں، زبان سے کہنا ضروری نہیں[۴]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

۱ وقد اجمع العلماء على انه لو نوى بقلبه ولم يتكلم فانه يجوز كما حكاه غير واحد. البحر الرائق، ج ۱/ص ۲۷۷/ باب شروط الصلاة. شامی کراچی ص ۴۲۰/ج ۱/ باب شروط **الصلاة**. طحطاوی علی المراقی ص ۱۷۳/ مطبوعه مصری.

۲ السنة هى الطريقة المسلوكة فى الدين من غير افتراض ولاوجوب، كتاب التعريفات ص ۱۱۸/ مكتبه فقيه الامت ديوبند. طحطاوى مع المراقى ص ۵۰/ فصل فى سنن الوضوء، مصرى. قواعد الفقه ص ۳۲۸/ دار الكتاب ديوبند.

۳ وقد اجمع العلماء على انه لو نوى بقلبه ولم يتكلم فانه يجوز كما حكاه غير واحد، البحر كوئٹه ص ۲۷۷ ج ۱ باب شروط الصلاة، شامى كراچى ص ۴۲۰ ج ۱ باب ايضا، طحطاوى على المراقى ص ۱۷۳ مطبوعه مصر.

۴ السنة هى الطريقة المسلوكة فى الدين من غير افتراض ولا وجوب كتاب التعريفات ص ۱۱۸ مكتبه فقيه الأمت ديوبند، طحطاوى على المراقى ص ۵۰ فصل فى سنن الوضوء، مصرى، قواعد الفقه ص ۳۲۸ دار الكتاب.

عربی میں نیت نماز

سوال:۔کوئی آدمی مثلاً فجر کی نماز میں نیت عربی میں یوں کرے کہ ''نویت ان اصلی للّٰہ تعالیٰ رکعتی صلوٰۃ الفجر فرض اللّٰہ تعالیٰ متوجهاً الیٰ جهة الکعبة الشریفة اللّٰہ اکبر''اس طریقہ سے نیت کر کے نماز پڑھنا نماز ہوجائے گی یا نہیں کیا یہ الفاظ قرآن واحادیث سے ثابت ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نیت نام ہے ارادۂ قلبی کا جو چیز کرنے کے لئے دل میں سوچ لی جاوے وہی نیت ہے یہی چیز دل میں سوچی گئی ہے،اس کو زبان سے استحباباً کہا تو اس سے نماز میں خرابی نہیں آئی، بغیر زبان سے کہے صرف دل کی سوچی ہوئی نیت پر کفایت کرے تب بھی کافی اور درست ہے، طریقۂ مذکورہ پر زبان سے کہنا قرآن واحادیث سے ثابت نہیں'' النیة هی الارادة لاالعلم والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة وهو ان یعلم بداهة ایّ صلوٰة یصلی والتلفظ بها مستحب هوالمختار وقیل سنة (درمختار علیٰ هامش الشامی، ج ۱/ص ۲۷۸/)[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۸۷ھ

نماز میں نیت

سوال:۔نماز میں نیت ضروری ہے یا نہیں؟

---

[۱] درمختار علی هامش الشامی کراچی، ج ۱/ص ۴۱۴/ بحث النیة باب شروط الصلاة. زکریا، ج ۲/ص ۹۰/. طحطاوی مع المراقی ص ۱۷۳/ مطبوعه مصری. البحر ص ۲۷٦/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز میں نیت ضروری ہے یعنی دل میں یہ بات پکی کرلے کہ فلاں وقت کی فرض یا سنت نماز پڑھتا ہوں، اگر امام کے پیچھے پڑھے تو اقتداء کی نیت بھی کرلے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ

زبان سے نیت

سوال:۔کیا نماز کی نیت زبان سے ادا کرنا بدعت ہے، اگر بدعت ہے تو جس نے زبان سے نیت کی تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کہا جاتا ہے، کہ وہ بدعت فرماتے ہیں، صحیح مسلک کیا ہے؟ اگر حنفی مذہب میں بدعت ہے تو فقہ کی دوسری کتابوں میں زبان سے نیت کرنا کیوں سکھلایا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں، اور بدعت ممنوعہ بھی نہیں، ادا کرلیگا تو گنہگار نہیں ہوگا، نہیں ادا کرے گا تو نماز فاسد نہیں ہوگی، نیت تو مرادِ قلبی کا نام ہے، ادائے نماز کے لئے کافی ہے، لوگوں کے قلوب پر عامۃً افکار کا ہجوم رہتا ہے، اور وہ پوری یکسوئی کے ساتھ قلب کو حاضر نہیں کر پاتے، اس لئے زبان سے بھی الفاظ ادا کرائے جاتے ہیں، تاکہ حضورِ قلب میں جس قدر کمی ہے وہ الفاظ کے ذریعہ سے پوری ہوجائے، اگر کوئی شخص احضار قلب پر قادر نہ ہو تو اس کیلئے الفاظ کا ادا کرلینا بھی کافی ہے ''وتشترط ای النیة وھی الارادة الجازمة لتمییز العبادة عن العادة ویتحقق الا خلاص فیھا للہ سبحانہ

---

[1] والمعتبر فیھا عمل القلب اللازم للارادة وھو ان یعلم بداھة ای صلاة یصلی ......وینوی المقتدی المتابعة (الدر المختار مع الشامی نعمانیہ، ج ۱/ص ۲۷۸–۲۸۲/ باب شروط الصلاة. شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۱۵.

وتعالیٰ (مراقی الفلاح) قوله هی الارادة الجازمة ای لغةً لانها فسرت لغةً بالعزم والعزم هوالارادة الجازمة القاطعة وفی الشرع قصد الطاعة والتقرب الیٰ اللّٰه تعالیٰ فی ایجاد فعل کمافی التلویح وهو یعم فعل الجوارح وفعل القلب سواءٌ کان ایجاداً او کفا"۔[1]

فقہاء کے کلام میں تلفظ باللسان کے متعلق سنت، مستحب، مکروہ، بدعت، مباح سب الفاظ موجود ہیں، صاحب بحر نے ان سب کونقل کر کے لکھا ہے، "لم ینقل عن الائمة الاربعة ایضاً فتحرر من هذا انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزیمة وقد استفاض ظهور العمل بذٰلک فی کثیر من الاعصار فی عامة الامصار"[2] (البحر الرائق، ج ۱/ص ۲۷۸/متن تنویر میں ہے " والتلفظ بها مستحب وقیل سنة" درمختار میں قول مستحب کے متعلق لکھا ہے هو المختار تیسرا قول قیل بدعة کا ہے اس پر شامی نے حلبیہ سے نقل کیا ہے، "لعل الاشبه انه بدعة حسنة عند قصدجمع العزیمة لان الانسان قدتغلب علیه تفرق خاطره، ج ۱/ص ۳۸٦/[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۵/۸۹ھ

کیا نیت کیلئے زبان سے کہنا ضروری ہے

سوال:۔ جو کام نماز سے پہلے جائز تھے نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد جائز ہے کیا، امام

---

[1] الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۱۷۳/ مطبوعه مصر/ باب شروط الصلاة. النهر الفائق ص ۱۸۷/ ج ۱/ دارالکتب العلمیه، بیروت. شامی کراچی ص ۴۱۴/ ج ۱/ باب شروط الصلاة، بحث النیة.

[2] باب شروط الصلاة، مطبوعه کوئٹه.

[3] شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۱٦/ بحث النیة. شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۷۹. شامی زکریا ص ۹۲/ ج ۲/ باب شروط الصلاة.

نے تکبیر تحریمہ کر لی اس کے بعد مقتدی کا نیت کرنا یعنی زبان سے نیت کے الفاظ کا دہرانا کیسا ہے، ہمارے امام صاحب کا کہنا ہے کہ مقتدی اللہ اکبر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے، ان کا یہ کلام درست ہے کیا؟ نیت کی کیا تعریف ہے جس کام کے کرنے کا ارادہ دل سے ہو اسے نیت کہتے ہیں یا دل کی بات کو زبان سے دہرایا جاتا ہے، اس کو نیت کہتے ہیں کسی مقصد کے تحت جو کلمات زبان سے نکلتے ہیں اس کو اقرار کہتے ہیں کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قطعاً نہیں "النية عزم القلب على الفعل[۱]"، کسی بھی کام کے لئے دل کی آمادگی کا نام نیت ہے، اور شرعی اصطلاح میں اطاعت وقرب خداوندی کے لئے کسی کام کے کرنے کا نام اس کو نیت کہتے ہیں، زبان سے اقرار ضروری نہیں، اور زبان سے کہنا بھی ممنوع نہیں "واصطلاحا قصد الطاعة والتقرب الى الله تعالىٰ فى ايجاد فعل[۲]" (حموی علی الاشباہ، ص ۲۹)۔

بہت سی باتیں مقصد واضح کرنے کی نظر سے مثال کے طور پر بھی پیش کی جاتی ہیں، اس کو فقہ کی اصطلاح میں اقرار نہیں کہا جاتا[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] حموی علی الاشباہ، ص ۲۹/ الفن الاول، مطبوعہ دار العلوم دیوبند. البحر الرائق ص ۲۴/ ج ۱/ باب الوضوء، الباب الثانی، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[۲] حموی علی الاشباہ، ص ۲۹/ الفن الاول قول فی القواعد الکلیہ، مطبوعہ دار العلوم دیوبند، طحطاوی علی المراقی ص ۱۷۳ باب شروط الصلاۃ مطبوعہ مصری، بحر ص ۲۴ ج ۱ باب الوضوء قواعد الفقہ ص ۵۳۷ مطبوعہ دار الکتاب دیوبند.

[۳] والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة فلاعبرة للذكر باللسان وان خالف القلب لانه كلام لانية (شامی زکریا، ج ۲/ ص ۹۱/ بحث النية، باب شروط الصلوٰۃ) شامی کراچی، ج ۱/ ص ۴۱۵.

امام اور مقتدی کی نیت میں فرق

سوال:۔ جو شخص امام ہو اس کیلئے کیا نیت ہونی چاہئے نیت مقتدی سے کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام صرف اپنی نماز کی نیت کرے، اور امامت کی نیت نہ کرے، تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، البتہ تحصیل ثواب جماعت کیلئے امامت کی نیت بھی ضروری ہے، اور صورت استخلاف میں بلا نیت امامت امامت درست نہیں، اور مقتدی کو صحت اقتداء کے لئے متابعت بھی ضروری ہے، ’’لایصح الاقتداء الابنیة وتصح الامامة بدون نیتها والا مام ینوی صلٰوته فقط ولایشترط لصحة الاقتداء نیة امامة المقتدی بل لنیل الثواب لکن یستثنیٰ من کانت امامته بطریق الاستخلاف فانه لایصیر اماماً مالم ینو الامامة بالاتفاق[1]، در مختار وشامی، ج ۱/ص ۴۴۰/‘‘۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

نفل نماز میں اپنے نفل کی نیت کرنا

سوال:۔ ایک شخص عرصہ سے نفل نماز کی نیت اس طرح باندھتا ہے ’’نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل کی نفل اپنے واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف وقت فلاں‘‘ کیا یہ طریقہ شرک میں داخل ہے یا نہیں؟

---

[1] شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۸۴/ مطلب مضی علیه سنوات وهو یصلی الظهر قبل وقتها شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۲۴/باب شروط الصلاة. البحر الرائق ص ۲۸۳/ج ۱/ باب شروط الصلاة. الماجدیه کوئٹه. المحیط البرهانی ص ۲۵/ج ۲/ الفصل الثانی فی الفرائض الخ، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا مطلب یہ ہے کہ نفل اللہ نے لازم قرار نہیں دی اس لئے اس کے نہ پڑھنے پر کوئی پکڑ نہیں، بلکہ میرا اپنا حق ہے[۱] اگر پڑھوں گا تو مجھے ثواب ملے گا، نہیں پڑھوں گا تو ثواب سے محروم رہونگا، اس لئے یہ شرک نہیں اور ایسے شخص کو مشرک نہیں کہا جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۳/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۳/۸۶ھ

الجواب صحیح سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۳/۸۶ھ

نیت میں ایک نماز کی جگہ دوسری نماز کا نام یا تعداد رکعت میں غلطی کی

سوال:۔اگر ظہر کی فرض نماز شروع کرتے وقت دل میں تو نیت فرض ظہر ہی کی تھی، مگر زبان سے بجائے ظہر کے عصر کہہ دیا یا بجائے فرض کے نفل کہہ دیا یا بجائے، چار رکعت کے تین رکعت کہہ دیا تو ان صورتوں میں نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان سب صورتوں میں نماز درست ہوگئی۔رد المحتار، ج ۱/ص ۲۷۸–۲۸۱/[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] والنفل فی الشریعة زیادة عبادة شرعت لنا لاعلینا الخ شامی زکریا ص ۴۳۸/ج ۲/ باب الوتر والنوافل. وفی الشرع فعل مالیس بفرض ولاواجب ولامسنون من العبادة مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۱۴/ فصل فی بیان النوافل، مطبوعه مصری. البحر ص ۳۶/ج ۲/ باب الوتر والنوافل، مطبوعه کوئٹه.

[۲] والمعتبر فیها عمل القلب اللازم للارادة فلا عبرة للذکر باللسان (بقیہ آئندہ پر)

وتر کی نیت سے تراویح پڑھنا

سوال: ۔سنت تراویح کی نیت سہواً کر کے وتر پڑھنے سے وتر ادا ہو جائیگا، بموجب درمختار ، ج ۱/ص ۳۸۷/ ۔۳۸۸/ میں اکثر وتر کی نیت کر لیتا ہوں یہ سمجھ کر کہ امام بیس رکعت سنت تراویح پڑھا کر اب وتر پڑھا رہے ہیں، جب امام قراءت شروع کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے، کہ امام تراویح پڑھا رہے ہیں، میری نماز فاسد نہیں ہوتی، کیا چاہئے یہ تھا کہ نیت توڑ کر سنت تراویح کی نیت کرتے ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلیٰ کے تابع ہو کر ادنیٰ کا ادا ہو جانا مصرح ہے[۱] ،آپ کی تراویح اس طرح بھی ادا ہو جاتی ہے، لیکن آپ کو اس قدر بے خبر نہ رہنا چاہئے کہ تراویح اور وتر کا پتہ نہ چلے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) ان خالف القلب فلو قصد الظهر وتلفظ بالعصر سهواً اجزأهٗ (شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۷۸/ کراچی، ج ۱/ص ۴۱۵/ بحث النية)

الخطأ فيما لايشترط له التعيين لايضر كتعيين مكان الصلاة وزمانها وعدد الركعات (شامی نعمانية، ج ۱/ص ۲۸۱/ بحث النية وكراچی،ج ۱/ص ۴۲۰. سعايه ص ۹۹/ج ۲/ الكلام فى النية وكيفيتها باب شروع الصلوة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. الاشباه والنظائر ص ۱۸۴/ج ۱/ الفن الاول، القاعدة الثانية الامور بمقاصدها، ضابطه فيما إذاعيّن وأخطأ رقم ص ۲۵۴/ مطبوعه فقيه الامت ديوبند.

[۱] اذا علم ان منها فريضة ومنها سنة لكن لم يعلم الفريضة من السنة فان نوى الفريضة فى الكل جاز الخ البحر الرائق ص ۲۸۱/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. شامی كراچی ص ۴۱۸/ج ۱/ باب شروط الصلوة. تاتارخانيه كراچی ص ۴۳۳/ج ۱. الاشباه والنظائر ص ۱۵۲/ج ۱/ الفن الاول القاعدة الثانية، ضابطة فيما إذاعيّن وأخطأ مطبوعه فقيه الامت ديوبند.

نماز بحالت جنابت

سوال:۔زید نے ناپاکی کی حالت میں بھول کر صبح کی نماز پڑھ لی بعد میں اس کو خیال آیا کہ میرے اوپر غسل واجب تھا اب نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے یا نہیں اور بے غسل پڑھنے سے زید پر شریعت کی طرف سے کچھ گرفت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعادہ لازم ہے[1] اس بھول پر گرفت نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صلوٰۃ مظنون

سوال:۔ایک آدمی اپنے آپ کو باوضو سمجھ کر یعنی اس یقین سے کہ میرا وضو ابھی تک نہیں ٹوٹا کچھ نفلیں یا فرائض پڑھ لے،اور بعد میں یاد آجائے کہ اس کا وضو نماز سے پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا،تو اس کیلئے کیا حکم ہے،اور اس طرح نماز کے دوران یاد آجائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دوران نماز یاد آجائے تو فوراً نماز ختم کر دے،اور جب یاد آجائے ایسی نوافل کی

---

[1] وجد فی ثوبه منیا أو بولاً أو دماً أعاد من آخر احتلام الخ. شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۱۴۷/ فصل فی البئر ،شامی کراچی، ج ۱/ص ۲۱۹/. البحرالرائق ص ۱۲۵/ج ۱/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه. طحطاوی مع المراقی ص ۳۳/ قبیل فصل فی الاستنجاء، مطبوعه مصری.

[2] عن ابن عباس ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَأَ وَالنِّسْیَانَ الحدیث،رواه ابن ماجة والبیهقی.(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۸۴/ باب ثواب هذه الامة.

ترجمہ:. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا اور بھول کو معاف کر دیا ہے۔

قضا لازم نہیں اور فرض کو دوبارہ پڑھنا ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲؍۹؍۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲؍۹؍۸۹ھ

نماز کے دوران ناپاک کپڑے کا بدن سے لگنا

سوال:۔ایک شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے قریب ایک کپڑا پڑا ہوا ہے ، جو ناپاک ہے ، جب رکوع یا سجدہ میں جاتا ہے تو وہ کپڑا اس کے جسم کے کسی حصے سے چھوجاتا ہے، ایسی صورت میں اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایک رکن کی مقدار تک اس کے بدن سے متصل نہیں رہتا بلکہ چھوکر فوراً جدا ہوجاتا ہے، تو نماز درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

لوپ کی حالت میں نماز

سوال:۔لوپ لگوانے سے عورتوں کی نماز ،قرآن شریف کی تلاوت میں تو کسی قسم کی خرابی نہیں آتی ، اگر چہ لوپ بعض دفعہ بطور علاج بھی لگایا جاتا ہے؟

---

[1] شروط **الصلاة طهارة** بدنه من حدث وخبث و ثوبه ومكانه لقوله تعالىٰ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا الخ تبيين الحقائق ص ۹۵/ج ۱/ باب شروط **الصلاة**، مطبوعه امداديه ملتان. اذا ظهر حدث امامه بطلت فيلزم اعادتها الخ الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۳۳۹–۳۴۰/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب المواضع اللتى لفسد صلاة الامام الخ

[2] ويفسدها اداء ركن او تمكنه مع كشف عورة اونجاسة مانعة ملخصاً(الدرمع الشامى، ج ۱/ص ۶۲۰/ نعمانيه ،شامى كراچى ،ج ۱/ ص ۶۲۵/ مطلب فى التشبه، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها.

الجواب حامداً ومصلیاً

لوپ اگر پاک ہے اور علاج کے لئے لگا رکھا ہے، تو ایسی حالت میں نماز، تلاوت وغیرہ کچھ بھی ممنوع نہیں، سب درست ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۸ھ

رنگے ہوئے کپڑے سے نماز پڑھنا

سوال:۔ آج کل کے ولایتی کچے رنگوں پر اگر کوئی کپڑا رنگوایا جائے تو اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنے سے صحیح ہوسکتی ہے یا کہ نہیں؟ نیز اگر اس رنگ کو خوب جوش دیکر کپڑے کو دھودیا جائے، اور پھر اس کپڑے کے سوکھنے کے بعد دھویا جائے تو ایسے کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے[2] کہ ولایتی رنگ میں شراب کی آمیزش ہوتی ہے، اس لئے یہ رنگ ناپاک ہے، ناپاک رنگ سے رنگا ہوا کپڑا پہن کر اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں، اگر رنگ پختہ ہے تو کپڑے کو رنگنے کے بعد پاک کرلیا جائے، پھر اس سے نماز درست ہوجائیگی، اور جب تک رنگ کٹتا رہے گا، یعنی دھونے سے پانی صاف نہ آئے اس وقت تک اس سے نماز

[1] هي اى شرائط الصلاة ستة طهارة بدنه و ثوبه وكذا مايتحرك بحركته اويعد حاملاً له الخ درمختار على الشامى كراچى ص ۴۰۲/ج ۱/ باب شروط الصلوٰة. البحر الرائق ص ۲۶۷/ج ۱/ باب شروط الصلوٰة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ۱۲۷ مطبوعه مصرى.

[2] مستفاد از فتاویٰ رشيديه، ج۳/ص ۳۳/ كتاب الطهارة.

درست نہ ہوگی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/محرم ۵۹ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/محرم ۵۹ھ

فجر کی نماز پڑھ کر کپڑوں پر منی دیکھی

سوال:۔ اگر کسی کو رات میں احتلام ہو جائے اور اسے صبح کو یاد نہیں رہا کہ اس کو رات میں احتلام ہوا ہے، اور اس نے فجر کی نماز ادا کی پھر دو پہر کو اس نے نجاست دیکھی آیا اس کی نماز ادا ہوئی یا نہیں، اگر نہیں تو اعادۂ نماز کرکے کوئی گناہ اس پر ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر فجر کے بعد نہیں سویا تو نماز فجر کا اعادہ لازم ہے کذا فی درالمختار[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

نجاست پر کپڑا بچھا کر نماز

سوال:۔ خشک پاخانہ کیسا ہے خشک پاخانہ پر کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں

---

[1] بل یطهر ماصبغ او خضب بنجس بغسله ثلاثاً والأولیٰ غسله إلیٰ أن یصفو الماء الخ درمختار علیٰ الشامی کراچی ص ۳۲۹/ج ۱/ باب الانجاس، مطلب فی حکم الصبغ الخ. البحر الرائق ص ۲۳۷/ج ۱/ باب الانجاس، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] وجدفی ثوبه منیاً اوبولاً اودماً اعادمن اٰخر احتلام الخ شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۱۴۷/ مطلب مهم فی تعریف الاستحسان فصل فی البئر. شامی کراچی، ج ۱/ص ۲۱۹. طحطاوی مع المراقی ص ۳۳ قبیل فصل فی الاستنجاء، مطبوعه مصری. بحر کوئٹه ص ۱۲۵/ج ۱/ فصل فی البئر. طحطاوی مع المراقی ص ۳۳ قبیل فصل فی الاستنجاء، مطبوعه مصری. بحر کوئٹه ص ۱۲۵/ج ۱/ فصل فی البئر.

جب کہ نماز کی شرطوں میں ایک شرط جائے پاک بھی ہے، جوفرض عین ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

پاخانہ خشک ہوکر بھی ناپاک ہی رہتا ہے، جب تک اس کی ماہیت نہ بدل جائے[1] اس پر پاک کپڑا یا بوریہ بچھا کر نماز درست ہے[2] اور اس وقت نماز کی جگہ کپڑا یا بوریا ہے جو پاک ہے پاخانہ نہیں، لہٰذا نماز کی شرط مفقود نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۲/۵۳ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۲/۵۳ھ

گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز

سوال:۔اگر کسی مکان میں گوبر مع مٹی کے لیپا گیا ہو اور اول گوبر بعد میں مٹی یا بالعکس یا صرف گوبر ان صورتوں میں سے کسی صورت میں نماز اس پر ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اول گوبر سے زمین کو لیپا گیا ہے اور بعد میں مٹی سے اس طرح پر کہ گوبر بالکل چھپ گیا اور اس کی بو وغیرہ کچھ محسوس نہیں ہوتی تو اس پر نماز جائز ہے، ”ھٰکذا یفھم من الخانیة حیث قال فیھا اراد ان یصلی علٰی ارض علیھا نجاسة فکنسھا

---

[1] وعذرة صارت رماداً او حمأة فان ذلک کله انقلاب حقیقة الٰی حقیقة اخریٰ لامجرد انقلاب وصف الخ شامی کراچی ص۳۱۶/ج ۱/ باب الانجاس. العذرات اذا دفنت فی موضع حتی صار تراباً قیل تطھر الخ . البحر ۲۲۷/ج ۱/ باب الانجاس، مطبوعه کوئٹه. عالمگیری ص۴۴/ج ۱/ الفصل الاول فی تطھیر الانجاس، مطبوعه کوئٹه.

[2] لوبسط الثوب الطاھر علی الارض النجسة وصلی علیه جاز (البحرالرائق، ج ۱/ص ۲۶۸/ باب شروط الصلاة، مطبوعه کوئٹه. شامی کراچی ص۶۲۶/ج ۱/ باب مایفسد الصلٰوة ومایکرہ فیھا.

بالتراب نظران کان التراب قلیلاً بحیث لو استشمه یجد رائحة النجاسة لایجوز والا فیجوز. انتهیٰ نفع المفتی، ص ۴۹[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گوبر سے دیوار لیپ کر وہاں نماز پڑھنا

سوال:۔ خام مسجدوں کی دیواروں میں مٹی میں گوبر ملاکر اور سڑا کر پتوانا کیسا ہے، جبکہ گوبر نجاست غلیظہ ہے، اور ایسی مسجدوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر گوبر قلیل ہو اور مٹی زیادہ ہو اور گوبر کا اثر ظاہر نہ ہو تو وہاں نماز درست ہے، فقہا نے گنجائش لکھی ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

برسات میں جب زمین خشک نہ ملے تو نماز کس طرح پڑھے

سوال:۔ ہمارے علاقہ میں زمین برسات کے موقع پر ڈوب جاتی ہے، اور کاشتکار آدمی

---

[۱] طهارة المکان مایتعلق بشروط الصلوٰة، کتاب الصلوٰة، نفع المفتی طبع رحیمیه، ص ۴۹.
شامی کراچی ص ۶۲۶/ ج ۱/ باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها. خانیه علی الهندیه ص ۲۳/ ج ۱/ فصل فی النجاسة التی تصیب الثوب.

[۲] یکره ان یطین المسجد بطین قدبل بماء نجس، بخلاف السرقین اذاجعل فیه الطین لان فی ذٰلک ضرورة (شامی کراچی، ج ۱/ ص ۶۵۶/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد. هندیه کوئٹه ص ۳۱۹/ ج ۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد الخ)

جب کام پر جاتا ہے، تو صرف پانی ہی پانی ملتا ہے، ایسی صورت میں وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب زمین خشک نہ ملے پانی ہی پانی ہو سجدہ نہ کر سکے تو اشارہ سے نماز پڑھ لے یعنی سجدہ کے لئے پانی کے کچھ قریب تک سر جھکا کر اشارہ کرے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۹۱ھ

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفر لہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۹۱ھ

چار پائی پر نماز

سوال: ۔ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے جنگل میں رات کو عشاء کی نماز چارپائی پر پڑھی اندھیرے اور گھاس کباڑ کی وجہ سے چارپائی پر پڑھی اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر چارپائی پاک ہے یا اس پر پاک کپڑا یا بوریا وغیرہ ہے اور سجدہ صحیح طریقہ سے ہوجائے تو اس پر نماز ہوجائے گی اندھیرے اور گھاس کی وجہ سے اس کی نوبت آجاتی ہے[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۲/۱۴۰۰ھ

---

[1] والذی لادابة له یصلی قائما فی الطین بالایماء الخ مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۳۱/ فصل فی صلاة الفرض والواجب علی الدابة، مطبوعه مصری. شامی کراچی ص ۴۰/ج ۲/ باب الوتر والنوافل، مطلب فی الصلاة علی الدابة.

[2] لوسجد علی الحشیش اوالتبن او علیٰ القطن اوالطنفسة اوالثلج ان استقرت جبهته وانفه ویجد حجمه یجوز وان لم تستقرلا (عالمگیری، ج ۱/ص ۷۰/ باب صفة الصلاة) تاتارخانیة ص ۵۴۵ ج ۱ الفصل الثالث فی بیان ما یفعله المصلی الخ مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص ۲۳ ا ج ۲ الفصل الثالث مطبوعه ڈابھیل.

تنہائی میں برہنہ نماز

سوال:۔ وقت تنگ ہے کہ فرض ادا کرسکتا ہے ،ایسی صورت میں کپڑا پاک کرنا ضروری ہے، اگر تنہائی کی جگہ میسر ہوتو ننگا پڑھ لے یا نہیں؟ اور اگر تنہائی میسر نہ ہوتو انہی کپڑوں سے نماز ادا کرے تو نماز ہوجائے گی یا قضا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

تنگیٔ وقت کی وجہ سے ناپاک کپڑے سے نماز درست نہیں اس کو پاک کرنا ضروری ہے[۱] تنہائی میں بھی برہنہ نماز جائز نہیں [۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

لنگوٹ باندھ کر نماز

سوال:۔ تہبند کے نیچے لنگوٹ باندھ کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

---

[۱] النجاسة ان كانت غليظة وهى اكثر من قدر الدرهم فغسلها فريضة والصلاة بها باطلة (عالمگیری ،ج ۱/ص ۵۷/ الباب الثالث فی شروط الصلاة. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۱۹۷/ باب شروط الصلاة، مطبوعه مصری. بحر ص۲۶۷/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۲] والرابع سترعورته ووجوبه عام ولوفى الخلوة على الصحيح (الدر)فى الصلاة وخارجها شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۷۰/ مطلب فی ستر العورة ،شروط الصلاة. وستر عورته للإجماع علىٰ انه فرض فی الصلاة الخ. البحرالرائق ص۲۶۸/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. طحطاوی مع المراقی ص ۱۲۹ مطبوعه مصری.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ پاک ہے تو جائز ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۶ھ

جواب درست ہے۔ سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۸۶ھ

دھوتی پہنکر نماز

سوال:۔ بعض لوگ دھوتی باندھ کر نماز پڑھتے ہیں اور نماز پڑھنے کے بعد وہ لوگ ٹانگ اٹھا کر اور دھوتی کمر میں باندھ کر چلے جاتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دھوتی اس طرح باندھی جائے کہ گھٹنے اور اوپر کا حصہ (رانیں) نہ کھلیں اگر اس طرح نماز پڑھی جائے کہ گھٹنے یا رانیں کھلی رہیں تو نماز نہیں ہوگی[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۹۴ھ

---

[۱] هی (ای الشرط لصحة الصلاة) طهارة بدنه من حدث وخبث وثوبه وكذا مايتحرك بحركته اويعد حاملاً له قال الشامی وكذا ما ای شئی متصل به الخ الدرالمختار علی الشامی زکریا، ج ۲/ص ۷۳/ باب شروط الصلاة، طحطاوی علی المراقی، ص ۱۶۷/ (مطبوعه مصر) باب شروط الصلاة.

[۲] ويفسدها اداء ركن اوتمكنه مع كشف عورة اونجاسة مانعة (ملخصاً الدرمع الشامی نعمانيه، ج ۱/ص ۴۲۰/ مطلب فی التشبة باب مايفسد الصلاة ومايكره فيهاشامی كراچی، ج ۱/ص ۶۲۵. طحطاوی مع المراقی ص ۲۶۹ باب مايفسد الصلاة، مطبوعه مصری. عالمگیری ص ۵۸/ج ۱/ كتاب الصلاة، الفصل الاول فی الطهارة و ستره العورة)

جس کپڑے سے بدن نظر آئے اس سے نماز

سوال:۔ٹرالین کپڑا جس میں بعض میں تمام بدن نظر آتا ہے، بعض میں نہیں آتا، اس کا پہننا مردوں اور عورتوں کے لئے کیسا ہے، اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ عورتوں کے لباس میں اوڑھنی ہو یا ساڑھی یا کرتا سب کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس کپڑے میں اعضاء نظر آتے ہیں اور ستر عورت نہیں ہوتا تو اس کا پہننا مرد اور عورت ہر دو کے لئے ناجائز ہے[1] الا یہ کہ اس سے اوپر یا اس کے نیچے ساتر عورت کپڑا ہو اگر اس میں اعضاء نظر نہ آئیں بلکہ وہ ساتر عورت ہو یعنی گاڑھی قسم کا ہو تو دونوں کے لئے درست ہے اس کو پہن کر نماز بھی درست ہے، اگر اس میں ریشم غالب ہو تو مردوں کے لئے منع ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰؍۱۲؍۸۸ھ

باریک دوپٹے میں نماز

سوال:۔آج کل بہت باریک روپٹے چلے ہیں جس میں سر کے بال صاف نظر آتے ہیں، اس قسم کا روپٹہ اوڑھ کر نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

---

[1] والثوب الرقيق الذى يصف ماتحته لاتجوز الصلوٰة فيه كذافى التبيين (عالمگيرى ج ۱/ص ۵۸/ الفصل الاول فى الطهارة وستر العورة. شامى نعمانيه ص ۲۷۴/ج ۱/ باب شروط الصلاة. كبيرى ص ۲۱۴/ مطبوعه لاهور)

[2] ويحرم لبس الحرير ولو بحائل على المذهب علٰى الرجل الخ درمختار علٰى الشامى زكريا ص ۵۰۶/ج ۹/ كتاب الحظر والإباحة فصل فى اللبس.

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت اگر ایسا باریک روپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے گی تو نماز درست نہ ہوگی [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند

مستورات کیلئے ٹخنہ عورت ہے یا نہیں

سوال:۔ عورتوں کے ٹخنے بسا اوقات نماز میں کھل جاتے ہیں، لہٰذا اعادۂ نماز کی ضرورت ہے یا نہیں؟ ٹخنہ ایک عضو ہے یا کسی عضو کا جزو ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"الکعب تبع للساق اھ سکب الانھر [۲]، ج ۱/ص ۸۱/" اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ٹخنے مستقل عضو نہیں بلکہ تابع ساق ہیں، ان کے کھل جانے سے نماز کا اعاہ لازم نہیں کیونکہ یہ ربع ساق نہیں گو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے پوشیدہ رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۱۸/۱۲/۸۸ھ

---

۱ والثوب الرقیق الذی یصف ماتحته لاتجوز الصلاۃ فیه (عالمگیری، ج ۱/ص ۵۸/ الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، کبیری، ص ۲۱۴/ مطبوعه لاهور. شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۷۴/ شروط الصلاۃ.

۲ سکب الانهر مع مجمع الانهر، ج ۱/ص ۱۲۲/ باب شروط الصلوٰۃ. (مطبع بیروت)

احتلام یا صحبت کے بعد نجاست صاف کر کے جانگھیا پہن کر کپڑے پہن لئے جائیں اس کا حکم

سوال:۔احتلام ہونے کے بعد یا صحبت کرنے کے بعد نجاست صاف کر کے جانگھیا پہن لیا جائے ، اور اس پر کپڑے پہن لئے جائیں بعد میں غسل کر کے وہی کپڑے پہن لئے جائیں، تو ایسی حالت میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ان کپڑوں پر نجاست نہیں لگی تو ان کپڑوں سے نماز درست ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند

سمت قبلہ، گاڑی میں ہو تو کیا کرے

سوال:۔ریل گاڑی یا اور کسی قسم کی سواری پر اگر چہ صحیح قبلہ رخ ہوکر نمازی نے نماز کی نیت باندھی ہو اور پھر سورای کا رخ بدلنے سے نمازی نے بھی اپنا رخ ٹھیک کرلیا ہو، یا اس کو نماز میں سواری کے گھومنے کا پتہ نہ لگا اور نہ رُخ سیدھا کیا، تو کیا سواری سے اتر کر اس نماز کا یا ان تمام نمازوں کا اعادہ کرنا لازمی ہوگا؟

---

[1] هی (الشروط) ستة طهارة بدنه وثوبه (شامی کراچی ،ج ۱ /ص ۴۰۲/ باب شروط الصلوٰة. عالمگیری ص۵۸/ج ۱ / الباب الثالث فی شروط الصلاة، مطبوعه کوئٹه. بحر ص ۲۶۶/ج ۱ / مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

الجواب حامداً ومصلیاً

صورتِ مسئولہ میں گاڑی کا رُخ بدلنے سے جب اپنا رُخ بھی صحیح کرلیا (قبلہ رخ) تو نماز ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں [۱] اور جب اپنا رخ صحیح قبلہ کی طرف قدرت کے باوجود نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی [۲]۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

چلتی گاڑی میں قطب نما کی طرف توجہ

سوال: ۔چلتی گاڑی میں نماز شروع کرنے سے پہلے قطب نما سے سمت قبلہ دیکھ لیا اور پھر سمت شمال یا جنوب کو ہوگئی تو نماز ہوگئی یا نہیں؟ یا قطب نما کھول کر رکھ لیں اور جدھر قبلہ ہو گھومتے جائیں، اس صورت میں توجہ قطب نما کیطرف ہوگی، تو کیا نماز میں نقص ہوگا؟

---

[۱] لو دارت السفينة وهو يصلي توجه الى القبلة حيث دارت (عالمگيری، ج ۱/ص ۶۴/ الفصل الثالث في استقبال القبلة الباب الثالث في شروط الصلوٰة. شامي كراچي ص ۱۰۲/ج ۲/ باب **صلاة** المريض. المحيط البرهاني ص ۴۳۲/ج ۲/ الفصل الرابع والعشرون **الصلاة** في السفينة، مطبوعه ڈابهيل. البحر الرائق ص ۱۱۷/ج ۲/ باب صلاة المريض، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۲] وينبغي لزوم الاستدارة على الفور حتى لومكث قدر ركن فسدت (شامي كراچي، ج ۱/ص ۴۳۳/ مطلب مسائل التحري في القبلة باب صفة الصلوٰة ،شامي نعمانيه، ج ۱/ص ۲۹۱. لوترک استقبال وجهه الى القبلة وهو قادر عليه لايجزئه في قولهم جميعاً. البحر الرائق ص ۱۱۷/ج ۲/ باب صلاة المريض، مطبوعه الماجديه كوئٹه. المحيط البرهاني ص ۴۳۲/ج ۲/ الفصل الرابع والعشرون، مطبوعه ڈابهيل.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ابتداءً قطب نما دیکھ کر صحیح رُخ پر نماز پڑھ لی تو نماز ہوگئی جب تک درمیان میں رخ بدل جانے کا ظن غالب حاصل نہ ہو[1] اگر قطب نما کھول کر سامنے رکھ لیا جائے، اور وقتاً فوقتاً اس پر بھی نظر پڑتی رہے تب بھی نماز ہوجائے گی، اس پر گاہے گاہے نظر پڑنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی، ہاں توجہ میں کچھ فرق آئے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو تو تحرّی کا حکم

سوال: ۔قبلہ کا رُخ معلوم نہیں تھا تحری کر کے نماز پڑھی گئی، خالد صاحب بعد میں آئے، انہوں نے دیکھتے ہی کہا کہ رخ غلط ہے، ان کے پاس قطب نما تھا، قطب نما سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ٹھیک مابین شمال ومغرب نماز پڑھی گئی تھی، آیا اس نماز کو دہرانے کی ضرورت تھی یانہیں؟ کیونکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ قبلہ کا رخ یہاں سے مابین گوشہ شمال ومغرب وگوشہ جنوب ومغرب ہے، ان کے درمیان کس رُخ پر نماز پڑھیں؟ بعض علماء کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

---

[1] وینبغی للمصلی فیها أن یتوجّه للقبلة کیف مادارت السفینة سواء کان عند افتتاح الصلاة أو فی خلال **الصلاة** لأن التوجه فرض عند القدرة إلٰی قوله حتی إن راکب الدابة إن کان یسیر نحو القبلة فأعرض عن القبلة لم تجز صلاته. المحیط البرهانی ص ۴۳۲/ ج ۲/ الفصل الرابع والعشرون، للصلاة فی السفینة، مطبوعه ڈابهیل. بحر الرائق ص ۱۱۷/ ج ۲/ باب **صلاة** المریض، مطبوعه کوئٹه. عالمگیری ص ۶۳/ ج ۱/ الفصل الثالث فی استقبال القبلة، مطبوعه کوئٹه.

[2] ولایفسدها نظره الٰی مکتوب وفهمه ولومستفهماً وإن کره أی لاشتغاله بمالیس من أعمال الصلوة. الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۶۳۴/ ج ۱/ باب ما یفسد الصلاة ومایکره.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب قبلہ رُخ معلوم نہیں تھا اور کوئی بتانے والا بھی نہ تھا، تحری کر کے نماز پڑھ لی تو وہ نماز درست ہوگئی اگر چہ بعد میں معلوم ہوا کہ غلط رخ پر پڑھی گئی، اس کا دہرانا لازم نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم　حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

بغیر تحری خلافِ قبلہ نماز دہرانی ہوگی

سوال: ۔کسی شخص نے شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لی اور اس کو اس بات کا یقین تھا کہ پچھّم ادھر ہی ہے اس لئے تحری نہیں کی، کیونکہ تحری کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے، جبکہ قبلہ کے مشتبہ ہونے کا علم ہو، اور فارغ ہونے کے بعد اسے اپنی خطا کا علم ہوگیا تو اب اس پر اس نماز کا لوٹانا واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی نماز کا لوٹانا ضروری ہے، [۲] جیسے اگر کوئی شخص پانی کو پاک سمجھتے ہوئے

---

[۱] ویتحری عاجز عن معرفة القبلة بما مر فان ظهر خطؤه لم یعد (الدرالمختار مع الشامی کراچی، ج ۱/ص ۴۳۳/ مطلب کرامات الاولیاء باب شروط الصلاة، شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۹۰. عالمگیری ص ۶۴/ج ۱/ الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الثالث فی استقبال القبلة، مطبوعه کوئٹه. البحرالرائق ص ۲۸۷/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۲] فلو شرع بلاتحرلم تجز صلاته مالم یتیقن بعد فراغه انه اصاب القبلة (شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۳۵/ مطلب اذاذکر فی مسألة ثلاثة اقوال، باب شروط الصلوٰة، شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۹۲/. لوصلی فی الصحراء الیٰ جهة من غیرشک ولاتحران تبین أنه أصاب أو کان أکبر رایه أو لم یظهر من حاله شئی حتی ذهب عن الموضع فصلاته **جائزة** وان تبین أنه أخطا أو کان اکبر رایه فعلیه الاعادة. البحرالرائق ص ۲۸۷/ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

وضو کرلے یا کپڑا ناپاک تھا، ایسی نماز کا اعادہ لازم ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۳؍۹۳ھ

اگر سڑک پر نمازی ہوں اور رُخ قبلہ سے کچھ پھرا ہوا ہو

محلّہ میں صرف ایک مسجد ہے اور جمعہ کی نماز میں نیز عیدین کی نماز میں بعد پر ہونے مسجد کے دیگر مصلیان سڑک پر نماز بوجہ مجبوری ادا کرتے ہیں، اور سڑک پر نماز پڑھنے کی شکل میں کسی کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہو پاتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قبلہ تھوڑا سا ٹیڑھا ہے اور سڑک بالکل سیدھی ہے، اور کوئی شکل بھی نہیں ہے، اگر صفیں قبلہ کی شکل میں لے جائیں تو تمام راستہ بند ہوجاتا ہے، اور موٹر وغیرہ سب رُک جاتی ہیں، اس سے بھی ٹریفک والے اعتراض کرتے ہیں تو اس شکل سے ان مجبوریوں کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہندوستان میں مغرب کی طرف رخ کرکے نماز پڑھی جاتی ہے، معمولی انحراف ہوتو بھی ادا ہوجاتی ہے،[۲] اگر شمال یا جنوب کی طرف رخ ہوجائے گا تو نماز نہیں ہوگی اب آپ خود اندازہ کرلیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ثم الشرط لغةً العلامة اللازمة وشرعاً مايتوقف عليه الشي ولايدخل فيه هى ستة طهارة بدنه من حدث الى قوله ثوبه (الدرالمختار على الشامى كراچى، ج ۱/ص ۴۰۲/) باب شروط الصلاة.

[۲] فعلم ان الإنحراف اليسير لا يضر وهو الذى يبقى معه الوجه او شى من جوانبه مسامتالعين الكعبة او لهواء ها شامى كراچى ص ۴۳۰ ج ۱ مبحث استقبال القبلة شامى زكريا ص ۱۱۱ ج ۲ سعاية ص ۶۷ ج ۲ باب شروط الصلاة مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، البحر الرائق ص ۲۸۴ ج ۱ باب ايضاً، ماجديه كوئٹه.

[۳] وانمافرض استقبال الكعبة. سعايه ص ۶۵/ ج ۲/ استقبال القبلة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور

چاند پر سمتِ قبلہ

سوال: ۔ابھی امریکی خلاباز جو چاند پر سیر وتفریح کرکے آئے اور وہاں سے مٹی وغیرہ بھی لائے، اس سے ایک مسئلہ یہ پیدا ہوگیا کہ اگر وہاں نماز پڑھنے کی حاجت ہو تو تعین سمت قبلہ کس طرح کیا جائے؟ جب چاند پر جانا متیقن ہو چکا ہے تو اس کا بھی امکان ہے کہ مسلمان بھی چاند پر جائیں، اور ان کو وہاں نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہاں جاکر رہنا دشوار نہیں، تو سمت قبلہ معلوم کرنا کیا دشوار ہے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

چاند پر سمتِ قبلہ

سوال: ۔اگر کوئی مسلمان چاند پر پہنچے اور نماز پڑھنا چاہے تو اسکا قبلہ کونسی سمت ہوگا

الجواب حامداً ومصلیاً

زمین پر رہتے ہوئے جس سمت نماز پڑھی جاتی ہے اسی سمت پر اس جگہ نماز کا حکم ہے۔ ”حَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَه الاية “[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] فينبغي الاعتماد فى امر اوقات الصلوة وفى القبلة على ماذكره العلماء الثقات فى كتب المواقيت وعلى ماوضعوه لها من الآلات كالربع والاسطرلاب فانها ان لم تفد اليقين تفيد غلبة الظن للعالم بها البتة وغلبة الظن كافية فى ذلك. سعايه ص ۹ ۶ / ج ۲ / استقبال القبلة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. شامى كراچى ص ۴۳۱ / ج ۱ / باب شروط الصلاة مبحث استقبال القبلة.

[۲] سورۂ بقرہ پارہ ۲۔ **ترجمہ**: ۔تم جہاں بھی رہو اپنے چہرے کو اسی کی سمت پھیرلو۔

کعبہ قبلہ نہیں قبلہ نما ہے

سوال: ۔ایک غیر مسلم نے ہم سے سوال کیا کہ مسلمان سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہیں کرتا، تو پھر مسلمان کعبہ کے رخ کیوں سجدہ کرتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کعبہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اس کا جواب کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سجدہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کو ہی کیا جاتا ہے، کعبہ کو ہر گز نہیں کیا جاتا جو شخص کعبہ کو سجدہ کرے اسلام اس کو مشرک قرار دیتا ہے[۱] سجدہ کرتے وقت رخ کسی جانب ضرور ہوگا اس کیلئے سمت کعبہ کو تجویز کر دیا گیا، اس کی خصوصیت معلوم کرنا چاہیں تو قبلہ نما مصنفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کا مطالعہ کریں۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۸۸ھ

نماز کے بعد معلوم ہوا کہ رخ صحیح نہیں تھا

سوال: ۔نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ غلط رخ پر نماز پڑھی گئی ہے، تو کیا نماز ہو جائے گی؟

۱؎ لان **العبادة** لاتجوز لغير الله الخ .احكام القرآن للجصاص ،ج ١/ص ٣١/ (مطبوعه لبنان) باب السجود لغير الله. حتى لو سجد للكعبة نفسها كفر يعنى لما كان المسجود له هو الله تعالىٰ الخ درمختار مع الشامى كراچى ص٤٢٧/ج ١/ باب شروط الصلوٰة،مبحث فى استقبال القبلة. البحرالرائق ص ٢٨٦/ج ١/ باب شروط الصلوة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

۲؎ ليس المراد بالقبلة الكعبة التى هى البناء المرتفع علىٰ الأرض الخ شامى كراچى ص ٤٣٢/ج ١/ باب شروط الصلاة مبحث فى استقبال القبلة.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی قبلہ کا رخ بتانے والا نہیں تھا، اور مسجد کے ذریعہ بھی معلوم نہیں ہوسکا اور تحری کر کے نماز پڑھی تو ہوگئی [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۴/۸۷ھ

عورت کا کھلی جگہ میں نماز پڑھنا

سوال: ۔عورت اگر مسافر ہو تو وہ قصر کرے گی، لیکن اگر کہیں سیر وتفریح کے لئے گئی جہاں قصر کی نماز اس کیلئے لاگو نہیں، مگر نماز کا وقت ہوگیا ہے، کیا وہ کھلی جگہ نماز ادا کرسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعی سفر میں تو بہرحال وہ قصر کرے گی [۲] اگر سیر وتفریح کیلئے گئی ہے اور نماز کھلی جگہ میں پڑھے گی تب بھی اس کو پڑھنا درست ہے [۳] تمام بدن کو ڈھانک کر اس طرح کہ صرف

---

[۱] ویتحری عاجز عن معرفة القبلة بمامر فان ظهر خطؤه بعد ماصلی لم یعد لما مر وهو کون الطاعة بحسب الطاقة ،درمختارعلی هامش الشامی کراچی، ج ۱/ ص ۴۳۳/ شامی زکریا، ج ۲/ص ۱۱۵ . بـاب شروط الـصلاة، مطلب مسائل التحری فی القبلة، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۱۹۶، ۱۹۷/ فصل فی متعلقات الشروط و فروعها. عالمگیری کوئٹه ص ۶۴/ ج ۱/ الفصل الثالث فی استقبال القبلة. حلبی کبیر ص ۲۲۰، ۲۲۱/ الشرط الرابع، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] والقصر واجب عندنا الخ عالمگیری ص ۱۳۹/ ج ۱/ الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، مطبوعه کوئٹه. البحرالرائق ص ۳۰/ ج ۱/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه. الفقه الحنفی وادلته ص ۲۷۶، مطبوعه بیروت.

[۳] (ستر عورة) للحرة ولو خنثی جمع ما حتی شعرها النازل فی الاصح خلاالوجه والکفین والقدمین (الدرالمختار علی ردالمحتار کراچی، ص ۴۰۵/ ج ۱/ باب شروط الصلوٰة. عالمگیری ص ۵۸/ ج ۱/ الباب الثالث فی شروط الصلاة، الفصل الاول فی الطهارة وستر**العورة** ، مطبوعه کوئٹه. حلبی کبیری ص ۲۱۰/ الشرط الثالث، شرائط الصلاة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

ہاتھ اور قدم اور چہرہ کھلا رہے اس کی نماز درست ہے۔ اگر پیروں میں موزے ہوں اور ہاتھوں میں دستانے تب بھی نماز درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۴؍۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰؍۴؍۸۷ھ

سمت قبلہ

(۱) ایک مسجد جامع ہے جو تقریباً ایک سوتین برس کی تعمیر شدہ ہے، آج کل اس میں بوجہ تنگی نمازیوں کی سخت تکلیف ہورہی تھی، مسجد ہذا کو بغرض توسیع وتعمیر جدید منہدم کرایا گیا کہ پہلی بنیاد سے اسے سیدھی کرنے میں اُتر کا مغربی گوشہ تین ہاتھ پچھّم جانب، بڑھایا گیا، اور دکھن کا مشرقی گوشہ تین ہاتھ پورب ہٹایا گیا، مگر پھر بھی قطب سے کچھ فرق رہ گیا، کوئی صورت ایسی نہیں ہوسکتی جو قطب سے بالکل سیدھی کی جاسکے، بہت بڑا کنواں مسجد کی بنیاد میں پڑ رہا تھا، ایسی صورت میں مسجد ہذا میں شرعاً کوئی نقص نماز کی ادائیگی وغیرہ میں وقوع پذیر ہوسکتا ہے، یا نہیں؟ اور قطب کو تعمیر مسجد میں شرعاً کیا حیثیت حاصل ہے، قبلہ رخ جو معتبر ہے جس کو فقہاء نے بین الفرقدین والجدی لکھا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنے معمولی فرق سے نماز میں نقصان نہیں آتا، تاہم اگر دوبارہ تعمیر سے اصلاح نہ ہوسکی تو صفوف کے نشان صحیح طور پر مسجد میں لگا دیئے جائیں اور انکے موافق رخ صحیح کرلیا جائے مسجد کو گرا کر از سرِ نو تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں، سمت معلوم کرنے کی بہت سی علامات فقہاء نے لکھی ہیں، قطب بھی ایک دلیل ہے، بلکہ اقوی الادلہ ہے، اہل ہند سے قبلہ کا رخ عامۃً جانب مغرب میں ہے، پس اگر سردی وگرمی میں جس جگہ آفتاب غروب ہوتا ہے، اس کی طرف رخ

کر کے نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی، یعنی دونوں موسموں کے جائے غروب کے درمیان کا حصہ جہت کعبہ ہے، یہی مطلب بین الفرقدین والجدی کا ہے، "**وتعرف بالدليل وهو في القرىٰ والامصار محاريب الصحابة والتابعين وفي المفاوز والبحار النجوم كالقطب اھ درمختار قال الشامي هو اقوى الادلة وهو نجم صغير في بنات نعش الصغرىٰ بين الفرقدين والجدى اذجعله الواقف خلف اذنه اليمنى كان مستقبلا القبلة ان كان الكوفة وبغداد وهمدان الخ ردالمحتار**[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

۱۸ر ڈگری کا فرق ہو تو

سوال:۔ ہم انگلینڈ کے وسلالیٹر شہر کے جولندن سے ۱۰۰رمیل کے فاصلہ پر ہے، باشندے ہیں، وہیں سے یہ مسئلہ پوچھ رہے ہیں، یہ قبلہ کے سلسلے میں اختلاف ہونے کی وجہ

---

[۱] **لو انحرف عن العين انحرافا تزول منه المقابلة بالكلية جاز ويؤيد ما في الظهيرية اذا تيامن او تياسر تجوز، لان وجه الانسان مقوس، لان عند التيامن او التياسر يكون احد جوانبه الى القبلة، الى قوله فعلم ان انحراف اليسير لا يضر، شامي كراچی ص۴۲۸–۴۳۰/۱، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، مبحث في استقبال القبلة.**

[۲] **فقبلة اهل المشرق الى المغرب عندنا تاتارخانية ص۴۲۳/۲، الفصل الثاني في فرائض الصلوة وواجباتها، مطبوعه ادارة القرآن كراچی، المحيط البرهاني ص۲۲/۲، الفصل الثاني في فرائض الصلوة وواجباتها، مطبوعه المجلس العلمي ڈابھیل.**

[۳] **در مختار مع الشامي نعمانيه، ص۲۸۸/ج۱ كتاب الصلوة، مبحث في استقبال القبلة، شامي كراچی ص۴۳۰/۱، تاتارخانية ص۴۲۴/۱، الفصل الثاني في فرائض الصلوة وواجباتها، مطبوعه كراچی، البحر الرائق كوئٹه ص۲۸۴–۲۸۵/۱، باب شروط الصلوة.**

سے نقشہ کے ساتھ درج ذیل خلاصہ پیش کر کے جواب کے لئے گزارش کرتے ہیں، امید ہے کہ منسلک نقشہ کے مطابق جلد از جلد جواب عنایت فرمائیں گے؟

شکل اوّل:۔ اس صورت میں جب ہم (ہوکا لینگ) آلہ رصدیہ سے دیکھتے ہیں تو ۱۸ر ڈگری تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔

شکل دوم:۔ دوسری شکل نقشہ کے مطابق نماز پڑھیں تو قبلہ کا رخ (آلہ مذکور سے) تو صحیح ہوجاتا ہے، مگر صفوں کو ٹیڑھی کرنا پڑتا ہے، جس سے نمازیوں کے لئے بھی تنگی ہوجاتی ہے۔

شکل سوم:۔ اس میں صفیں بھی سیدھی ہوجاتی ہیں اور نمازیوں کیلئے بھی سہولت ہوجاتی ہے، مگر (رہی پہلی خرابی کہ ۱۸ر ڈگری تفاوتِ قبلہ سے نقشہ کے مطابق عمل کریں گے آلۂ صدریہ سے متعین کیا ہوا قبلہ:۔

نقشہ نمبر ا:۔

۱۸ر ڈگری　　کمرے میں قبلہ کا رخ سیدھا آتا ہے

نقشہ نمبر ۲:۔

امام صاحب کی جگہ

اسی طرح کی ایک ہی صف پوری اور سیدھی آتی ہے، اور باقی دوسری صف ادھوری رہتی ہے۔

نقشہ نمبر ۳:۔

۱۸ر ڈگری

۱۸ر ڈگری کے تفاوت کرنے میں تنگی کیوجہ سے سیدھی صف رکھنے سے نماز پڑھ سکتے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس مقام پر زمانہ قدیم کی مساجد نہ ہوں اور قواعد شرعیہ کے موافق قبلہ کا رخ معین کرنے والے مسلمان بھی نہ ہوں، چاند، سورج، ستاروں کو دیکھ کر بھی واقف کار مسلمان رخ متعین نہ کرسکتے ہوں اور آلات رصدیہ کے ذریعہ قلب کو اطمینان حاصل ہوجائے تو اسی طرح رخ متعین کرکے اس کے موافق نماز ادا کرتے رہیں [۱]

آپ کی لکھی ہوئی تین صورتوں میں سے نقشہ نمبر۲/ کے موافق نماز ادا کرنا بلاشبہ درست ہے، اگرچہ صفیں ٹیڑھی ہی ہونگی مگر رخ صحیح ہوگا، اس لئے کہ یہ ٹیڑھاپن کمرہ کی تعمیر کے لحاظ سے ہے، قبلہ کے رخ کے لحاظ سے نہیں، سو اس میں مضائقہ نہیں [۲]

نقشہ نمبر۱/ اور نقشہ نمبر۳/ کی صورت میں کمرہ کے اعتبار سے تو صفیں سیدھی ہیں ٹیڑھی نہیں، لیکن قبلہ کا رخ برابر نہیں، اگرچہ اتنا فرق نہیں کہ بالکل سمت قبلہ باقی نہ رہے، اور نماز کو قطعاً فاسد قرار دیا جائے، لیکن قصداً اتنا فرق بھی نہ کیا جائے، اس سے بھی بچنا چاہئے، ردالمحتار، ج ۲/ میں اس کی تفصیل مذکور ہے [۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۸۹ھ

---

[۱] وتعرف بالدليل وهو فى القرىٰ والامصار محاريب الصحابة والتابعين وفى المقاوز والبحار والنجوم كالقطب والا فمن الاهل العالم بها فينبغى الاعتماد فى اوقات الصلوة وفى القبلة على ما ذكره العلماء الثقات فى كتب المواقيت وعلى ما وضعوها من الآلات والاصطرلاب فانها لم تفد اليقين تفد عليه الظن للعالم بها وغلبة الظن كافية فى ذلك فصار الحاصل ان الاستدلال على القبلة فى الحضر انما يكون بالمحاريب القديمة فان لم توجد فبالسوال من اهل ذلك المكان وفى المفازة بالنجوم فان لم يكن لوجود غيم او لعدم معرفته بها فبالسوال من العالم بها فان لم يكن فيتحرى (شامى كراچى ص ۴۳۱-۴۳۰ ج ۱/ كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۸۵/۱، باب شروط الصلاة، طحطاوى مع المراقى مصرى ص ۱۷۱، باب شروط الصلوة.

[۲] والسادس استقبال القبلة حقيقة او حكما فللمكى اصابة عينها (بقيه اگلے صفحه پر)

۳۵؍درجہ شمال منحرف مسجد کا حکم

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جو خط استواء سے ۳۵؍درجہ شمال کی جانب منحرف ہے، معارف مدنیہ میں لکھا ہے کہ کعبہ سے ۲۴؍درجہ انحراف تک بلا کراہت نماز درست ہوتی ہے، لہٰذا میرے خیال میں اس مسجد میں نماز بلا کراہت درست ہوگی اور ہمارے یہاں ایک دوسرے صاحب ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس مسجد کو ۳۴؍درجہ منحرف شمار کی جائے گی اور اس میں نماز مکروہ ہوگی، تو حضرت والا سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس مسجد کو ۳۴؍درجہ منحرف شمار کی، ۱۴؍درجہ (یہاں تک کہ عرض البلد ۲۴)۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ظاہر تو یہی ہے کہ اس مسجد میں نماز مکروہ نہیں[1] تاہم قدرے انحراف کر کے رخ بالکل سیدھا کرلیں تو خلفشار نہ رہے اور سب کو سکون حاصل ہو جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۱۳۹۹ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ولغيره اصابة جهتها بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا للكعبة او لهوائها الخ، الدر المختار على الشامى كراچى ص۴۲۷–۴۲۸/۱، كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص۱۷۰، باب شروط الصلوة واركانها، حلبى كبيرى ص۲۱۷ بحث القبلة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[۳] لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز (رد المحتار كراچى، ص۴۲۸/ج۱ كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، البحر الرائق كوئٹه ص۲۸۴/۲۸۵/۱، باب شروط الصلوة، مجمع الانهر ص۱۲۵/۱، باب شروط الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

(صفحه هذا) [۱] فيعلم منه انه لو انحرف عن العين انحرافا لا تزول منه المقابل بالكلية جاز ويؤيده ما قال فى الظهيرية اذا تيامن او تياسر تجوز (بقيه اگلے صفحه پر)

قدیم مسجد کا رخ مکمل صحیح نہیں ہے تو کیا کرے؟

سوال:۔ ہمارے محلّہ کی ایک قدیم مسجد ہے جس پر آج تک لکڑی کی چھت تھی، اب اس پر لینٹر ڈلوانے کا پروگرام ہے، مسجد کو جب ناپا گیا تو اس کے اندر تقریباً چھ فٹ کا فرق نکلا، بالکل قبلہ رخ نہیں تھی، یہ فرق بائیں جانب ہے، اب اس صورت میں مسجد کو قبلہ رخ بنانے کے مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کرائی جائے یا اس صورت پر باقی رکھ کر لینٹر ڈلوایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز تو اتنے فرق سے بھی ادا ہو جاتی ہے،[1] تاہم اس فرق کو نکالنے اور صفوف کا رخ صحیح کرنے کے لئے صفوف کے نشانات کو صحیح کر دینا بھی کافی ہے، تاکہ ان نشانات پر نماز ادا کی جائے، تمام مسجد کو گرانے اور شہید کرنے کی ضرورت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۹۴ھ

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) لان وجه الانسان لان عند التيامن او التياسر يكون احد جوانبه الى القبلة الى قوله فعلم ان الانحراف اليسير لا يضر (شامي زكريا ص ۱۰۹ تا ۱۱۱/۲، باب شروط القبلة، مطبوعه لاهور، مجمع الأنهر ص ۱۲۴/۱، باب شروط الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الانحراف المفسد ان يجاوز المشارق الى المغارب، بحر كوئٹه ص ۲۸۵/ج ۱، كتاب الصلوة باب شروط الصلوة).

(**صفحه هذا**) [1] لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز وفيه ان الانحراف اليسير لا يضر وهو الذى يبقى معه الوجه او شئ من جوانبه مسامتا لعين القبلة او لهوائها (شامى كراچى ص ۴۲۸/ج ۱/ كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، شامى زكريا ص ۱۰۹/۲، مطبوعه ديوبند، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۸۴/۱، باب شروط الصلوة، النهر الفائق ص ۱۹۱/۱، باب شروط الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت).

پرانی مسجد کا رخ اگر صحیح نہ ہو تو ؟

سوال:۔ہم لوگ ساکنان نکما شاہ قصبہ شیر کوٹ ایک مدت دراز سے اپنی مسجد میں نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں، مسجد بہت پرانی اور ہماری یاد سے پہلے کی ہے، فی الحال یہ بات چلی کہ مسجد کا رخ غلط ہے، بذریعہ قطب نما اس کی جانچ کی گئی تو اصل میں مسجد میں قطب نما کی رو سے ۲؍فٹ کا فرق ہے، مطلب یہ کہ مسجد کا شمالی سرا ۲؍فٹ ۶؍انچ پچھم کی طرف ہونا چاہئے یا پھر دکھنی سرا ۲؍فٹ مشرق کی طرف ہونا چاہئے ، دریافت طلب یہ ہے کہ ایسی مسجد میں نماز ہوگی یا کہ نہیں ، اور جو نمازیں اس میں پڑھی گئی ہیں ان کا حال کیا ہے؟ بہت چھوٹی مسجد ہے جس میں صرف اندر ایک جماعت ہوسکتی ہے، آٹھ ہاتھ لمبی ہے، بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اب قطب نما کے ذریعہ وہاں صفوں کے نشان صحیح رخ پر لگادیئے جائیں ، اوران نشانوں کے موافق جماعت کھڑی ہوکر نماز پڑھا کرے[1]تمام مسجد کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے،اور وسعت بھی نہیں ہے[2] جو نمازیں اب تک پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ لازم نہیں ہے[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۵؍۹۰ھ

---

[1] وتعرف بالدليل وهو فى القرى والامصار محاريب الصحابة والتابعين وفى المفاوز والبحار النـجـوم كـالقطب وهو اقوى وهو نجم صغير فى بنات نعش الصرى بين الفرقدين والجدى اذا جـعـلـه الـواقف خـلف اذنـه اليـمنى كان مستقبلا القبلة ان كان بناحية للكوفة الخ، الدر الـمـختـار مع الشامى كراچى ص ۴۳۰/ ۱ ، كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، البحر الـرائـق كـوئـٹـه ص ۲۸۵ / ۱ ، بـاب شروط الصلوة، تاتارخانية كراچى ص ۴۲۳/ ۴۲۴/ ۱ ، استقبال القبلة ومعرفتها.

[2] لايـجـوز نـقـض المسجد ولابيعه (قرطبى ،دارالفكر ،ص ۷۵/ج ۱/ تحت قوله تعالیٰ "ومن اظلم ممن الخ سوره بقره تحت آيت ۱۱۴) **(بقيه اگلے صفحه پر)**

قبلہ سے معمولی انحراف

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ساڑھے نوگز ہے، چوڑائی پونے چار گز ہے، جس میں یہ مسجد قبلہ کے رُخ سے تین ہاتھ ہٹی ہے، اُتّر کی طرف دیوار کو جب پچھّم تین ہاتھ لی جائے تب اس کا رخ صحیح ہوگا اور جہت میں سے دکھن قبلہ سے رخ زیادہ ہٹائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معمولی فرق سے نماز خراب نہیں ہوگی، البتہ اگر بجائے مغرب کے شمال یا جنوب کا رخ ہوجائے تو نماز نہیں ہوگی [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۵/۹۵ھ

تعیین قبلہ میں معمولی فرق

سوال:۔ گاؤں کے علاقہ میں مسجد بناتے وقت عامۃً تعیین قبلہ میں کچھ نہ کچھ گڑ بڑ

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) [۳] لو انحرف انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز الى قوله فعلم ان الانحراف اليسير لايضر وهو الذى يبقى معه الوجه او شىء من جوانبه مسامتا لعين القبلة او لهوائها (شامى كراچى ص ۴۲۸-۴۳۰/ ج ۱/ كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۱۷۱-۱۷۲، باب شروط الصلوة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۸۴/ ۱، باب شروط الصلوة.

(**صفحہ ہذا**) [۱] فيعلم منه انه لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز (شامى كراچى، ص ۴۲۸ ج ۱، كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، شامى زكريا ص ۱۰۹ ج ۲، المصدر السابق، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۸۴/ ۱، باب شروط الصلوة، النهر الفائق ص ۱۹۱/ ۱، باب شروط الصلوة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

ہوتی ہے، کیونکہ ان کے پاس قطب نما نہیں ہوتا تو کیا اس سے کچھ خرابی لازم آئے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معمولی فرق سے نماز میں خرابی نہیں آتی [۱]　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱؍۴؍۸۹ھ

جدید مسجد کی سمت قبلہ میں تردد

سوال:۔ حاجی عبدالرشید، مستری عبدالعزیز، حاجی رفیق احمد، ماسٹر شاہد حسین، منشی اختر حسین نے ایک مشورہ ۱۹۶۹ء میں مسجد بنانے کے لئے کیا، اور کمیٹی کی تشکیل کرکے ۲۰۰۰؍ مربع گز زمین خرید کر مسجد بنانی شروع کردی جو تھوڑے ہی دنوں میں پایہ تکمیل کو پہنچی جس مسجد کا نام مسجد نبی کریم رکھا گیا، جو ۱۹۷۰ء میں چالو ہوگئی یعنی نماز پڑھنی شروع کردی گئی، محلّہ کا ایک شخص جس کا نام عبدالشکور ہے اس نے ایک شبہ ڈالا کہ مسجد کا رخ صحیح نہیں ہے، جس پر مدرسہ محمودیہ سروٹ سے عالموں کو دعوت دی گئی، جس میں (۱) مولانا نثار احمد صاحب مہتمم مدرسہ محمودیہ سروٹ، (۲) مفتی شکیل احمد صاحب (۳) مولانا نصیب الدین صاحب (۴) مولانا مہربان صاحب (۵) مولانا ظریف احمد صاحب (۶) قاری عابد صاحب (۷) قاری محمد مصطفیٰ صاحب (۸) حافظ محمد عمر صاحب (۹) حافظ سلیم الدین صاحب (۱۰) حاجی صغیر احمد صاحب انصاری وائس چیرمین میونسپل بورڈ اور بہت سے لوگ شامل تھے، کمیٹی ہذا کی موجودگی میں محلّہ کی سب مسجد چیک کی پھر مسجد نبی کریم بھی چیک کی جس میں تین قطب نما تھے علماء دین نے چیک

---

[۱] فیعلم منہ انہ لو انحرف عن العین انحرافاً لا تزول منہ المقابلة بالکلیة جاز (شامی کراچی، ص۴۲۸ ج۱، کتاب الصلوۃ، مبحث فی استقبال القبلة، مجمع الأنهر ص۱۲۵؍۱، باب شروط الصلوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۸۴؍۳۸۵؍۱، باب شروط الصلوۃ)

کرنے کے بعد فیصلہ دیا کہ مسجد کا رخ ٹھیک ہے کوئی خاص فرق نہیں ضلع مظفرنگر کی مسجد قطب نما کے پوائنٹ ۹/ سے ۱۰/ تک آئی ہیں، سب ٹھیک ہیں اس سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اور نہ مسجد کا رخ غلط ہے، اس کے باوجود مستری عبدالشکور ماننے کیلئے تیار نہیں ہے، جبکہ موقع پر مفتی شکیل احمد اور مفتی مرادآباد موجود تھے، جنہوں نے فتویٰ دیا کہ ٹھیک ہے لیکن وہ اپنی ضد پر ہے کیا ۹/ پوائنٹ سے دس پوائنٹ تک مسجد کا رخ ٹھیک مانا جاتا ہے یا نہیں (۲) جبکہ مندرجہ بالا مسجد کا مندرجہ بالا عالموں نے فیصلہ دیا تو مستری عبدالشکور صاحب کا نہ ماننا اور افواہیں پھیلانے کا فعل کیسا ہے، اور کس حد تک پہنچتا ہے، (۳) مندرجہ بالا عالموں کی رائے کے مطابق مستری عبدالشکور کی پیروی کرنیوالا شخص شرعاً سزا کا مستحق ہے یا نہیں (۴) عالموں کی رائے کے خلاف بولنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

متدین اہل علم اور اہل تجربہ نے معائنہ کیا، قطب نما سے دیکھا، دیگر مساجد سے بھی رخ کو ملایا، اور اس مسجد کے رخ کو صحیح بتا کر نماز کو اس میں صحیح قرار دیا تو اس کو تسلیم کر لینا چاہئے بلا دلیل شرعی کے انکار کا حق نہیں[1] اگر معمولی فرق بھی ہو تب بھی مسجد کو نہ گرایا جائے، سمت قبلہ میں توسع ہے، موسم سردی اور موسم گرمی میں جہاں جہاں سورج غروب ہوتا ہے اور دونوں

---

[1] فصار الحاصل ان الاستدلال على القبلة فى الحضر انمايكون بالمحاريب القديمة فان لم توجد فبالسوال من اهل ذلك المكان وفى المفازة باالنجوم فا ن لم يكن لوجودغيم اولعدم معرفته بها فبالسوال من العالم بها فان لم يكن فيتحرى (شامى كراچى، ص ۴۳۱/ج ۱/كتاب الصلوٰة،مبحث فى استقبال القبلة، شامى زكريا ص ۱۱۳/ ۲، كتاب الصلوة، المصدر السابق، مطبوعه ديوبند، سعايه ص۶۷/ ۲، باب شروط الصلوة، فى استقبال القبلة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۸۶/ ۱، باب شروط الصلوة.

جگہوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بھی نماز ادا ہو جاتی ہے[۱]، اب تفرقہ پیدا نہ کیا جائے، اور جن حضرات نے دیکھ کر رخ کو صحیح بتایا ہے ان پر اعتماد کیا جائے، صحت نماز کی ذمہ داری انہوں نے لی ہے، وہ خود جواب دہ ہوں گے۔

جو شخص شرعی صحیح فتوے کو تسلیم نہ کرے اس کو سزا دینے کی آج قوت نہیں ہے، اس کو نرمی اور شفقت سے فہمائش کی جائے، وہ نہ مانے تو اس کا ساتھ نہ دیا جائے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/۱۴۰۱ھ

---

[۱] فیعلم منه انه لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز (شامی کراچی، ص۴۲۸ ج ۱، کتاب الصلوة، مبحث فی استقبال القبلة، شامی زکریا ص ۱۰۹ ج ۲، المصدر السابق مطبوعه دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۱/۲۸۴، باب شروط الصلوة، النهر الفائق ص ۱/۱۹۱، باب شروط الصلوة، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

[۲] ولا تعاونوا على الاثم والعدوان. سورة مائدة، پاره ۶/ آیت ۲.

ترجمہ : اور گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (بیان القرآن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم

جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہونا

سوال:۔ امام رکوع میں تھا ایک شخص بعد میں آیا اور جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک ہو گیا، تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ اس طرح جھکتے ہوئے کہی ہے کہ رکوع میں تکبیر پوری ہوئی تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی[1] شامی، ج ۱/ص ۳۰۴/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

[1] لوادرک الامام راکعا فکبر منحنیاً لم تصح تحریمته (شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۰۴/ بحث شروط التحریمة باب صفة الصلوٰة، شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۵۲. البحر الرائق ص ۲۹۱/ج ۱/ باب صفة الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. عالمگیری ص ۶۹/ج ۱/ الباب الرابع فی صفة الصلوٰة، الفصل الاول فی فرائض الصلوٰة، مطبوعه کوئٹه.

تکبیر تحریمہ کہکر رکوع میں چلے جانے سے رکعت مل گئی

سوال:۔ کوئی شخص آیا اس حالت میں کہ امام رکوع میں ہے اب اس شخص نے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہکر فوراً رکوع میں چلا گیا ہاتھ ناف پر نہیں باندھے تو کیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ بظاہر تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ قیام جو فرض ہے، اس کی ادائیگی نہیں ہوئی، نیز پہلی رکعت یا اور کسی رکعت کا سجدۂ ثانیہ سہواً ترک ہو گیا تو نماز ہی نہیں ہوگی، یا سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے پھر رکوع میں گیا تو اس کی شرکت معتبر ہوگئی اگر چہ ہاتھ نہ باندھے ہوں قیام ہو گیا وہ ہاتھ باندھنے پر موقوف نہیں[1] سجدۂ ثانیہ سہواً ترک ہو جانے سے سجدۂ سہو کافی نہیں، سجدہ بھی کرے پھر مؤخر ہو جانے کی وجہ سے سجدۂ سہو بھی کرے[2] ایسا نہیں کیا، تو نماز نہیں ہوئی۔[3] ہر رکن کا یہی حال ہے کہ اس کے ترک سے نماز نہیں ہوتی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲؍۴؍۹۶ھ

---

[1] لو ادرک الامام راکعاً فحنی ظهره ثم کبر ان کان الی القیام اقرب صح الشروع الخ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۱۷۶، مصری باب شروط الصلوٰة وارکانها. عالمگیری ص ۶۸؍ج ۱؍ الفصل الاول فی فرائض الصلوة، مطبوعه کوئٹه. درمختار علی الشامی زکریا ص ۱۳۱؍ج ۲؍ باب صفة الصلوٰة بحث القیام)

[2] ویجب بتاخیر رکن نحو ان یترک سجدة صلبیة فاذا ترک سجدة من رکعة سهواً فتذکرها فی الرکعة الثانیة بعد تلک الرکعة اوفیما بعد ها فسجد ها فقط اخر رکنا عن محله (حلبی کبیر ،ص ۴۵۶؍ فصل فی سجود السهو. بحر کوئٹه ص ۹۸؍ج ۲؍ باب سجود السهو. عالمگیری ص ۱۲۶ ج ۱؍ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، مطبوعه کوئٹه) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

فرض نماز کے لئے تکبیر تحریمہ بحالت قعود

سوال:۔ اگر کوئی شخص فرض نماز کی تکبیر تحریمہ بغیر عذر بیٹھ کر کہے اور فوراً کھڑا ہو جائے، آیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"لوقال المصنف فرضها التحريمة قائماً لكان اولٰى لان الافتتاح لايصح الافى حالة القيام حتى لو كبر قاعداً ثم قام لايصير شارعاً لان القيام فرض حالة الا فتتاح الخ. [1] بحر الرائق، ج ۱/ص ۲۹۱/"

عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ اس طرح شروع کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸/۱/۸۸ھ

قیام کی کتنی مقدار فرض ہے

سوال:۔ (الف) کیا قیام فرض واجب اور سنت سب نمازوں میں فرض ہے یا کچھ قید ہے؟

(ب) فرض پچھلی دو رکعتوں میں قیام کی فرض مقدار اور واجب کی کتنی مقدار ہے؟

بہشتی زیور میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک چپ کھڑا رہنے پر نماز کا درست ہونا

(**گذشتہ کا بقیہ**) [۳] انه لايجب الابترك الواجب الى قوله ولا بترك الفرائض لان تركها لاينجبر بسجود السهو بل هو مفسد ان لم يتدارك فيعاد. (حلبی کبیر، ص ۴۵۵/ فصل فی سجود السهو) سهيل اكيڈمی لاهور. البحرالرائق ص ۹۸/ج ۲/ باب سجود السهو، كتاب الصلوٰة، مطبوعه كوئٹه. عالمگيری ص ۱۲۶/۱/ الباب الثانی عشر فی سجود السهو، مطبوعه كوئٹه)

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] باب صفة الصلاة، كتاب الصلوٰة. درمختار علٰی الشامی زكريا ص ۱۲۸/ج ۲/ باب صفة الصلاة. عالمگيری كوئٹه ص ۶۸/ج ۱/ الفصل الاول فی فرائض الصلاة.

بتایا گیا ہے، جبکہ آپ نے قرأت مفروضہ کی مقدار قیام کوفرض بتلایا ہے۔(بحوالہ درمختار)

فرض کی ادائیگی سے نماز ناقص ہوتی ہے، اور دوبارہ پڑھنا واجب ہے، جب تک کہ واجبات کی ادائیگی نہ کرے، اس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے صرف قرأتِ مفروضہ کی ادائے گی ہوئی، اور واجب ترک ہوگیا، اس مسئلہ کوصاف کریں؟

الجواب حامداً ومصلياً

(الف) ”ومنها القيام فی فرض وملحق به كنذر اوسنة فجر فی الاصح اھ. درمختار “[۱] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قیام نماز فرض ہے اور جونماز فرض نہ ہو بلکہ فرض کے ساتھ ملحق ہو جیسے واجب اور سنت فجر اس میں بھی فرض ہے۔

(ب) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں قرأت فرض نہیں بلکہ قرأۃ فاتحہ اور تین بارسبحان اللہ اور اتنی دیر سکوت کا اختیار ہے، جوصورت بھی اختیار کریگا، نماز ہوجائے گی، سجدۂ سہوواجب نہیں ہوگا، ہاں سنت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھے پس سورۂ فاتحہ کی مقدار قیام سنت ہے ، اور تین تسبیح کی مقدار قیام بھی کافی ہے ، اگرقرأت فرض ہوتی تو اس کے قیام کو فرض کہا جاتا اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اس موقع پر واجب ہوتا تو اتنی مقدار قیام کو واجب کہا جاتا ، جسکے سہواً ترک سے سجدۂ سہو واجب ہوتا اور عمداً ترک سے اعادہ واجب ہوتا ” ومفروضه وواجبه ومسنونه ومندوبه بقدر القرأة فيه اھ[۱] درمختار ، واكتفى فيها بعد الاوّليين بالفاتحة فانها سنة وهو مخير بين قرأة الفاتحة وتسبيح ثلاثاً وسكوت قدرها على المذهب[۲] درمختار۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی کراچی، ج ۱/ص ۴۴۴/ باب صفة الصلوٰة شامی نعمانیه ج ۱/ص ۲۹۹ . طحطاوی مع المراقی ص۳۲۷/ فصل فی صلاة النفل جالساً، مطبوعه مصری. حلبی كبيرى ص ۳۸۳/ فصل فی النوافل، سهیل اکیڈمی لاهور. (بقیہ اگلے پر)

فرض نماز میں قیام فرض ہے

سوال: ـ نماز کے فرائض میں قیام بھی ہے، جواب طلب امر یہ ہے کہ قیام سے کیا مراد ہے، بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ تین بار سبحان اللّٰہ کہنے کی مقدار قیام فرض ہے، اس سے تو سمجھ میں آتا ہے کہ نماز بیٹھ کر جائز ہی نہیں کیونکہ ایک فرض قیام کی کمی رہ جاتی ہے، اور کسی فرض کے رہنے پر نماز نہیں ہوتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فرض نماز میں قیام فرض ہے بلا عذر ترک قیام سے نماز فرض ادا نہیں ہوگی[1]، نفل میں قیام فرض نہیں وہ بیٹھ کر بھی درست ہے، البتہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نصف اجر ملتا ہے۔ کذا فی البحر الرائق۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۶/۲۷ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ)[2] الدر المختار مع الشامی کراچی، ج ۱/ص ۵۱۱/ قبیل مطلب فی جواز الترحم علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم باب صفة الصلوٰة ،شامی نعمانیه ،ج ۱/ص ۳۴۳.

(صفحہ ہذا)[1] القیام فی الصلاة باجماع المفسرین وهو فرض فی الصلاة للقادر علیه فی الفرض وماهو ملحق به واتفقوا علی رکنیته. البحر الرائق کراچی، ج ۱/ص ۲۹۲/باب صفة الصلاة. المحیط البرهانی ص ۲۹/ج۲/ الفصل الثانی فی فرائض الصلاة، مطبوعه ڈابھیل. شامی زکریا ص۱۳/ج۲/ باب صفة الصلوٰة.

[2] ویتنفل قاعداً مع قدرته علی القیام ابتداءً وبناءً إلٰی قوله وقدحکی فیه اجماع العلماء إلی ماقال وروی البخاری عن عمر ان بن الصحین مرفوعا من صلی قائماً فو أفضل ومن صلی قاعداً فله نصف أجر القائم إلٰی قوله وأما اذا صلاه مع عجزه فلاینقص ثوابه عن ثوابه قائماً. بحر الرائق ص ۶۲/ج۲/ باب الوتر والنوافل، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۳۲۷/ فصل فی صلاة النفل جالساً، مطبوعه مصری.

کیا سنت میں قیام فرض ہے

سوال:۔آپ نے میرے استفسار میں قیام کی فرضیت کے بارے میں بتایا ہے کہ قیام فرض ہے اور جوفرض نہ ہو بلکہ فرض کے ساتھ ملحق ہو جیسے واجب اور سنت فجر میں بھی قیام فرض ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ مسئلہ فرض اور واجب اور سنت فجر کے ساتھ مخصوص ہے، یا اس میں سنت مؤکدہ بھی شامل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سنت فجر کے علاوہ دیگر سنن مؤکدہ میں قیام فرض نہیں (ومنها القيام في فرض) وملحق به كنذر وسنةفجر في الاصح (لقادرعليه) درمختار (قوله وسنة فجر في الاصح) اما على القول بوجوبها فظاهر واما على القول بسنتيها فمراعاة للقول بالوجوب ونقل في مراقي الفلاح ان الاصح جواز ها من قعود اقول لكن في الحلية عند الكلام على صلوٰة التراويح لو صلى التراويح قاعداً بلاعذر قيل لاتجوز قياسا على سنن الفجر فان كلامنها سنة مؤكدة وسنة الفجر لاتجوز قاعداً من غير عذر باجماعهم كما هورواية الحسن عن ابي حنيفة كما صرح به في الخلاصة، شامي، ج ا /ص ۲۹۹ / نعمانيه[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۱/۱۲/۲۶ھ

---

[1] الدرالمختار مع الشامي كراچي، ج ا /ص ۴۴۴/ باب صفة الصلوٰة شامي نعمانيه ج ا /ص ۲۹۹. طحطاوي مع المراقي ص۳۲۷/ فصل في صلاة النفل جالساً، مطبوعه مصري. حلبي كبيري ص۳۸۳/ فصل في النوافل، سهيل اكيڈمي لاهور.

عورتوں کے لئے نماز میں قیام کا حکم

سوال:۔ کیا عورتوں کی نماز میں قیام فرض ہے، مرد کی طرح اگر کوئی عورت بیٹھ کر پڑھے بے عذر، تو اس کی نماز ہو جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فرضیت قیام سے عورتیں مستثنیٰ نہیں بلکہ مرد عورت کا حکم یکساں ہے، جن مسائل میں فرق ہے، ان کو طحطاوی میں بیان کیا گیا ہے، ان میں قیام نہیں ہے[1] ترک فرض سے جس طرح مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، عورت کی بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳/۱/۸۸ھ

فرض نماز میں عورتوں کے لئے بھی قیام فرض ہے

سوال:۔ (۱) ہمارے علاقہ میں اکثر عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں، باوجود سمجھانے کے اور باوجود کتابوں کے بتلانے کے عورتیں یقین نہیں کرتیں اور فتویٰ کی خواہاں ہوتی ہیں؟

(۲) آج تک جن عورتوں نے جانتے بوجھتے بھی بیٹھ کر نمازیں ادا کی ہیں، وہ ادا ہوئیں یا نہیں؟ آیا اس کی قضا کرنی پڑے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) فرض نماز میں قیام فرض ہے، بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے فرض نماز ادا نہیں ہوگی[2]

---

[1] طحطاوی علی المراقی، ص ۲۰۹/ فصل فی بیان سننها. طحطاوی علی الدر ص ۲۲۳/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة، الفصل الشروع فی الصلوٰة، مطبوعه دارالمعرفة بیروت. شامی کراچی ص ۵۰۴/ ج ۱ و شامی زکریا ص ۲۱۱/ ج ۲/ باب صفة الصلوٰة، تحت قوله والمرأة تنخفض. (بقیہ اگلے پر)

(۲) وہ نمازیں ادا نہیں ہوئیں [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۸/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۸/۹۲ھ

قیام، قرات، رکوع، سجود کی فرض مقدار

سوال:۔ ارکان نماز میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کم سے کم قیام تکبیر تحریمہ تک فرض ہے، اسی طرح کم سے کم قرأت ایک آیت تک فرض ہے، اسی طرح کم سے کم رکوع ایک تسبیح پڑھنے تک اور کم سے کم سجدہ بھی ایک تسبیح ادا کرنے تک فرض ہے، لیکن توضیح طلب امر یہ ہے کہ زیادہ کی کیا حد ہے؟ اگر کوئی مصلی قیام میں دس آیت تک قرأۃ کرے تو وہ قیام اور قرأۃ پورے کے پورے فرض ہوں گے یا نہیں، اسی طرح اگر کوئی رکوع وسجدہ میں دس دس بار تسبیح کہنے تک ٹھہرے تو وہ رکوع وسجدہ پورے کے پورے فرض ہونگے یا نہیں، یا کچھ فرض کچھ واجب اور کچھ سنت ہوں گے۔

درمختار میں ارکان نماز کے ایک دوسرے کے فضائل میں بتایا ہے کہ تمام ارکانِ نماز میں قیام افضل ہے، کیونکہ اس میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے، اور جتنا قرآن کریم پڑھا جائیگا وہ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [۲] من فرائضها التي لاتصح بدونها التحريمة قائماً ومنها القيام في فرض وملحق به لقادرعليه (ملخصاً الدر مع الشامي کراچی، ج ۱/ص ۴۴۲/ باب صفة الصلوٰة ،شامی نعمانیه ج ۱/ص ۲۹۷/ البحرالرائق، ج ۱/ص ۲۹۲/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه. طحطاوی، ص ۱۸۱/ باب شروط الصلوٰة، مطبوعه مصری.

(صفحہ ہذا) [۱] ولابترك الفرائض لان تركها لاينجبر بسجود السهو بل هو مفسد ان لم يتدارك فيعاد الخ حلبی کبیری ص ۴۵۵/ فصل في سجود السهو، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. فان كان المتروك فرضاً فسدت الخ البحرالرائق ص ۹۸/ج ۲/ باب سجود السهو، الماجدیه کوئٹه. عالمگیری کوئٹه ص ۱۳۶/ج ۱/ الباب الثاني عشر في سجود السهو.

پورے کا پورا فرض ہوگا چاہے پورا قرآن کریم پڑھے، فتاویٰ عالمگیری اور درمختار میں قربانی کے بیان میں بتایا گیا ہے، ایک صاحب نصاب پر بیل یا اونٹ کا ساتواں حصہ فرض ہے، لیکن اگر وہ پورا بیل قربانی کی نیت سے خریدے تو قربانی کے پورے حصے اس کے لئے فرض ہوجائیں گے، جس طرح قرآن کریم کی قرأت کے متعلق کہ مصلی جتنا قرآن کریم پڑھے گا سب فرض ہوگا اگر چہ پورا قرآن کریم پڑھ لے اسی طرح درمختار میں ہے، امام احمدؒ نے فتویٰ دیا ہے کہ سجدہ سے جب تک سر نہ اٹھایا جائے سجدہ کی تکمیل نہ ہوگی، چاہے وہ کتنی ہی دیر سجدہ میں رہے، جب وہ سجدہ سے سر اٹھائے گا، اس وقت سجدہ پورا ہوگا، اسی طرح رکوع بھی جب تک سر نہ اٹھایا جائے مکمل نہیں ہوگا، امام احمدؒ کے یہاں سر جھکانا رکوع میں اور ٹیکنا سجدہ میں یہ رکوع اور سجدہ کی شرطیں ہیں، اسی طرح سر کا اٹھانا بھی شرط ہے، درمختار میں اس قول کے تحت یہ بھی بتایا کہ اگر کسی رکن میں حدث ہوجائے اور بے وضو ہوجائے تو اب وضو کرلے اگر وہ اس نماز کو پوری کرنا چاہے تو اسی رکن سے بنا کرے اگر سجدہ میں حدث ہوجائے تو سجدہ ہی سے بنا کرے ، کیونکہ اس نے بے وضو سجدہ سے سر اٹھایا تھا، اس لئے سجدہ مکمل نہیں ہوا، چاہے وہ کتنی ہی دیر سجدہ میں رہا ہوا ایسے ہی معلوم ہوا کہ ارکان میں کم کی حد تو ہے، لیکن زیادہ کی حد مصلی کا اپنے ارادہ سے رکن ختم کرنا ہے، ایسے شرائط کے ساتھ اگر مان ہی لیا جائے، کہ قیام ایک آیت تک ہی فرض ہے، اور تین آیت کی حد تک واجب باقی قرأۃ اور قیام سنت ہے، تو ایک شخص نے پچیس آیت پڑھنے کا قصد کیا اور دس آیت کھڑے رہ کر پڑھنے کے بعد باقی پندرہ آیت بیٹھ کر پڑھیں، پھر اُٹھ کر رکوع کیا تو کیا اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، اور اگر سنت قرار دیا جائے، تو نماز ہوجائے گی، جس میں سجدہ بھی ہے، اس طرح ایک شخص کی نیت بیس آیت پڑھنے کی تھی، اور وہ دس آیت پڑھنے کے بعد باقی آیت بھول گیا اور اس کے یاد آنے تک اتنی دیر تک توقف کیا کہ تاخیر رکن کی وجہ سے سجدہ عائد ہوجائے، اس تاخیر کی وجہ سے اس کو سجدہ سہو کرنا پڑے گا، اور یہ تاخیر کون سی وجہ سے ہوگی یا کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قیام، قراءت اور رکوع سجود فرض ہیں ان کی جتنی مقدار بھی ادا کی جائیگی ادا ہو چکنے کے بعد سب کو فرض ہی کہا جائے گا، یہ تقسیم نہ ہوگی کہ ایک تسبیح یا تین تسبیح کے برابر پر رکن فرض ادا ہو باقی واجب یا سنت یا نفل ہو جس نماز میں قیام فرض ہے، اگر ادنیٰ مقدار فرض قیام کرنے کے بعد بقیہ طویل قراءت بحالت قعود کرے پھر کھڑے ہوکر رکوع کرے تو نماز صحیح نہیں ہوگی، اسی طرح مقدار فرض ادا کرنے کے بعد اگر بھول جائے اور تین تسبیح کی مقدار خاموش کھڑا رہے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یہ نہیں کہا جائیگا کہ مقدار فرض قراءت ادا کرلی تھی، اب سہو تو غیر رکن میں ہوا۔

''القرأة وان انقسمت الیٰ فرض وواجب وسنة الا انهٗ مهما اطال يقع فرضاً وكذا اذا اطال الركوع والسجود ماهو قول الا كثر والاصح لان قولهٗ تعالیٰ فاقرأوا ماتيسر من القرآن لوجوب احد الامرين الاية فما فوقها مطلقاً لصدق ماتيسر علیٰ كل فرد فمهماقرأ يكون الفرض ومعنى الاقسام المذكورة ان جعل الفرض مقدار كذا واجب وجعله دون ذٰلک مكروه وجعلهٗ فوق ذٰلک الیٰ حد كذا سنة لانه يقع اول اٰية يقرأها فرضاً ومابعد ها الیٰ حد كذا واجباً ومابعد ذٰلک الٰی حد كذا سنة لان ان اعتبرنا الواجب مابعد الأية الا ولیٰ منضماً اليهما انقلب الفرض واجباً وان اعتبرناه منفرداً كان الواجب بعض الفاتحة وقالواالفاتحة واجب وكذا الكلام فيما بعد الواجب الیٰ حد السنة فليتأمل اھ كذا فی شرح المنية من باب السجود ونحوه فی الفتح وهو تحقيق دقيق فاغتنم[1] ردالمحتار، ج ۱/ص ۵۰۰/''

[1] مطلب تحقيق مهم فصل فی القرأة، ج ۱/ص ۵۳۶/ شامی کراچی، وشامی نعمانيه ج ۱/ص ۳۶۰/ حلبی كبيری ص ۴۶۱/ فصل فی سجود السهو، سهيل اكيڈمی لاهور. فتح القدير ص ۳۳۱/ ج ۱/ فصل فی القراءة، دارالفكر بيروت.

اگر ابتداء میں بیس آیات قراءت کرنے کا ارادہ تھا تو محض اس ارادے سے ان بیس آیات کا پڑھنا فرض نہیں ہوگیا، بلکہ جتنی مقدار پڑھی اتنی مقدار فرض ہوئی، اب اگر دس آیت کی مقدار پڑھ کر بھول گیا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ رکن قراءت ناتمام رہا بلکہ وہ تو پورا ہوگیا، اب بھول کر خاموش کھڑے رہنے سے رکوع میں تاخیر ہوگی، جو کہ موجب سہو ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۸ھ

ریل گاڑی میں فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا

سوال:۔ ریل گاڑی میں اگر بھیڑ ہو تو بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھ لے تاکہ قضا نہ ہو پھر جگہ ملنے پر کھڑے ہو کر اعادہ کر لے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] وجوب السجود فی مسألة التفکر عمداً بانه وجب لمایلزم منه من ترک واجب هو تاخیر الرکن اوالواجب عما قبله فانه نوع سهو (شامی کراچی، ج۲/ص ۸۱/ باب سجود السهو، شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۴۹۷. عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۶/ج ۱/ الباب الثانی عشر فی سجود السهو.

[2] الأسیر فی ید العدوّ اذا منعه الکافر عن الوضوء والصلاة ویصلی بالایماء ثم یعید اذا خرج إلٰی ماقال رجل أراد أن یتوضأ فمنعه انسان عن أن یتوضأ بوعید قیل ینبغی أن یتیمم ویصلی ثم یعید الصلاة بعد ما زال عنه لان هذا عذر جاء من قبل العباد فلایسقط فرض الوضوء عنه فعلم منه أن العذر ان کان من قبل اللّٰه تعالٰی لاتجب الاعادة وان کان من قبل العبد وجبت الاعادة. البحر الرائق ص ۱۴۲/ج ۱/ باب التیمم، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. فتاویٰ قاضیخان علی الهندیه ص ۵۹/ج ۱/ باب التیمم، مطبوعه کوئٹه. تاتارخانیه کراچی ص ۲۴۶/ج ۱/ باب التیمم.

طول قیام کی حالت میں پیر پر سہارا لینا

سوال:۔ جناب مفتی صاحب مسئلہ ذیل میں جواب سے نوازا جائے، عالمگیری میں "قیام فی الصلوٰۃ" کی بحث میں یہ عبارت منقول ہے، "ویکرہ التمایل علی یمناہ مرۃ وعلٰی یسراہ اخریٰ کذافی الذخیرۃ ویکرہ التراوح بین القدمین فی الصلوٰۃ الابعذر وکذا القیام باحدی القدمین کذافی الظهیریة (عالمگیری ج ۱/ص ۵۶)[1] شامی میں یہ عبارت منقول ہے، "ویکرہ القیام علی احدی القدمین فی الصلوٰۃ بلاعذر[2] شامی، ج ۱/ص ۴۱۴/اور مراقی الفلاح میں یہ عبارت ہے "والتراوح افضل من نصب القدمین وتفسیر التراوح ان یعتمد علیٰ قدم مرۃ وعلی الآخر مرۃ لانہ ایسر وامکن لطول القیام[3] طحطاوی نے کہا "وروی عن الامام التراوح فی الصلوٰۃ احب الی من ان ینصب قدمیه نصباً" نیز یہ بھی کہا ہے "فمافی منیة المصلی من کراھة التمایل یمیناً ویساراً محمول علی التمایل علی سبیل التعاقب من غیر تخلل سکون کمایفعله بعضهم حال الذکر لاالمیل علیٰ احدی القدمین بالاعتماد ساعة ثم المیل علی الأخریٰ کذالک بل ھو سنة الخ طحطاوی، ج ۱/ص ۱۵۷/"[4]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] عالمگیری ص ۱۰۸ ج ۱ الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ ومالایکرہ.

[2] شامی کراچی ص ۴۴۴ ج ۱ باب صفة الصلوۃ بحث القیام.

[3] مراقی الفلاح ص ۳۹ فصل فی بیان سننها.

[4] طحطاوی علی المراقی ص ۲۱۲ فصل فی بیان سننها، مطبوعه مصر.

ایضاً

سوال: ۔(۱) کیا بغیر طول قیام کی ضرورت کے مطلقاً نماز کے قیام میں تراوح مسنون ہے مفتی بہ قول سے آگاہ فرمایا جائے؟

(۲) عالمگیری اور طحطاوی کی عبارتوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

(۳) نصب القدمین کو سنت اور تراوح بلا عذر کو خلافِ سنت اور مکروہ کہینگے یا نہیں؟

(۴) تراوح تمایل قیام علیٰ احد القدمین کی تعریف کیا ہے، اور کون مکروہ ہے اور کون افضل اور مسنون ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تراوح کو فقہاء نے افضل لکھا ہے، اور اس کی علت بیان کی ہے، "**لانه ایسر وامکن لطول القیام الخ**[۱]" اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ اگر طول قیام نہ ہو تو عدم تراوح اصل ہے، چنانچہ طحطاوی میں ہے "**ثم ان هذه العلة لاتظهر فیما اذاکان القیام قصیراً**" امام اعظمؒ نے کعبہ مکرمہ میں داخل ہوکر قیام طویل کیا یعنی دو رکعت میں قرآن پاک ختم فرمایا، پہلی رکعت میں ایک قدم پر بوجھ دیا، دوسری رکعت میں دوسرے قدم پر "**قال السید فی شرحه وهذا هو محمل ما نقل عن الامام حین دخل الکعبة فصلی رکعتین بجمیع القرآن واقفاً علی احدی قدمیه فی الرکعة الاولیٰ وفی الثانیة علی قدمه الاخریٰ الخ (طحطاوی)**[۲]

---

[۱] طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۱۲/ فصل فی بیان سننها.

[۲] لودارت السفینة وهو یصلی توجه الی القبلة حیث دارت (عالمگیری، ج ۱/ص ۶۴/ الفصل الثالث فی استقبال القبلة الباب الثالث فی شروط الصلوٰة. شامی کراچی ص ۱۰۲/ج ۲/ باب **صلاة** المریض. المحیط البرهانی ص ۴۳۲/ج ۲/ الفصل الرابع والعشرون **الصلاة** فی السفینة، مطبوعه ڈابھیل. البحر الرائق ص ۱۱۷/ج ۲/ باب صلاة المریض، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

بار بار تراوح تمایل قیام احدی القدمین میں شبہ تلعب ہے بضرورت طول قیام افضل ہے اس تقریر سے آپ کے سوالات کا جواب ہوگیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سجدہ میں انگلی ٹیکنا

سوال:۔سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں کو زمین سے لگانے نہ لگانے کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ کس مقدار تک لگانے میں فرض ادا ہوتا ہے، اور کتنے میں واجب اور کس قدر لگانا سنت ہے؟ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ صرف اگر ایک انگلی زمین سے لگ گئی تو نماز ہو جائے گی ،دوسرے مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ صرف فرض کی ادائیگی سے نماز نہیں ہوتی، بلکہ واجبات کا ادا کرنا بھی ضروری ہے،اگر ترک واجب عمداً ہے تو نماز فاسد ہوگئی اور سہواً ہے تو سجدہ سہو لازم ہے، اور عدم ادائیگی سجدۂ سہو پر اعادۂ نماز واجب ہے، اپنے ثبوت میں حسب ذیل کتابوں کی عبارتیں پیش کرتے ہیں،اور کہتے ہیں کہ پاؤں کی دس انگلیوں میں سے کسی ایک انگلی کا زمین سے لگانا سجدہ میں فرض ہے،عامۂ کتب میں اسکی تصریح موجود ہے،'' درمختار،ص ۴۱۶/میں ہے ''ومنها السجود بجبهته وقدميه وضع اصبع واحدة منهما شرط''نیز اس کے،ص۴۶۶/میں ہے '' وفيه اى فى شرح الملتقى يفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة غنية شرح منيه ،ص ۲۸۰/'' میں ہے''سجد ولم يضع قدميه اواحدٰهما على الارض لايجوز سجودهٗ ولو وضع احدهما جاز كما لوقام علىٰ قدم واحدة '' رہاہر قدم کی تمام انگلیوں یا ہر قدم کی تین تین انگلیوں کا زمین سے لگانا تو مقتضی ہائے دلیل اس کا وجوب ہے،احادیث کثیرہ اس باب میں وارد ہیں کہ سات اعضاء پر سجدہ کرنا مامور بہ ہے، پیشانی ،دونوں ہاتھ ،دونوں گھٹنے اور دونوں قدم بلکہ ایک

روایت میں یہ بھی ہے کہ اس میں جس کسی کو اس نے نہیں رکھا تو اس نے بیشک ناقص کردیا، بخاری، ص ۱۱۲/مسلم، ص ۱۹۳/ترمذی، ص ۳۷/ابوداؤد، ص ۱۳۶/نسائی، ص ۱۲۴/طحاوی، ص ۱۵۰/علامہ ابن امیر الحاجؒ تلمیذ امام ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے حلیہ شرح منیہ میں اسی بناء پر دونوں قدم رکھنے کی بابت فرمایا کہ اوجہ وجوب ہے، علامہ شامیؒ نے حلیہ کے کلام کو نقل کرکے فرمایا کہ اسے بحر وشرنبلالیہ نے اختیار فرمایا ہے بلکہ بعض ائمہ سے دونوں قدم رکھنے کی فرضیت مروی ہے، مثلاً قدوری اور کافی میں دونوں قدم رکھنے کو فرض فرمایا علامہ شامیؒ نے اسے واجب پر محمول کیا، نیز یہ کہ ایک پاؤں پر سجدہ کرنے سے فقہاء کرام کا حکم کراہیت فرمانا بھی ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے، کہ دونوں قدم کا رکھنا واجب ہے، کہ کراہیت مطلقہ سے کراہت تحریمہ مراد ہوتی ہے، اور یہ وجوب کو مقتضی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بعض کتب فقہ میں سجدہ میں دونوں پیروں کو زمین پر رکھے رہنا فرض لکھا ہے، جس کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر پیر اُٹھ جائے تو ترک فرض کی وجہ سے نماز ہی باطل ہوجائے[1] لیکن بحر میں اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے، "**وذکر القدوری ان وضعهما فرض و هو ضعیف**"[2] **البحر الرائق، ج ۱/ص ۳۱۸**" اگر پیروں کی کوئی انگلی بھی نہ ٹھہری رہے، بلکہ دونوں پیر کلیۃً اُٹھ جائیں تو جائز نہیں، نماز فاسد ہوجائے گی[3] "**واذا وضع قدماً ورفع اٰخر جازمع الکراهة من غیر عذر کما افادهٗ قاضی خاں، البحر الرائق، ج ۱/ص ۳۱۸/**" شیخ الاسلام کا قول

---

[1] وترک رکن بلا قضاء وشرط بلاعذر. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۳۹۲/ج ۲/ باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها قبیل مطلب مسائل زَلَّةِ القاری.

[2] البحر الرائق، ج ۱/ص ۳۱۸/ باب صفة الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[3] قوله قدمیه، وأفاد انه لو لم یضع شیئا من القدمین لم یصح السجود. شامی کراچی ص ۴۴۷/ج ۱/ باب صفة الصلوٰة.

یہ ہے کہ دونوں پیروں کا رکھا رہنا سنت ہے، لہٰذا ایک پیر کے اُٹھ جانے سے کراہت تنزیہی ہوگی، ''وذهب شيخ الاسلام الیٰ ان وضعهما سنة فتكون الكراهة تنزيهية''لیکن البحر الرائق میں کراہت کا تحریمی ہونا اوجہ قرار دیا ہے،''والاوجه علیٰ منوال ما سبق هو الوجوب فتكون الكراهة تحريمية ،البحر الرائق، ج ا/ص ۳۱۸/وجیز میں وضع القدمین کو فرض قرار دینے کے باوجود ایک کے وضع پر کفایت کرنے کو جائز مع الکراہۃ لکھا ہے ''وفي الوجيز وضع القدمين فرض فان وضع احدیٰ هما دون الاخریٰ جاز ويكره[1] فتح القدير ، ج ا/ص ۲۱۴/'' وضع القدمین کے وجوب کو اوجہ واعدل کہنا شیخ ابن ہمامؒ کی رائے ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے صراحتاً منقول نہیں بلکہ ان کے اصول کا تقاضا ہے ''وقد روى ابوحنيفةؒ نفسه هذا الحديث بطرق والفاظ منها بسنده الیٰ ابی سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم الا نسان يسجد علیٰ سبعة اعظم جبهته ويديه وركبتيه وصدور قدميه فالحق ان مقتضاه ومقتضى المواظبة المذكورة الوجوب ولايبعد ان يقول به ابو حنيفة[2] فتح القدير، ج ا/ص ۲۱۳/''واضح رہے کہ شیخ ابن ہمامؒ نے یہ بحث وضع انف وجبہہ کے ذیل میں کی ہے، تمرتاشیؒ نے عدمِ فرضیتِ وضع قدمین کو حق کہا ہے، ''وذكر الامام التمرتاشي ان اليدين والقدمين سواء فی عدم الفرضية وهوالذی يدل عليه كلام شيخ الاسلام فی مبسوطه وهو الحق[3] عناية، ج ا/ص ۲۱۴/'' علامہ حلبی نے تاشی کی اس عبارت کو نقل کرکے لکھا ہے،''فبعيد عن الحق وبضده احق[4] كبيرى

---

[1] فتح القدير، ج ا/ص ۳۰۵/باب صفة الصلاة. مطبوعه دارالفكر بيروت.

[2] فتح القدير، ج ا/ص ۳۰۴/ باب صفة الصلاة. مطبوعه دارالفكر بيروت.

[3] عناية على فتح القدير، ج ا/ص ۳۰۵/باب صفة الصلاة. مطبوعه دارالفكر بيروت.

[4] كبيرى لاهور، ص ۲۸۵/ الخامس السجدة.

ص ۲۸۰ ر'' علامہ حصکفی نے شرح ملتقی میں ایک جگہ ایک ہی بات پر مجملاً قناعت کی ہے، ''فوضع اصبع واحد من القدمين شرط اھ . سكب الانهر ، ج ا /ص ۸۷ ر[1] فتاویٰ عالمگیری میں ہے،''وضع القدم بوضع اصابعه وان وضع اصبعاً واحدة[2] فتاویٰ عالمگیری، ج ا/ص ۳۶ /کامل سجدہ تو جب ہی ادا ہوگا کہ دونوں پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ رہیں، لیکن اگر ایک انگلی بھی متوجہ رہے تب بھی نفس سجدہ ادا ہو جائیگا اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا، نہ اس نماز کا اعادہ لازم ہوگا''وتمام السجدة باتيانه بالواجب فيه ويتحقق بوضع جميع اليدين والركبتين والقدمين والجبهة والانف كماذكره الكمال وغيره[3] اھ الطحطاوی علیٰ هامش مراقی الفلاح ومنها السجود بجبهته وقدميه ووضع اصبع واحدة يعني شرط اھ (درمختار) وقوله قدميه يجب اسقاطه لان وضع اصبع واحدة منهما يكفي كماذكره بعدح، ردالمحتار[4] ج ا / ص ۳۰۰۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۱/ ۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۱/ ۸۹ھ

سجدہ میں پیر زمین پر ٹیکنا

سوال:۔سجدہ کی حالت میں اگر دونوں پیر زمین پر سے اٹھ جاویں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

---

[1] الدر المنتقى المعروف بسكب الأنهر ص ۱۳۱ ج ۱ باب صفة الصلوة، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] عالمگیری ،ج ا /ص ۷۰/ الفصل الاول في فرائض الصلوٰة، الباب الرابع في صفة الصلوة، مطبوعه کوئٹه.

[3] مراقی الفلاح مع الطحطاوی ،ص ۱۸٦ / شروط الصلوٰة.

[4] شامی کراچی، ج ا /ص ۴۴۸/ بحث الركوع والسجود ،صفة الصلاة شامی نعمانيه ، ج ا /ص ۳۰۰.

الجواب حامداً ومصلیاً

سجدہ کی حالت میں پیروں کو زمین پر رکھنے کے متعلق تین روایتیں ہیں اوّل یہ کہ دونوں پیر زمین پر رکھنا فرض ہے، دوم یہ کہ ایک کا رکھنا فرض ہے ان دونوں روایتوں کی بناء پر صورت مسئولہ میں سجدہ ادا نہ ہوگا، لہٰذا نماز صحیح نہ ہوگی، سوم یہ کہ سنت ہے، تو اس روایت کی بناء پر نماز مکروہ ہوگی۔

''یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والالم تجز والناس عنها غافلون اھ درمختار قال الشامی، ج ۱/ص ۱۲۵/ بعد نقل العبارات فصار فی المسئلة ثلث روایات الاولیٰ فرضیة وضعهما الثانیة فرضیة احدهما والثالث عدم الفرضیة وظاهرهٗ انه سنة اھ[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

کیا ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں

سوال: ۔ کیا دوسرا سجدہ واجب ہے؟ اگر امام کا ایک سجدہ چھوٹا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا نیز مقتدی کا ایک سجدہ چھوٹا یعنی امام سجدہ سے کھڑے ہو کر مثلاً امام سورۃ پڑھنے لگا یا مقتدی کا رکوع چھوٹا جب تک امام سجدۂ ثانیہ میں پہنچا تو اب مقتدی کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں[2] ایک بھی ترک ہوجائے گا، تو نماز صحیح نہیں ہوگی

---

[1] شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۹/مطلب فی اطالة الرکوع شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۳۶. فتح القدیر ص ۳۰۵/ج ۱/ باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالفکر بیروت. فتاویٰ هندیه ص ۷۰/ج ۱/ الباب الرابع فی صفة الصلوة، مطبوعه کوئٹه.
تنبیہ: (البحر الرائق، فتح، شامی، میں وجوب کا قول اوجہ وارجح قرار دیا ہے، لہٰذا دونوں پیروں کا اٹھانا مکروہ تحریمی ہوگا۔

[2] السجود الثانی فرض کالاول باجماع الامة (عالمگیری کوئٹه، ج ۱/ص ۷۰/ فی صفة الصلاة. طحطاوی علی المراقی ص ۱۸۵/ باب شروط الصلوة، مطبوعه مصری. سعایه ص ۱۱۴/ ۲/ السجود، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

،سجدۂ سہو کافی نہیں ہوگا،[۱] جس مقتدی سے شرکت کے بعد رکوع چھوٹ گیا تو وہ رکوع کرنے کے بعد سجدہ میں امام کے ساتھ جا ملے جس سجدہ میں بھی شریک ہوجائے گا درست ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۹/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۷/۹/۹۱ھ

سجدہ میں دونوں پیروں کا زمین سے اٹھنا

سوال:۔ اگر سجدہ کرتے وقت دونوں پیر زمین سے اٹھ جائیں تو نماز ہوجائیگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دونوں پیروں کی انگلیاں بالکل زمین سے اٹھی رہیں تو سجدہ درست نہیں ہوگا، اور سجدہ درست نہ ہونے سے نماز درست نہیں ہوگی۔[۳] طحطاوی، ص ۱۲٦۔[۴]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الأصل فی هذا أن المتروک ثلاثة انواع فرض و سنة وواجب ففی الأول إن امکنه التدارک بالقضاء يقضی والا فسدت صلاته. فتاویٰ عالمگیری ص ۱۲٦/ج ۱/ باب سجود السهو، مطبوعه کوئٹه. تاتارخانيه ص ۷۱۴/ج ۱/ باب سجود السهو فی بيان مايجب به سجود السهو، مطبوعه کراچی.

[۲] تکون المتابعة فرضاً بمعنی ان ياتی بالفرض مع امامه اوبعدهٔ کمالو رکع امامه فرکع معه مقارناً اومعاقباً وشارکه فيه او بعد مارفع منه(شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۷۱/ مطلب مهم فی تحقيق متابعة الامام باب صفة الصلاة ،شامی نعمانيه ، ج ۱/ص ۳۱۷.

[۳] اذا رفع قدميه فی السجود فانه لايصح (البحرالرائق ،ج ۱/ص ۳۱۸/ صفة الصلاة. عالمگيری ص ۷۰/ج ۱/ الباب الرابع فی صفة الصلوة. شامی کراچی ص ۴۹۹/ج ۱/ فصل فی اتيان الصلوة الی انتهائها. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سجدہ میں دونوں پیروں کا اٹھ جانا

سوال:۔ نماز پڑھتے وقت اگر سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو نماز فاسد ہوجاتی ہے، کہ نہیں؟ حوالہ کتب وصفحات کا ہونا ضروری ہے، اوراس مسئلہ میں کسی فقیہ کی نظر فقہی بھی ضروری درج فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنے سے سجدہ صحیح نہیں ہوگا اور جب سجدہ صحیح نہ ہو نماز صحیح نہ ہوگی ''**وفی مختصر الکرخی سجد ورفع اصابع رجلیه عن الارض لاتجوز اھ**[۱] **غنیة ، ص ۲۸۰ / ومن شرط جواز السجود ان لایرفع قدمیه فیه فان رفعهما فی حال سجوده لاتجزیه السجدة اھ**[۲] **جوهرة ،ص ۵۲ / قال المحقق ابن الهمام اما افتراض وضع القدم فلان السجود مع رفعهما بالتلاعب اشبه منه بالتعظیم والا جلال ویکفیه وضع اصبع واحدة وفی الوجیز وضع القدمین فرضٌ فان وضع احدهما دون الاخر جاز ویکره اھ**[۳] **فتح القدیر ، ج ۱ /ص ۲۱۲** / یہ حکم اس وقت

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [۴] فان وضع ظاهر قدمیه اورؤوس الاصابع لایصح لعدم الاعتماد علی شئی من رجلیه ومالایتوصل الا به فهو فرض .(طحطاوی ،ص ۱۸۶ / شروط الصلاة. حلبی کبیری ص ۲۸۵ / مطبوعه لاهور.

[۱] غنیة لاهور ،ص ۲۸۵ /الخامس من الفرائض السجدة، مطبوعه لاهور. فتاویٰ هندیه ص ۷۰ /ج ۱ / الباب الرابع فی صفة الصلوة، مطبوعه کوئٹه.

[۲] الجوهرة النیرة ،ج ۱ /ص ۵۰ / باب صفة الصلوٰة (مطبوعه نعمانیه)

[۳] فتح القدیر ،ج ۱ /ص ۳۰۵ /باب صفة الصلوٰة، مطبوعه دارالفکر بیروت . البحر الرائق ص ۳۱۸ / باب صفة الصلوة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. شامی کراچی ص ۴۹۹ /ج ۱ / فصل فی اتیان الصلوة الخ

ہے جبکہ دونوں پیر اٹھانے کی مقدار ایک رکن کی ادائیگی تک پہنچ جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵ ؍۱؍ ۶۱ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵ ؍محرم الحرام ۶۱ھ

ہاتھوں، پیروں اور گھٹنوں کے درمیان سجدے میں فرق

سوال:۔حضرت مفتی صاحب زید مجدہم ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب کا فتویٰ ۶۲؍جس کا سوال میرے عزیز القدر برادر ثانی نصیر احمد متعلم مدرسہ ہذا نے پیش کیا تھا بالکل بحیثیت فتویٰ درست ہے، البتہ میرے دل میں جو تردد ہے اس کو عزیز المذ کور نے سوال میں پیش نہیں کیا، یہاں بوجہ عدم سامان کتب معذور ہوں، اس واسطے مکرر عرض ہے کہ مطابق روایت مسلم شریف کہ وہ ''اُمِرْتُ أنْ اَسْجُدَ عَلیٰ سَبْعَةِ اَعْظَمٍ'' (الحدیث) ہے یہ حدیث مقتضی فرضیتِ سبعۃ اعظم ہے پس وضع قدمین کو سجدہ میں فرض کہنا اور ''وضع یدین'' اور ''رکبتین''کو فرض نہ کہنا کیسا ہے؟ اور ''مالا یتوسل الی الفرض الا بہ فھو فرض'' کو دلیل فرضیت وضع قدمین میں بیان کرنا خلافِ منصوص ہے، نص میں سبعۃ اعظم میں کوئی فرق نہیں، اور کف الثیاب والشعر کو قرینہ فرضیت وضع رکبتین اور وضع یدین قرار دینا اور وضع قدمین کو فرض ہی رکھنا حالانکہ وضع قدمین ان کا معطوف علیہ ہے اور معطوف حکم میں معطوف علیہ کے ہوتا ہے، ایسے ہی امر کو مشترک بین الواجب والمند وب سے تفریق درست نہیں، اور رفع رکبتین بھی اشبہ بالتلاعب ہے، لیکن نفس جواز فی الصلوٰۃ میں مخل نہیں، پس دلیل حضرت ابن ہمام بھی دل میں پوری نہیں بیٹھی ادھر امام الائمہؒ کے نزدیک صلوٰۃ وتر فرض عملی ہے اور اس کی فرضیت بھی ایسی خبر کے ساتھ ہے ان اللّٰہ امرکم (الحدیث) بس امرت سے

وضع قدمین اور فرض اور وضع رکبتین اور یدین کو سنت کہنا سمجھ میں نہیں آتا، اور یہ امر ضروری ہے کسی فقیہ نے اس کی ضرور تنقیح کی ہوگی، مگر بوجہ عدم سامان کے معذور ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ص ۶۲ میں شبہ مذکورہ تحریر نہیں تھا بلکہ صرف وضع قدمین ورفعِ قدمین فی السجود کا سوال تھا۔ شبہ مذکورہ کا منشاء بظاہر یہ ہے کہ آپ وضع قدمین فی السجود کی فرضیت کو حدیث ''اُمِـرْتُ اَنْ اَسْـجُـدَ'' سے ثابت سمجھ رہے ہیں، اسی پر وضع قدمین اور رکبتین اور معطوف ومعطوف علیہ کی بحث متفرع ہے، حالانکہ یہ خبر واحد ہے، جس سے فرضیت ثابت نہیں ہوسکتی لہٰذا اس حدیث سے تو کسی چیز کی بھی فرضیت ثابت نہیں، سجود کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے، جس کی حقیقت وضع الجبہۃ علی الارض، پیشانی کی فرضیت تو یوں ہوئی[۱] اور چونکہ وضع الجبہۃ کے لئے وضع قدمین یا رکبتین یا یدین ضروری ہے، اس لئے ان میں سے ایک کی فرضیت ضروری ہے، او رشروع سے قدمین زمین پر موجود ہیں، اور نیز ہر رکن کی ادائیگی کے وقت قدمین کا زمین پر ہونا ضروری اور ظاہر ہے، اس لئے قدمین کی فرضیت وضع پر اکتفا کیا گیا، اور اب یدین والرکبتین کا ثبوت خبر واحد سے ہے، لہٰذا ان کا وضع مسنون ہوگا، فقہاء کے کلام میں روایات مختلف ہیں، قدوری، کرخی، جصاص نے وضع قدمین کو فرض کہا ہے، تمر تاشی شیخ الاسلام صاحب نہایہ نے قدمین اور یدین کو عدم فرضیت میں مساوی قرار دیا ہے، نہایہ، ج ۱ ص ۲۱۴ / اس میں اسی روایت کو لکھا ہے[۲] وہوالحق پھر اسی میں دو صورتیں ہیں، ایک وجوب دوسری سنت اور وجہ

[۱] الـركـوع والسجود لقوله تعالىٰ اركعوا واسجدوا على مامر من وجه الاستدلال (عناية مع فتح القدير، ج ۱ / ص ۲۷۵ / باب صفة الصلوٰة.

[۲] وامـا وضـع القدمين فقد ذكر القدورى انه فرض فى السجود، كذا ذكره الكرخى والجصاص وذكـر الامـام التـمـرتـاشـى ان اليدين والقدمين سواء فى عدم الفرضية وهو الذى يدل عليه كـلام شيـخ الاسـلام فـى مبسوط وهو الحق عناية مع الفتح، ج ۱ / ص ۳۰۵ / باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالفكر بيروت. شامى كراچى ص ۴۹۹ / ج ۱ / باب صفة الصلوة.

''ان السجود لایتوقف تحققه علیٰ وضع القدمین فیکون افتراض وضعهما زیادة علی الکتاب اھ''[۱] شامی، ج۱ر ص۵۲۱ر لیکن حصکفی نے شرح ملتقیٰ[۲] ص۹۸ر میں لکھاہے ''ومانقله فی الدرر عن العنایة من ان عدم الفرضیة هوالحق فبعید عن الحق وبضده احق اھ'' حلبی نے شرح منیہ ص۲۸۰ر میں اس کی وجہ لکھی ہے ''اذلا روایة تساعده والد رایة تنفیه علیٰ مامر من ان مالا یتوصل الی الفرض الا به فهو فرض وحیث تواطأ الروایات وتظافرت یتوصل عن ائمتناان وضع الرکبتین سنة ولم ترد روایة قط بانه فرض وکذا وضع الیدین تعین وضع القدمین اواحدیهما للفرضیة ضرورة ولولم ترد عنهم روایة فکیف والروایات فیه متوافرة ایضاً علیٰ مالا یخفیٰ علی المتبتع واللّٰه الموفق''[۳] رفع رکبتین اشبه بالتلاعب'' ہونے کا اشکال شامی نے بھی نقل کیا ہے[۴] لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیخ بن ہمام نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ علت کے درجہ میں نہیں بلکہ حکمت کے درجہ میں ہے لہٰذا طرد وعکس ضروری نہیں، شیخ ابن ہمامؒ کے تلمیذ علامہ حلبی نے یدین اور رکبتین اور قدمین کی مساوات کا اشکال کرکے ترجیح قدمین کی وجہ صرف یہ بیان کی ہے کہ رکبتین اور یدین کی فرضیت کی کوئی روایت ائمۂ مذاہب سے ثابت نہیں، اس لئے لامحالہ قدمین کی فرضیت توسل

---

[۱] شامی نعمانیه، ج ۱ر ص ۳۳۶ر فصل فی بیان تالیف الصلاة، شامی کراچی، ج ۱ر ص ۴۹۹.

[۲] الدرالمنتقیٰ ص ۱۴۸ر ج ۱ر باب صفة الصلوة، فصل فی بیان صفة الشروع، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۳] حلبی، ص ۲۸۵ر فرائض الصلوٰة الخامس السجدة. (مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

[۴] وأمااذا رفع قدمیه فی السجود فانه مامع رفع القدمین بالتلاعب اشبه منه بالتعظیم والاجلال شامی کراچی ص۴۴۷ر ج ۱ر بحث الرکوع والسجود، باب صفة الصلوة. فتح القدیر ص۳۰۵ر ج ۱ر باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالفکر بیروت. البحرالرائق ص۲۹۳ر ج ۱ر باب صفة الصلوة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

الی الفرض کی حیثیت سے مانی جائیگی، صاحب بحرؒ[1] نے قدوری کے قول کوضعیف قرار دیا ہے، لیکن شرح المجمع کفایہ شرح فیض وغیرہ میں قدوری کے قول ہی کو ترجیح دی ہے، اوراسی پرفتویٰ نقل کیا ہے[2]، علامہ شامی نے سب کچھ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے "**والحاصل ان المشهور فی کتب مذهبه اعتماد الفرضية والا رجح من حيث الدليل والقوائد عدم الفرضية ولذاقال فی العناية والدرر انه الحق ثم الاوجه حمل عدم الفرضية على الوجوب والله اعلم شامی ، ج ۱ / ص ۲۲۲ /**[3]"، یہ سب کچھ کلام قدمین کے متعلق ہے، یدین اوررکبتین میں بھی فقہا کی تین روایتیں ہیں، فرض، وجوب، سنت عامۃ الفقہاء قول ثالث کو ترجیح دیتے ہیں، لیکن شیخ ابن ہمام نے وجوب کواختیار کیا ہے اورفقیہ ابواللیث سمرقندی نے فرض کو ترجیح دی ہے، علامہ شامیؒ کی رائے یہ ہے کہ شیخ ابن ہمام کا قول راجح ہے، کیونکہ خبرِ واحد سے جس میں امر کا صیغہ ہووجوب ثابت ہوتا ہے[4] فرض عملی وجوب کو کہتے ہیں، چنانچہ اخبارِ احاد سے وجوب ثابت ہوجاتا ہے ، امام اعظم سے وتر کے متعلق تین روایتیں ہیں ،فرض، واجب، سنت ان میں تمرتاشی نے تطبیق دی ہے " **وهو فرض عملاً واجب اعتقاداً**

---

[1] وذكر القدورى ان وضعهما فرض وهو ضعيف، بحرالرائق ص۳۱۸/ج ۱/ باب صفة الصلوٰة، بيان شروع الصلوٰة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] ويؤيده مافى شرح المجمع لمصنفه حيث استدل علىٰ ان وضع اليدين والركبتين سنه الىٰ قوله وكذا مافى الكفاية عن الزاهدى من ان ظاهرالرواية ماذكر فى مختصر الكرخى وبه جزم فى السراج الخ شامى كراچى ص ۴۹۹/ج ۱ / باب صفة الصلوٰة.

[3] شامى نعمانيه، ج ۱/ص ۳۳۶/ مطلب فى اطالة الركوع للجائى شامى كراچى، ج ۱/ص ۵۰۰ / باب صفة الصلوٰة.

[4] شامى نعمانيه، ج ۱/ص ۳۲۰/-۳۳۵/ج ۱ / صفة الصلاة شامى كراچى، ج ۱/ص ۴۷۶/-۴۹۷/. البحرالرائق ص۳۱۸/ج ۱ / باب صفة الصلوٰة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. فتح القدير ص ۳۰۵/ج ۱ / باب صفة الصلوٰة، مطبوعه دارالفكر بيروت.

وسنة ثبوتاً بهذا وفقوا بين الروايات[1] الخ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲؍ربیع الثانی ۶۷ھ

رفع قدمین

سوال:۔ سجدہ کی حالت میں پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگانا ضروری ہے یا نہیں، اور اگر پاؤں اٹھ گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سجدہ میں پیر کی کسی انگلی کا زمین سے لگا رہنا ضروری ہے، اگر دونوں پیر اس طرح زمین سے اٹھے رہے کہ کسی انگلی کا کوئی حصہ بھی زمین سے لگا ہوا نہیں رہا، اور تین تسبیح کی مقدار یہی کیفیت رہی تو نماز درست نہیں ہوگی، سجدہ سہو بھی اسکے لئے کافی نہیں ''**ومنها السجود بجهته وقدميه ووضع اصبع واحدة منهما شرط اھ درمختار وافادانه لولم يضع شيئاً من القدمين لم يصح السجود**[2] اھ ردالمحتار، ج ۱/ص ۴۱۶/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۴۴۶/ مطلب فی الفرض العلمی والعملی باب الوتر والنوافل، شامی کراچی، ج ۲/ص ۳.

[2] شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۰۰/ بحث الرکوع والسجود. بحر الرائق ص ۳۱۸/ج ۱/ باب صفة الصلوٰة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. فتح القدیر ص ۳۰۵/ج ۱/ باب صفة الصلوٰة، مطبوعه دارالفکر بیروت.

موضع سجود کا ارتفاع موضع القدمین سے

سوال: ۔ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور حالت سجدہ میں اس کے ہاتھ اور ناک وپیشانی بلندی پر رہتے ہیں، اور گھٹنے پستی میں رہتے ہیں ،اس صورت میں کیا قباحت ہے، اور کتنی بلندی کس حکم میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر پیشانی اور ناک قدم سے نصف ذراع سے کم بلندی پر ہوتو سجدہ ادا ہوجائیگا، اگر اس سے زیادہ بلندی پر ہوتو سجدہ ادانہیں ہوگا،اور سجدہ نہ ہونے کی صورت میں نماز بھی نہیں ہوگی، ''**ومن شروط صحة السجود عدم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمين باكثر من نصف ذراع ليتحقق صفة الساجد والارتفاع القليل لايضروان زاد على نصف ذراع لم يجز السجود اى لم يقع معتمداً به فان فعل غيره معتبراً صحت وان انصرف من صلوته ولم يعده بطلت اھ**[1] **مراقی الفلاح، ص ۱۲۶ /**''۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک سجدہ بھول گیا، کیا سجدۂ سہو سے نماز ہوجائیگی

سوال: ۔نماز میں ایک سجدہ بھول گیا پھر آخر میں سجدۂ سہو کرلیا کیا نماز درست ہوگئی

---

[1] طحطاوی مع المراقی ص ۱۸۷ / باب شروط الصلاة وارکانها، مطبوعه مصری.
البحر الرائق ص ۳۲۰ / ج ۱ / باب صفة الصلوٰة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه تحت قوله وکره باحدهما او بکورعمامته. درمختار علیٰ الشامی زکریا ص ۲۰۶ / ج ۲ / باب صفة الصلوٰة.

یانہیں، ایک فرض ہے دوسرا واجب خیال رہے کہ جو سجدہ بھولا ہے وہ دوسرا سجدہ ہے، کیا دونوں سجدے فرض ہیں، یا ایک فرض ہے، دوسرا واجب، بعض لوگ کہتے ہیں کہ فقہ کی کتابوں میں سجدتان کا لفظ نہیں آیا ہے، دونوں کیسے فرض ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دونوں سجدے فرض ہیں ترک فرض سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اعادہ ضروری ہے[1] سجدۂ سہو کافی نہیں ہوتا، کتب فقہ میں سجدۂ ثانیہ کی تصریح موجود ہے۔
(کبیری، ص ۳۱۳ [2]/ البحر الرائق، ج ۱/ص ۲۹۳ [3]/ ردالمحتار، ج ۱/ص ۳۰۰ [4]/ وغیرہ جملہ کتب میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ترک رکوع اور ترکِ قعدۂ اولیٰ کا حکم

سوال:۔ جو شخص عمداً امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہوا، اور قراءت میں مشغول رہا

---

[1] ولایجب بترک الفرائض لان ترکھا لاینجبر بسجود السھو بل ھو مفسد ان لم یتدارک فیعاد حلبی کبیری ص ۴۵۵/ فصل فی سجود السھو، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

[2] فاذا أطمأن حال کونہ قاعدا وسکن اضطراب اعضائہ کبروسجد ثانیاً کبیری، ص ۳۱۳/ فصل فی صفۃ الصلاۃ.

[3] المراد من السجود السجدتان فاصلہ ثابت بالکتاب والسنۃ والاجماع وکونہ مثنی فی کل رکعۃ بالسنۃ والاجماع، البحر الرائق، ج ۱/ص ۲۹۳/ باب صفۃ الصلاۃ، مطبع کراچی.

[4] قولہ وتکرارہ تعبد ای تکرار السجود امر تعبدی، شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۴۷/ بحث الرکوع والسجود، شامی زکریا، ج ۲/ص ۱۳۵/.

تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اور یہ مسئلہ متفقہ بین الائمۃ الاربعہ ہے یا نہیں؟ فسادِ صلوٰۃ کی صورت میں، اسی طرح اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ میں عمداً نہ بیٹھے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام کے پیچھے قراءت کی اجازت نہیں، پھر اس میں مشغول رہنے کی وجہ سے رکوع میں شریک نہ ہونے کا کیا مطلب ہے، اگر رکوع ترک کر دیا تو ترکِ فرض کی وجہ سے نماز باطل ہوگئی[1] قعدۂ اولیٰ واجب ہے، عمداً ترکِ واجب سے فرض ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے، اور اعادہ واجب ہوتا ہے، ''**وحكم الواجب استحقاق العذاب بتركه عمداً اوعدم اكفار جاحده والثواب بفعله ولزوم سجدة السهو لنقص الصلوٰة بتركه سهواً واعادتها بتركه عمداً وسقوط الفرض ناقصاً ان لم يسجد ولم يعد (مراقی الفلاح[2])**''

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

رکوع میں کتنی مرتبہ تسبیح پڑھنے سے مدرک رکوع شمار ہوگا

سوال:۔ کوئی شخص اگر امام کو رکوع کی حالت میں پائے تو کتنی مرتبہ سبحان ربی العظیم

---

[1] واما الفرض فيفوت بفوات الاصل لاالوصف فلاينجبر بغيره (مراقی مع الطحطاوی، ص ۳۷۴/باب سجود السهو.

[2] مراقی مع الطحطاوی، ص ۲۰۰/ فصل فی واجبات **الصلاة**. البحر ص ۲۹۵/ج ۱/ باب شروط **الصلاة**، مطبوعه الماجديه كوئٹه. سعايه ص ۱۲۶/ج ۲/ باب شروط الصلاة)

پڑھنے سے اس رکعت کا مدرک شمار کیا جائے گا، کیا ایک مرتبہ پڑھا پھر امام کھڑا ہو گیا تو اس رکعت کا مدرک ہو گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس صورت میں بھی مدرک رکوع ہے[۱]، ایک دفعہ بھی نہ کہا صرف رکوع میں اس سے پہلے پہنچ گیا ہو کہ امام رکوع سے سر اٹھائے تب بھی وہ مدرک رکوع ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۴/۹۶ھ

امام کی قرأت اور تسبیح کا اعتبار ہوگا

سوال:۔ زید امام ہے اور اکثر اس سے قرأت میں متشابہ یا بھول ہوتی ہے، اور یہ متشابہ یا بھول کبھی ما یجوز بہ الصلوٰۃ کے بعد اور کبھی اس سے پہلے ہوتی ہے، زید متشابہ لگنے پر پیچھے سے پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کوشش میں سکتہ واقع ہو جایا کرتا ہے، اس کی مقدار کبھی تین تسبیح اور کبھی اس سے کم ہوتی ہے، سوال یہ ہے کہ:۔

الف:۔ کیا اس صورت میں سجدۂ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

ب:۔ امام کی قراءۃ اور اس کی تسبیح کا اعتبار کیا جائے گا یا مقتدی کی تسبیح کا؟

---

[۱] ولو رفع الامام رأسه من الركوع او السجود قبل ان يسبح المقتدى ثلاثاً الصحيح انه يتابع الامام (عالمگیری، ج ۱/ص ۹۰/ الفصل السادس فيما يتابع الامام وفيما لا يتابعه. الدر المختار على الشامى كراچی ص ۴۹۵/ج ۱/ مطلب فى إطالة الركوع للجائى باب صفة الصلوٰة. سعايه ص ۱۱۳/ج ۲/ باب صفة الصلوٰة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)

[۲] لو ادرک الامام راکعاً فحنى ظهره ثم كبر ان كان الى القيام اقرب صح الشروع الخ (مراقى الفلاح على حاشية الطحطاوى، ص ۱۷۶/ مصرى، باب شروط الصلاة واركانها. بحر الرائق ص ۲۹۱/ج ۱/ باب صفة الصلوٰة، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

الجواب حامداً ومصلیاً

الف:۔ اگر یاد نہیں آیا کہ کیا پڑھے اور تین تسبیح کی مقدار خاموش سوچتا رہا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا[1]۔

ب:۔ امام کی قراءت اور تسبیح کا اعتبار ہوگا[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

گونگے کی نماز

سوال:۔ مادرزاد گونگا بہرہ آدمی جس نے کبھی نہ کوئی بات کان سے سنی نہ زبان سے بولی وہ نماز کس طرح پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا شخص جب کہ قراءت پر قادر نہیں تو قراءۃ اس پر فرض نہیں، باقی جن ارکان قیام وقعود وغیرہ پر قادر ہے ان کو سب لوگوں کی طرح ادا کرتا رہے، اگر اس کو اتنی سمجھ ہے کہ نماز فرض ہے، اور پھر نماز کو بقدر طاقت ادا نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا ''من فرائضها التحريمة وهي

---

[1] اعلم انه اذاشغله ذٰلک قدراداء ركن ولم يشتغل حالة الشک بقراء ة ولاتسبيح وجب عليه سجود السهو فی جميع صور الشک .شامی کراچی، ج۲/ص ۹۳/ باب سجود السهو، شامی زکریا، ج۲/ص ۵۶۱. البحرالرائق ص۹۷/ ج۲/ باب سجود السهو، مطبوعه الماجديه کوئٹه. فتح القدير ص ۵۰۲/ ج۱/ باب سجود السهو، دارالفکر بيروت.

[2] عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلّم من صلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَ ةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِراءَ ةٌ،موطأ امام محمدؒ ، ص ۹۸/ مکتبه رحيميه ديوبند. باب القراء ة فی الصلوة خلف الامام، نصب الراية ص۶/ ج۲/ الحديث السابع والخمسون فصل فی القراء ت، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھيل.

شرط فی غیر جنازة علیٰ القادر قال الشامی اما الا می والاخرس لو افتتحابالنیة جاز لانهما اتیاباقصیٰ مافی وسعهما، شامی ج ۱/ ص ۴۶۰/،[1] ولایلزم العاجز عن النطق کأخرس وامی تحریک لسانه وکذا فی القرائة هوالصحیح. در، ص ۵۰۲/ج ۱/[2]
هی فرض عین علیٰ کل مکلف (تنویر) ثم المکلف هوالمسلم البالغ العاقل ولو انثیٰ اوعبدا[3] شامی، ص ۳۶۳/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ شعبان ۵۴ھ
الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ شعبان ۵۴ھ
الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ شعبان ۵۴ھ

---

[1] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۹۷/شامی زکریا، ج ۲/ص ۱۲۷/ مطلب قد یطلق الفرض علی مایقابل الرکن الخ باب صفة الصلاة. بحر کوئٹه ص ۲۹۱/ج ۱/ باب صفة الصلاة. النهرالفائق ص ۱۹۴-۱۹۵/ج ۱/ باب صفة الصلاة، طبع دارالکتب العلمیه، بیروت.

[2] الدرالمختار علی الشامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۲۴/ شامی زکریا، ج ۲/ص ۱۸۱/باب صفة الصلوٰة مطلب فی حدیث الاذان جزم. النهرالفائق ص ۱۹۵/ج ۱/ باب صفة الصلوٰة، طبع دارالکتب العلمیه بیروت. بحرکوئٹه ص ۲۹۱/ج ۱/ باب صفة الصلوة.

[3] شامی زکریا، ج ۲/ص ۴/ الشامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۳۴/ اوّل کتاب الصلوٰة. فتاویٰ التاتارخانیه ص ۴۰۱/ج ۱/ اوّل کتاب الصلوة، طبع ادارة القران کراچی. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۱۳۸/ کتاب الصلوة، مطبوعه مصر.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب چہارم

صفت صلوٰۃ

فصل اول

﴿واجبات نماز﴾

واجبات نماز کتنے ہیں

سوال:۔نماز کے واجبات کتنے ہیں؟ اور سجدہ میں پیر کی تین انگلیاں لگانا واجب ہے یا نہیں؟ ''وو جه اصابعه نحو القبلة'' کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علامہ ابوالاخلاص حسن الوفائی الشرنبلالی نے واجباتِ نماز کی تعداد اٹھارہ تحریر کی ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں، ''**فصل فی واجبات الصلوٰة وهو ثمانية عشر شيئاً قراء ة الفاتحة وضم سورة او ثلاث اٰيات فی ركعتين غرمتعينتين من الفرض وفی جميع ركعات الوتر والنفل وتعيين القرأة فی الاوليين وتقديم الفاتحة على السورة وضم الانف للجبهة فی السجود والاتيان بالسجدة الثانية فی كل ركعة قبل الانتقال لغيرها والاطمينان فی الاركان والقعود الاول**

وقراۃ التشھدفیہ فی الصحیح وقرأتہ فی الجلوس الاخیر والقیام الی الثالثۃ من غیر تراخ بعد التشھد ولفظ السلام دون علیکم وقنوت الوتر وتکبیرات العیدین وتعیین التکبیر لافتتاح کل صلوٰۃ لاالعیدین خاصۃ وتکبیرۃ الرکوع فی ثانیۃ العیدین وجھر الامام بقرأۃ الفجر واولیی العشائین ولوقضاء والجمعۃ والعیدین والتراویح والوتر فی رمضان والاسرار فی الظھر والعصر وفیما بعد اولیی العشائین ونفل النھار والمنفرد مخیر کمتنفل باللیل اھ[1] (متن امدادالفتاح علیٰ ھامش الطحطاوی، ص ۱۵۱ /)

عبارت مسئولہ کا مطلب یہ ہے کہ حالت سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے، یہ بات درجۂ وجوب میں نہیں کہ پیروں کی سب انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ رہیں، ایک انگلی بھی زمین پر رہے گی، تب بھی سجدہ ادا ہوجائے گا، جیسا کہ اس متن کی شرح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی[۱] نے لکھا ہے:۔

''ولابد من وضع احدی القدمین ووضع القدم بوضع اصابعھاو یکفی وضع اصبع واحدۃ کذافی السیداھ طحطاوی،[2] ص ۱۲۹ /''.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۹۵ھ

---

[1] طحطاوی، ص ۲۰۰ / فصل فی بیان واجبات الصلوٰۃ، نور الایضاح، ص ۶۷. المحیط البرھانی ص ۸۵/ ج ۲ / الفصل الثانی، فصل فی الخروج عن الصلوۃ بفصل مصلی، مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل. سعایہ ص ۱۲۶ / ج ۲ / باب صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

[2] طحطاوی، ص ۲۲۹ / فصل فی کیفیۃ ترکیب افعال الصلاۃ. شامی کراچی ص ۴۹۹ / ج ۱ / فصل فی تالیف الصلوۃ الخ. بحر ص ۲۹۳ / ج ۱ / باب شروط الصلاۃ، مطبوعہ کوئٹہ.

[3] طحطاوی علی المراقی، ص ۲۲۹ / فصل فی کیفیۃ ترکیب افعال الصلوٰۃ، مطبوعہ مصر.

واجبات نماز

سوال:۔(۱) نماز کے واجبات کیا کیا ہیں؟

(۲) تکبیر قنوت یعنی" الله اکبر" کہہ کر ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھانا دعاء قنوت پڑھنے کے واسطے کیا یہ واجب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱-۲) "ولها واجبات وهی قرأة فاتحة الکتاب وضم سورة وتعيين القرأة فی الاوليين وتقديم الفاتحة على السورة ورعاية الترتيب فيما يتكرر وتعديل الاركان والقعود الاول وتشهد ان ولفظ السلام وقنوت الوتر وكذا تكبير قنوته[۱]"اھ درمختار۔

اس عبارت میں واجبات کی بھی کافی تعداد آگئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وتر میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا بھی واجب ہے لیکن رفع یدین واجب نہیں صرف سنت ہے،"ولا يسن رفع يديه الا فی تكبيرة افتتاح وقنوت وعيد الخ"[۲] درمختار۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۸۵ھ

---

[۱] درمختار مع ردالمحتار نعمانیه، ج ۱/ص ۳۱۵/ شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۶۸/ قبيل مطلب مهم فی تحقيق متابعة الامام، باب صفة الصلاة. المحيط البرهانی ص ۸۵/ج ۲/ الفصل الثانی، فصل فی الخروج عن الصلوة بفعل المصلی، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل. طحطاوی ص ۲۰۰/ فصل فی بیان واجبات الصلوٰة.

[۲] درمختار مع ردالمحتار نعمانیه، ج ۱/ص ۳۴۰/ شامی کراچی، ج ۱/ص ۵۰۴/ قبيل مطلب فی عقد الاصابع. عالمگیری کوئٹه ص ۷۳/ج ۱/ الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة الخ.

تعدیل ارکان کی مقدار

سوال: ۔ ہمارے امام صاحب رکوع سے قومہ میں پہنچتے پہنچتے ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کہہ لیتے ہیں، اور پھر فوراً ''اللّٰہ اکبر'' کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے ہیں، تعدیل ارکان واجب ہے، کیا اس سے تعدیل ارکان ادا ہوتا ہے، اور نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؟ مقتدیوں کو تحمید اس وقت کہنا چاہئے جب امام پورا ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کہہ چکے، اور امام صاحب قومہ میں مقتدیوں کو تحمید کا ایک لفظ بھی کہنے کا موقع نہیں دیتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ رکوع سے سیدھے کھڑے ہوجاتے ہیں، کہ تمام اعضاء معتدل ہوجائیں تو قومہ ادا ہوجاتا ہے، اس سے فساد نماز کا حکم نہ ہوگا، کچھ قدرِ قلیل وقفہ کرلیا کریں، جس میں مقتدی ربنا لک الحمد پڑھ لیں تو بہتر ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نماز میں کوئی واجب ترک ہوگیا تو اس نماز کا کیا حکم ہے

سوال: ۔ ایک شخص نے نماز میں واجب ترک کردیا اس نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ

---

[1] ثم یرفع راسہ من رکوعہ مسمّعا ویکتفی بہ الامام ویکتفی بالتحمید المؤتم ......ویقوم مستویاً (الدرمع الشامی نعمانیہ، ج ۱/ص ۳۳۴/ باب صفۃ الصلاۃ، مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۶)

وتعدیل الأرکان ای تسکین الجوارح قدر تسبیحۃ فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منہما قال الشامی فیمکث فی الرکوع والسجود وفی القومۃ بینہما حتی یطمئن کل عضو منہ الخ درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۶۴/ج ۱/ باب صفۃ الصلوٰۃ، مطلب قدیشار الیٰ المثنی باسم الاشارۃ الخ مجمع الانہر ص ۱۳۲/ ج ۱/ باب شروط الصلوۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت. البحر ص ۲۹۹/ج ۱/ الماجدیہ کوئٹہ.

ادا کیا، واجب نماز کے اندر چھوٹا تھا، اور سجدۂ سہو نماز کے بعد کیوں ادا کیا، کیا اس کی نماز ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس کی کوئی رکعت چھوٹ گئی اور بھول کر سلام پھیر دیا جب ہی یاد آ گیا اور کھڑے ہو کر نماز پوری کر لی اور سجدۂ سہو کر لیا تب بھی نماز ہوگئی، شامی وغیرہ کتب فقہ میں موجود ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۹۵ھ

نماز میں غلطی کی وجہ سے اعادہ!

سوال:۔ کچھ لوگ کافی دنوں سے نماز پڑھ رہے تھے، مگر انہیں غلط یاد تھی، اب امام صاحب سے صحیح کر لی ہیں، تو سوال یہ ہے کہ پچھلی دس بیس تیس سال کی غلط نمازوں کی قضا ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابتداء سے نماز کو صحیح نہ کرنا بہت بڑی کوتاہی ہے، تاہم جیسی نماز ان کو آتی تھی انہوں نے پابندی سے ادا کی جو کوتاہی اور غلطی ہوئی حق تعالیٰ معاف فرمائے، اب دس بیس تیس سال کی نمازوں کو دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] سلم مصلی الظهر مثلاً علی راس الرکعتین توهماً اتمامها اتمها رابعاً وسجد للسهو لان السلام ساهیا لایبطل (الدر المختار علی الشامی زکریا، ج ۲/ص ۵۵۹/) کتاب الصلاة باب سجود السهو. المحیط البرهانی ص ۳۲۵/ ج ۲/ الفصل السابع عشر سجود السهو، نوع آخر فی سلام السهو، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

[۲] ولو أخبر هم الامام انه أمهم شهرا بغیر طهارة اومع علمهٔ بالنجاسة المانعة لایلزم الاعادة. البحر الرائق، ج ۱/ص ۳۶۶/ باب الامامة. النهر الفائق ص ۲۵۵/ ج ۱/ باب الامامة، دارالکتب العلمیه بیروت. فتح القدیر ص ۳۷۵// ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دارالکفر بیروت.

تین سجدے کرنے سے نماز کا اعادہ

سوال: ۔ایک شخص نے ایک رکعت میں تین سجدے کئے اور آخر میں سجدۂ سہو نہیں کیا تو کیا اس کی نماز درست ہو جائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز واجب الاعادہ ہوگی [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نابالغ اگر وقت کے اندر بالغ ہو جائے تو اس نماز کا اعادہ

سوال: ۔زید صبح صادق سے قبل بالغ ہوا تو اس پر عشاء کی نماز پڑھنا ضروری ہوگی یا نہیں؟ اور اگر عشاء کی نماز پڑھ کر سویا تھا تو عشاء کی نماز کا اعادہ کرنا ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید پر صورت مسئولہ میں عشاء کی نماز فرض ہوگی، لہٰذا اگر بلوغ سے پہلے پڑھ چکا ہے تو اس کا اعادہ کرے کیونکہ بلوغ سے پہلے جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ نفل ہے اور اگر نہیں پڑھی تو بعد بلوغ اس فرض کو ادا کرے اگر وقت کے بعد بیدار ہوا ہے تو قضا ضروری ہے، ’’صبی احتلم بعد صلوٰۃ العشاء واستیقظ بعد الفجر لزمه قضائها درمختار قال الشامی لانها وقعت نافلة ولما احتلم فی وقتها صارت فرضاً

[۱] قال فی التجنیس کل صلاة أدیت مع الکراهة فانها تعاد، طحطاوی علی المراقی ص ۲۸۰ / فصل فی المکروهات، مطبوعه مصری. شامی زکریا ص ۱۴۷ / ج ۲ / مطلب کل صلاة ادیت مع الکراهة الخ باب صفة الصلوة. بحرالرائق ص ۳۰۰ / ج ۱ / باب صفة الصلوة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

علیہ لان النوم لایمنع الخطاب فلیزمہ قضائها فی المختار ولو استیقظ قبل الفجر لزمہ اعادتها اجماعاً۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی ۶/۱/۵۴ھ

امام سے پہلے رکوع یا سجدہ

سوال:۔ اگر کوئی امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے تو نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر اس رکوع وسجدہ میں امام بھی پہنچ گیا تو نماز درست ہوجائے گی، اگر اس مقتدی نے امام کے رکوع یا سجدہ میں پہنچنے سے پہلے سر اُٹھالیا، یعنی امام کے ساتھ رکوع وسجدہ میں شرکت بالکل نہیں کی تو اس کی نماز فاسد ہوگئی" لو رکع قبل الامام فلحقہ امامہ فیہ صح رکوعہ وکرہ تحریماً والا لایجزیہ الخ درمختار علی ردالمحتار ج ۱/ص ۴۸۸/ نعمانیہ۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

قومہ اور جلسے میں تاخیر

سوال:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قومہ اور جلسہ میں اتنی دیر ٹھہرتے تھے کہ گمان

---

[۱] درمختار مع ردالمحتار، ج ۱/ص ۴۹۴/ نعمانیہ مطلب اذااسلم المرتد باب قضاء الفوائت شامی کراچی، ج۲/ص ۷۶/ قبیل باب سجود السهو. البحر ص ۹۰/ج ۲/ باب قضاء الفوائت، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ. سکب الانہر ص ۲۱۸/ج ۱/ باب قضاء الفوائت، دارالکتب العلمیہ بیروت.

[۲] قبیل باب قضاء الفوائت، شامی کراچی، ج۲/ص ۶۱. طحطاوی علی المراقی ص ۳۷۱/ باب ادراک الفریضۃ مطبوعہ مصری.

ہوتا تھا کہ آپ بھول گئے کیا آج کل امام بھی سنت کی پیروی میں ایسا کر سکتے ہیں بشرطیکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تاکید ہے کہ نماز ہلکی پڑھائی جائے کیونکہ نماز میں بیمار ضعیف، حاجتمند (جس کو جلدی فارغ ہوکر جانا ہے) ہوتے ہیں، البتہ تنہا پڑھے تو جس قدر چاہے طویل پڑھے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

نماز میں متعدد امور کی کوتاہی

سوال:۔ وہ ارکان جن کی ادائیگی دانستہ طور پر اس طرح کی جاتی ہے، اور اب ایک رواج کی صورت تک پہنچ چکی ہے۔

(۱) قومہ صحیح ادا نہ کرنا، رکوع سے حسب سابق سیدھا کھڑا نہ ہونا، اور سجدہ میں چلے جانا۔

(۲) جلسہ صحیح ادا نہ کرنا، پہلے سجدہ کے بعد حسب سابق سیدھا نہ بیٹھنا اور فوراً دوسرے سجدہ میں چلے جانا۔

(۳) دوران نماز خصوصاً قیام میں بار بار کھانسنا، بار بار ہاتھ اُٹھا کر کسی جگہ کھجلانا، کپڑے سمیٹنا۔

---

[1] عن ابی هريرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم قَالَ اِذَاامَّ اَحَدُکُمُ النَّاسَ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الصَّغِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَالْمَرِیْضَ فَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیُصَلِّ کَیْفَ شَاءَ (ترمذی شریف، ج ۱/ص ۳۲ (مطبوعه رشیدیه دهلی) ابواب الصلوٰة ،باب ماجاء اذا ام احد کم الناس فلیخفف.

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی لوگوں کی امامت کرے تو نماز ہلکی پڑھائے کیونکہ اس میں بچے، کمزور لوگ اور بیمار لوگ بھی ہوتے ہیں، پس جب تنہا پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔

(۴) التحیات میں بیٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے قمیص کے دامن کو کھینچ کر درست کرنا

(۵) دوران رکوع اپنے ہاتھ گھٹنے سے ہٹا کر پنڈلی اورران وغیرہ کو کھجلانا۔

(۶) دورانِ سجدہ ایک ہاتھ اُٹھا کر کانوں، منہ وغیرہ کو کھجلانا، اسی طرح پاؤں کو دورانِ سجدہ اٹھالینا۔

(۷) دوران نماز آستین چڑھا کر رکھنا، جبکہ قمیص بھی پوری آستین والی ہے، ان تمام امور سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر فاسد نہیں ہوتی ہے تو مکروہ ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان جملہ امور میں احکام شرعی کی رعایت لازم ہے، بعض کے ارتکاب میں کراہت ہلکی ہے، بعض میں شدید ہے بعض میں فسادِ نماز کا بھی مظنہ ہے، نماز ام العبادات ہے، تھوڑی سی بے توجہی اور غفلت سے اس کو ناقص اور فاسد کر دینا بڑا خسارہ ہے، اپنے عمدہ لباس پر معمولی دھبہ برداشت نہیں کیا جاتا، جو فریضہ اور تحفہ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہِ عالی میں پیش کیا جائے اس کو بہتر سے بہتر طریقہ پر ہر قسم کے دھبہ سے صاف رکھ کر پیش کیا جائے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] العمل الكثير يفسد الصلاة والقليل لا واختلفوا فى الفاصل بينهما على ثلاثة اقوال الى قوم الثالث انه لونظر اليه ناظر من بعيد ان كان لايشك انه فى غير الصلوة فهو كثير مفسد وان شك فليس بمفسد وهٰذا هو الاصح الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۱۰۱–۱۰۲/ ۱/ الفصل الاول فيمايفسدها، المحيط البرهانی ص۱۶۳/ ج۲/ النوع الثانی فی بيان الافعال المفسدة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳۸۴–۳۸۵/ ج۲/ باب مايفسد الصلاة الخ، مطلب فی التشبه باهل الكتاب ويكره للمصلى ان يعبث بثوبه او لحيته او جسده وان يكف ثوبه بان يفرع ثوبه من بين ايديه او من خلفه اذا اردا السجود. عالمگیری کوئٹہ ص۱۰۵/ ج۱/ الفصل الثانى فيما يكره فى الصلاة الخ. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۰۶/ ج۲/ باب مايفسد الصلاة الخ، مطلب فى كراهة التحريمة الخ. بدائع الصنائع زکریا ص۵۰۶/ ج۱/ مايستحب فى الصلاة ومايكره.

رکوع میں جاتے وقت پائجامہ اوپر کرنا

سوال:۔ ایک حافظ قرآن عالم دین مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں، دیکھا گیا کہ ان کا پائجامہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا ہے، البتہ بوقت رکوع ٹخنوں سے نیچے ہوجاتا ہے ، بربناء احتیاط امام صاحب موصوف ٹخنے والا حصہ قدرے اوپر کرلیتے ہیں، کیونکہ ٹخنے چھپ جانے پر احادیث مقدسہ میں سخت وعید وارد ہوئی ہیں، نیز کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کورے کپڑے کا کرتہ پائجامہ دھلنے کے بعد چھوٹا ہونے کے خیال سے اکثر بڑھا کر سلوائے جاتے ہیں، بہرکیف مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں بوقت ضرورت ٹخنے والا حصہ تھوڑا سا اوپر کرلیا جائے تو آیا اس سے نماز فاسد اور باطل ہوجاتی ہے؟

ایک صاحب پابند صوم وصلوٰۃ نے اس مذکورہ فعل سے فتنہ کی صورت پیدا کرکے باجماعت نماز ترک کرکے اکیلے پڑھنا شروع کردی ہے، دوسرے نمازیوں نے شخص مذکور کے فعل ترک جماعت سے کوئی اثر نہیں لیا ہے، لیکن اس طرح نمازیوں کو شک میں ڈالنا بھی اچھا نہیں ہے، اب جواب طلب امور یہ ہیں:۔

(۱) امام صاحب کا مندرجہ بالا فعل ایسا ہے کہ اس سے نماز فاسد اور باطل ہوجاتی ہے؟

(۲) نیز شخص مذکور کا اعتراض اور باجماعت نماز ترک کرکے اپنی علیحدہ نماز صحیح ہے یا غلط؟

(۳) شخص مذکور بظاہر فتنہ کا دروازہ کھول کر جو کہ قتل سے بدتر فعل ہے اس کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ امام صاحب پائجامہ اوپر باندھتے ہیں تاکہ ٹخنے نہ ڈھکنے پائیں، تو اس سے نماز میں کراہت نہیں، حرکت خفیفہ سے اگر پائجامہ اوپر کرلیا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوگی [۱]

---

[۱] ویکرہ ایضا ان یکف ثوبہ وھو فی الصلوٰۃ بعمل قلیل بان یرفعہ من بین یدیہ (بقیہ آئندہ پر)

(۲) جبکہ کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے تو جماعت ترک کرکے الگ نماز پڑھنا غلط طریقہ ہے[۱]

(۳) ایک غلطی انہوں نے کی اور دوسری غلطی اور لوگ کریں کہ ان کے اسی فعل کو قتل سے زیادہ بدتر بتلائیں دونوں غلط ہے ان کو اپنے فعل کی اصلاح لازم ہے، اور دوسرے لوگوں کو اپنی زبان بند رکھنا ضروری ہے، ایسے الفاظ ہرگز نہ کہیں کہ قتل سے زیادہ سخت ہے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۵/ ۱۴۰۰ھ

الفاظ تشہد میں اضافہ

سوال:۔ التحیات میں " اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه " کے بعد وحدہٗ لاشریک لہٗ پڑھنا چاہئے یا نہیں، یہ سنت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس جگہ " وحدہٗ لاشریک لہٗ" پڑھنا بعض روایات میں آیا ہے[۳] لیکن عبداللہ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) او من خلفه عند السجود الخ حلبی کبیر ص۳۴۸ کراهية الصلوة مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۲۸۶ فصلی فی المكروهات.

[۱] والجماعة سنة مؤكدة للرجال وفی الشامية ان تركها مرة بلاعذر يوجب اثما الخ الدرالمختار مع الشامی زكريا، ج۲/ص ۲۸۷/باب الامامة قبيل مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۳۱-۲۳۲/ باب الامامة. حلبی كبير ص۵۰۸/ فصل فی الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

[۲] اعلم ان احسن احوالك ان تحفظ الفاظك من جميع الآفات اللتی ذكر نا ها من الغيبة والنميمة والكذب والمراء والجدال وغيره الخ اتحاف السادة المتقين، ج۷/ص ۴۵۹/ الآفة الاولى الكلام فيما لايعينك (مطبوعه دارالفكر بيروت)

[۳] "قال ابن عمر زدت فيه وحده لاشريك له الحديث. (ابوداؤد شريف، ج ۱/ص ۱۳۹/ كتاب الصلوٰة باب التشهد)

ابن مسعودؓ کی روایت میں نہیں[۱]، اسی کو امام ابوحنیفہؒ نے اختیار فرمایا ہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

تشہد میں والطیبات کو السلام کے ساتھ ملا کر پڑھنا

سوال: ۔تشہد میں لفظ والطیبات کو لفظ السلام علیک سے ملانا افضل ہے، یا جدا پڑھنا افضل ہے اور دوسرے لفظ وبرکاتہٗ کو السلام علیک سے ملانا افضل ہے یا جدا پڑھنا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جدا کر کے پڑھنا افضل ہے، یہ مقولہ الگ الگ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مقتدی کا رکوع میں جانا

سوال: ۔جس جگہ نماز میں بہت زیادہ آدمی ہوں وہاں کوئی شخص آکر نماز میں ملا امام رکوع سے اُٹھ گیا اس شخص کو معلوم نہیں ہوا، تو آیا اس شخص کو نماز ملی یا نہیں؟

---

[۱] راجع لحدیث ابن مسعود مرفرعاً سنن ابی داؤد، ج ۱/ص ۱۳۹/ باب الشتھد.

[۲] "واشھرھا واصحھا تشھد عبداللّٰہ بن مسعودؓ...... ولذاختارہ الحنفیة وکذا الحنابلة" (معارف السنن، ج۳/ص ۸۳/ باب ماجاء فی التشھد، مکتبہ نوریہ دیوبند)

[۳] رُوِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہ علیہ وَسلّم لَمَّا عُرِجَ بِہٖ اَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ بِھٰذِہِ الْکَلِمَاتِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ،اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ فَقَالَ جِبْرَئِیْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اھ مرقاة المفاتیح، ج ۱/ص ۵۵۲/ باب التشھد مطبع اصح المطابع ممبئی.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تحقیق ہوجائے کہ امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد کوئی شخص شامل نماز ہوا تو اس کو وہ رکعت نہیں ملی، اگر اس نے بعد میں نہیں پڑھی تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوئی [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

مقتدی کی رکوع میں شرکت بغیر تسبیح

سوال: ۔ایک آدمی جماعت میں اس وقت شریک ہوا کہ امام رکوع میں تھا، رکوع میں امام کے ساتھ شرکت تو ہوئی مگر بہت کم یہاں تک کہ رکوع کی تسبیح ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھی کہ امام نے سر اٹھالیا تو رکعت مل گئی کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مقتدی کو یہ رکعت مل گئی [۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/ ۸۶ھ

---

[۱] نعم تكون المتابعة فرضاً، بمعنىٰ ان يأتي بالفرض مع امامه اوبعده كمالوركع امامه فركع معه مقارنا اومعاقباً اوشاركه فيه او بعد مارفع منه فلولم يركع اصلا اوركع ورفع قبل ان يركع امامه ولم يعده معه او بعده بطلت صلاته،شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۷۱/ مطلب مهم فی تحقيق متابعة الامام)شامی زکریا ،ج۲/ص ۱۶۶/. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۳۷۰/ باب ادراک الفریضة، مطبوعه مصری.

[۲] ادرک الامام فی الرکوع فکبر قائما ثم شرع فی الانحطاط وشرع الامام فی الرفع الاصح أن يعتدبها اذا وجدت المشاركة قبل أن يستقيم قائما وان قل (ہندیہ کوئٹه ص ۱۲۰/ج!/ کتاب الصلاة. الباب العاشر فی ادراک الفریضه. حلبی کبیری ص ۳۰۵/ صفة الصلوة، طبع لاهور. طحطاوی ص ۳۷۰/باب ادارک الفریضه، طبع مصر)

سنن میں قعدۂ اولیٰ فرض ہے یا واجب

سوال:۔ (۱) سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ ونوافل کی چار رکعت میں درمیان کا قعدہ فرض ہے یا نہیں؟

(۲) اگر چار رکعت سنت ظہر یا سنت جمعہ کی نیت کرے اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو بعد میں دو رکعت پڑھے یا چار رکعت، نیز دو یا چار کا پڑھنا واجب ہے؟

(۳) اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو ابتداء دو رکعت واجب ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں فقہاء کے دو قول ہیں بعض فرضیت کے قائل ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو قعدہ فرض واجب ہو گیا[1]

(۲) چار پڑھے اور ان کا پڑھنا سنت ہے واجب نہیں[2] (۳) نہیں[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۲/۵۹ھ

جواب صحیح ہے، سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۲/۵۹ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۲/۵۹ھ

---

[1] ولها واجبات ......والقعود الاول ولو فی نفل فی الاصح (الدر) فاذا قام الی الثالثة تبین ان ماقبلها لم یکن اوان الخروج من الصلاة فلم تبق القعدة فریضة(شامی نعانیه ، ج ۱/ص ۳۱۳/ مطلب قدیشار الی المثنی باسم الاشارة الموضوع للمفرد. المحیط البرهانی ص ۲۲۰/ج ۲/ صلاة التطوع، مطبوعه ڈابھیل.

[2] والقضاء سنة فی السنة (بحر ملخصاً ،۲/ص ۸۰/قضاء الفوائت)

[3] نوی ان یتطوع اربعاً وشرع فهو شارع فی الرکعتین عندابی حنیفة ومحمد(عالمگیری، ج ۱/ص ۱۱۳/ فی النوافل. شامی کراچی ص ۴۵۹/ج ۱/ باب صفة الصلوة)

بغیر سلام پھیرے نماز کو ختم کرنا

سوال:۔ اگر امام کسی فرض نماز میں آخری قعدہ میں بغیر کسی طرف سلام پھیرے ہوئے دعا مانگنا شروع کردے، اور دعا کے ختم پر مصلیٰ سے اٹھ جائے مقتدیوں نے جب امام سے پوچھا کہ آپ نے بغیر کسی طرف سلام پھیرے دعاء کیسے مانگی، کیا نماز ہوئی امام صاحب نے جواب دیا نماز ہوگئی، امام صاحب ایک عالم ہیں، اس لئے براہ کرم واضح حوالہ کے ساتھ جواب ارسال کریں، کیا واقعۃً نماز بغیر سلام پھیرے ہوئے ہو جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز کے ختم پر سلام واجب ہے جیسا کہ کتب فقہ درمختار بحر[1] وغیرہ میں مذکور ہے، ترک واجب اگر سہواً ہوا ہو سجدہ سہو لازم ہوتا ہے[2]، اگر سجدہ سہو نہیں کیا، یا واجب کو عمداً ترک کیا تو اعادۂ نماز واجب ہوتا ہے۔[3]

---

[1] (ولها واجبات)منها)لفظ السلام (شامی زکریا، ج۲/ص ۱۶۲/مطلب واجبات الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ) بحر ،ج ۱/ص ۳۰۱/ باب صفة الصلوٰۃ (مطبوعه پاکستان) حلبی کبیر ص۲۹۸/ج ۱/ قبیل بیان صفة الصلاۃ، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. مراقی علی الطحطاوی ص۲۰۳/ فصل فی بیان واجبات الصلاۃ.

[2] ویجب السجود بترک واجب سهوا الخ سکب الانهر علی مجمع الانهر ص ۲۲۰/ج ۱/ باب سجود السهو، مطبوعه دارالکتب العلمیه، بیروت. تاتارخانیه کراچی ص۱۴۷/ج ۱/ فی بیان مایجب به سجود السهو. الدرالمختار علی الشامی زکریا ص۵۴۳-۵۴۴/ج۲/باب سجود السهو.

[3] وتعادو جوباً فی العمدوالسهوأن لم یسجد لهٗ (درمختار مع الشامی کراچی، ج ۱/ص ۴۵۶/ کتاب الصلاۃ، مطلب واجبات الصلاۃ)

تنبیہ :۔ اگر ختم نماز پر سلام زبان سے تو کہا اور منہ نہیں پھیرا تو نہ سجدہ سہو واجب ہوا نہ اعادۂ نماز واجب ہوا[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۱/۱۴۰۰ھ

نماز میں کیا خیال رکھنا چاہئے

سوال:۔ (۱) نماز میں اگر کسی چیز کا خیال آوے مثلاً شہر دوکان مکان کا اور وہیں جم جاوے اور نماز پڑھتا رہے کچھ بھول بھی نہ ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) ایک شخص ایک کونے میں نماز پڑھ رہا ہے، مگر وعظ و نصیحت بھی ہو رہا تھا، وہ بھی سن رہا ہے، اور نماز ادا کر رہا ہے، تو اس سے نماز میں کچھ فرق تو نہیں آتا؟

(۳) اگر کوئی حاجی کعبہ شریف کا اور رخ اقدس کا نماز میں دل میں خیال رکھے تو اس کی بھی نماز میں کچھ فرق تو نہیں آتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

۱/۲/اگر فرض وواجبات صحیح ادا کردے تو فریضہ نماز ادا ہو جائے گا، مگر اللہ پاک کی خوشنودی کا ذریعہ اور گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ نماز اس وقت بنے گی جب دل بھی اللہ کے سامنے حاضر رہے گا اور اس کی عظمت سے بھرا ہوگا، اس لئے پوری کوشش کی جاوے کہ دل میں کوئی دوسرا خیال جمنے نہ پائے[۲]۔

---

[۱] وفی قوله لفظ السلام اشارة الی ان الالتفات به یمیناً ویساراً لیس بواجب وانما هوسنة (البحرالرائق، ج ۱/ص ۳۰۱/ باب صفة الصلوٰة، مطبوعه پاکستان. مجمع الانهر ص ۱۳۳/ج ۱/ باب صفة الصلاة، مطبوعه دارالکتب العلمیه، بیروت. النهرالفائق ص ۱۹۹/ج ۱/ باب صفة الصلاة، مطبوعه دارالکتب العلمیه، بیروت)

[۲] یجب حضور القلب عند التحریمة فلواشتغل قلبه یتفکر مسألة مثلا فی اثناء الارکان فلانستحب الاعادة وقال البقالی لم ینقص اجره الا اذا قصرالخ شامی زکریا، ص ۹۴/ کتاب الصلوٰة باب شروط الصلوٰة، مطلب فی حضور القلب والخشوع.

(۳) عین نماز کی حالت میں یہ دھیان جمائے کہ اللہ پاک کو میں دیکھ رہا ہوں اور اللہ پاک مجھے دیکھ رہے ہیں [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۳/۸۷ھ

---

[1] فی روایة عمربن الخطاب اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ اَلْحَدِیْث، **مشکوٰة شریف** ،ص ۱۱/ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) کتاب الایمان. مسلم شریف ص۲۷/ج۱/ کتاب الایمان، مطبوعه رشیدیه دهلی. بخاری شریف ص۱۲/ج۱/ کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی الله علیه وسلم عن الایمان الخ.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل دوم

حالت قیام میں کھڑے ہونے کی کیفیت

سوال:۔ نمازی کو حالت قیام میں سیدھا کھڑا ہونا چاہئے یا آگے کی طرف سر جھکا کر کھڑا ہونا چاہئے؟ اگر سر جھکانے کا حکم ہے تو کتنی مقدار جھکائے؟ ایک عالم صاحب حضرت گنگوہیؒ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حالت قیام میں آگے کی طرف سر اتنا جھکانا چاہئے کہ سر قدم کے محاذاۃ سے آٹھ انگلیوں کی مقدار آگے بڑھ جائے، کمر سے جھکانا شروع کرتے ہیں اور آٹھ انگلیوں کی مقدار قدم سے بڑھاتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کا حوالہ دیا جائے کہ مولانا گنگوہیؒ نے کس کتاب میں لکھا ہے، ان کی عبارت نقل کی جائے، تب اس میں غور کیا جاسکے گا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/ ۹۰ھ

[۱] **تنبیہ**: کھڑے ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ بالکل سیدھا کھڑا ہو جھکا ہوا نہ ہو بلا عذر اتنا جھکنا کہ آدمی اپنے گھٹنوں کو پکڑ سکے درست نہیں۔ قولہ منها القيام يشمل التام منه وهو الانتصاب مع الاعتدال وغير التام وهو الانحناء القليل بحيث لاتنال يداه ركبتيه، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

قدمین کے درمیان فاصلہ

سوال:۔ حالت نماز میں پہلی رکعت میں دونوں پیروں کے درمیان فاصلہ چھ انگل تھا اور دوسری رکعت میں وہ فاصلہ چار انگل رہ گیا، تو اس صورت میں نماز میں تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کوئی خرابی نہیں مگر چار انگل کا فصل مستحب ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۹/ ۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۹/ ۹۰ھ

رفع یدین

سوال:۔ رفع یدین کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رفع یدین سات جگہ سنت مؤکدہ ہے تکبیر تحریمہ کے وقت، دعاء قنوت، تکبیرات عیدین استیلام حجر، صفا ومروہ، عرفات، جمرات **"ولا یسن مؤکدا مع رفع یدیه الا فی سبع مواطن کما ورد تکبیرة افتتاح وقنوت وعید واستیلام والصفا والمروة وعرفات والجمرات"**[2]، درمختار، ج ۱/ص ۵۴۸/ان مواضع کے علاوہ سنت مؤکدہ نہیں

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ردالمحتار علی الدرالمختار کراچی ص ۴۴۴/ج ۱/ باب صفة الصلاة بحث القیام. البحرالرائق ص ۲۹۲/ج ۱/ باب صفة الصلاة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(صفحہ ہذا) [1] ویسن تفریج القدمین فی القیام قدر اربع اصابع لانه اقرب الی الخشوع اما اذا کان به سمن فالامر علیه سهل (طحطاوی علی المراقی، ص ۲۱۲/ فصل فی بیان سننها، مطبوعه مصری. شامی کراچی ص ۴۴۴/ج ۱/ باب صفة الصلاة مبحث القیام. عالمگیری ص ۷۳/ج ۱/ الفصل الثالث فی سنن الصلاة الخ، مطبوعه کوئٹه. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اور عام نمازوں میں بجز تکبیر تحریمہ اور کسی جگہ سنت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

رفع یدین

سوال:۔رفع یدین کرنا چاہئے یا نہیں، اگر نہیں کرنا چاہئے تو اس کی دلیل لکھئے کہ کہیں منع ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

تکبیر افتتاح کے علاوہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے ''**عن علقمة قال قال عبداللّٰہ ابن مسعودؓ الا اصلی بکم صلوٰة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فصلی فلم یرفع یدیه الا فی اول مرة رواہ الثلاثة وهو حدیث صحیح**''[1] آثار السنن، ج ۱/ص ۹۶/۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

عورتوں کے ذمہ نمازِ عید نیز رفع یدین وغیرہ

سوال:۔میں نے سنا ہے کہ عورت نماز عید نہ گھر اور نہ عید گاہ میں پڑھے گویا عورت پر واجب نہیں، اس کے متعلق جلد آگاہ کریں، عورت اگر نماز جمعہ جامع مسجد میں پڑھے تو کیسا ہے؟ جو جماعت اہل حدیث کہلاتی ہے وہ قرآن میں آیتیں نکال نکال کر دکھاتی ہے، اور کہتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صرف اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھنے کو فرمایا ہے، یہ نہیں کہ تمام نماز کو بیان

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ)[2] الدر المختار مع الشامی، ج ۱/ص ۳۴۰/ قبیل مطلب فی عقد الاصابع، شامی کراچی، ج ۱/ص ۵۰۶/ باب صفه الصلاة.

(صفحہ ہٰذا)[1] اٰثار السنن، ج ۱/ص ۱۰۳/ باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح (طبع کلکتہ)

کر کے یعنی اتنی رکعت فرض یا سنت واسطے اللہ پاک کے میرا منہ طرف کعبہ شریف کے اور اللہ اکبر یہ غلط ہے، اور کہتے ہیں کہ رفع یدین کو قصداً کیا ہے اور ہمیشہ کیلئے کیا ہے، آپ ہم کو بتلائیں ،قرآن پاک میں کس جگہ انکار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عورت پر نماز عیدین نہیں[1]، نہ اس کے ذمہ عیدگاہ میں جانا ہے[2]، نہ گھر پر نماز عید لازم ہے ،عورت پر جمعہ بھی نہیں[3]،اس کو چاہئے کہ اپنے گھر پر ظہر کی نماز ادا کرے، جمعہ کے لئے جامع مسجد نہ جائے[4] اگر دل کے ارادہ کو زبان سے بھی کہے تو منع نہیں[5]قرآن پاک میں کہیں نہیں لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اللہ اکبر کہہ کر نماز پڑھنے کو کہا ہے، کسی حدیث شریف میں یہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین ہمیشہ کرنے کو فرمایا ہو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز

---

[1] تجب صلاة العيدين على من تجب عليه الجمعة بشرائطها. النهر الفائق ص ۳٦٦/ ج ۱/ باب صلاة العيدين، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. طحطاوى ص ۴۳۳/ باب احكام العيدين، مطبوعه مصرى.

[2] ويكره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد الخ شامى كراچى ص ۵٦٦/ ج ۱ باب الامامة.

[3] والجمعة فرض آكد من الظهر على كل من اجتمع فيه سبعة شرائط وهى الذكورة خرج به النساء، مراقى الفلاح على الطحطاوى ص ۴۱۱/ باب الجمعة، مطبوعه مصرى.

[4] ومن لاتجب عليهم الجمعة من اهل القرى والبوادى لهم ان يصولو الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان واقامة. فتاوىٰ قاضيخان على الهنديه ص۱۷۷/ ج ۱/ باب صلاة الجمعة. فتاوىٰ هنديه ص۱۴۵/ ج ۱/ الباب السادس عشر فى صلاة الجمعة.

[5] ومن عجز عن احضار القلب فى النية او يشك فى النية يكفيه اللسان، طحطاوى على المراقى ص ۱۷۴/ باب شروط الصلاة، مطبوعه مصرى. نهر الفائق ص۱۸۷/ ج ۱/ باب شروط الصلاة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۴۱۵/ ج ۱/ باب شروط الصلاة.

شروع فرماتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے، اور بس پھر کسی دوسرے موقع پر رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ زیلعی[۱] میں اسکی سند مذکور ہے قرآن پاک میں تو رفع یدین کا حکم تو کہیں مذکور نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۲/۸۸ھ

رفع یدین کی حکمت

سوال:۔ شیعہ مجتہد نے بیان کیا کہ حدیث اہل سنت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگ آستین میں بت لیکر نماز پڑھتے تھے حکم ہوا کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھو کیا یہ مضمون کسی حدیث کا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر یہ تھا کہ وہ اشتہار بھیج دیا جاتا تا کہ اس کا منشاء معلوم ہوجاتا کہ ان روایات کو غیر معتبر اور موضوع قرار دینا ہے، کتب سے بدظن کرنا مقصود ہے یا اپنے مسائل کتب مذکورہ سے ثابت کرنا ہے، یا یہ بتانا ہے کہ ان لوگوں کا عمل اپنی کتب پرنہیں یا کچھ اور مقصود ہے، تا کہ اس کے مطابق جواب تحریر کیا جاتا، تاہم مختصراً عرض ہے کہ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ،

---

[۱] حدیث اخر اخرجه ابو داؤد والترمذی عن وکیع عن سفیان الثوری عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمه قال قال عبداللّٰه بن مسعود اَلَاأُصَلِّی بِکُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّی اللّٰه علیه وسلّم؟ فَصَلَّی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّافِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ انتهی وِفِیْ لَفْظٍ فَکَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اَوَّلِ مَرَّةٍ ثُمَّ لَایَعُوْدُ قال الترمذی حدیث حسن (نصب الرایة، ج ۱/ص ۳۹۴/)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اول مرتبہ (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔

ج ارص ۲۰۲ رمیں رفع یدین کی متعدد حکمتیں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے[۱] "وَزَادَ بْـنُ رُسْلَانَ قِيْلَ اِنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَغَيْرَهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلّى الله عليه وسلّم وَاَصْنَامُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَاُمِرُوْا بِالرَّفْعِ لِيَسْقُطُوْا" مجتہد شیعہ نے اس کا حوالہ نہیں دیا کہ کس کتاب میں ہے اور اعتراض مقصود ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

رفع یدین کتنی جگہ ہے

سوال:۔ ایک جماعت اہل حدیث ہے جن کی نمازوں میں فرق ہے وہ جماعت ایک رکعت میں تین مرتبہ رفع یدین کرتی ہے، اور وہ جماعت عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق نہیں بتلاتے مرد بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھا کر سینے پر باندھتے ہیں اور عورتیں بھی مردوں کی طرح سجدہ کرتیں ہیں، صحیح حدیثوں کا حوالہ دے کر بتلائیے کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور وتر میں بھی ان کے یہاں فرق ہے، دو رکعت وتر پڑھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں، اور الحمدللہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں پہلے جاتے ہیں پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد میں تسبیح پڑھ کر سیدھے کھڑے ہوکر دعاء کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء قنوت پڑھتے ہیں پھر سجدہ میں جاتے ہیں غرض کہ ہماری نماز سے بالکل مختلف آپ لکھیں کہ ایسا کرنا کیسا ہے ؟ تراویح آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور زور سے نماز میں آمین کہتے ہیں، یہ کون سے دور کی حدیثوں میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ابتداء میں رفع یدین ایک رکعت میں کئی مرتبہ کیا جاتا تھا، اس کے بعد صرف نماز

---

[۱] اوجز المسالک، ج ۲ رص ۴۴ ر افتتاح الصلاة، رفع اليدين عند الركوع وغيره الخ، طبع مكة المكرمة.

شروع کرتے وقت رفع یدین باقی رہ گیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی طرح ثابت ہے پھر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے تھے، حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس کو اختیار فرمایا ہے، دوسرے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کیا جاوے ان کے پاس بھی روایات موجود ہیں، اور یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے جیسا کہ ابوبکر جصاص رازی نے احکام القرآن میں تصریح کی ہے[۱]، مستقل رسائل بھی لکھے ہیں، بحرالرائق، ج ۱/ص ۳۲۲[۲] میں ہے "فلایرفع یدیہ عندالرکوع ولاعندالرفع منه ولافی تکبیرات الجنائز لحدیث ابی داؤد عن البراء قَالَ رَایْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلَم یَرْفَعُ یَدَیْهِ حِیْنَ اِفْتَتَحَ الصَّلوٰة ثُمَّ لَمْ یَرْفَعُهُمَا حَتّٰی انْصَرَفَ" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی دونوں طرح کے عمل کی روایات ثابت ہیں،" وفی فتح القدیر واعلم ان الاثار عن الصحابة والطرق عنه صلی اللّٰه علیه وسلم کثیرة جد اوالکلام فیها واسع من جهة الطحاوی وغیره والقدر المتحقق بعد ذٰلک کله ثبوت روایة کل من الامرین عنه علیه الصلوٰة والسلام الرفع عندالرکوع کمارواه الائمة الستة فی کتبهم عن ابن عمر وعدمه کمارواه ابوداؤد وغیره عن ابن مسعود وغیره الخ. البحرالرائق[۳]، ج ۱/ص ۳۲۳/عن عبداللّٰه بن مسعود اَنَّ النَّبِیَّ صَلّی اللّٰه علیه وسلّم

[۱] أما مالیس بفرض فهم مخیرون فی ان یفعلوا ماشاؤ وا منه فن الخلاف بین الفقهاء فیه فی الأفضل منه الی قوله وهذا سبیل ماذکرت من امرالآذان والاقامة وتکبیرالعیدین والتشریق ونحوها من الامور التی نحن مخیرون فیها الخ احکام القرآن للجصّاص الرازی ص ۲۸۲/ج ۱/ سوره بقره باب کیفیت شهود الشهر، مطبوعه قدیمی کراچی.

[۲] البحرالرائق، ج ۱/ص ۳۲۲/(مطبوعه کراچی) باب فصل اذا اراد الدخول فی الصلوٰة.

[۳] البحرالرائق ص ۳۲۳/ج ۱/ فصل اذا اراد دخول فی الصلوة، مطبوعه کوئٹه. فتح القدیر ص ۳۱۱/ج ۱/ بیان شروط الصلاة، مطبوعه دارالفکر بیروت.

كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلوٰةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ بِشَئْيٍ مِنْ ذَالِكَ[1]، مجمع الزوائد میں روایت موجود ہے کہ دوعورتیں نماز پڑھ رہی تھیں، حضور اکرم ﷺ نے ان کو فرمایا بعض اعضاء کو بعض اعضاء سے ملا کر چپکا کر سجدہ کیا کریں، یعنی مردوں کی طرح کشادگی کیساتھ سجدہ نہ کریں، بلکہ سجدہ کی حالت میں اپنے ذراعین کو زمین سے لگالیں اور عضدین کو سینے سے اور شکم (پیٹ) کو زانو پر رکھ لیا کریں ان کا قعود بھی تورک کیساتھ ہوتا ہے رفع یدین بھی مردوں کی طرح نہیں کریں گی، کسی روایت میں ایسا بھی ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر بعد میں ایک رکعت مستقل پڑھی[2] مگر عامۃً تین رکعت ایک ہی سلام کیساتھ پڑھنے کا معمول تھا[3] حضرت عمر فاروقؓ نے بیس رکعت تراویح کا اہتمام فرمایا اور دیگر صحابہ کا بھی یہی معمول تھا،[4] آمین زور سے بھی ثابت ہے[5] یہ کہنا غلط ہے کہ آہستہ سے ثابت نہیں[6] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۶/۱۴۰۰ھ

۱؎ طحاوی شریف، ج ۱/ص ۱۳۲/ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود والرفع من الركوع مكتبه رحيميه ديوبند.

۲؎ عن ابن عمر ان رجلا من اهل بادية سال النبی صلی الله عليه وسلم من صلاة الليل فقال باصبعه هكذا مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل. ابوداؤد شريف، ج ۱/ص ۲۰۱) باب كم الوتر.

ترجمہ: ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دیہاتیوں میں سے ایک شخص نے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا کہ اس طرح دودو رکعت اور وتر کی ایک رکعت رات کے اخیر میں۔

۳؎ قال النيموی وَعَنْ اَبِیْ خَالِدَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَاالْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلّی الله عليه وسلم اَوْعَلَّمُوْنَا اَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلوٰةِ الْمَغْرِبِ غَيْرَ انَّا نَقْرَءُ فِی الثَّالِثَةِ فَهٰذَا وِتْرُاللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُالنَّهَارِ رواه الطحاوی (اوجز المسالک، ج ۲/ص ۳۵۳/عدد ركعات الوتر ودلائل الثلاثث، طبع مكتبه امداديه مكه مكرمه)

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه صلّی اللّٰه عليه وسلم يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَءُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ الحديث (ترمذی، ج ۱/ص ۱۰۶/) باب ماجاء فی الوتر بثلاث. (باقی اگلے صفحہ پر)

مردوعورت کی نماز میں فرق

سوال:۔ ہمارے یہاں مردوں اورعورتوں کے نماز پڑھنے کا طریقہ مختلف ہے، ایسا کیوں ہے کیا کسی حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورتوں کواور طریقہ سے نماز ادا کرنی چاہئے یہ طریقہ ہے میرا مطلب سجدہ میں جانے کا طریقہ پاؤں خاص طرح سے رکھنے کا طریقہ ہے جب کہ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسجد میں یوں نہ بیٹھو،جس طرح کتا بیٹھتا ہے بہرحال کچھ اس طرح کے الفاظ ہیں مگر عورتوں کوجس طرح جانا سکھایا جاتا ہے، اس سے کچھ وہی صورت پیدا ہوتی ہے،عورتوں کواس طرح سجدہ وغیرہ پردہ داری کے خیال سے علماء نے سکھایا ہے توکیا حدیث اورقرآن کے علاوہ خود ایسے طریقے رائج کئے جاسکتے ہیں مجھے اس سلسلہ میں واضح جواب چاہئے؟

(بقیہ گذشتہ صفحہ) **ترجمہ**:۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے،اوران میں مفصلات میں سے نوسورتیں پڑھتے تھے۔

۴ كَانُوْايَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَعَلىٰ عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ مِثْلَهٗ وَفِي الْمُغْنِيْ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ أَمَرَ رَجُلًا اَنْ يُّصَلِّيَ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ،قَالَ وَهٰذَا كَالْإِجْمَاعِ (اوجز المسالک، ج ۲ /ص ۳۰۴/ فصل ركعات التراويح عند الائمة) مطبوعه مكة المكرمه.

۵ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى الله عليه وسلّم قَرَأ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّالِّيْنَ وَقَالَ آمِيْنَ وَمَدَّبِهَا صَوْتَهٗ (ترمذى شريف، ج ۱ /ص ۵۷/ باب ماجاء فى التامين.

ترجمہ:۔حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول پاک سے سنا کہ آپ نے غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین پڑھی اورآخر میں کہا آمین،اوراس میں اپنی آواز کو بلند فرمایا۔

۶ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عليه وسلّم قَرأ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّالِّيْنَ فَقَالَ آمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ (ترمذى شريف ، ج ۱ /ص ۵۸/ باب ماجاء فى التامين.

ترجمہ:. حضرت نبی اكرم صلى الله عليه وسلم نے" غير المغضوب عليهم و لاالضالين" پڑھی اوراس کے بعد کہا آمین اوراس میں اپنی آواز کو پست کیا(یعنی آہستہ سے کہا)

الجواب حامداً ومصلیاً

عورتوں کے لئے اس طرح سجدہ کرنے کا حکم خود حدیث شریف میں ہے علماء نے حدیث کی مخالفت کرکے یا حدیث سے بے نیاز ہوکر کے کسی مصلحت کی بناء پر یہ حکم اپنی طرف سے نہیں دیا ہے،" **والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها لما روى عن يزيدابن ابى حبيب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امراتين تصليان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الىٰ بعض فان المرأة ليست فى ذٰلك كالرجل** اھ زیلعی، ج ۱/ص ۱۱۸/"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قراءت فاتحہ، رفع یدین، آمین بالجہر، تراویح

سوال:۔ (۱) زید امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے اور عمر نہیں پڑھتا، اور دونوں اپنے کو محمدی کہتے ہیں، اب دریافت طلب یہ ہے کہ شریعت محمدیہ کے مطابق کس کی نماز صحیح ہوگی اور کس کی نہیں؟

(۲) بکر آمین بالجہر کا قائل ہے، اور زید آمین بالجہر کا قائل نہیں، کس کا عمل اور قول صحیح ہے؟

(۳) رفع یدین کرنا شریعت محمدیہ کے مطابق ہے یا نہیں؟

(۴) زید صلوٰۃ عیدین میں بارہ تکبیر کہتا ہے اور عمر چھ تکبیروں کا قائل ہے، آخر صحیح حدیث کیا ہے؟

(۵) بیس رکعات تراویح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً ثابت ہیں یا نہیں؟

---

[1] زيلعى، ج ۱/ص ۱۱۸/ باب صفة الصلاة، مطبوعه ملتان. مراقى مع الطحطاوى ص ۲۱۷/ طبع مصر. حلبى كبير ص ۳۲۲/ صفة الصلاة، لاهور.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) سوال واضح نہیں، زید اور عمر میں جو اختلاف ہے وہ سری نماز میں ہے یا جہری نماز میں؟ یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ محمدی کا کیا مصداق ہے، آیا یہ نسبت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے یا کسی اور امام کی طرف، جیسے امام محمد بن حسن یا امام محمد ابن ادریس وغیرہما ، یہ لفظ کتب حدیث میں تو کہیں نہیں ملتا، آپ کے سوال سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ محاکمہ چاہتے ہیں، تو وہ موقوف ہے ہردو کے دلائل کے معلوم ہونے پر آپ نے کسی کی دلیل بھی نہیں لکھی؟

(۲) یہاں بھی دونوں کی دلیل لکھئے تب محاکمۂ سوال کیجئے؟

(۳) افتتاح صلوٰۃ کے وقت رفع یدین احادیث کثیرہ سے ثابت ہے[۱]، اس کے علاوہ بعض مواقع میں دونوں طرح کی روایات موجود ہیں۔

(۴) یہاں بھی دونوں کی دلیلیں لکھئے، نیز صحیح حدیث کی تعریف کیجئے، مگر یہ تعریف کتاب وسنت سے کیجئے۔

(۵) کیا کسی صحیح حدیث میں تراویح کا لفظ آیا ہے نیز مرفوع حدیث کی تعریف کیا ہے، جوبات لکھیں سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمان سے لکھیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴/۸۸ھ

---

[۱] راجع للبسط باب رفع الیدین فی الصلاۃ من مجمع الزوائد، ج۲/ص ۲۶۹/ دار الفکر.

مقتدیوں کی اطلاع کیلئے کسی کو آمین بالجہر کیلئے متعین کرنا

سوال:۔ امام صاحب بکر کو حکم دیتے ہیں، کہ میری آواز دور تک نہیں جاتی، لہٰذا تم آمین زور سے (بالجہر) کہدیا کرو تاکہ دوسرے لوگ اس کی آمین سنکر آمین کہیں، جو حنفی مسلک کے خلاف ہے، امام صاحب ضعیف آدمی ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے بوجہ کثرت جماعت بکر کو کہا کہ تم آمین بالجہر کہنا تاکہ باقی مقتدیوں کو پتہ چل جائے، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا، امام صاحب نے جواب دیا کہ بکر بھی مقتدی ہے اس کو آمین جہراً کہنا جائز ہے، تمام ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں اختلاف افضلیت میں ہے، احناف کے نزدیک سراً افضل ہے، اور شوافع کے نزدیک جہراً افضل ہے، جیسا کہ اطلاع امام کے لئے سبحان اللہ کہنا شارع علیہ السلام سے ثابت ہے، اس پر عوام الناس نے شور مچایا ہے امام صاحب غیر مقلد ہیں، حالانکہ امام صاحب نے آمین بالجہر کو نہ سنت مؤکدہ کہا ہے نہ اس کے تارک کو مجرم اسلام کہا ہے، بلکہ ایک دفعہ واقعہ ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس اطلاع کے لئے آمین بالجہر کہنے کی کیا ضرورت ہے، جبکہ حنفیہ کے نزدیک آمین آہستہ کہنا سنت ہے بالجہر سنت نہیں[1] تو پھر بالجہر کہہ کر یا کسی مقتدی سے کہلوا کر شور وشغب کا دروازہ کھولنا قرین دانشمندی نہیں، اور محض ایک مرتبہ آمین بالجہر کہنے سے مقتدیوں کا امام کو غیر مقلد کہنا بھی صحیح نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/ شعبان ۶۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/ شعبان ۶۴ھ

---

[1] ویخفونها ای ویخفی الامام والمقتدون اٰمین لقول ابن مسعودؓ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

آمین بالجہر سے دوسروں کی نماز پر اثر

سوال:۔ ہم حنفیوں کی جماعت میں اہل حدیث مسلک کے لوگ شریک نماز ہوکر الحمد کے بعد آمین بالجہر اپنے طریقہ کے مطابق بلند آواز سے کہتے ہیں، کیا بلند آواز سے کہنے سے ہماری نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی، اوران کو مسجد میں آنے سے روکنے کا حق ہم لوگوں کو ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان کے زور سے آمین کہنے کی وجہ سے حنفیوں کی نماز خراب نہیں ہوگی، اگر وہ کوئی فتنہ فساد نہیں کرتے، مسجد میں آکر صرف اپنے طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں، تو ان کو مسجد میں آنے سے نہ روکیں، نہ ان سے بحث کریں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۸۷ھ

جواب صحیح ہے، لیکن اہل حدیث حضرات کے نزدیک بھی بالجہر آمین کہنا ضروری نہیں ہے، بلکہ صرف اتنی آواز سے کہنا کافی ہے کہ پاس کا آدمی سن سکے، اسلئے بلا وجہ زور سے چیخنے کے بجائے جہر ادنیٰ پر کفایت کرنی چاہئے، اور حنفیوں کی رعایت کرنی چاہئے کیونکہ اس چیخنے

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) اربع یخفیهن الامام التعوذ والتسمیة وآمین وربنالک الحمد الخ، کبیری، ص ۳۰۹/ مطبوعه مصر. عالمگیری ص ۷۴/ ج ۱/ الفصل الثالث فی سنن الصلوة وآدابها وکیفیتهما، مطبوعه کوئٹه. الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۴۷۵/ ج ۱/ مطلب فی التبلیغ خلف الامام باب صفة الصلوة.

[1] فلایجوز لاحد مطلقاً ان یمنع مؤمناً من عبادة یاتی بها فی المسجد لان المسجد مابنی الا لها من صلاة واعتکاف، البحرالرائق، ص ۳۴/ ج ۲/ فصل لمافرغ من بیان الکراهة فی الصلوٰة، مطبوعه کوئٹه. قرطبی ص ۷۴/ ج ۱/ الجزء الثانی سوره بقره آیت ص ۱۱۴/ دارالفکر بیروت.

سے یقیناً حنفیوں کی توجہ نماز سے ہٹ کر اس آواز پر جائیگی، لہٰذا یہ طریقہ مذموم ومعیوب ہوگا۔

فقط والسلام

بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۶/۸۷ھ

تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک ہے

سوال:۔ تکبیر تحریمہ میں شامل ہونے کی حد کیا ہے، پہلی رکعت کے رکوع سے پہلے پہلے اگر شامل ہو جائے تو تکبیر تحریمہ کی فضیلت ملے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(مذکورہ مسئلہ درمختار میں ہے) تکبیر اولیٰ میں شامل ہونے کی حد میں اختلاف ہے، مگر صحیح قول یہی ہے کہ جس نے پہلی رکعت پالی اس کو تکبیر اولیٰ کی بھی فضیلت حاصل ہوگئی، ''اما فضیلة تکبیرة الافتتاح فتکلموا فی وقت ادراکها والصحیح من ادرک الرکعة الاولیٰ فقد ادرک فضیلة تکبیرة الافتتاح . کذا فی الحصر فی باب ابی یوسف [۱] عالمگیری، مطبوعہ کانپور، ج ۱/ص ۳۵/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] فتاویٰ عالمگیری، ج ۱/ص ۶۹/ مطبوعہ مصر الباب الرابع، فی صفة الصلوٰة. درمختار مع الشامی زکریا ص ۲۴۰/ ج ۲/ وشامی کراچی ص ۵۲۶/ ج ۱/ باب صفة الصلاة، مطلب فی وقت ادراک فضیلة الافتتاح. طحطاوی علیٰ المراقی ص ۲۰۸/ فصل فی بیان سنن الصلوة، مطبوعہ مصری.

تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک حاصل ہے

سوال:۔کسے اگر درر کوع رکعت اولیٰ بجماعت شریک باشد اور ثواب تکبیر اولیٰ حاصل شود یا نہ ثواب تکبیر اولیٰ تا کدام وقت از رکعت اولیٰ باقی ماند۔

الجواب حامداًومصلیاً

برقول صحیح حاصل شود ہر کہ رکعت اولیٰ نہ یافت ثواب تکبیر تحریمہ نہ یافت ودریں مسئلہ اقوال دیگر نیز ذکر کردہ شدہ قول صحیح ہمیں است کہ تحریر نمودیم کذا فی الطحطاوی علی المراقی الفلاح ،ص۱۴۹ / ۱ [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۴/ ۵۶ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہ، الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۴/ ۵۶ھ

تکبیر اولیٰ کے لئے دوسری مسجد میں جانا

سوال:۔زید ایک مدرسہ میں پڑھتا ہے، مدرسہ کی مسجد میں اس نے وضو کیا جماعت کھڑی ہو چکی تھی، اور کچھ نماز ہو چکی تھی، کہ وہ وضو سے فارغ ہو کر کسی قریب کی مسجد میں اس لئے جاتا ہے کہ وہاں تکبیر اولیٰ کا ثواب بھی مل جائے گا، یہ اس کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ کیا

---

[1] واختلف فی ادراک فضل التحریمة علیٰ قولهما فقیل الیٰ الثناء کما فی الحقائق وقیل الیٰ نصف الفاتحة کما فی النظم وقیل فی الفاتحة کلها وهو المختار کما فی الخلاصة وقیل الی الرکعة الاولیٰ وهو الصحیح الخ، طحطاوی علی المراقی ص۲۰۸ / فصل فی بیان سنن الصلاة، مطبوعه مصری. شامی زکریا ص۲۴۰ / ج۲ / باب صفة الصلوة، مطلب فی وقت ادراک فضیلة الافتتاح. هندیه ص۶۹ / ج۱ / الباب الرابع فی صفة الصلوة، مطبوعه کوئٹه.

حکم ہے؟ ''خروج من المسجد قبل ان یصلی'' مکروہ تحریمی ہے، اور علت یا حکمت ہے تہمت یا مخالفت امام، دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تہمت حکمت ہے (کہ جس کے ساتھ حکم وجوداً یا عدماً دائر نہیں ہوتا) یا یہ علت ہے (کہ جس کے ساتھ حکم وجوداً یا عدماً دائر ہوتا ہے) زید کہتا ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو کوئی تہمت نہیں لگائے گا، بلکہ سب جانتے ہیں کہ یہ فلاں مسجد میں نماز با جماعت ادا کرے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتاویٰ رشیدیہ جلد ا ص ۲۸ [۱] میں ہے، جماعت کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں کہ پوری نماز امام کے ساتھ ملے ہرگز نہ جاوے کہ اعراض جماعت مسلمین سے ظاہر ہے، اور دوسری جگہ نماز کا ملنا محتمل ہے، اور اس مسجد کا حق تلف ہوتا ہے، اور صورت تہمت و اعراض ہے، یہ علت حقیقیہ نہیں کہ طرد و عکس لازم ہو بلکہ یہ امارات ہیں نیز جب کہ خروج عن المسجد بعد النداء کی مخالفت پر نص موجود ہے۔

''ثُمَّ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ ؓ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كُنْتُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَلَايَخْرُجُ اَحَدُكُمْ ح. حتّٰی يُصَلّٰی اھ'' (اوجز، ج ۲/ص ۱۳۳). [۲]

پھر زید کا تکمیل کو علت قرار دے کر خروج کرنا تعلیل فی مقابلۃ النص ہے، ایسی تعلیل جس سے بطلان نص لازم آئے درست نہیں، اور جن کو فقہاء نے مستثنیٰ کیا ہے، ان کے استثناء پر دلائل موجود ہیں، حتیٰ کہ اگر امام مسجد آخر ہو اور اس کی غیبوبت سے تفریق ناس نہ ہو تو اس کو بھی خروج سے منع کیا گیا ہے، اگر مسجد آخر کا مؤذن ہو لیکن دوسرا شخص اس کی نیابت کر لیتا ہے، تو اس کو بھی منع کیا گیا ہے ''قال شرنبلالی وکره خروجه من المسجد اذن فيه

---

[۱] فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۴۳/ باب امامت اور جماعت کا بیان، مطبوعہ محمودیہ سہارنپور۔

[۲] اوجز المسالک ص ۱۳۳/ ج ۲/ القنوت فی الصحیح، لایخرج احد من المسجد ولایرید الرجوع الخ، مطبوعه یحیوی سهارنپور.

حتی یصلی الا اذا کان یقیم جماعة اخریٰ کامام و موذن لمسجد اٰخر اھ قوله کامام قیده فی الکبیر و شرح السیر وغیرهما بامام تتفرق الناس بغیبته انه لولم یکن بهذه المثابة لایخرج والظاهر ان المؤذن اذکان من یقوم مقامه عند غیبته یکره لهٗ الخروج ایضاً اھ[1] طحطاوی، ص ۲۴۹.[2] وقد بقی الجنایافی الزوایا۔

فقط واللہ اعلم — حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ جامع العلوم کانپور

تکبیر تحریمہ کے وقت کان کی لوکو چھونا

سوال: ۔ایک صاحب نے مجھ سے اعتراض کیا کہ کان کی لومس کر کے نیت نہیں باندھئے نماز نہیں ہوتی دریافت طلب امر یہ ہے کہ نیت باندھنے میں ہاتھ کی ہتھیلی کا کان تک یا کان کی لوتک اٹھانا فرض ہے؟ یا سنت؟ یا واجب کیا ہے؟ اگر کسی نے سینے تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لی تو نماز ہوگئی یا نہیں یا مکروہ ہوئی ؟

الجواب حامداً و مصلیاً

تکبیر افتتاح کے وقت کانوں کی لوکو مس کرنا نہ فرض ہے نہ واجب نہ حرام ہے، مس کرنے سے اور مس نہ کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی، اس سے معلوم ہوگیا کہ مس کی کیا حیثیت ہے؟ کرے تب بھی مضائقہ نہیں نہ کرے تب بھی حرج نہیں[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اوجز المسالک ص۱۳۳ ج۲ القنوت فی الصبح لا یخرج احد من المسجد ولا یرید الرجوع الخ مطبوعه یحیوی سهارنپور.

[2] الطحطاوی علی المراقی، ص ۲۴۷/۳، مطبوعه مصر (باب ادراک الفریضة) قبیل باب السجود. درمختار مع الشامی زکریا ص۵۰۸/ ج۲/ باب ادراک الفریضة، مطلب فی کراهة الخروج من المسجد بعد الاذان. فتح القدیر ص۴۷۴/ ج۱/ باب ادراک الفریضة، مطبوعه دارالفکر، بیروت.

[3] رفع یدیه غیر مفرج اصابعه ولاضام بل یترکها علی حالها ماسا بابها میه شحمتی اذنیه وقال فی حاشیته هو لیس بسنة مستقلة فانه لادلیل علیه فی روایة (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بوقت تحریمہ مس اذنین

سوال: ۔شرح وقایہ میں حاشیہ کے اوپر مولانا عبدالحیؒ نے لکھا ہے "**وهو ليس بسنة مستقلة فانه لادليل عليه فى رواية**" لہٰذا اگر کسی شخص نے رفع یدین کے وقت مس اذنین کیا تو خلاف سنت ہوگا، اور بغیر مس کے سنت ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ نیز مس اذنین کے وقت اکثر لوگوں کی ہتھیلی قبلہ رخ نہیں ہوتی تو یہ خلاف سنت ہوگا یا نہیں، اور بغیر مس کے بھی ہتھیلی قبلہ رخ نہ ہوئی تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عبارت منقولہ فی السوال کے متصلاً بعد یہ عبارت بھی ہے "**ولعل من استحبه انما استحبه تحقيقا للمحاذاة و دفعًا للوسوسة**[۱]"، حاصل یہ ہے کہ اصل سنت (رفع یدین) کی مقدار وتحدید کی تحقیق کے لئے مس ہے پس یہ سنت کی ادائیگی میں معین ہے معارض نہیں ہتھیلی کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

تحریمہ کے بعد ہاتھ کس وقت باندھے

سوال: ۔نیت باندھنے کے بعد دونوں ہاتھ چھوڑ دینا مکروہ ہے یا حرام؟

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ولعل من استحبه انما استحبه تحقيقا للمحاذاة ،شرح وقايه مع حاشيه، ج ۱/ص ۱۴۳/باب صفة الصلوٰة. شامى كراچى ص ۴۸۲/ج ۱/ باب صفة الصلوة. سعايه ص ۱۵۲/ج ۲/ باب صفة الصلوة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[۱] عمدة الرعاية علىٰ شرح وقايه ،نمبر ۱۱/ص ۱۴۳/.

[۲] ورفع يديه ماسا بابهاميه شحمتى اُذنيه هوالمراد بالمحاذاة لانها لاتتيقن الا بذلك ويستقبل بكفيه القبلة.الدرالمختار على الشامى كراچى ،ج ۱/ص ۴۸۲/ فصل فى بيان تاليف الصلاة الخ شامى زكريا ،ج ۲/ص ۱۸۲/.

الجواب حامداً ومصلیاً

خلاف سنت ہے، حرام نہیں ظاہر روایت میں تو یہ ہے کہ تکبیر کہتے ہی فوراً ہاتھ باندھنا سنت ہے، امام محمدؒ سے نوادر کی ایک روایت میں ہے کہ ثناء تک چھوڑے رکھے، ثناء سے فارغ ہوکر ہاتھ باندھ لے ''ووضع یمینه علی یساره کما فرغ من التکبیر بلا ارسال فی الاصح اھ درمختار، وھو ظاھر الروایة وروی عن محمد فی النوادر انه یرسلھاحالة الثناء فاذا فرغ منه یضع اھ ردالمحتار، ج ۱/ص ۵۰۸/''[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۱/۵۷ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف، صحیح سعید احمد غفرلہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۱/۵۷ھ

عورتوں کیلئے نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا

سوال:۔ عورتوں کے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی کیا حدیث اور کس کتاب میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نیل، ج ۲/ص ۸۷/ میں ہے[۲] '' عَنْ وَائِلُ بْنِ حُجْرؓ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

---

[۱] شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۲۷/ مطلب فی بیان المتواتر والشاذ باب صفة الصلاة، شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۸۶. فتح القدیر ص ۲۸۷/ ج ۱/ باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالفکر بیروت. سعایه ص ۱۵۶-۱۵۷/ ج ۲/ باب صفة الصلاة، مطبوعه لاهور.

[۲] نیل الاوطار للشوکانی، ج ۲/ص ۱۹۱/ باب ماجاء فی وضع الیمین تحت الشمال.

ترجمہ:۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ مبارک کے اوپر رکھا۔

ترجمہ:۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔

فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ شرح ترمذی ابی طیب، ص۲۷۷/ عن وائل بن حجر قال رَاَئيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلّم وَضَعَ يَمِيْنَهُ عَلٰى شِمَالِهٖ تَحْتَ السُّرَّةِ،اعلاء السنن ،ج۲/ص ۱۴۸/ [۱]

سینے پر ہاتھ رکھنے کی بھی حدیث ہے اور ناف کے نیچے رکھنے کی بھی حدیث ہے،حنفیہ نے اول کو عورتوں کے لئے اور ثانی کو مردوں کے لئے مانا ہے، کیونکہ دوسری حدیث کے لئے حدیث قولی بھی موجود ہے[۲]، نیز آثار سے بھی مؤید ہے[۳]، پہلی حدیث کے عورتوں کے لئے ہونے کی وجہ بھی بیان کی ہے "لانه استر لها"[۴] (اس میں پردہ زیادہ ہے ۱۲)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم صفر ۵۲ھ

الجواب صحیح بندہ عبدالرحمٰن مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم صفر ۵۲ھ

---

[۱] اعلاء السنن ،ج۲/ص ۱۷۰/ باب وضع اليدين تحت السرة، مكتبه امداديه مكه مكرمه.

[۲] عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول (اِنَّا مَعْشَرَالْاَنبِيَاءِ اُمِرْنَا بِتَعْجِيْلِ فِطْرِنَا وَتَاخِيْرِ سَحُوْرِنَا وَاَنْ نَضَعَ اَيْمَانَنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي الصَّلَاةِ (المعجم الكبير للطبراني ،ج۱۱/ص ۱۵۹/ حديث ص۱۱۴۸۵/ طبع دارالاحياء التراث العربي.

ترجمہ:۔ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی اکرم کو سنا آپ نے ارشاد فرمارہے تھے ہم (انبیاءؑ کی جماعت) کو افطار میں تعجیل سحر میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے اور اسکا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں۔

[۳] راجع اعلاء السنن للاثار عن ابی مجلز وعلی وابی هريرة اعلاء السنن، ص۱۶۵/ج۲/ باب وضع اليدين تحت السرة، مكتبه امداديه مكه مكرمه.

[۴] سعايه ،ج۲/ص۱۵۶/ صفة الصلوة (مطبوعه كراچى). بحر ص۳۰۳/ج۱/ باب صفة الصلاة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. مراقی الفلاح علیٰ الطحطاوی ص۲۰۹/ فصل في بيان سنن الصلاة، مطبوعه مصری.

وضع یدین علی الصدر

سوال: ۔سینہ پر ہاتھ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرد کو ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے اور عورت کو سینہ پر اگر مرد نے سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی تب بھی نماز ہو جائے گی، مگر تارک سنت ہوا ''**و وضع یمینه علیٰ یساره تحت سرته مستفتحا لمارویناه وهوسنة القيام** زیلعی[1]، ص ۱۱۱/ صفۃ الصلاۃ''

(ملتان) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ، دار العلوم دیوبند

نماز شروع کرتے وقت بسم اللہ

سوال: ۔جب کوئی مصلے پر نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم ہے یا نہیں اور اگر حکم ہے تو کتب نماز میں درج کیوں نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کھڑے ہونے کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنے کا حکم نہیں[2] بلکہ الحمد للہ شریف شروع کرنے کے وقت حکم ہے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] زیلعی، ج۱/ص۱۱۱/(مطبوعہ امدادیہ ملتان) باب صفۃ الصلوٰۃ۔

[2] وفی ذکر التسمية بعد التعوذ اشارة الى محلها فلو سمى قبل التعوذ اعاد ها بعده لعدم وقوعها فی محلها ولو نسيها حتى فرغ لايسمى لاجل فوات محلها (البحر الرائق، ج ۱/ص ۳۱۲/ باب صفة الصلاة فصل واذا اراد الدخول شامى نعمانيه، ج ۱/ص ۳۲۹/ شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۰/.

[3] ويسمى فی كل ركعة قبل الفاتحة ثم قراءة الفاتحة طحطاوی على المراقی ص ۲۲۸/ فصل فی كيفية تركيب افعال الصلوة، طبع مصر.

ثناء کی حیثیت

سوال: ۔ثناء ہر نماز میں ایک حیثیت رکھتی ہے یا سنت ونفل میں دوسری اور فرض نماز میں کوئی اور؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فرض ،سنت ، وتر ،نفل غرض ہر نماز میں پہلی رکعت میں ثناء پڑھی جائے گی ،سب میں حیثیت ایک ہی ہے " ویستفتح کل مصل الخ نور الایضاح،ص[۱] ۷۳/ "۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

ثناء پڑھنے کا وقت

سوال: ۔زید امامت کے لئے کھڑا ہوا ،اور قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھ لی ، مقتدی اور مکبّر حضرات نے بعد تمام اقامت فوراً نیت باندھی ،لیکن امام کے سورہ فاتحہ شروع کرنے کی وجہ سے ثناء نہیں پڑھ سکے ، یہ زید کی عادت ہے کہ ثنا پڑھنے کی مہلت نہیں دیتا ، بعد نماز عمر نے اعتراض کیا کہ اے زید امام ہم تمام مقتدی مکبّر کب ثنا پڑھیں ، زید جواب دیتا ہے کہ ثناء نہ پڑھی جائے تو کوئی بات نہیں ، اگر ثناء پڑھنا ہو تو قد قامت الصلوٰۃ پر فوراً میرے ہمراہ نیت باندھو اور ثنا پڑھو ، اور ثنا کی ذمہ داری میرے اوپر نہیں ہے ، عمر سوال کرتا ہے زید سے کہ مقتدیوں کو اقامت کا جواب بھی دینا ہوتا ہے ، زید کہتا ہے کہ اقامت کا جواب نہیں دینا چاہئے ، عمر زید سے کہتا ہے کہ اگر ہم لوگ قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھ لیں اور لیکن بکر کب

---

[۱] ویسن الثناء لماروینا (مراقی مع الطحطاوی ،ص ۲۰۹/ بیان سننھا . بحر کوئٹہ ص ۳۰۹/ ج ۱/ بیان شروع **الصلوۃ**. عنایہ علی فتح القدیر ص ۲۸۸/ ج ۱، دارالفکر بیروت. عالمگیری کوئٹہ ص ۷۳/ ج ۱/ الفصل الثالث فی سنن الصلوۃ و آدابھا .)

نیت باندھے اور کب ثنا پڑھے؟ تو زید کہتا ہے کہ زیادہ بولو نہیں ورنہ پٹک کر چڑھ بیٹھونگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

''وشروع الامام فی الصلوٰۃ مذقیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتی اتمها لابأس به اجماعاً وهو قول الثانی والثلاثة وهو اعدل المذاهب كمافی شرح المجمع لمصنفه وفی القهستانی معزياً للخلاصة انه الا صح اھ (درمختار) قوله وهو التاخير المفهوم من قوله اخرقوله انه الا صح لان فيه محافظة علىٰ فضيلة متابعة المؤذن واعانة لهٗ على الشروع مع الامام اھ[1] (ردالمحتار، ج ۱/ص ۳۲۲/) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام کے لئے مناسب یہ ہے کہ اقامت ختم ہونے پر نماز شروع کرے تا کہ مکبّر امام کی متابعت بروقت کر لے، امام کو جواب کا وہ طریقہ نہیں اختیار کرنا چاہئے، جو سوال میں مذکور ہے، ثناء پڑھنا سنت ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۶/۹۳ھ

سری نماز میں ثناء کا حکم

سوال:۔سری نماز میں مقتدی کو پہلی رکعت میں رکوع سے تھوڑی دیر پہلے آکر ملنے تک ثناء پڑھنے کی گنجائش ہے یا نہیں؟

---

[1] شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۲۲/ اٰخرباب صفة الصلاة شامی کراچی، ج ۱/ ص ۴۷۹/.

[2] وسننها رفع اليدين للتحريمة ونشر الاصابع الى قوله والثناء والتعوذ الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار کراچی، ج ۱/ص ۴۷۴-۴۷۵/مطلب سنن الصلوٰۃ. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۰۹/ بيان سنن الصلوة. مصری عالمگیری ص ۷۳/ج ۱/ الفصل الثالث فی سنن الصلوة الخ، مطبوعه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

گنجائش ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

امام کے پیچھے ثناء پڑھنا

سوال: ۔اگر آہستہ نمازوں میں یا فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں کوئی مقتدی نماز میں شامل ہوجائے کیا وہ اس وقت ثنا پڑھے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں پڑھے گا[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

مقتدی کے لئے ثناء کا پڑھنا

سوال: ۔امام قرائت کررہا ہے تو مقتدی کو ثنا پڑھنا کیسا ہے اسی طرح سری نماز میں جب یہ یقین ہو کہ امام قرائت کررہا ہے تو مقتدی کا ثناء پڑھنا کیسا ہے؟

---

[۱] ادرک الامام فی القیام یثنی مالم یبداء بالقرأ ۃ وقیل فی المخافتة یثنی ولو ادرکه راکعا اوساجداً ان اکبر رایه ان یدرکه اتی به (الدرمع الشامی نعمانیه ، ج ۱/ص ۳۲۸/ قبیل مطلب لفظة الفتویٰ اکدوابلغ ،باب صفة الصلاۃ. منحة الخالق علی البحر الرائق ص ۳۱۰/ج ۱/ باب بیان شروع الصلوۃ. خانیه علی الهندیه ص ۸۸/ج ۱/ مطبوعه کوئٹه.

[۲] وقرأ کما کبر سبحانک اللهم تارکًا وجل ثناؤک الی قوله الا اذا شرع الامام فی القرأۃ سواء کان مسبوقاً اومدرکاً وسواء امامه یجهر بالقرأۃ اولافانه لایأتی به. (شامی زکریا، ج۲/ص ۱۸۹/ باب صفة الصلوٰۃ ،مطلب فی بیان المتواتر بالشاذ)شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۸۸/. خانیه علی الهندیه ص ۸۸/ج ۱/ مطبوعه کوئٹه. بحر ص ۳۰۹/ج ۱/ بیان شروع الصلوۃ، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

الجواب حامداً ومصلیاً

جہری نماز میں امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد مقتدی ثنا نہ پڑھے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم　　حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز شروع ہونے کے بعد مقتدی آیا وہ ثنا کب پڑھے

سوال:۔ امام نے سری نماز میں قراءت شروع کردی اس کے بعد زید نماز میں آ کر ملا تو وہ اب ثنا کب پڑھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سورت شروع کردی ہے تو زید ثنا نہ پڑھے[2] اگر فاتحہ شروع کی ہے اور امام کے سکتات اور آیات کے وقف کے وقت پڑھ سکتا ہے تو پڑھے ورنہ نہ پڑھے۔[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴؍۳؍۶۴ھ

الجواب صحیح عبداللطیف، الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴؍۳؍۶۴ھ

---

[1] ان کان الامام یجهر لایثنیٰ (شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۲۸/ مطلب فی بیان المتواتر باب صفة الصلاة. شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۸۸/.

[2] ویستفتح کل مصل مالم یبدأ الامام بالقراءة ولو سریةً علیٰ المعتمد الخ، طحطاوی مع المراقی مصری ۲۲۸/ فصل فی کیفیة ترکیب الصلوة.

[3] واذاادرک الامام وهو یجهر لایأتی بالثناء بل یستمع وینصت وقال بعضهم یأتی بالثناء عند سکتات الاما م کلمة کلمة او کلمتین کلمتین بحسب مایمکنه، غنیة المستملی ملخصاً، ص ۳۰۴/ صفة الصلاة. طحطاوی علی المراقی ص ۲۲۸/ باب فی کیفیة ترکیب الصلوة، مطبوعه مصری. منحة الخالق مع البحر ص ۳۰۹/ ج ۱/ باب صفة الصلوة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

ثنا کے آخر میں کاف پر زبر ہے یا جزم

سوال:۔ نماز میں جو ثنا پڑھتے ہیں، ثنا کے آخر میں ''وَلَا اِلٰـــہَ غَیْــرُکَ'' پڑھنا چاہئے یا ''غَیْرُکْ'' پڑھا جائے؟ کتاب اور سنت کی روشنی میں مطلع فرمادیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ثنا کے بعد اگر اعوذ پڑھنا ہو تو ''غَیْــرُکَ'' کاف کے زبر کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں، اگر کاف پر سانس ختم کرنا ہو تو کاف کو ساکن کر دیں، اگر ثنا کے بعد اعوذ نہ پڑھنا ہو جیسا کہ مقتدی کا حال ہوتا ہے تو کاف کو ساکن کر دیں۔　　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

فاتحہ سے پہلے بسم اللہ

سوال:۔ کیا جب سورۂ فاتحہ پڑھی جائیگی اس سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز میں جب بھی سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی اس سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم　　حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲۳؍۲؍۹۰ھ

اعوذ باللہ اور بسم اللہ

سوال:۔ نماز کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا سنت ہے یا نہیں اور رکعت کے

[۱] وسننها رفع اليدين للتحريمة ......والثناء والتعوذ والتسمية (الدر مع الشامي، نعمانيه ج ۱/ص ۳۲۰/ مطلب سنن الصلاة .شامي كراچي، ج ۱/ص ۴۷۳/. فتح القدير ص ۲۹۱/ج ۱/ دارالفكر. بحر ص ۳۰۳/ج ۱/ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

شروع میں بھی قرأۃ سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص ثناء کے بعد الحمد پڑھے گا جیسے امام اور منفرد وہ اعوذ باللہ و بسم اللہ بھی پڑھے گا اور جو شخص ثنا کے بعد الحمد نہیں پڑھیگا جیسے مقتدی وہ اعوذ باللہ و بسم اللہ بھی نہیں پڑھے گا[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سورۃ سے پہلے بسم اللہ

سوال:۔(۱) سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین امام ومقتدی دونوں کو کہنا چاہئے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر دوسری سورۃ شروع کرنی چاہئے یا بغیر بسم اللہ کے پڑھنا چاہئے؟

پیش امام صاحب سورہ فاتحہ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر دوسری سورۃ شروع کرتے ہیں ایسا کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۲) قد قامت الصلوٰۃ پر نیت باندھنا چاہئے مگر ہمارے پیش امام تکبیر کے کافی دیر بعد نیت باندھتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جس نماز میں قراءت آہستہ کی جاتی ہے، اس میں الحمد کے بعد آمین کہہ کر بسم اللہ پڑھ کر سورۃ شروع کی جائے اور جس نماز میں آواز سے قراءت کی جاتی ہے سورت سے

---

[1] ویسن التعوذ فیقول اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم وھو ظاھر المذھب للقرأۃ فیأتی بہ المسبوق کالامام والمنفرد لا المقتدی لانہ تبع للقرأۃ عندھما وتسن التسمیۃ اول کل رکعۃ قبل الفاتحۃ ،مراقی الفلاح ،ص ۳۹/ فصل فی بیان سننھا، مصری. شامی کراچی ص ۴۸۹/ج ۱/ باب صفۃ الصلوۃ. فتح القدیر ص ۲۹۱/ج ۱/ باب صفۃ الصلوۃ، دارالفکر، بیروت.

پہلے پڑھنا مسنون نہیں[۱] مقتدی نہ الحمد للہ پڑھتا ہے نہ سورت۔

(۲) اقامت ختم ہونے پر بھی نماز شروع کرنا درست ہے، قد قامت الصلوٰۃ پر بھی اجازت ہے تکبیر ختم ہونے کے بعد بلا وجہ تاخیر مناسب نہیں[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

سورۂ فاتحہ اور سورہ کے درمیان تسمیہ کا حکم

سوال:۔ سورۂ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان تسمیہ پڑھنا کیسا ہے اگر پڑھ لیا جائے تو حنفیہ کے نزدیک کیا ہوگا جہراً وسراً بھی تشریح کردیں گے اس کے متعلق صاحب درمختار لکھتے ہیں

"لاتسن بين الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سرية ولاتكره اتفاقاً (باب صفة الصلوٰة)

الجواب حامداً ومصلياً

ردالمحتار، ج۱رص ۴۵۷ر اور شرح مراقی الفلاح میں تصحیح اور فتویٰ مذکور ہے، نیز بحر، ج۱رص۳۱۲ر میں مذکور ہے ملاحظہ فرمائیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] وعند محمد ياتي بها اى بالتسمية فى اول السورة اذا خافت بالقرأة لااذا جهر، حلبى كبير، ص ۳۰۸–۳۰۹ر صفة الصلوٰة. شامى كراچى ص ۴۹۰ر ج ۱ر باب صفة الصلوة. البحر ص ۳۱۲ر ج ر فى بيان شروع الصلوة، مطبوعه كوئٹه.

[۲] وشروع الامام فى الصلوٰة مذقد قامت الصلاة ولو اخر حتى اتمها لاباس به اجماعاً وهو قول الثانى والثالث وهو اعدل المذاهب (الدرالمختار على الشامى كراچى ج ۱ رص ۴۷۹ر باب صفة الصلاة وآداب الصلاة.

[۳] (قوله لاتسن) ان هذا قولهما وصححه فى البدائع وقال محمد تسن ان خافت لاان جهر بحر ...... وذكر فى المصفى ان الفتوى على قول ابى يوسف انه يسمى فى اول ركعة ويخفيها (شامى نعمانيه، ج ۱ رص ۳۲۹ر مطلب لفظة الفتوىٰ **(بقيه اگلے صفحه پر)**

آمین بالجہر

سوال:۔امام کے پیچھے آمین بلند آواز سے کہنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام کے پیچھے مقتدیوں کو اور خود امام کو آمین آہستہ کہنا چاہئے ''عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰی بِنَارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاالضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ ''[1] رواہ احمد والترمذی (آثار السنن، ج ۱ /ص ۹۶/)

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفر لہٗ دار العلوم دیوبند

آمین بالجہر

سوال:۔آمین بالجہر حدیث شریف سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسکے متعلق حدیثیں دونوں قسم کی ہیں بعض میں بالجہر ہے بعض میں بالسر، امام ابوحنیفہؒ

(گذشتہ کا بقیہ) اکدوابلغ باب صفة الصلاة، شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۰/ طحطاوی علی المراقی، ص ۲۲۸/ فصل فی کیفیة ترکیب افعال الصلوة. مصری البحرالرائق، ج ۱/ص ۳۱۲/ فصل واذا اراد الدخول فی الصلاة باب صفة الصلاة، طبع کوئٹہ.

(صفحہ ہٰذا) [1] آثار السنن ص ۹۶/ج ۱/ کتاب الصلوة باب ترک الجهر بالتامین، مطبوعه دارالاشاعت کلکته. ترمذی شریف ص ۵۸/ج ۱/ ابواب الصلوة، باب ماجاء فی التامین، اشرفی بکڈپو دیوبند. مسند احمد ص ۳۱۶/ج ۴/ حدیث وائل ابن حجرؓ، مطبوعه دارالفکر بیروت.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی، پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا، آمین کہا اور (آمین کہتے ہوئے) اپنی آواز کو پست فرمایا، یعنی آہستہ کہا۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آمین بالسر[۱] کہا جائے، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ آمین بالجہر کہی جائے امام شافعیؒ کے دو قول ہیں قول قدیم امام احمد کے موافق ہے قول جدید امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ کے موافق ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، مظاہر علوم سہارنپور

آمین بالجہر، رفع یدین میں اختلاف اولویت کا ہے

سوال:۔ آج تک بعض علماءِ دین سے قراءت خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ مختلف فیہ مسائل کے بارے میں ہم لوگ یہ سنتے تھے کہ اس میں قراءت خلف الامام کے علاوہ باقی تمام مسائل میں اختلاف اولویت وغیر اولویت میں ہے، لیکن شامی میں بحوالہ مکحول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، نیز اسی جگہ تحریر ہے کہ مکروہ ہے، لفظ مکروہ مطلقاً ہے جس سے ذہن میں متبادر مکروہ تحریمی کی طرف ہوتا ہے، صحیح نوعیت بیان فرمائی جائے۔

---

۱ قال الحنفیه ومالک والشافعی فی الجدید یأتی بها سراً وقال الشافعی فی القدیم واحمد یجهر بها فی الجهریة کذافی العینی والبذل ،(اوجز المسالک، ج۲/ص۱۰۸/ ماجاء فی التامین خلف الامام طبع مکة المکرمة. بذل ص۱۰۰/ج۲/ کتاب الصلوة، باب التامین وراء الامام، طبع رشیدیه سهارنپور. سعایه ص۱۷۳/ج۲/ باب صفة الصلوة، صفة التامین، طبع لاهور.

۲ عن وائل بن حجرؓ قال کان رسول اللّٰه علیه وسلّم إذا قرأ ولاالضالین قال آمین ورفع بها صوته. ابو داؤد ص۱۳۴/ج۱/ کتاب الصلوة، باب التامین وراء الامام، سعد بکڈپو دیوبند. عن وائل ابن حجرؓ قال صلی بنا رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلّم فلما قرأ غیر المغضوب علیهم ولاالضالین قال آمین واخفی بها صوته، ترمذی ص۵۸/ج۱/ ابواب الصلوة، باب ماجاء فی التامین، اشرفی بکڈپو دیوبند. مسند احمد ص۳۱۶/ج۴/ حدیث وائل بن حجرؓ، طبع دارالفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

امام جصاص رازی وسرخسی[۱] وغیرہ نے اس کو اختلافِ اولویت ہی قرار دیا ہے، مفسد صلوٰۃ قرار نہیں دیا، یہی روایت امام صاحبؒ کی روایت مشہورہ متواترہ ہے، روایت مکحول اس کے مقابلہ میں قابل احتجاج نہیں[۲] علامہ شامی نے روایت مرفوعہ نقل کی ہے اس سے نماز باطل ہوجاتی ہے، مگر ملا علی قاریؒ اور علامہ پٹنی نے اس کو موضوع لکھا ہے[۳] اس لئے نہ یہ روایت سند صحیح سے ثابت ہے نہ امام اعظم کی طرف اس کی نسبت صحیح سے ثابت ہے، مکروہ کے متعلق تحقیق یہ ہے "واذاذکروا مکروھاً فلا بدمن النظر فی دلیله[۴] شامی ج ۱/ص ۳۲۹/" اس لئے مکروہ تحریمی قرار دینا دشوار ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۸۷ھ

۱؎ احکام القرآن للجصاص ص ۲۰۴/ج ۱/ سورۂ بقرہ آیت ص ۱۸۳/ باب کیفیة شهودالشهر، طبع دار الکتاب العربی بیروت. مبسوط سرخسی ص ۱۴/ج ۱/ کتاب الصلوة، کیفیة الدخول فی الصلوة، طبع دارالفکر بیروت.

۲؎ فلاتفسد برفع یدیه فی تکبیرات الزوائد وماروی من الفساد فشاذ (الدر المختار) تفریع علی اصح الاقوال خلافاً لماروی مکحول عن ابی حنیفة انه لورفع یدیه عندالرکوع وعند الرفع منه تفسد(شامی کراچی، ج ۱/ص ۶۲۵/ مطلب فی التشبه باهل الکتاب باب مایفسد الصلاة ومایکره شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۴۲۰)

۳؎ حدیث من رفع یدیه فلاصلاة له موضوع (موضوعات، ص ۱۱۹/ للملا علی القاری، طبع نورمحمد اصح المطابع کراچی) من رفع یدیه فی الصلاة فلاصلاة له موضوع (تذکرة الموضاعات، ص ۳۹/ للبتنی، طبع مکتبه قیمه بمبئی)

۴؎ شامی کراچی، ج ۱/ص ۶۳۹/ باب مایفسد الصلوة ومایکره، مطلب فی الکراهة التحریمیة والتنزیهة.

رکوع میں سبحان ربی الکریم پڑھنا

سوال: ۔نماز کے اندر رکوع میں ''سبحان ربی العظیم'' کے بجائے ''سبحان ربی الکریم'' پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص العظیم کے بجائے اجیم پڑھتا ہے تو وہ دائرۂ اسلام میں رہتا ہے یا نہیں؟ اور اس کا ایمان کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حدیث شریف میں سبحان ربی العظیم ہے سبحان ربی الکریم پڑھنا حدیث شریف کے خلاف ہے[۱]، جو شخص عین وظا ادا نہیں کرتا وہ اجیم پڑھتا ہوگا اس طرح پڑھنا غلط ہے، لیکن اس سے کافر نہیں ہوتا کیونکہ جو شخص عین وظاء ادا نہیں کر پاتا وہ مجبور ہے اس کو صحیح ادا کرنے کی کوشش لازم ہے، جب تک صحیح ادا نہ کر سکے اس کو سبحان ربی الکریم پڑھنا چاہئے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۶/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۹/۶/۸۸ھ

رکوع، سجدے کی تسبیح کا موقع نہ ملے تو کیا کرے

سوال: ۔مقتدی نے رکوع وسجود میں تین تسبیح نہیں کہی کہ امام نے تکبیر کہدی ایسی

---

[۱] عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اذا رکع احدکم فقال فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلاث مرات فقد تم رکوعہ، الحدیث مشکوۃ شریف ص ۸۳/ باب الرکوع، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[۲] السنۃ فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم الا ان کان لایحسن الظاء فیبدل بہ الکریم لئلا یجری علی لسانہ العزیم فتفسد بہ الصلاۃ .کذا فی شرح درر البحار فلیحفظ فان العامۃ عنہ غافلون (شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۴/قبیل مطلب فی اطالۃ الرکوع الخ باب صفۃ الصلاۃ.

صورتوں میں شرکت ہوگی اور ایسی صورتوں میں امام کی متابعت ضروری ہے، یا تسبیح کی مقدار پوری کرے، حنفیہ کا اصح قول کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امام اتنا تیز رفتار ہے کہ مقتدی تین دفعہ تسبیح رکوع پڑھے تو قومہ نہ پاسکے، اور تسبیح سجدہ پڑھے تو دوسرے سجدہ میں پکڑنا مشکل ہوجائے، تو ایک تسبیح پر قناعت کرلے، اور امام کی متابعت کرتا رہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۸۷ھ

رکوع وسجدہ کتنا طویل ہو؟

سوال: ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رکوع وسجدہ دیر تک کرنا ثابت ہے، کیا آج کل امام صاحب اس کا اتباع کرسکتے ہیں، یا صرف منفرد کو جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مقتدیوں میں تحمل نہ ہو تو امام کو تین یا پانچ بار تسبیح پر قناعت کرنا چاہئے[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/۸۸ھ

---

[۱] لو رفع الامام رأسه من الركوع او السجود قبل ان يتم المأموم التسبيحات الثلاث وجب متابعته (الدرمع الشامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۳۳/ مطلب فی اطالة الركوع صفة **الصلاة**، شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۵. سکب الانهر ص ۱۴۵/ج ۱/ باب صفة الصلوة، بيان شروع الصلوة، دار الكتب العلميه بيروت. بحر ص ۳۱۶/ج ۱/ مطبوعه الماجديه كوئٹه)

[۲] يكره ان ينقص عن الثلاث وان الزيادة مستحبة بعد ان يختم على وتر خمس اوسبع اوتسع مالم يكن اماماً فلايطول (شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۴/ قبيل مطلب فی اطالة الركوع. باب صفة الصلاة. فتح القدير ص ۲۹۸/ج ۱/ دار الفكر بيروت. بحر كوئٹه ص ۳۱۶/ج ۱/ باب بيان شروع الصلوة.

تسمیع وتحمید

سوال: بہشتی زیور حصہ دویم میں فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کے بیان میں لکھا ہوا ہے کہ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے کھڑے ہوجاوے اور بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ منفرد دونوں پڑھے یعنی **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** اور **ربنا لک الحمد** سواب دریافت طلب یہ ہے کہ مرد اور عورت کو دونوں پڑھنا چاہئے یا عورت کو صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور مرد کو دونوں یا صرف سمع اللہ لمن حمدہ مرد کے لئے سنت ہے یا دونوں سنت ہیں بعض کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ رکوع سے کھڑے ہوکر منفرد سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور کوئی شخص نہ معلوم ہونے کی وجہ سے صرف سمع اللہ لمن حمدہ پڑھ دیا بعد میں معلوم ہوا کہ دونوں پڑھنا چاہئے اس میں کوئی گناہ تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مرد اور عورت دونوں کو جب کہ وہ منفرد ہوں **سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد** پورا پڑھنا چاہئے[1] اگر مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے کسی نے صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہا ربنا لک الحمد نہیں کہا تو اس کے ذمہ گناہ نہیں نماز ہوگئی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین المفتی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ۱۶؍۳؍۵۵ھ

جواب صحیح ہے، سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف ۱۸؍ ربیع الاول ۵۵ھ

---

[1] ان المعتمد ان المنفرد یجمع بین التسمیع والتحمید (شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۷۷/ قبیل اٰداب الصلاۃ باب صفۃ الصلاۃ. شامی نعمانیہ، ج ۱/ص ۳۲۱. فتح القدیر ص ۲۹۹/ج ۱/ دارالفکر بیروت. بحر ص ۳۱۶/ج ۱/ مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

دعاء ماثورہ کا حکم اور قومہ میں تحمید اور تسبیح

سوال:۔(۱) نماز میں قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد دعاء ماثورہ پڑھنا ضروری ہے؟ (۲) رکوع سے کھڑے ہونے پر "**سمع اللّٰہ لمن حمدہ**" اور "**ربنا لک الحمد**" دونوں کا پڑھنا ضروری ہے؟ اس کے متعلق علماء کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) سنت ہے[۱] (۲) منفرد تو دونوں کو پڑھے، مقتدی صرف "**ربنا لک الحمد**" پڑھے امام صرف "**سمع اللّٰہ لمن حمدہ**" پڑھے یہ طریقہ سنت ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رکوع میں الصاق کعبین کی بحث

سوال:۔الصاق کعبین حالت رکوع میں سنت ہے، یا نہیں؟ مع دلائل تحریر فرمائیں،

---

[۱] ویسن الدعا بعد الصلوٰۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَ أ بِتَحْمِیْدِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَالثَّنَاءِ عَلَیْہِ ثُمَّ لَیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ ثُمَّ لَیَدْعُ بَعْدَ مَاشَاءَ لٰکِنْ لَمَّا وَرَدَعَنْہُ صَلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اَنَّ صَلا تنَا ھٰذِہٖ لایَصْلُحُ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ کَلَامِ النَّاسِ فَلَایَدْعُوْ فِیْھَا اِلَّابِمَا یَشْبَہُ اَلْفَاظَ الْقُرْآنِ وَبِمَایَشْبَہُ اَلْفَاظَ السُّنَّۃَ مراقی الفلاح مع طحطاوی، ص ۲۲۱ /فصل فی بیان سننھا)(مطبوعہ مصری. البحر ص ۳۳۰/ج ۱/ بیان شروع الصلوۃ، مطبوعہ کوئٹہ. عالمگیری ص ۷۳/ج ۱/ الباب الرابع فی صفۃ الصلوۃ الفصل الثالث فی سنن الصلوۃ،مطبوعہ کوئٹہ)

[۲] ثم یرکع رأسہ من رکوعہ مسمعًا ای قائلاً سمع اللّٰہ لمن حمدہ ویکتفی بہ الامام ویکتفی بالتحمید المؤتم ویجمع بینھما لومنفردًا علی المعتمد یسمع رافعاً ویحمد مستویا ...... شامی زکریا، ج۲/ص ۲۰۲/ مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی باب صفۃ الصلوٰۃ) شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۷/. فتح القدیر ص ۲۹۹/ج ۱/ دارالفکر بیروت. البحرالرائق ص ۳۱۶/ج ۱/ باب صفۃ الصلوۃ، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

سعایہ،ص ۱۸۱ر میں عدم سنت کی دلیل نقل کی گئی ہے، اس کے رد میں اگر دلائل ہوں تو تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حالت رکوع میں الصاق کعبین کا مسئلہ فقہ کے متون متقدمہ میں موجود نہیں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر الروایہ کا مسئلہ نہیں اس لئے کہ جو متون ظاہر الروایہ سے لئے گئے ہیں وہ بھی اس سے خالی ہیں، بعض شروح میں البتہ اس کو سنت رکوع قرار دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہاں الصاق حقیقی مراد نہیں بلکہ حکمی مراد ہے جیسے ''**مررت بزيد ای بمكان يقرب منه زيد غالبًا** اس لئے لفظ یضم نہیں فرمایا گیا ہے، جیسے حالت سجود میں انگلیوں کے متعلق کہا گیا ہے ''**ويضمها كل الضم**''، نیز اگر الصاقِ کعبین حقیقۃً کو سنت کہا جائے تو تمام قدم کا قدم سے الصاق ہونا چاہئے، ورنہ انگلیاں پورے طور پر قبلہ رو نہیں ہوں گی، ایک کی مائل شمال ہونگی اور دوسرے کی مائل جنوب، حالانکہ فقہاء انگلیوں کو قبلہ رو رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں حتی کہ حالت سجود اور حالت قعود میں بھی تاکید ہے اگر چہ اس میں دشواری ہوتی ہے، اگر قبلہ رو کیا گیا الصاق کے ساتھ ہی تو محض کعبین کا الصاق نہیں ہوگا، بلکہ قدمین کا الصاق ہوگا، پھر الصاقِ کعبین سے تعبیر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ نیز رکوع میں نماز کا نصف اول بحکم قیام رکھتا ہے، اور حالت قیام میں قدمین کے درمیان اربع اصابع کا فاصلہ کتب فقہ میں مذکور ہے اور الصاق کعبین اس کے منافی ہے، کیونکہ اس قیام میں قدمین کا لفظ کعبین پر بھی مشتمل ہے[1] بعض روایات حدیث میں الصاقِ کعبین کا تذکرہ ہے تو وہ درحقیقت تسویہ صفوف کے لئے ہے اور اس کی تائید میں ''**حاذ والمناكب اورسووا**'' وغیرہ الفاظ مذکور ہیں[2] یعنی صفیں سیدھی رکھنے کی تدبیر یہ ہے کہ کعبین

---

[1] سعايه ص ۱۸۱ / ج ۲ / باب صفة الصلوة، تتمة من السنن التی تسن فی الركوع الخ، طبع سهيل اكيڈمی لاهور.

[2] قال رسول اللّٰه صلّى الله عليه وسلم سووا صفوفكم وحاذوا بين مناكبكم ولينوا فی ايدی اخوانكم وسدو الخلل الخ، مشكوة شريف ص ۹۸ / باب تسوية الصف، (**بقيه اگلے صفحه پر**)

محاذی رہیں اور ایک کا منکب دوسرے کے منکب سے مل جائے، کتب فقہ[1] فتح القدیر، بدائع، البحر، زیلعی، طحطاوی، شامی، عالمگیری، خانیہ وغیرہ اور شروحِ احادیث بذل المجہود[2]، منہل[3]، معالم السنن وغیرہ سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال و الیه الرجوع فی المبدأ و المآل

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم شعبان ۸۷ھ

الصاق کعبین رکوع میں

سوال:۔ صورت الصاق کعبین (بوقت رکوع) وحکمش چیست؟

الجواب حامداً ومصلیاً

"سننها تکبیر الرکوع والرفع منه بحیث یستوی قائماً والتسبیح فیه ثلاثاً والصاق کعبیه اھ درمختار[4] قال الطحطاوی[5]، ص ۲۱۳/ (قوله والصاق کعبیه)

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) طبع یاسر ندیم دیوبند، ابو داؤد ص۹۷/ ج ۱/ کتاب الصلوة، باب تسویة الصفوف، سعد بکڈپو دیوبند.

(صفحہ ہٰذا) [1] فتح القدیر ص ۳۵۹/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دارالفکر. بدائع ص ۱۵۹/ ج ۱/ فصل وأما بیان مقام الامام والمأموم، مطبوعه کراچی. بحر ص ۳۵۳/ ج ۱/ باب الامامة. زیلعی ص ۱۳۶/ ج ۱/ باب الامامة الخ، مطبوعه امدادیه ملتان. طحطاوی مصری ۲۴۸/ فصل فی بیان الاحق بالامامة. شامی زکریا ص ۳۱۰/ ج ۲/ باب الامامة. عالمگیری ص ۸۹/ ج ۱/ مطبع کوئٹه، الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والمأموم.

[2] بذل المجهود ص ۳۶۰/ ج ۱/ باب تسویة الصفوف کتاب الصلاة، مطبوعه رشیدیه سهارنپور.

[3] المنهل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد ص ۴۵ ج ۵ کتاب الصلوة باب تسویة الصفوف، مطبوعه دار المنافر قاهرة.

[4] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۴۷۶/ ج ۱/ مطلب فی التبلیغ خلف الامام باب صفة الصلوة.

[5] طحطاوی علی الدر ص ۲۱۳/ ج ۱/ باب صفة الصلوة، مطبوعه بیروت. سعایه ص ۱۸۰/ ج ۲/ باب صفة الصلوة، تتمه من السنن التی تسن فی الرکوع، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

حالة الرکوع هذا ان تیسر له والا فکیف یتیسر له علیٰ الظاهر اھ از یں عبارت واضح شد کہ اگر آسان شود بحالت رکوع الصاق کعبین مسنون است ولیکن بعض محققین انکار سنتش نمودہ اند[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۳/ ۵۶ھ

صحیح عبد اللطیف ۶/ ربیع الاول ۵۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

رکوع میں الصاق کعبین

سوال: ۔الصاق الکعبین فی الرکوع والسجود سنة ام لا، شامی کی روایت پر اکتفاء کر کے عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

''فتاویٰ دارالعلوم میں بھی کسی نے اس قسم کا سوال کیا اسکے جواب میں مفتی صاحب نے کہا شامی کی روایت پر عمل کرنا درست ہے ہاں اگر کوئی شخص نہ مانے تو اس پر ملامت نہیں کی جائے گی، لیکن مفتی صاحب کے عمل اور عدم عمل کی جانب میں سے کسی کو ترجیح نہ دینے کی وجہ سے اس مسئلہ نے معرکۃ الآراء صورت اختیار کر لی، اب سوال یہ ہے کہ اس مدت میں آپ کی تحقیق میں کوئی نئی بات آئی ہے یا نہیں؟ سعایہ میں ہے کہ ''الصاق الکعبین فی الرکوع والسجود'' مناسب ہے، کیا شامی معتبر کتابوں میں سے نہیں ہے؟ صاحب سعایہ کا کیا مطلب ہے؟ نیز کتب فقہیہ میں سعایہ کا درجہ کیا ہے؟

---

[1] **ترجمہ سوال:** ۔بوقت رکوع الصاق کعبین (دونوں ٹخنوں کا ملانا) کی صورت اور اس کا حکم کیا ہے۔

خلاصہ جواب: ۔رکوع کی حالت میں الصاق کعبین (دونوں ٹخنوں کا ملانا) اگر آسان ہو تو مسنون ہے لیکن بعض محققین نے اس کے سنت ہونے کا انکار کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے پہلے بھی اس مسئلہ پر آپ کے اطراف میں بہت بحث ہوچکی ہے، اہل علم حضرات نے زورِ قلم صرف کیا ہے، احقر کے خیال میں یہ اتنا اہم نہیں کہ اس طرح پر مناظرہ ومجادلہ کیا جائے؟

الصاق کعبین کی دونوں تفسیریں کی گئی ہیں، محاذاۃ والزاق، اول تو قیام، رکوع، سجود سب ہی جگہ ہے، ثانی کو بعض نے رکوع کی سنت قرار دیا ہے، بعض نے سجود میں بھی مانا ہے، اور قیام میں چار انگل کا فصل مسنون ہے جو کہ معنیٰ ثانی کے منافی ہے[1]، " **وتفريج القدمين في القيام قدراربع اصابع اھ** (نورالایضاح[2]) **ويسن ان يلصق كعبيه وينصب ساقيه اھ**(درمختار) **قال السيد ابوالسعود وكذا في السجود ايضاً وسبق في السنن ايضاً والذى هو سبق هوقوله والصاق كعبيه في السجود سنة ولايخفىٰ ان هذا سبق نظر فان شارحنالم يذكر لافي الدر المختار ولا في الدر المنتقىٰ ولم ارهٗ لغيره ايضاً فافهم ،نعم ربما يفهم ذٰلک من انه اذاكان السنة في الركوع الصاق الكعبين ولم يذكر واتفريجهما بعدهٗ فالاصل بقاء**

---

[1] والقول الفيصل أن يقال إن كان المراد بالصاق الكعبين أن يلزق المصلى احدكعبيه بالأخر ولايفرج بينهما فليس هو من السنن على الأصح كيف وقدذكر المحققون من الفقهاء، أن الأولىٰ للمصلى أن يجعل بين قدميه نحو اربعة اصابع .... وإن كان المراد به محاذاة إحدى الكعبين بالأخر كما ابدع العلامة السندى فهو امرحق ولابعد فى حمل الالصاق على المحاذاة فانه جاء استعماله فى القرب، سعايه ص ۱۸۱/ج۲/ باب صفة الصلوة، تتمه من السنن التى تسن فى الركوع، طبع سهيل اكيڈمى لاهور.

[2] نورالايضاح ،ص ۱۷/باب شروط الصلوة واركانها، فصل فى سننها، كتب خانه سلطانيه ديوبند.

ھما ملصقین فی حالة السجود ایضاً تأمل اھ[۱] (شامی) سعایہ میں اس کا التزام نہیں کہ قول راجح ہی کو نقل کیا جائے، اس کا بھی اہتمام نہیں کہ اقوال مختلفہ کو نقل کر کے قول راجح کو ترجیح دی جائے، اسلئے کہ وہ فتوے کی کتاب نہیں، شرح وقایہ کی شرح شروع کی تھی مگر اس میں بسط بہت کیا گیا، قدر قلیل کی شرح ہوسکی تمام نہیں ہوئی، یہ بھی ممکن ہے کہ نظر چوک گئی ہو، صاحب سعایہ میں بعض جگہ شانِ اجتہاد بھی معلوم ہوتی ہے، حتی کہ فقہ کے متونِ مسلمہ کے خلاف بھی اپنی ذاتی تحقیق کی، بنا پر لکھ جاتے ہیں، چنانچہ ان کا ایک رسالہ[۲] ہے جس میں جماعة النساء کے لئے ثبوت فراہم کیا ہے، جو کہ مسلک امام اعظمؒ کے خلاف ہے، نصاب زکوٰۃ صدقة الفطر کے متعلق بھی ان کی رائے دیگر اکابر کے خلاف ہے[۳] جس کی تغلیط کی گئی ہے[۴]، حواشی لامع الدراری وغیرہ شروح حدیث میں کسی قول کا نقل کرنا فتوے کے لئے نہیں ہوتا، کبھی غرابت کے لئے بھی نقل کیا جاتا ہے، اور بھی وجوہ نقل ہوئی ہیں، اسلم طریقہ احقر کے خیال میں وہ ہے جو

---

[۱] شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۳/ قبیل مطلب فی اطالة الرکوع للجائی، فصل فی بیان تالیف الصلاة، شامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۳۲/باب صفة الصلاة.

[۲] "تحفة النبلاء فی جماعة النساء" مع مجموعه رسائل لکنوی مطبوعه لکھنو.

[۳] اعلم أن الوزن المعروف فی بلادنا ماهجة وتولجة هوالذی یقال له توله (إلی قوله) فیکون نصاب الذهب وهو عشرون مثقالا مقدار خمس تولجة واثنتین ونصف ماهجة، واما الفضة فقد عرفت أن نصابه مئتادرهم ... فیکون مقدار مائتی درهم ستا وثلثین تولجة ونصف ماهجة (**عمدة الرعایه** حاشیه شرح وقایه ص۲۸۵/کتاب الزکاة، بیان الزکاة فی اموال **التجارة**) رقم الحاشیة ص۳/ طبع رحیمیه دیوبند. أیضاً ص۳۰۰/ج ۱/ بیان تعریف الصاع وتحقیقه رقم الحاشیة ۴.

[۴] اس تمام تحقیق وتفتیش اور مختلف قسم گنگچیوں اور ماشوں وغیرہ سے بار بار وزن کرنے سے یہ بات تو بالکل متعین اور متیقن ہوگئی کہ درہم کا وزن دو ماشہ ڈیڑھ رتی اور مثقال کا تین ماشہ ایک رتی جو حضرت لکھنویؒ کی تحریر ہے، کسی طرح اور کسی حساب سے صحیح نہیں ہوتا جواہر الفقہ ص۴۱۳/ج۱/اوزان شرعیہ، مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند، فتاویٰ دارالعلوم ص۳۰۴/ج۶/مسائل صدقۂ فطر، طبع زکریا دیوبند۔ کفایت المفتی ص۲۵۲/ج۴/کتاب الزکاۃ، دوسرا باب، نصاب زکوۃ طبع اعزازیہ دیوبند۔ فتاویٰ رحیمیہ ص۱۷۳-۱۷۴/ج۵/باب صدقۃ الفطر، مکتبہ رحیمیہ گجرات۔

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے اختیار فرمایا ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نماز میں الصاق کعبین

سوال: ۔نماز میں ٹخنہ سے ٹخنہ ملانا چاہئے یا نہیں کیا حدیث وفقہ میں اس کی ممانعت ہے یا اس کا ثبوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح[۲] میں تصریح کی ہے کہ دونوں قدم کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھے اس سے معلوم ہوا کہ ٹخنہ سے ٹخنہ نہیں ملایا جائے گا، علاوہ ازیں ٹخنہ سے ٹخنہ ملا کر نماز پڑھنا بہت دشوار ہے، اور قعدہ تو اس حالت میں ممکن بھی نہیں ہے، البتہ ایک نمازی دوسرے نمازی کے ساتھ صف میں کھڑا ہو کر اپنا ٹخنہ دوسرے کے ساتھ سیدھ میں رکھے آگے پیچھے نہ رکھے تا کہ صف سیدھی رہے یہی حکم حدیث[۳] وفقہ[۴] سے ثابت ہے یہ نہیں کہ ایک نمازی

---

[۱] راجع فتاویٰ دار العلوم، ج ۲/ص ۲۰۲/سنن وکیفیت نماز، مطبوعہ زکریا دیوبند۔

[۲] ویسن تفریج القدمین فی القیام قدر اربع اصابع الخ مراقی الفلاح علیٰ حاشیۃ الطحطاوی، ص ۲۱۲/ (مصری) کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان سننها.

[۳] وقال النعمان بن بشیر رأیت الرجل منا یلزق کعبه بکعب صاحبه، بخاری شریف، ص ۱۰۰/ج ۱/ کتاب **الصلوٰۃ** باب الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی الصف (مطبوعه اشرفی دیوبند) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سووا صفوفکم وحاذوا بین مناکبکم الخ (**مشکوۃ** شریف ص ۹۸/باب تسویۃ الصف، یاسر ندیم دیوبند. ابوداؤد ص ۹۷/ باب تسویۃ الصفوف، سعد بکڈپو دیوبند)

[۴] وینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلوٰۃ ان یتراصوا ویسد والخلل ویسووا بین مناکبهم فی الصفوف الخ البحر الرائق، ج ۱/ص ۳۵۳/باب الامامة (مکتبه الماجدیه کویٹه)

ٹخنہ کو دوسرے نمازی کے ٹخنہ سے ملالے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۸۵ھ

سجدہ میں جاتے ہوئے مقتدی کو تکبیر کہنا

سوال: ۔امام صاحب تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں جاتے ہیں، تو مقتدی تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کریں یا بلا تکبیر؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مقتدی بھی تکبیر کہے گا جیسا کہ شامی میں ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکنا

سوال: ۔قومہ سے جاتے ہوئے ہاتھوں کو کس ہیئت پر رکھا جائیگا، آیا وضع الیدین علی الرکبتین پر عمل کیا جائیگا یا ارسال یدین پر عمل کیا جائے گا، نیز بہشتی زیور کی عبارت کہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سجدہ میں جائے اس پر نہ کوئی حاشیہ اور نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے، نیز فقہاء کرام نے بھی اس مسئلہ سے کوئی تعرض نہیں کیا، کسی فقہی کتاب سے یہ مسئلہ ثابت نہیں پھر علماء ہند حالت مذکورہ میں وضع کو مستحب اور علماء پاکستان ارسال کو افضل کیوں بتاتے ہیں

---

[1] فائده خمس يتبع فيها الإ مام قنوت الى قوله و ثمانية تفعل مطلقاً الرفع لتحريمة والثناء وتكبير انتقال وتسميع الخ الدرالمختار على الشامى كراچى ص ۲۱ /ج ۲/ شامى زكريا ص ۴۴۹ ج ۲ باب الوتر والنوافل، مطلب فى القنوت للنازلة. حلبى كبيرى ص ۵۲۸/ باب الإ مامة قبيل فصل فى قضاء الفوائت، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

جیسا کہ احسن الفتاویٰ کی عبارت سے ظاہر وباہر ہے، پس وضع یا ارسال اگر کسی صحیح حدیث سے ثابت ہو تحریر فرمائیں، نیز افضل ومفضول کو بھی تحریر فرمائیں، نیز دونوں شقوں میں سے کونسی شق پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ وانسب ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صراحۃً یہ جزئیہ کسی کتاب میں نہیں دیکھا، معمول یہ ہے کہ ہاتھوں کو رانوں اور گھٹنوں پر رکھ کر یعنی سہارا لے کر قومہ سے سجدہ میں چلے جاتے ہیں، جیسے کہ سجدہ سے اُٹھ کر رانوں اور گھٹنوں پر سہارا لے کر کھڑے ہوتے ہیں،" ویمکن ان یشم رائحۃ الاستدلال من حدیث استعینوا بالرکب[1] اھ الجامع الصغیر" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۲/۷/۶ ۱۴۰ھ

سجدہ میں دونوں گھٹنوں کو ملا کر رکھنا

سوال: علم الفقہ (مصنفہ مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی) میں نماز کی سنتوں کے بیان میں ہے کہ سجدے کی حالت میں دونوں گھٹنوں کو ملا کر (جوڑ کر) رکھیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسا کرنا واقعی مسنون ہے؟ آج تک میں نے کسی کتاب میں بھی نہیں دیکھا اور نہ کسی عالم سے سنا۔

---

[1] عن ابی هريرة قال اشتكى اصحاب النبی صلی اللّٰه عليه وسلم الی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم مُشَقَّةَ السُّجُوْدِ عَلَيْهِمْ اِذَاتَفَرَّجُوْا فَقَالَ اِسْتَعِيْنُوْا بِالرُّكَبِ (ترمذی، ج ۱/ ص ۶۴/ کتاب الصلوة باب ما جاء فی الاعتماد فی السجود، مطبوعه اشرفی دیوبند، ابو داؤد شریف، ج ۱/ص ۱۳۰/ کتاب الصلوة باب الرخصة فی ذلک مطبوعه سعد دیوبند، مسند احمد، ج ۲/ص ۳۴۰/ مطبوعه دار الفکر بیروت، کنز الحقائق، علیٰ هامش الجامع الصغیر ص ۳۵.

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے سجدہ کی مشقت کی شکایت کی جبکہ وہ ہاتھوں کو کشادہ رکھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گھٹنوں سے مدد حاصل کرو۔

الجواب حامداً ومصلياً

جوڑ کر یا ملا کر رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کو ایک ساتھ رکھے، یہ نہ کرے کہ مثلاً ایک گھٹنا داہنا پہلے رکھے اور دوسرا (بایاں) بعد میں رکھے اور یہ کتب فقہ میں موجود ہے کہ دونوں گھٹنے ایک ساتھ رکھے جائیں، اس کو لفظ ملا کر سے تعبیر کیا ہے " **لاتیامن فی وضع الرکبتین ،شامی**[۱]،، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/۹۳ھ

سجدۂ مسنونہ

سوال:۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے، کیا اس سے یہ مراد ہے کہ سجدہ میں دیر تک رہتے تھے؟

الجواب حامداً ومصلياً

جب تنہا نماز پڑھتے تو سجدہ میں دیر تک رہتے تھے، اور سجدہ ایسا کشادہ کرتے تھے کہ بکری کا بچہ آپ کے نیچے کو نکلنا چاہے تو نکل جائے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

۱؎ شامی نعمانیه ،ج ۱/ص ۳۳۵/ مطلب فی اطالة الرکوع باب صفة الصلاة شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۸/. سعایه ص ۱۹۳/ج ۲/ باب صفة الصلٰوة، تتمة من السنن التی تسن فی الرکوع، طبع لاهور.

۲؎ عَنْ مَيْمُوْنَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ صلّى الله عليه وسلّم كَانَ اِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ يَدَيْهِ حتّٰى لَوْاَنَّ بُهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّتَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ، ابو داؤد شریف ،ج ۱/ص ۱۳۰/ باب صفة السجود، مطبوعه سعد دیوبند.

ترجمه :۔حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تھے تو دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی فرماتے تھے، حتی کہ اگر بکری کا بچہ ہاتھوں کے نیچے کو گزرنا چاہے تو گزر سکتا تھا۔

عورت کے لئے سجدہ اور جلسہ کی ہیئت

سوال:۔عورت کی نماز میں بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ سجدہ کے وقت ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف نکالدے انتہیٰ ایضاً جب دوسرا سجدہ کرے تو بائیں چوتڑ پر بیٹھے، انتہیٰ پہلے مسئلہ میں بحر کا حوالہ ہے ''انہا لاتنصب اصابع القدمین ۱۲'' مجھ کو یہ علم تھا کہ پہلے سجدہ میں بائیں پیر پر بیٹھے اور دایاں پاؤں مثل مرد کے کھڑا رکھے اور خوب سمٹ کر اور دبکر سجدہ کرے، اگر بقول مولانا پاؤں دائیں طرف نکالدے گی تو تورک کی صورت ہوگی جو تشہد کے سوا نہ چاہئے کہ بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا نہ کرے، بلکہ داہنے طرف نکالدے یا کھڑا رکھے، بہرحال تفصیل ہونی چاہئے مع حوالہ کتب فقہ جواب مرحمت ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً

بحر والی عبارت طحطاوی شامی سعایہ میں بھی موجود[1] ہے اس کے خلاف فقہ حنفیہ میں کہیں نہیں دیکھا اگرچہ پاؤں داہنی طرف نکالنے کی کوشش کہیں نہیں ملی، لیکن پاؤں کھڑے نہ کرنے کی تصریح بہت سی کتابوں میں ہے ''**والمرأة مستثناة من امر النصب لما ان الا حب فی حقها ماهو استر لها کمایفهم من الروایات الاخر کما رواه ابوداؤد مرسلاً** اھ الکوکب الدری، ج ۱/ص[2] ۱۳۶/۔

[1] انها لاتنصب أصابع القدمین الخ طحطاوی علی الدر ص ۲۲۳/ج ۱/ بیان شروع الصلوة، مطبوعه دارالمعرفة، بیروت. شامی کراچی ص ۵۰۴/ج ۱/ فصل فی بیان تالیف الصلوة الی انتهائها. سعایه ص ۲۰۶/ج ۲/ سهیل اکیڈمی لاهور. البحر ص ۳۲۱/ج ۱/ بیان شروع الصلوة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] الکوکب الدری، ص ۱۳۶/ باب ماجاء فی وضع القدمین ونصب القدمین. (مطبوعه سهارنپور)

جو کیفیت عورت کے سجدہ کی فقہاء نے بیان کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ پیر داہنی طرف نکال لے ورنہ اس کو دقت ہوگی ''والمرأة تخفض فتضم عضد یها لجنبیها وتلزق بطنها بفخذیها لانه استر[1] اھ طحطاوی، ص ۲۲۳ / پیر کھڑے رکھنے سے الصاق بطن دشوار ہوتا ہے، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جلسہ بین السجدتین کی کیفیت قعود تشہد کی طرح ہے اور قعود تشہد میں پیروں کا داہنی طرف نکالنا عورت کے حق میں سب جگہ مصرح ہے ''ویرفع راسه مکبرا ویجلس ولم یذکر کیفیته وفسره القهستانی بقوله ای یوقع الجلوس المعهود من الرجل والمرأة انتهیٰ فاشار الیٰ ان کیفیة هذا الجلوس هو کیفیة جلوس التشهد عندنا وقال العلامه قاسم ابن قطلو بغاء فی رسالته الأسوس فی کیفیة الجلوس بعض اخوانی سألنی عن کیفیة الجلوس بین السجدتین عند علمائنا فاجبت بانها کجلسة التشهد اھ سعایه، ج ۲ / ص ۲۰۷ /.[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۶/ ۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، صحیح عبد اللطیف غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/ ج ۲ / ۵۷ھ

ہیئت سجدہ مرد اور عورت کے لئے

سوال:۔ میں نے عرض کیا تھا کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ سجدہ کے وقت ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف نکالدے، انتهیٰ ایضاً جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں چوتڑ پر بیٹھے، انتہیٰ پہلے مسئلہ میں بحر کا حوالہ ہے ''انها لاتنصب اصابع القدمین'' آپ نے جواب ارسال فرمایا ہے:-

[1] مراقی الفلاح علی الطحطاوی، ص ۲۲۹ / فصل فی کیفیة ترکیب افعال الصلوٰة، طبع مصر.
[2] سعایه، ج ۲ / ص ۲۰۷ / باب صفة السجود (طبع سهیل اکیڈمی لاهور)

بحر والی عبارت طحطاوی سعایہ وغیرہ میں بھی موجود ہے اس کے خلاف فقہ حنفیہ میں کبھی کوئی جزئیہ نہیں دیکھا مگر پاؤں داہنی طرف نکالنے کی تصریح بھی نہیں مل سکی لیکن پاؤں نہ کھڑے کرنے کی تصریح بہت سی کتابوں میں ہے" **والمرأة مستثناة من امر النصب بما ان الاحب فی حقها هو استرلها کمایفهم من الروایات الاخر** کما رواه ابوداؤد مرسلاً .الکوکب الدری، ج۱رص۱۳۶ر جو کیفیت عورت کے سجدہ کی فقہاء نے بیان کی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ پیر داہنی طرف نکال لے ورنہ اس کو دقت ہوگی" **والمرأة تنخفض فلاتبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخذیها لانه استرلها** " طحطاوی، ج۲رص۳۲۳ر کھڑے رکھنے سے الصاق بطن دشوار ہوتا ہے، فقہاء نے تصریح کی ہے، کہ جلسہ بین السجدتین کی کیفیت قعود وتشہد کی طرح ہے اور قعود وتشہد میں پیروں کا داہنی طرف نکالنا عورت کے حق میں سب جگہ مصرح ہے "**ویرفع راسه مکبراً ویجلس ولم یذکر کیفیته وفسره القهستانی بقوله ای یوقع الجلوس المعهود من الرجل والمرأة انتهیٰ فاشار الیٰ ان کیفیة هذا الجلوس کیفیة جلوس التشهد عنده فقال العلامة القاسم بن قطلوبغافی رسالة الاسوس فی کیفیة الجلوس بعض اخوانی سألنی عن کیفیة الجلوس بین سجد تین عند علمائنا فاجبته بانها کجلسة التشهد.** سعایة، ج۲رص۲۰۷ر" اب آپ کا ارشاد ختم ہوا مجھے جناب کے اس ارشاد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جلوس بین السجدتین میں عورت تورک کرے حالانکہ بہشتی زیور میں تشہد میں تورک کی تصریح کی ہے یہاں بھی تورک ہوتا تو تورک لکھدیتے، لہٰذا اگر دونوں جگہ تورک ہوتو ضرور تورک کرنا چاہئے بائیں پیر پر بیٹھنا جائز نہ ہوگا، یعنی جلوس بین السجدتین۔

اب ارشاد فرمائیے کہ میں نے عبارت کا مطلب صحیح سمجھا یا نہیں، حالانکہ بائیں پیر پر بیٹھنے میں الصاق بطن بخوبی ہوتا ہے اور جلوس بین السجدتین وجلسۂ تشہد میں فرق ہے، دونوں جگہ تورک نہیں ہے، قاسم بن قطلو بغا کون ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جلسہ بین السجدتین کی کیفیت حنفیہ کے نزدیک ایسی ہے جیسی جلوس تشہد کی ہے یعنی مرد کے حق میں داہنا پیر کھڑا کرکے بائیں پر بیٹھنا اور عورت کے حق میں تورک کرنا[۱] بہشتی زیور[۲] میں اس کی کیفیت ذکر نہیں کی صرف اس قدر لکھا ہے کہ پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی اٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جاوے، تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کر کرے، لیکن سعایہ کی عبارت منقولہ میں اس کی تصریح موجود ہے، لہٰذا عورت جلسہ بین السجدتین اور قعدۂ تشہد دونوں میں تورک ہی کرے اور بہشتی زیور کی کوئی عبارت اس کے خلاف بھی نہیں صرف اتنا ہے کہ قعدۂ تشہد کی کیفیت صراحت فرما کر ذکر کردی ہے، اور جلسہ بین السجدتین کی کیفیت ذکر نہیں کی ہے، الصاق بطن کا مسئلہ جلسہ کے متعلق نہیں بلکہ سجدہ کے متعلق ہے یعنی سجدہ میں پیر کھڑے کرنے سے الصاق بطن نہیں ہوتا، بلکہ داہنی طرف نکالنے سے ہوتا ہے، پس سجدہ میں عورت کو چاہئے کہ پیر کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف نکال لے کہ الصاق بطن ہوجائے، نیز آپ نے فرمایا کہ بائیں پیر پر بیٹھنے سے الصاق بطن بخوبی ہوجاتا ہے بے محل ہے، قاسم ابن قطلو بغا ۸۰۲ھ میں پیدا ہوئے، شیخ ابن حجر شافعی شارح بخاری اور شیخ ابن ہمام حنفی شارح ہدایہ وغیرہ کے شاگرد ہیں، بہت بڑے درجہ کے محدث اور فقیہ ہیں، ۸۷۹ھ میں وفات پائی ہے۔[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبداللطیف غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] وافتراش رجله اليسرى أى مع نصب اليمنٰى سواء كان فى القعدة الاولٰى او الأخرى الى قوله فى تشهد الرجال أى هو سنة فيه بخالف المرأة فانها تتورك الخ الدر المختار مع الردالمحتار کراچی ص۴۷۷/ ج ۱/ مطلب فى التبليغ خلف الإمام قبيل آداب الصلوة.

سعایه ص۲۰۶/ ج۲/ باب صفة الصلوة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

[۲] بہشتی زیور مکمل ومدلل ص۱۷ حصہ دوم، فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان، مطبوعہ تھانوی دیوبند۔ (بقیہ اگلے پر)

سجدہ میں الصاق کعبین

سوال:۔ ''العرف الشذی، ص ۱۳۴/ باب ماجاء فی التسبیح فی الرکوع والسجود'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے ''الرص بین العقبین فی السجدۃ ای ضمھما الخ'' اس ''الرص، بمعنی الضم'' سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایڑیاں صرف سجدہ میں ملائی جائیں اور پنجے الگ رہیں، اس ملانے کی حیثیت صرف مستحب کی ہوگی، یا سنت کی، ورنہ اگر کوئی نہ ملائے جیسا کہ عام معمول ہے، تو نماز پر کیا اثر ہوگا، خلافِ ادبی یا کراہت؟ فقہ کی جو کتابیں عموماً پڑھائی جاتی ہیں، اس کا ان میں تذکرہ نہیں ملتا، وجہ بظاہر سمجھ میں نہیں آتی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

چونکہ حالت سجود میں بھی الصاق کعبین کا حکم ہے ''اذا کان السنۃ فی الرکوع الصاق الکعبین ولم یذکروا تفریجھما بعدہ فالاصل بقاء ھما ملصقین فی حالۃ السجود ایضاً، الشامی[۱]، ج ۱/ص ۳۳۲/'' اور الصاق کعبین ضم عقبین کو مستلزم ہے اس لئے اسکے بغیر الصاق کعبین کما حقہ نہیں ہوگا، اور جو چیز سنت کے لئے معین

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [۳] قاسم بن قطلو بغا حنفی ولد ۸۰۲ھ بالقاھرۃ واخذ عن التاج والحافظ ابن حجر واشتدت عنایتہ بملازمۃ، ابن الھمام وکان اماماً علامۃ قوی المشارکۃ فی فنون وکانت وفاتہ بحارۃ الدیلم رابع ربیع الاخر ۸۷۹ھ (ملخصاً التعلیقات السنیۃ علی الفوائد البھیۃ، ص ۸۴/)

(صفحہ ہذا) [۱] شامی نعمانیہ ص ۳۳۲/ج ۱/ قبیل مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی، باب صفۃ الصلاۃ شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۹۳/. سعایہ ص ۱۸۱/ج ۲/ باب صفۃ الصلوۃ، تتمہ من السنن التی تسن فی الرکوع، طبع لاھور.

بنے وہ کم ازکم استحباب کے درجہ میں ہوگی[۱] خصوصاً جبکہ روایت مذکورہ فی السوال میں اس کی تائید ہوتی ہے، تاہم پنجوں میں کچھ فصل ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۸۸ھ

نماز میں داہنے پیر کا انگوٹھا ہٹ جائے

سوال:۔ نماز میں قیام کے وقت داہنے پیر کا انگوٹھا ایک جگہ رہنا ضروری ہے یا نہیں

الجواب حامداً ومصلیاً

داہنے پیر کا انگوٹھا اگر ہٹ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عندالاحناف رفع سبّابہ مسنون ہے

سوال:۔ اشارة فی التشهد بالسبابة متقدمین کے نزدیک جائز ہے یا نہیں، اگر شق اول ہے تو متقدمین کی عبارت مع حوالۂ کتب وصفحہ وغیرہ تحریر فرمائیں مبسوط میں کوئی ایسی عبارت ہے کہ جس میں مذہب متقدمین کی تصریح موجود ہے، امام محمد صاحبؒ مبسوط میں کیا فرماتے ہیں تحریر فرمائیں؟

---

[۱] کما یستفاد مالا یتوصل إلی الفرض إلا بـه فهو فرض. شامی کراچی ص ۴۹۹/ج ۱/ باب صفة الصلوة، مطلب فی اطالة الرکوع للجائی.

[۲] وضع القدم بوضع اصابعه وان وضع اصبعاً واحدة اووضع ظهر القدم بلا اصابع ان وضع مع ذٰلک احدی قدمیه صح والا فلا، حلبی کبیری ،ص ۲۸۵/ باب فرائض الصلوٰة، الخامس السجدة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، البحرالرائق کوئٹه ص۳۱۸/ فصل واذا اراد الدخول الخ. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۱۳۵/ج۲/ باب صفة الصلاة، بحث الرکوع والسجود.

الجواب حامداً ومصلیاً

ائمۂ احناف کے نزدیک رفع سبابہ عندالتشہد مسنون ہے اور امام صاحب کے اصحاب میں کوئی اس کا مخالف نہیں سب متفق ہیں، البتہ مشائخ ماوراء النہر میں مبسوط کی ایک عبارت کی وجہ سے اختلاف واضطراب پیدا ہوگیا، اور وہ یہ سمجھے کہ اس میں دو روایتیں ہیں، اسی بناء پر خلاصہ کیدانی، سراجیہ، بزازیہ، منیہ وغیرہ میں ممنوع لکھا ہے[1] علماء نے اس کے ثبوت وسنیت میں مستقل رسائل تحریر فرمائے ہیں، ملاعلی قاری، علی متقی، علامہ شامی وغیرہ نے اپنے اپنے رسائل میں حدیث وفقہ کے بکثرت دلائل پیش کئے ہیں[2] سعایہ شرح وقایہ میں اس کی نہایت مفصل بحث ہے[3] ''امارفع السبابة علیٰ الوجه المذكور فمنقول عن ائمتنا فان الامام محمدؒ رویٰ اولا فی المؤطا، ص ۸۴[4] بروایة مالک اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرىٰ وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنىٰ وَقَبَضَ الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَحَلَّقَ بَيْنَ الْوُسْطىٰ وَالْاِبْهَام، وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ

---

[1] والاشارة بالسبابة كاهل الحديث (خلاصه كيدانی، (مطبوعه مجتبائی ص ۱۳/ محرمات صلوٰة) يكره ان يشير بالسبابة فی الصلوٰة (فتاویٰ سراجيه، ص ۱۱/ باب مايكره فی الصلوٰة، مطبوعه لكهنؤ، ولايشير عند قوله اشهد ان لااله الا الله فی المختار (بزازيه علی الهنديه، ج۴/ص ۲۶/ كتاب الصلوة الثانی فی مقدمتها وصفتها مطبوعه كوئٹه، قال فی الواقعات لايشير (منية المصلی مجتبائی، ص ۱۰۱/ باب صفة الصلوٰة)

[2] وجملة ماوقفت عليه من التاليف فيها نحوثلاثين رسالة ......تزيين العبارة بتحسين الاشارة للقاری صاحب المرقاة ورسالة لابن عابدين، رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشهد ...... ورسالة للشيخ علی المتقی صاحب كنزالعمال وغيرها (معارف السنن ملخصاً، ج۳/ص۹۷/ باب ماجاء فی الاشارة، مطبوعه نوريه ديوبند.

[3] ملاحظه هو سعايه از، ج۲/ص ۲۱۵/ تا ۲۲۱/ باب صفة الصلوة الكلام فی الإشارة بالسبابة مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

[4] مؤطا امام محمد، ص ۱۰۸/ كتاب الصلوة باب العبث بالحصٰی فی الصلوة الخ (مطبوعه مكتبه رحيميه ديوبند)

رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلّـی اللّٰه علیه وسلَم ثم قال الامام محمدؒ وبصنیع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نأخذ وهوقول ابی حنیفةؒ وعامة اصحابه، ونقل الشیخ ابن الهمام[۱] فی الفتح، ج ۱/ص ۲۲۱/ عن ابی یوسفؒ فی الامالی مثله فقد ثبت بهٰذا ان الاشارة ثابتة عن ائمتنا ولم یخالف فیه من اصحاب الامام ابی حنیفة احد والمتاخرون من مشائخ ماوراء النهر اضطربوا لمارأو فی عبارة المبسوط وبسط اصابعه وان البسط ینافی القبض والتحلیق فزعم البعض منهم ان فی المسئلة روایتین فی روایة الاشارة مع القبض والتحلیق وفی روایة البسط وزعموا ان منافی البسط مکروه فقالوافی روایة یکره الاشارة وفی روایة لایکره بل یندب واختار صاحب الهدایة القول بعدم الکراهة وکذا شمس الائمة وبعضهم شددوا وافتوبالکراهة بل بالحرمة لجهلهم عمافی الموطا والمحققون من المشائخ قالوا لیس هناک روایتان والاشارة ثابتة عن ائمتنا قطعاً ولیس فی المبسوط ان یبسط الاصابع فی تمام التشهد بل فیه بسط الاصابع واذا بلغ عند التلفظ بالشهادة یحلق ویشیر هذا هوالحق المختار ویدل علیه روایة المسلم التی ذکر نا ها والاشارة والتحلیق سنتان ترکها یوجب الاساءة وهو مذهب ائمتنا بلاخلاف اھ رسائل الارکان، ص ۸۱/[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تشہد میں السلام علیک پر کیا نیت کرے

سوال: ۔ جوہرۃ النیرہ میں ایک مرتبہ دیکھا تھا کہ تشہد میں السلام علیک کہتے وقت

---

[۱] فتح القدیر، ج ۱/ص ۳۱۳/ باب صفة الصلوة مطبوعه دارالفکر بیروت.

[۲] رسائل الارکان ص ۸۱ فصل فی صفة الصلوة بیان رفع السبابة فی التشهد، مطبوعه یوسفی لکهنؤ.

حکایۃً صلوٰۃ کا خیال ہونا چاہئے جو معراج میں ہوئی تھی، شامی میں اس کے برخلاف لکھا ہے، کہ انشاءِ صلوٰۃ مدنظر رہنا چاہئے اور اخبار اور حکایت نہیں، ان دونوں قولوں میں کون صحیح ہے؟ دوسرے یہ کہ انشاء صلوٰۃ کی صورت حضور ﷺ کو خطاب بالواسطہ ہوگا یا بلا واسطہ اگر بالواسطہ ہوگا تو اس کی تصریح کہاں ہے، اور اگر بلاواسطہ ہے تو کیا حضور ﷺ حاضر بھی ہیں، صاحب جوہرہ کون ہیں ان کے ہمنوا اس مسئلہ میں کون کون ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شامی کا قول اقرب معلوم ہوتا ہے خطاب حاضر ناظر جان کر نہیں بلکہ اس اعتقاد کے ماتحت ہے کہ ملائکہ کے ذریعہ سے پیش کیا جائے جیسا کہ خط میں کسی کو خطاب کیا جاتا ہے، اور یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ مکتوب الیہ حاضر ہے بلکہ یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ ڈاک کے ذریعہ سے یہ خط مکتوب الیہ کے پاس پہنچ جائے گا، حدیث شریف میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ مقرر فرما رکھے ہیں جو درود وسلام پہنچاتے ہیں، البتہ روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر جو درود وسلام پڑھا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں[1]۔

(ابن مسعودؓ) رَفَعَه اَنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْلُغُوْنِىْ مِنْ اُمَّتِىْ السَّلَامَ للنسائى[2].

(عمار بن ياسر) اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِقَبْرِىْ مَلَكاً اَعْطَاهُ اَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ فَلَايُصَلِّىْ عَلَىَّ اَحَدٌ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَبْلَغَنِىْ بِاِسْمِهٖ وَاِسْمِ اَبِيْهِ هٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ

---

[1] **عن ابى هريرة** قال قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم مَنْ صَلّٰى عَلٰى عِنْدَقَبْرِىْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَىَّ نائياً اُبْلِغْتُهُ. رواه البيهقى فى شعب الايمان. مشكوة المصابيح ص۸۷/ج ۱/ باب الصلوة على النبىؐ وفضلها، طبع ياسر نديم ديوبند.

[2] نسائى شريف ص ۱۴۳/ج ۱/ كتاب الافتتاح باب التسليم على النبى صلّى الله عليه وسلم، مطبوعه فيصل ديوبند.

قَدْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ للبزار بِضُعْفٍ[۱]۔

(عبداللّٰہ بن دینار) رَأَیْتُ اِبْنَ عُمَرَؓ یَقِفُ عَلیٰ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُصَلِّی عَلیٰ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَؓ اھ جمع الفوائد، ج ۲/ص ۲۷۲-۲۷۳/[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

تشہد میں اشارۂ سبّابہ

سوال:۔ قعدہ میں التحیات پڑھتے ہیں، بہت سے لوگ مٹھی باندھ کر کلمہ کی انگلی اٹھاتے ہیں اور آخیر تک رہنے دیتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے، یا تمام انگلیاں پھیلی رہنے دینا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

التحیات میں اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے، اس طرح کہ دو انگلیاں ہتھیلی سے ملی رہیں، بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنالیا جائے، پھر ''الا اللّٰہ'' پر انگلی کے اشارہ کو ختم کر کے کچھ نیچے کو رُخ کر دیا جائے، اور یہ ہیئت اخیر تک باقی رہے، سب انگلیاں کھول کر نہ پھیلائی جائیں[۳] اس مسئلہ پر بعض علماء نے مستقل رسالے لکھے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۸/۸۹ھ

---

[۱] جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد ص ۲۷۲/ج ۲/ الاستغفار والتسبیح الخ، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند.

[۲] جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد، ص ۲۷۲-۲۷۳/ج ۲/ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند الاستغفار والتسبیح الخ.

[۳] قال علی القاری فی رسالتہ تزیین العبارۃ والصحیح المختار عند جمہور اصحابنا ان یضع کفیہ علی فخدیہ ثم عند وصولہ الی کلمۃ التوحید یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الوسطی والابہام ویشیر بالمسبحۃ رافعاً لہا عندالنفی واضعاً عند الاثبات (بقیہ اگلے صفحہ پر)

رفع سبابہ

سوال:۔جس مصلی کو تشہد میں انگشت اٹھانے کی ترکیب معلوم نہیں کیا اس کے لئے ترک رفع سبابہ ہی اولیٰ ہے، یا جس طرح دانستہ آدمی انگشت اٹھاتے ہیں اسی طرح وہ بھی اٹھاوے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نادانستہ آدمی کو دانستہ آدمی کی طرح انگشت اٹھانا چاہئے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/ذی الحجہ ۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/ذی الحجہ ۶۷ھ

تشہد میں وسطیٰ وابہام کا حلقہ کب تک رکھا جائے

سوال:۔التحیات جس کو تشہد کہتے ہیں ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے ”اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه“ کے وقت کلمہ کی انگلی کے بازو کی انگلی سے حلقہ بنا کر جو کلمہ کی انگلی اٹھائی جاتی ہے، وہ حلقہ تاختم نماز رکھا جائے، یا ”اِلَّا اللّٰه“ پر انگلی اٹھا کر حلقہ کھولدیا جائے؟ حقیقت نماز کی روشنی میں مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حلقہ اخیر تک رکھا جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ثم یستمر علی ذٰلک. التعلیق الممجد، ص ۱۰۸/ علی مؤطا امام محمد، باب العبث بالحصٰی فی الصلوة، اشرفی بکڈپو، دیوبند. شامی کراچی ص۵۰۸/ج ۱/ کتاب الصلوة فصل فی بیان تالیف الصلوة. فتح القدیر ص ۳۱۲/ج ۱/ باب صفة الصلوة دار الفکر بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] قال علی القاری فی رسالته تزیین العبارة والصحیح المختار (باقی اگلے صفحہ پر)

انگشت شہادت نہ ہو تو التحیات میں کیا کرے

سوال:۔جس کی انگشت شہادت نہ ہو، قعدہ میں شہادت کے وقت کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی دوسری انگلی سے اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں [۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۹/۹۰ھ

افضل درود شریف

سوال:۔نماز کے باہر کونسا درود شریف پڑھنا چاہئے؟ وہ درود شریف تحریر کیجئے جس کی فضیلت احادیث میں آئی ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سب سے افضل درود شریف وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے [۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) عند جمهور اصحابنا ان يضع كفيه على فخديه ثم عند وصوله الى كلمة التوحيد يعقد الخنصر والبنصر ويحلق الوسطى والابهام ويشير بالمسبحة رافعاً لها عندالنفى واضعاً عند الاثبات ثم يستمر على ذلك. التعليق الممجد، على مؤطا امام محمد ص ۱۰۸، باب العبث بالحصٰى فى الصلوة، اشرفى بكڈپو، ديوبند. شامى كراچى ص۵۰۸/ج ۱/ كتاب الصلوة فصل فى بيان تاليف الصلوة. فتح القدير ص ۳۱۲/ج ۱/ دارالفكر بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] لايشير بغير المسبحة حتى لو كانت مقطوعة اوعليلة لم يشربغير ها من اصابع اليمنىٰ ولااليسرىٰ الخ طحطاوى على المراقى مصرى ،ص۲۱۸/ كتاب الصلوٰة ، (بقیہ اگلے پر)

السلام کا الف لام اور اللہ اکبر کی را کو صاف ادا کیا جائے

سوال: ۔امام کے لئے نماز کی تکبیرات میں اللہ اکبر اس طرح کہنا کہ ''ر'' قطعاً ظاہر نہ ہو اور سلام اس طرح ادا کرنا کہ السلام کے بجائے پوری طرح سلام علیکم بغیر الف لام کے ظاہر ہو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر شخص خاص کر امام قصداً تو السلام ہی کہتا ہے لیکن بعض دفعہ الف لام ظاہر نہیں ہوتا سننے والے سمجھتے ہیں کہ سلام کہا ہے، اسی طرح قصداً تو اللہ اکبر ہی کہا جاتا ہے، لیکن کبھی اکبر کی ''ر'' اتنی مخفی ہو جاتی ہے کہ لوگ سن نہیں پاتے نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے، تاہم دونوں چیزوں کو پورے طور پر ادا کرنے کی کوشش کی جائے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۰/۴/۱۴۰۱ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) فصل فی بیان سننها. شامی زکریا ص۲۱۸/ج۲/ باب صفة الصلوة، قبیل مطلب مهم فی عقد الاصابع عندالتشهد. حلبی کبیر ص۳۲۸/ صفة الصلوة، طبع لاهور.

[۲] وافضل العبارات علی ماقال المرزوقی اللّٰهم صل علی محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ. شامی کراچی، ج۱/ص۱۳/ خطبة الکتاب مطلب افضل صیغ الصلاة)شامی نعمانیه، ج۱/ص۹/. مجمع الانهر ص۱۵۳/ج۱/ باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. زیلعی شرح کنز ص۱۲۳/ج۱/ باب صفة الصلوة واذا اراد الدخول الخ، مطبوعه امدادیه ملتان.

(صفحہ ہذا) [۱] ومن لایحسن بعض الحروف ینبغی أن یجهد الخ عالمگیری، ج۱/ص۷۹/ (مطبوعه کوئٹه) کتاب الصلوٰة الفصل الخامس فی زلة القاری.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم

مسنون لباس میں نماز

سوال:۔ یہاں افریقہ میں مکان سے باہر بازار وغیرہ میں بغیر کوٹ پتلون پہنے ہوئے نکلنے کارواج نہیں ہے، یہاں کا یونیفارم ہی کوٹ پتلون ہے تو جو شخص اپنے مکان میں یامسجد میں کوٹ یا پتلون نکال کر پائجامہ یا لنگی پہن کر نماز پڑھے گا تو اس کی نماز بغیر کراہت ہوگی، یا کراہت کیساتھ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جولباس مسنون ہے اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے[1]، اگر چہ وہاں کا یونیفارم اس کے خلاف ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صرف بنڈی میں نماز

سوال:۔ کیا صرف واسکٹ جس کو بنڈی کہتے ہیں پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں جبکہ

---

[1] والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلاثة اثواب قمیص وازار وعمامة. شرح منیه، ص ۲۱۶/ فروع من بحث الستر، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۷۰ / ۱/ شروط الصلوة وارکانها.

پائجامہ باندھنے کی جگہ سے ناف تک کا حصہ کھلا ہوا ہو جس کا ستر ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بدن کے جس حصہ کو چھپانا فرض ہے، اگر وہ چھپا رہے تب بھی ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا جس کو پہن کر آدمی معزز مجلس میں نہ جاسکتا ہو وہ مکروہ ہے[1]، چہ جائیکہ فرض ستر ہی ادا نہ ہو تو ایسی حالت میں نماز ہی نہ ہوگی[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کرتا گھٹنے سے اوپر ہو تو نماز کا حکم

سوال: ۔ گھٹنے کے اوپر کرتا پہن کر امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو کرتا گھٹنوں تک نہیں پہنچتا بلکہ کچھ کم ہے تو اس سے بھی نماز وامامت درست ہوجاتی ہے، اگرچہ اعلیٰ بات یہ ہے کہ کرتا اس سے بڑا ہو[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۶/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/۹۲ھ

---

[1] وصلوته فی ثیاب بذلة یلبسهافی بیته ولایذهب به الی الا کابر، شامی، ج ۱/ص ۴۳۰/ نعمانیه، مطلب فی الکراهة التحریمیة والتنزیهیة باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها. عالمگیری کوئٹه ص ۱۰۷/ج ۱/ الفصل الثانی فیمایکره فی الصلاة، مطبوعه مصری. طحطاوی مع المراقی ص ۲۹۲/ باب مایفسد الصلوة، مطبوعه مصری

[2] والرابع ستر عورته. درمختار، ج ۱/ص ۲۷۰/ شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۰۴/ باب شروط الصلاة. مطلب فی ستر **العورة**. وستر عورته للاجماع علیٰ انه فرض فی الصلاة الخ. البحر الرائق ص ۲۶۸/ج ۱/ مطبوعه الماجدیه کوئٹه. طحطاوی مصری ص ۱۶۹ باب شروط الصلوة وأرکانها.

[3] والاولی کونه من القطن اوالکتان اوالصوف علی وفاق السنة **(بقیه اگلے صفحه پر)**

بیٹھ کر نماز میں نظر کہاں رکھیں

سوال:۔ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے میں تلاوت کے وقت نگاہ سجدہ کی جگہ رکھنا بہتر ہے یا گود میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

گود میں مناسب ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

دو قدموں کے درمیان فصل

سوال:۔ حالت نماز میں پہلی رکعت میں دونوں پیروں کے درمیان فاصلہ چھ انگل تھا، اور دوسری رکعت میں وہ فاصلہ چار انگل رہ گیا، تو اس صورت میں نماز میں تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کوئی خرابی نہیں مگر چار انگل کا فصل مستحب ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۹/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۹/۹۰ھ

(گذشتہ کا بقیہ) بان یکون ذیله لنصف ساقه. شامی کراچی، ج۶/ص ۳۵۱/ فصل فی اللبس کتاب الحظر والاباحة شامی نعمانیه، ج۵/ص ۲۲۳/ سکب الانهر علی المجمع ص ۱۹۰/ج۴/ کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس، طبع دارالکتب العلمیه، بیروت. زاد المعاد، ج۴/ص ۲۱۸/ فصل فی تدبیره لامر الملبس، طبع مؤسسة الرسالة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ولها آداب ......نظره الی موضع سجوده حال قیامه............ والی حجره حال قعوده (الدر مع الشامی، ج ۱/ص ۳۲۱/ آداب الصلاة باب صفة الصلاة شامی کراچی، ج ۱/ص ۴۷۷/. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۲۴/ (بقیہ اگلے پر)

(بقیہ اگلے پر)

بائیں ہاتھ سے کھجانا

سوال: ۔نماز میں قیام کی حالت میں اگر کسی جگہ بدن پر خارش آئے، اور کسی وجہ سے بائیں ہاتھ سے کھجایا تو نماز ٹوٹ گئی یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے یہاں امام صاحب کہتے ہیں کہ نماز نہیں ہوئی، داہنے ہاتھ سے کھُجایا جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر خارش کو ضبط نہیں کرسکتا تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ سے کھجائے [۱]، لیکن اگر بائیں ہاتھ سے بھی کھجایا تو محض بایاں ہونیکی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۷/۱۶ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) فصل من آدابها. بحر كوئٹه ص ۳۰۴/ج ۱/ قبيل فصل وإذا اراد الدخول الخ.

[۲] ويسن تفريج القدمين فى القيام قدر اربع اصابع لانه اقرب الى الخشوع امااذا كان به سمن فالامر عليه سهل (طحطاوى على المراقى، ص ۲۱۲/ فصل فى بيان سننها، مطبوعه مصرى. شامى كراچى ص ۴۴۴/ج ۱/ باب صفة الصلاة، مبحث القيام. عالمگيرى ص ۷۳/ج ۱/ الباب الرابع فى صفة الصلوة، الفصل الثالث فى سنن الصلوة الخ، مطبوعه كوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] مستفاد :- يغطى فاه بيمينه، وقيل بيمينه فى القيام وفى غيره بيساره (الىٰ قوله)لكن فى حالة القيام لماكان يلزم من دفعه باليسار كثرة العمل بتحريك اليدين كانت اليمنى اولىٰ. شامى كراچى، ج ۱/ص ۶۴۵/ باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب اذاتردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة اولىٰ، مطبوعه زكريا ديوبند ص ۴۱۳/ج ۲/. عالمگيرى كوئٹه ص ۱۰۷/ج ۱/ الفصل الثانى فيمايكره فى الصلوة ومالا يكره. و إنْ حَكَّ ثَلاثاً فِيْ رُكْنٍ يَرْفَعُ يَدَهُ كُلَّ مَرَّةٍ ..... تفسد. فتح القدير ص ۴۰۴/ج ۱/ باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطبوعه دارالفكر بيروت. النهر الفائق ص ۲۷۴/ج ۱/ باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. بزازيه على الهنديه كوئٹه ص ۴۹/ج ۴/ الثالث عشر فيمايفسد ومالايفسد.

ٹوپی پر سجدہ

سوال: ۔ایک شخص ٹوپی پیشانی پر لگاتا ہے، اور سر کا پچھلا حصہ کھلا رہتا ہے، جس سے سجدہ ٹوپی کے اوپر ہوتا ہے، اس طرح نماز ہوگی یا نہیں؟ یہ شخص امامت بھی کرتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

افضل یہ ہے کہ پیشانی سجدہ کرتے وقت زمین پر رہے اگر چہ سجدہ اس طرح بھی ادا ہوجاتا ہے کہ ٹوپی پیشانی پر ہو اور اس پر سجدہ کیا جائے[1] لیکن اگر پیشانی بالکل نہیں رکھی گئی، نہ بلا واسطہ زمین پر نہ ٹوپی کے واسطہ سے زمین پر بلکہ اٹھی رہی کہ صرف ٹوپی کا کچھ حصہ زمین پر رکھا گیا، اور پیشانی علیحدہ اوپر اٹھی رہی، جیسا کہ بعض دفعہ عمامہ کی صورت میں ہوسکتا ہے، کہ اسکا پیچ کچھ زمین پر رکھا گیا اور پیشانی کا کوئی تعلق اس سے نہیں ہوا نہ بالواسطہ نہ بلا واسطہ تو ایسی صورت میں سجدہ درست نہیں ہوتا، نماز صحیح نہیں ہوتی[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

نماز کے بعد رُخ کس طرف کرے

سوال: ۔ وضو کند برہمان نماز بنا کند اگر منفرد باشد او را از سرنو نماز خواندن افضل است و اگر امام باشد خلیفہ گیر د وضو کند و داخل مقتدیان شود، و مقتدی وضو کردہ باز آید بمکان کہ آنجا بود

[1] يشترط فى صحة السجود على العمامة كون ماسجد عليه منها متصلا بالجبهة. حلبى كبير ص۲۸۷ / فرائض الصلاة الخامس السجدة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور. درمختار على الشامى زكريا ص ۲۰۶ / ج ۲ / باب صفة الصلوة.

[2] فلوسجد على مااتصل بما فوق الجبهة لايجوز. حلبى كبير، ص۲۸۷ / الخامس السجدة، مطبع لاهور. درمختار على الشامى زكريا ص ۲۰۶ / ج ۲ / باب صفة الصلاة. طحطاوى على المراقى ص۱۸۷ / باب شروط الصلاة، مطبوعه مصرى.

(۱) سوال یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے امام مقتدی اور منفرد تین قسم کے لوگ ہیں، پہلے ایک حکم ہے درنماز حدث لاحق شود وضوکند، پھر امام اور منفرد ومقتدی کے لئے الگ الگ حالتیں بیان کی گئیں، اس عبارت کا صحیح محمل کیا ہے؟

(۲) دوآدمی برابر کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، ایک امام تھا دوسرا مقتدی تیسرے شخص نے امام کو آگے بڑھا کر امام کی جگہ کھڑا کر دیا اور خود اسی ایک مقتدی کے ساتھ صف میں کھڑا ہوگیا، اب بعد سلام کے امام اپنی جگہ علیٰ حالہ بیٹھا رہے یا داہنے طرف مڑکر بیٹھے پھر دعا کرے یہ عصر کی نماز تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منفرد کے لئے اس صورت میں استیناف افضل ہے[۱] اس کا اپنا تنہا کا معاملہ ہے امام کے لئے خلیفہ بنا دینا افضل ہے، اس کے پیچھے دوسرے لوگ بھی ہیں، ان سب کی نماز بھی اس کیساتھ وابستہ ہے اسکو خلیفہ بنا دینا افضل ہے تاکہ وقت حدث تک جتنی نماز پڑھ چکے ہیں وہ خراب اور بیکار نہ ہو[۲] انکو استیناف (ازسرے نو پڑھنا اور پڑھی ہوئی کو بیکار قرار دینا) شاق ہوگا بنا میں یہ بات نہ ہوگی۔

(۲) دائیں بائیں اس طرح مڑکر بیٹھ سکتا ہے کہ مسبوق کی طرف اسکا رخ نہ ہو[۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] من سبقه حدث توضا وبنى كذا فى الكنز والاستئناف افضل كذافي المتون وهذا فى حق الكل عند بعض المشائخ وقيل هذا فى حق المنفرد قطعاً. عالمگیری، ج ۱/ص ۹۳/الباب السادس فى الحدث فى الصلاة. الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳۵۵، ۳۵۶/ج ۲/ باب الاستخلاف. مجمع الانهر ص ۱۷۱/ج ۱/ باب الحدث فى الصلاة، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت.

[۲] من سبقه حدث وكان اماماً فانه يستخلف رجلا مكانه ياخذ بثوب رجل الى المحراب أويشير اليه (البحر الرائق، ج ۱/ص ۳۶۹/ باب الحدث فى الصلاة. (بقیہ اگلے پر)

نماز کے بعد رُخ کس طرف کرے

سوال: ۔نماز فجر کے بعد حضور ﷺ سے ہر چہار جانب دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تین جانب بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے،قبلہ رو اور شمال وجنوب[1]۔　　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۴؍۹۵ھ

(**گذشتہ کا بقیہ**) مجمع الانهر ص ۱۷۱؍ج ۱؍ باب الحدث فی الصلاة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. تبیین الحقائق ص۱۴۷؍ج ۱؍ باب الامامة والحدث فی الصلاة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[۳] ان کان فی صلاة لاتطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینه اویساره او استقبل الناس بوجهه، شامی زکریا، ج۲؍ص ۲۴۸؍ شامی کراچی ص ۵۳۱؍ج ۱؍ باب صفة الصلاة، مطلب فیما لوزاد علی العدد الوارد فی التسبیح عقب الصلاة. مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۲۵۴؍ فصل فی صفة الاذکار الواردة الخ. بدائع الصنائع زکریا ص ۳۹۴؍ج ۱؍ فصل فی بیان مایستحب للامام ان یفعله عقیب الفراغ من الصلاة.

(**صفحہ ہذا**) [۱] عن سمرة بن جندب قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّى الله عليه وسلّم إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَابِوَجْهِهٖ. رواه البخاری.

''وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلّى الله عليه وسلّم يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ رواه مسلم وَعَنْ عَبد اللّٰه بن مسعود قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلَم كَثِيْراً يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ متفق علیه ،مشکوٰة شریف، ص۸۷؍ باب الدعاء فی التشهد الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۵۴؍ فصل فی الأذکار الواردة بعد الفرض، مطبوعه مصر. تاتارخانیه ص ۵۵۶؍ج ۱؍ الفصل الثالث فی بیان مایفلعه المصلی فی صلاته الخ، قبیل ومایتصل بهذاالفصل، مطبوعه کراچی.

ترجمه :۔حضرت سمرہ بن جندب بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی نماز پڑھتے تو ہماری طرف رخ کرتے فراغت کے بعد۔

''اور حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد داہنے جانب پھرتے تھے،اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ مین نے اکثر آپ کو بائیں جانب پھرتے دیکھا۔''

نماز کے ختم پر دائیں بائیں منہ پھیرنا

سوال:۔نماز میں سلام دائیں اور بائیں پھیرنا چاہئے لیکن کہیں منہ قبلہ کی طرف ہی کرکے پھیر دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ سلام ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

داہنے بائیں منہ پھرانا سنت ہے،"ویسن الالتفات یمیناً ثم یساراً بالتسلیمتین (مراقی الفلاح، ص ۱۶۳)[1] اس کے خلاف کرنے سے سنت ترک ہوگی نماز ادا ہوگئی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نماز کے بعد داہنی یا بائیں طرف رُخ کرنا

سوال:۔ایک مقامی مسجد جس میں دس سال سے تبلیغی مرکز ہے،اور ہفتہ واری اجتماع ہوتا ہے،اجتماع کے ایک روز جمعہ کی نماز میں مقرر امام کے نہ آنے کی وجہ سے ایک اجنبی شخص نے امامت کی،بعد سلام تسبیح اور دعاء کے لئے بجائے داہنی طرف مڑنے کے یہ خیال کرتے ہوئے کہ بائیں طرف مڑنا سنت ہے اور عام طور پر کرتے بھی نہیں ہیں، بائیں جانب مڑکر تسبیح پڑھی اور دعاء کے بعد فراغ،عوام میں چہ میگوئیاں ہوئیں کہ یہ نیا طریقہ اس نے کہاں سے نکالا،چندروز بعد بعض مخلص سمجھدار معاونین وکارکنان جماعت نے اس دن فجر کے وقت امام صاحب کو اپنی مخلصانہ رائے پیش کی کہ یہاں کی فضا میں عوام کو ابھی تک تبلیغی کام سے مناسبت نہیں ہوئی ہے، اورآپ سے بھی ابھی تک عوام کا ربط نہیں ہوا ہے، برائے کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

---

[1] مراقی الفلاح ص ۱۰۱/ فصل فی سننها، مطبوعه المکتبة الأسعدی سهارنپور. مجمع الانهر ص ۱۵۴/ج ۱/ قبیل فصل فی القراء ة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. بدائع الصنائع ص ۵۰۲/ج ۱/ مایستحب فی الصلاة ومایکره فیها، مطبوعه زکریا دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

داہنی طرف رخ کرنے سے اصل امام یا کوئی بھی اس کا نائب گنہگار نہیں، جب دونوں ہی سنت ہیں داہنی طرف رخ کرنا بھی بائیں طرف رخ کرنا بھی تو کسی ایک طریقہ پر عمل کرنے سے ترک سنت نہیں ہوگا، اسکے شواہد شریعت میں بے شمار ہیں، لیکن کسی ایک طریقہ کو لازم قرار دینا جس سے یہ مفہوم ہوتا ہو کہ دوسرا سنت سے ثابت شدہ طریقہ غلط اور خلاف شرع ہے جائز نہیں[1]، مشکوٰۃ، ص ۸۷/ سے ظاہر ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ سے داہنی طرف رخ فرمانا بھی ثابت ہے اور بائیں طرف رخ کرنا بھی ثابت ہے[2] بہتر یہ ہے کہ حضور ﷺ کی احادیث کوئی عالم نمازیوں کو سنایا کرے تاکہ ان کے سامنے ہر چیز کا سنت طریقہ آئے اور جن غلط فہمیوں میں وہ گرفتار ہیں وہ دور ہوں فتنہ سے پورا پرہیز کیا جائے، اور ایسا عمل اختیار نہ کیا جائے جن سے غلط عقیدہ کی تائید ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ان من أصر علی امرمندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال، مرقاة المفاتيح، ج ۲/ ص ۱۴/ باب الدعاء فی التشهد الفصل الاول، سعاية ص ۲۶۵ ج ۲ باب صفة الصلوة قبيل فصل فی القراء ة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

[2] عن انسؓ قال كان النبی صلی الله عليه وسلّم ينصرف عن يمينه رواه مسلم وعن عبدالله بن مسعودؓ قال لقد رايت رسول اللّه صلی الله عليه وسلم كَثِيْراً يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ متفق عليه، مشكوٰة شريف، ص ۸۷/ باب الدعاء فی التشهد، الفصل الاول. بخاری شريف ص ۱۱۸/ ج ۱/ كتاب الاذان، باب الانتقال والانصراف عن اليمين والشمال، مطبوعه اشرفی ديوبند. ترمذی شريف ص ۶۶/ ج ۱/ ابواب الصلاة، باب ماجاء فی الانصراف عن يمينه وعن يساره، مطبوعه بلال ديوبند.

ترجمہ:۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مصلّے سے داہنے جانب پھرتے تھے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب پھرتے دیکھا ہے۔

جمائی روکنے کا طریقہ

سوال:۔ بحالت نماز اگر جمائی آئے تو اس کو کیسے روکیں؟ خاص کر رکوع وسجود میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

داہنے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ لی جائے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بعض حروف ادا کرتے وقت گردن جھکانا

سوال:۔ ہمارے امام صاحب جب نماز پڑھاتے وقت گردن اور سر کو جہاں بھی ع، یا، ح، ہو اس طرح کرتے ہیں جیسے مرغ اذان پڑھتا ہے اور اپنی گردن کو اوپر نیچے کرتا ہے، کبھی ایک ٹانگ کے اوپر کھڑے ہوجاتے ہیں، یعنی ایک ہی ٹانگ پر سارا زور دیکر کھڑے ہوتے ہیں، تو ان صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قیام طویل ہو تو کبھی ایک ٹانگ پر بوجھ دینا کبھی تھک جائے تو دوسری پر بوجھ دینا درست ہے، اس سے نماز خراب نہیں ہوتی[۱] البتہ ع، اور ح'' ادا کرتے وقت سر جھکانے کی ضرورت

---

[۱] وامساک فمه عندالتثاؤب فان لم یقدر غطاه بیده (تنویر) وعبارة الشارح فی الخزائن ای بظهر یده الیمنی (شامی کراچی، ج ۱/ ص ۴۷۸. شامی نعمانیه آداب الصلاة. مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۲۲۴/ فصل فی آدابها. المحیط البرهانی ص ۴۰۱/ ج۲/ فصل فی بیان آداب الصلاة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل. تاتارخانیه کراچی ص ۵۲۹/ ج ۱/ فصل فی بیان آداب الصلاة.

نہیں ، یہ بلاضرورت ہے، اگرچہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، تاہم اس سے احتیاط کی ضرورت ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۰/۹۵ھ

نماز میں نگاہ پھیرنا کیسا ہے؟

سوال: ۔اگر کوئی نماز میں دوسری طرف نگاہ کرے اس طرح کہ گردن نہ ہلایا ہو یعنی سر نہ پھیرا ہو تو کیا اس کی نماز جاتی رہی یا باقی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہاں خلاف استحباب ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۹/۸۹ھ

---

[۱] وللمتطوع الاتكاء على شئى كعصا و جدار مع الاعياء اى التعب بلاكراهة وبدونه يكره وفى الشامية وقوله للمتطوع لعل وجهه ان التطوع قديكثر كالتهجد فيؤدى الى التعب فلم يكره له الاتكاء بخلاف الفرض فان زمنه يسير والا فالمفترض ان عجز قدمر حكمه وان تعب فالظاهر انه لايكره له الاتكاء. شامى زكريا ص ۵۷۲/ج ۲/ باب صلاة المريض، قبيل مطلب فى الصلاة فى السفينة. حاشية الطحطاوى على الدر ص ۳۲۰/ج ۱/ باب صلاة المريض، مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

[۲] والا لتفات بوجهه كله اوبعضه للنهى وببصره يكره تنزيهاً. شامى زكريا، ج ۲/ ص ۴۱۰/ مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة اولى، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها . عالمگيرى كوئٹه ص ۱۰۶/ج ۱/ الباب السابع فيما يفسد الصلوة الخ الفصل الثانى فيمايكره فى الصلاة ومالايكره. تاتارخانيه كراچى ص ۵۶۵/ج ۱/ الفصل الرابع فى بيان مايكره اللمصلى ان يفعل فى صلاته الخ.

جائے نماز اگر چھوٹی ہو

سوال:۔ اگر کپڑا چھوٹا ہے نماز کے لئے تو وہ پاؤں کے نیچے ہونا چاہئے یعنی جس پر نمازی نماز پڑھتا ہو تو وہ اتنا بڑا کپڑا نہیں کہ پاؤں سے سر تک آجائے، اگر پاؤں نیچے کرتے ہیں تو سر کپڑے کے نیچے ہوجاتا ہے، آپ فرماویں کہ کپڑا نیچے ہو یا پاؤں تک؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ کپڑا سردی یا گرمی سے حفاظت کے لئے ہے تو جس عضو کی زیادہ حفاظت کی ضرورت ہو تو اس کے نیچے کرلیں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/۸۹ھ

---

[1] عن انس بن مالک قال کنا نصلی مع النبی صلّی اللہ علیہ وسلم فیضع احدنا طرف الثوب من شدة الحر فی مکان السجود، الحدیث. قال فی الفتح وفی الحدیث جواز استعمال الثیاب وکذا غیرها فی الحیلولة بین المصلی وبین الأرض لاتقاء حرها وکذا برد ھا الخ. فتح الباری ص ۴۹۴/ج ۲/ کتاب الصلوة باب السجود علیٰ الثوب فی شدة الحر، مطبوعه مکة المکرمه. ارشاد الساری ص ۵۴/ج ۲/ دارالفکر عمدة القاری ص ۱۱۷/ج ۲. جز ۴، دارالفکر بیروت.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب پنجم

جماعت کا بیان

فصل اول

﴿جماعت کی فضیلت واہمیت کا بیان﴾

نماز باجماعت کی فضیلت

سوال: باجماعت نماز پڑھنے والے کے لئے حضور ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جماعت سے نماز پڑھنے کی بڑی ترغیب اور فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے[1]۔ جماعت میں شریک نہ ہونا منافق کی نشانی تھی۔[2] ارشاد فرمایا کہ معذورین بچوں وغیرہ کا خیال نہ

---

[1] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً. مشكوٰة شريف ص ۹۵ (مطبوعه ياسر نديم ديوبند) باب الجماعة وفضلها. مسلم شريف ص ۲۳۱/ج ۱/ باب فضل صلاة الجماعة. ابن ماجه ص ۵۷/ باب فضل الصلاة في جماعة.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ ہوتی ہے۔

[2] عن عبدالله بن مسعود قال لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَايَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّامُنَافِقٌ الحديث مشكوٰة شريف ص ۹۶ باب الجماعة وفضلها، الفصل الثالث، مطبوعه ياسر نديم ديوبند. (بقيه آئنده صفحه پر)

ہوتا تو ان کے مکان میں آگ لگادیتا جو جماعت میں نہیں آتے حدیث پاک میں یہ مضمون ہے۔[۱] آج بھی ترغیب پر ہی کفایت کی جائے کسی کے مکان میں آگ نہ لگائی جائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جماعت کا اہتمام

سوال: اگر مسجد میں کوئی امام نہ ہو تو اکیلے اکیلے تکبیر پڑھ کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

پڑھ سکتا ہے[۱]۔ لیکن ہمیشہ کے لئے امام بنانا اور جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے[۲]۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) مسلم شریف ص ۲۳۲/ج ۱/ باب فضل صلاۃ الجماعۃ، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا تحقیق دیکھا میں نے خود کو اور صحابہ کو کہ پیچھے نہیں رہتا تھا نماز با جماعت سے مگر منافق الخ۔

۳ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَامَافِی الْبُیُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّیَةِ اَقَمْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فُتْیَانِیْ یُحَرِّقُوْنَ مَافِی الْبُیُوْتِ بِالنَّارِ. مشکوٰۃ شریف ۹۷ باب الجماعۃ وفضلھا. الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: نبی علیہ السلام سے روایت ہے اگر گھر میں عورتیں نہ ہوتی اور اولاد۔ حکم کرتا میں عشاء کی نماز کو قائم کرنے کا اور حکم کرتا اپنے خادموں کو کہ جلاتے اس چیز کو جو گھروں میں ہے آگ سے۔

۱ فی الخانیۃ لو لم یکن لمسجد منزلہ مؤذن فانہ یذھب الیہ ویوذن فیہ ویصلی ولو کان وحدہ لان لہ حقا علیہ فیودیہ (الشامی نعمانیہ ص ۴۴۳ ج ۱) شامی زکریا ص ۴۳۳/ج ۲، مطلب فی افضل المساجد. باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا. خانیہ علی الھندیہ کوئٹہ ص ۶۷/ج ۱/ فصل فی المسجد. المحیط البرھانی ص ۲۴۷/ج ۲/ الفصل الثانی عشر، ومما یتصل بھٰذا الفصل، مطبوعہ المجلس العلمی ڈابھیل.

۲ والجماعۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال وقیل واجبۃ وعلیہ العامۃ شامی زکریا ص ۲۸۷ تا ۲۹۰/ج ۲، باب الامامۃ. المحیط البرھانی ص ۲۱۰/ج ۲/ الفصل الثامن فی الحث علی الجماعۃ، مطبوعہ المجلس العلمی ڈابھیل.

اس لئے کوشش کرے کہ کوئی اچھا امام مقرر کرے اگر اچھا امام نہ ملے تو سب نمازیوں میں سے جو بھی اچھا ہو اسے امام بنالیا جائے اگر سب یکساں ہی سے ہوں تو جو امام بن جائے گا نماز ہوجائے گی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۶/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/رجب ۵۶ھ

مسجد میں جماعت ہوچکی، کیا گھر میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب ملے گا؟

سوال: زید سورہا تھا یا کوئی کام کررہا تھا اور مسجد میں جماعت ہوگئی۔ اب اگر وہ کسی کمرہ میں باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اسے کتنا ثواب ملے گا؟ اور اس جماعت کو جماعت ثانیہ سے موسوم کریں گے یا نہیں؟ جب کہ مسجد کی جماعت اولیٰ فوت ہوچکی ہے۔ بکر جماعتِ اولیٰ ہونے کا داعی ہے۔ حضرت سے ابھی قریب ہی میں جماعت ثانیہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ مسجد کے علاوہ جو لوگ جماعت کرتے ہیں تو انھیں ثواب ملے گا یا نہیں؟ تو بندہ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس شخص کے بارے میں کہ جس کی جماعت اُولیٰ فوت ہوگئی ہے علماء کے تین قول ہیں (۱) مسجد میں تنہا نماز پڑھے (۲) کسی دوسری مسجد میں تلاش کرے (۳) گھر میں مع اہل کے جماعت سے نماز پڑھے۔ تو یہ تینوں قول زجراً وتنبیہاً ہیں، سزا کے طور پر ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ تو پھر ان کو جماعت کا بھی ثواب نہیں ملے گا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ سزا میں جزا نہیں ہوا کرتی۔ امر طلب یہ ہے کہ اس بات میں کتب فقہ کی عبارتوں سے ٹکراؤ پیدا ہورہا ہے۔ کتابوں میں ہے کہ فضیلت جماعت اس کو حاصل ہوگی اگرچہ مسجد کی

---

[۱] تقدم تخریجه تحت عنوان غلط خواں کی امامت.

نہیں۔ تطبیق کی کیا صورت ہے؟ نیز سوجانا عذر ہے یانہیں؟ تشفی بخش جواب سے نوازیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

گھر میں جماعت کرنے سے فضیلت جماعت تو حاصل ہو جائے گی مگر مسجد کی فضیلت اس سے زیادہ ہے وہ حاصل نہیں ہوگی۔ ولو صلی فی بیتہٖ بزوجتہٖ او جاریتہٖ او ولدہ فقد اتیٰ بفضیلۃ الجماعۃ ولکن فضیلۃ المسجد اتم۔ طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح[1]۔

فقط واللہ اعلم　　حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک مسجد کی جماعت چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا ٹھیک نہیں

سوال: کسی مسجد میں زید وضو کر رہا تھا کہ ادھر جماعت کی رکعتیں ہو گئیں، یا صرف قعدہ اخیرہ ہی ملنے کی امید ہے، تو زید نے سمجھا کہ اچھا ہے چلو کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھ لیں جہاں پوری جماعت ملنے کی امید ہے۔ تو ایسی صورت میں ایک مسجد سے دوسری مسجد کی طرف انتقال جائز ہے یانہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

زید کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اس مسجد کا حق قائم ہو گیا وہیں جماعت میں شریک ہو جائے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۹/۴/ ۹۳ھ

---

[1] وإن صلی أحد فی البیت بالجماعۃ لم ینالوا فضل جماعۃ المسجد. شامی زکریا ص۴۹۵/ج۲/ کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح. طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲۳۲/ مصری، باب الامامۃ. فتاوی ہندیہ ۱۱۶/ج۱/ الباب التاسع فی النوافل، فص فی التراویح، مطبوعہ کوئٹہ.

[2] واتفقوا علی انہا ان فاتت فی مسجد فلایجب طلبہا فی مسجد أخر (رسائل الارکان ص۵۵) شامی کراچی ص۵۴/ج۲/ باب ادراک الفریضۃ، مطلب فی کراہۃ الخروج من المسجد بعد الآذان. البحرالرائق ص۷۲/ج۲/ باب ادراک الفریضۃ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی.

مشق کے لئے بچوں کی جماعت کرانا

سوال: اگر بچوں کو نماز کی مشق کرائی جائے تو تکبیر پڑھیں یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بچوں کو اگر بطورِ تعلیم نماز کی مشق کرائی جائے اور وہ جماعت کرتے ہیں تو ان کی جماعت مصلی سے علیٰحدہ کرائی جائے اور وہ تکبیر بھی کہیں[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/ ۸۹ھ

امام تنہا اذان واقامت کے بعد نماز پڑھے تو جماعت کا ثواب ملے گا

سوال: اذان کے بعد مسجد میں کوئی دوسرا نمازی نہ ہو تو امام تنہا ہی جماعت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسی حالت میں امام صاحب تنہا ہی تکبیر کہہ کر نماز ادا کرلیں[۲]۔ اس سے جماعت کا ثواب ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور محلّہ میں تبلیغ کرکے لوگوں میں نماز کا شوق واہتمام پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/ ۸۹ھ

---

[۱] اسلئے کہ نابالغ بچے کا نابالغ بچوں کی امامت کرنا درست ہے وامـاغير البالغ فان كان ذكر اتصح امامته لـمثلـه مـن ذكر (الشامي نعمانيه ص۳۸۸/ج ۱) شامي زكريا ص ۳۲۱/ج۲، باب الامامة قبيل مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبى الخ.

[۲] فى الخانية لولم يكن لمسجد منزله مؤذن فانه يذهب اليه ويؤذن فيه ويصلى ولو كان وحده لان لـه حـقـا عـليه فيؤديه الشامي نعمانيه ص۴۴۳/ج ۱. شامي زكريا ص۴۳۳/ج۲، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها. مطلب فى افضل المساجد. خانيه على الهنديه ص۶۷/ج ۱/ كتاب الطهارة فصل فى المسجد، قبيل كتاب الصلوة.

اپنی نماز کے بعد جماعت میں شرکت کس نیت سے کرے

سوال: جس شخص نے اپنی نماز ظہر یا عشاء پڑھ لی ہو، پھر جماعت میں شرکت کس نیت سے کرے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نفل کی نیت سے۔ثم اقتدیٰ متنفلاً الخ در مختار علیٰ ردالمحتار[1] ص۴۷۹ج ا نعمانیہ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۷/۹/۱۶ھ

بہرے مقتدی کے لئے جماعت میں شرکت

سوال: ایک شخص بہرا ہے اور بینائی بھی کم ہے، جب وہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو کبھی امام کی آواز سنائی نہ دینے کی وجہ سے سجدہ چھوٹ جاتا ہے تو آیا ان کو ایسی حالت میں امام کے ساتھ نماز پڑھنا افضل اور بہتر ہے یا تنہا؟ اور اگر رکوع یا سجدہ چھوٹ جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر رکوع یا سجدہ بالکل چھوٹ گیا تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔ اگر امام کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد ادا کرلیا تو نماز ہوگئی[2] پاس والے کے رکوع سجدہ سے احساس کر کے رکوع سجدہ کرلیا

---

[1] درمختار علی ردالمحتار نعمانیه ص ۴۷۹ج ۱ شامی زکریا ص۵۰۶/ج۲ باب ادراک الفضیلة مطلب صلاة رکعة واحدة باطلة الخ. عالمگیری ص ۱۲۰/ج ۱/ باب العاشر فی ادراک الفریضة، مطبوعه کوئٹه. بحر الرائق ص ۷۲/ج ۲/ باب ادراک الفریضه، مطبوعه کوئٹه.

[2] الاصل فی هٰذا ان المتروک ثلاثة انواع فرض وسنة وواجب (بقیه آئنده پر)

کرے۔ جماعت کی فضیلت ایسی معذوری کی حالت میں بھی وہ حاصل کرتا ہے تو بڑے اجر کا مستحق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۱/۷/ ۹۲ھ

کوڑھی کا مسجد میں جانا

سوال: زید کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہے۔ دیکھنے میں تندرست معلوم ہوتا ہے مگر زیر علاج ہے۔ بائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں کجی آ گئی۔ ماہر ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس وقت تمہارے خون میں کوئی خرابی نہیں۔ ایسی حالت میں زید مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مرض متعدی ہوتا ہے، لہٰذا زید کو مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر کوڑھ کا اثر خون میں نہیں ہے بدن سے رطوبت نہیں نکلتی، بد بو نہیں آتی تو مسجد میں جا کر نماز پڑھنا اور جماعت میں شریک ہونا درست ہے۔ محض دو انگلیوں میں کجی آ جانے کی وجہ سے مسجد کی جماعت سے اس شخص کو محروم نہ کیا جائے۔ مرضِ متعدی کے عقیدہ کو شریعت نے غلط قرار دیا ہے کوئی بھی مرض ذاتی طور پر متعدی نہیں ہوتا ہے۔ ہاں اگر نمازیوں میں وحشت پیدا ہو اور اس کی وجہ سے لوگ مسجد میں آنا چھوڑ دیں اور مسجد کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ ہو یا اس کے جانے کی وجہ سے نزاع کا اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کو خود ہی اس کا لحاظ رکھتے ہوئے مکان پر نماز ادا کر لینی چاہئے۔ مشکوٰۃ شریف میں کوڑھی سے الگ رہنے کی بھی تاکید ہے[1] اور

(گذشتہ کا بقیہ) ففی الاول ان امکنه التدارک بالقضاء یقضی والافسدت صلاته. عالمگیری کوئٹه ص ۱۲۶ ج۱ الباب الثانی عشر فی سجود السهو. البحر الرائق ص۹۸/ ج۲/ باب سجود السهو، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(صفحه هذا) [1] عن ابی هریرة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاعَدْوٰی وَلَاطِیَرَةَ وَلَاهَامَةَ وَلَاصَفُرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّمِنَ الْاَسَدِ مشکوٰة ص ۳۹۱/ (بقیه آئنده)

اس کے ساتھ کھانا کھانے کی بھی تصریح ہے[۲]۔ دونوں کا محمل یہی ہے کہ ذاتی طور پر ہر مرض کو متعدی سمجھنا غلط ہے اور احتیاط کے درجہ میں پرہیز کرنا درست ہے[۳]۔ مگر جب معالج کے ماتحت مرض موجود نہیں پھر اس سے یہ پرہیز بھی نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۶/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

جذام والے کا جماعت کے لئے مسجد میں آنا

سوال: ایک شخص جو جذام وبرص کی بیماری میں مبتلا ہے اس کو نماز باجماعت میں کس جگہ

(گذشتہ کا بقیه) باب الفال والطيرة الفصل الاول مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیماری کا لگنا۔ بدشگونی ہامہ اور صفر کوئی چیز نہیں ہے اور تم جذامی آدمی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔

(صفحہ ہٰذا) [۲] وعن جابر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَبِيَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقِصَّةِ وَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلا عَلَيْهِ. مشكوٰة ص ۳۹۲/ باب الفال والطيرة، الفصل الثانى مطبوعه ياسر نديم ديوبند

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اپنے پیالہ میں (کھانا کھانے کے لئے) شریک کرلیا اور فرمایا تو کھا میں اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ رکھتا ہوں۔

[۳] و منهم من يرىٰ انه لم يرد ابطاله فقد قال صلى الله عليه وسلم فر من المجذوم فرارك من الاسد وقال لا يوردن ذوعاهة على مصح و إنما أراد بذالك نفى ماكان يعتقده اصحاب الطبيعة فانهم كانوا يرون العلل المعدية مؤثرة لامحالة فاعلمهم بقوله هذا ان ليس الامر على مايتوهمون بل هو متعلق بالمشيئة إن شاء كان و إن شاء لم يكن (إلى قوله) و بين بقوله فر من المجذوم وبقوله لايوردن ذوعاهة على مصح أن مد اناة ذالك يسبب العلة فليتقه اتقاه من الجدار المائل والسفيه المعيوبة مرقاة ص ۵۱۹/ ج۴، كتاب الطب والرقى، باب الفال والطيرة.

کھڑا ہونا چاہئے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

اگر بدن سے رطوبات بہتی ہیں جس سے مسجد بھی گندی ہوتی ہواور نمازیوں کے کپڑے بھی خراب ہوں، یا اس کے بدن سے بدبو آتی ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کو اذیت ہوتی ہو جیسا کہ برص یا جذام والے مریض کو بعض دفعہ ہوتا ہے تو ایسے شخص کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں ہے[۱]۔ اس سے جماعت ساقط ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تہجد جماعت کے ساتھ

سوال: نماز تہجد کی اصل نوعیت شریعت میں کس پر ہے رمضان یا غیر رمضان میں علی الاعلان یا بغیر اعلان تہجد کی جاوے کیا ہے۔ بہر حال سنت طریقہ کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

تہجد کی نماز سنت ہے[۲] ادائیگی اس کی بہ نیت نفل کی جاوے[۳] نفل نماز رمضان غیر رمضان

---

[۱] واكل نحو ثوم، ويمنع منه الى قوله علة النهى أذى الملائكة وأذى المسلمين وكذلك الحق بعضهم بذلك من بفيه بخر اوبه جرح له رائحة وكذلك القصاب، و السماك والمجذوم والابرص اولىٰ بالالحاق. شامى كراچى ص ۶۶۱ ج ۱ شامى زكريا ص ۴۳۵ ج ۲ مطلب فى الغرس فى المسجد باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها. عمدة القارى ص ۱۴۶ / ج ۳، الجزء السادس، كتاب الاذان، باب ماجاء فى الثوم النّئى والبصل والكراث الخ، دار الفكر بيروت.

[۲] وندب صلاة الليل خصوصا آخره كما ذكرنا واقل ماينبغى أن يتنفل بالليل ثمان ركعات. مراقى مع الطحطاوى ص ۲۱۳ / فصل فى تحية المسجد وصلاة الضحىٰ الخ، مصرى، شامى زكريا ص ۴۶۸ / ج ۲، باب الوتر والنوافل، مطلب فى صلاة الليل. حلبى كبير ص ۳۹۰ / فصل فى النوافل، طبع لاهور. (باقی اگلے صفحہ پر)

میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے علی الاعلان ہو یا بغیر اعلان کے البتہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ رمضان میں اگر بغیر تراویح کے دو تین آدمی مل کر تہجد با جماعت پڑھیں تو اجازت ہے ورنہ جماعت مکروہ ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اجتماعی عبادت انفرادی عبادت سے ہر جگہ افضل نہیں

سوال: انفرادی عبادت سے اجتماعی عبادت افضل واعلیٰ ہے یا نہیں اکثر لوگ عام طور سے ہر جگہ جماعت سے نماز پڑھ لینے کے بعد دعا مانگتے ہیں اس طرح کہ امام دعا پڑھتے جاتے ہیں اور مقتدی آمین کہتے جاتے ہیں جس کو عرف میں دعا ثانی کہا جاتا ہے یہ دعا ثانی ہیئت مذکورہ میں مانگنا شریعت میں کس درجہ کا گناہ ہے اور دعا ثانی مانگنے والا گنہ گار رہے یا کہ نہیں اور اس سے رک جانے والے یا روک دینے والے کے متعلق کیا اجر وثواب ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اجتماعی عبادت انفرادی عبادت سے ہرگز افضل نہیں بلکہ جس جگہ اجتماع کی ترغیب ہے وہاں افضل ہے مثلاً عیدین اور نصف شعبان کی شب بیداری اور اس میں عبادات

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) [۳] ویحتاج هنا إلى ثلاث نيات نية الصلوة التى يدخل فيها زيلعى ص ۹۹/ ج ۱، بـاب شروط الصلوة، امداديه ملتان. سعايه ص ۹۸/ ج ۲، باب شروط الصلوة، الكلام فى النية، طبع لاهور.

[۱] والجماعة فى النفل فى غير التراويح مكروهة فالاحتياط تركها فى الوتر خارج رمضان، وعن شمس الائمة ان هذا فيما كان على سبيل التداعى: اما لو اقتدى واحد بواحد او اثنان بواحد لايكره: مراقى الفلاح على مع الطحطاوى ص ۳۱۳ باب الوتر واحكامه: شامى زكريا ص ۵۰۰ ج ۲ باب الوتر والنوافل. مطلب فى كراهة الاقتداء فى النفل الخ. بحر كوئٹه ص ۳۴۵/ ج ۱، باب الامامة. حلبى كبير ص ۴۳۲/ تتمات من النوافل، طبع لاهور.

نوافل وتلاوت وغیرہ کی ترغیب آتی ہے اور فقہاء نے اس کو مستحب کہا ہے لیکن راتوں میں تہجد وغیرہ میں اجتماعی عبادت کو مکروہ قرار دیا ہے چنانچہ شرنبلالی ص۲۱۸/ میں فرماتے ہیں ''وندب احیاء لیلتی العیدین ولیالی عشر ذی الحجه ولیلة النصف من شعبان ویکره الاجتماع علی احیاء لیلة من هٰذه اللیالی فی المساجد وغیرها''(طحطاوی[1] ص۳۲۶، فصل فی بیان النوافل) اوراس کی علت بھی بیان کی ہے کہ یہ نبی اکرم ﷺ اورآپ کے صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے''لانه لم یفعل النبی صلی الله علیه وسلم ولا اصحابه الخ ''اس طرح نفل نماز کو تنہا پڑھنا چاہئے اجتماعی طور پر یعنی نفل نماز جماعت کے ساتھ علیٰ سبیل التداعی مکروہ ہے۔کذا فی الطحطاوی[2] دعا ثانی کا یہ طریقہ حضور اکرم ﷺ نے تعلیم نہیں فرمایا ہے اور صحابہ کرامؓ نے اس کو اختیار نہیں کیا ہے کیا صحابہ کرامؓ اس دعا سے بے نیاز تھے کیا معاذ اللہ سستی کرنے والے تھے اور آج کے لوگ زیادہ مستعد اور شوقین ہیں اور پھر جو شخص اس دعاء ثانیہ میں شرکت نہ کرے اس کو بنظر غیظ دیکھا جاتا ہے اگر کوئی شئی فی نفسہٖ مندوب ومستحب ہو اور پھر اس پر اصرار کیا جانے لگے تو وہ مکروہ ہوجاتی ہے۔الاصرار علی المندوب یبلغه الی حدالکراهة سباحة[3] الفکر جو چیز واجب اور مکروہ کے درمیان دائر ہو اس کو تو ادا کرلیا جائے اور جو چیز سنت ومکروہ کے درمیان دائر ہو اس کو ترک کردیا جائے''ومادار بین کونه واجبا وکونه مکروها

---

[1] مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۳۲۶، فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحیٰ واحیاء اللیالی وغیرها، مطبوعه مصری.

[2] والجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة فالاحتیاط ترکها فی الوتر خارج رمضان، وعن شمس الائمة أن هذا فیما کان علی سبیل التداعی: مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص۳۱۳، باب الوتر واحکامه، طبع مصر.

[3] سعایه ص۲۶۵/ج۲، باب صفة الصلاة. ومن البدع تخصیص المصافحة بعد صلوة الفجر الخ، مطبوعه مصر، سباحة الفکر مع مجموعه رسائل ص۲۷، مطبوعه دبدۂ احمدی لکهنؤ.

یوتی به احتیاطا بخلاف مادار بین کونه سنة او مکروها فانه یترک اھ[۱] کبیری ص ۴۰۲،اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة راجحاً علیٰ فعل البدعة ''اھ شامی[۲] ص ۴۳۱/ج ۱. اس دعاء ثانی پر علماء نے رسائل بھی تحریر کئے ہیں جب اس دعاء کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا ہے تو اس کو نہ واجب کہا جا سکتا ہے۔ نہ مستحب بلکہ اس کو مکروہ کہا جائے گا پھر اس پر اصرار اس کو شدید تر بنا دے گا آپ خود غور کر لیں کہ اختیار کرنے اور اس کو روکنے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۶/۲/ ۸۵ھ

اوابین وتہجد جماعت سے

سوال: نوافل کو باجماعت ادا کرنا اور بالخصوص رمضان شریف میں تہجد اور اوابین کو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نوافل کی جماعت علیٰ سبیل التداعی مکروہ ہے۔ رمضان المبارک میں تراویح کی جماعت کا ذکر تو ہے کسی اور نفل (بعد مغرب یا اخیر شب) کو کراہت سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] کبیری ص ۴۰۲، مطبوعه رحیمیه دیوبند. قبیل تتمات من النوافل.

[۲] شامی کراچی ص ۶۴۲ ج ۱ مطلب اذا تردالحکم بین سنة وبدعة: باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها.

[۳] من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فیکف من اصر علی بدعة أو منکر. مرقاة ص ۱۵/ج ۲، باب الدعاء فی التشهد، الفصل الاول، طبع بمبئی.

[۴] ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذلک لو علی سبیل التداعی شامی کراچی ص ۴۸/ ج ۲. شامی زکریا ص ۵۰۰/ج ۲، مبحث صلوة التراویح. مراقی مع الطحطاوی مصری ۳۱۳، باب الوتر واحکام . حلبی کبیر ص ۴۳۲/ تتمات من النوافل، طبع لاهور.

نوافل کی نماز جماعت سے

سوال: صلوٰۃ کسوف تراویح اور استسقاء کے علاوہ دیگر نوافل کو بتداعی با جماعت ادا کرنا مکروہ ہے، تداعی سے مراد چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے جیسا کہ شامی وغیرہ میں مذکور ہے یہ حکم رمضان اور غیر رمضان دونوں کے لئے ہے یا فقط غیر رمضان کے لئے؟ خصوصاً رمضان شریف میں تہجد و اوابین کو با جماعت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اور بعض کتب فقہ میں ہے کہ تداعی سے مراد اذان و اقامت ہے اس تقدیر پر بدون اذان و اقامت کے تہجد وغیرہ نوافل کی جماعت مکروہ ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً

ان کی جماعت بدستور مکروہ ہے مسجد میں جماعت ثانی کو علیٰ سبیل التداعی مکروہ لکھا ہے۔ اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اذان و اقامت کے ساتھ ہو، چنانچہ بعض کتب فقہ میں علیٰ ہیئۃ الاولیٰ کا لفظ ہے اس پر بعض حضرات نے تفریع کی ہے کہ بلا اذان و اقامت کے اور محراب سے الگ ہوکر زاویہ مسجد میں دو تین آدمی جماعت کرلیں تو اجازت ہے تا کہ فضیلت جماعت سے محروم نہ ہوجائیں[1] فرض نماز کے لئے جماعت بعض ائمہ کے نزدیک فرض ہے بعض کے نزدیک واجب ہے بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے[2] اور اہل اصول کے نزدیک بلا جماعت

---

[1] وتطوع على سبيل التداعى مكروهة ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة فى مسجد محلة. وفى الشامى اذا لم تكن الجماعة علىٰ الهيئة الاولىٰ لاتكره والاتكره وهو الصحيح و بالعدول عن المحراب تختلف الهيئة الىٰ قوله وبه ناخذالخ. الدرالمختار علىٰ الشامى زكريا ص ۲۸۸ تا ۲۸۹ ج ۲ باب الامامة مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد. حلبى كبير ص ۶۱۵/ فصل فى احكام المساجد، طبع لاهور. بحر كوئٹه ص ۳۴۶/ج ۱، باب الامامة، كتاب الصلوة.

[2] والجماعة سنة مؤكدة للرجال. وفى النهر عن المفيد الجماعة واجبة الىٰ قوله يأثم بتركها مرة مبنى على القول بأنها فرض عين الخ. شامى زكريا ص ۲۸۷/ج ۲، باب الامامة. مجمع الانهر ص ۱۶۱/ج ۱، كتاب الصلاة، فصل فى الجماعة، دارالكتب العلميه بيروت. تبيين الحقائق ص ۱۳۲/ج ۱، باب الامامة، طبع امداديه ملتان.

ادائے ناقص ہے نوافل میں اصل اخفاء وانفراد ہے رمضان المبارک میں تراویح کے لئے مطلقاً اور بقیہ نوافل کے لئے بغیر تداعی کے جماعت کی گنجائش دی گئی[۱] ہے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ گنجائش کو گنجائش ہی کی حد تک رکھا جاتا ہے اس کے اصل کے درجہ تک پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۱/۷/۱۴۰۰ھ

اپنی مسجد کو راستہ کی مسجد پر فوقیت ہے

سوال: اگر کوئی شخص کسی کام کی وجہ سے کہیں جائے اور اپنے کام سے فارغ ہو کر وہ اپنے گھر واپس ہوتا ہے (گھر کے پاس مسجد ہی کا وہ مقامی نمازی بھی ہے) راستے میں اذان ہوگئی اور اس شخص کے پاس اتنا وقت ہے اور اسے یقین ہے کہ اگر وہ اپنی مقامی مسجد میں پہنچ جائے تو اس کو جماعت مع تکبیر اولیٰ کے مل جائے گی تو کون سی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے اس مسجد میں جہاں پر کہ راستہ میں اذان ہوئی یا اس میں جس کا وہ مقامی نمازی ہے اس کا جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً

جب اپنی مسجد میں پہنچ کر تکبیر اولیٰ سے جماعت مل جائے گی تو محض راستے میں کسی مسجد کی اذان سن کر اپنی مسجد چھوڑنے کی ضرورت نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۹۲ھ

الجواب صحیح: العبد نظام الدین غفرلہٗ ۲۲/۳/۹۲ھ

---

[۱] والجماعة فيها سنة على الكفاية الیٰ قوله لاالتطوع بجماعة خارج رمضان ای يكره ذالک لوعلى سبيل التداعى. الدرالمختار على الشامى زكريا ص۴۹۵/ تا ۵۰۰/ج۲/ باب الوتر والنوافل مطلب فى كراهة الاقتداء فى النفل على سبيل التداعى. مراقى مع الطحطاوى مصرى ص۲۱۳/ باب الوتر و احكام. حلبى كبير ص۴۳۲/ تتمات من النوافل، طبع لاهور.

[۲] ومسجد حيه افضل من جامعه الخ. درمختار على الشامى زكريا ص۴۳۳/ج۲، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها مطلب فى افضل المساجد. طحطاوى على المراقى ص۲۳۲، باب الامامة، طبع مصر. فتح القدير ص۳۴۵/ج۱، باب الامامة، دارالفكر بيروت.

نمازیوں کے شریک جماعت ہونے کی خاطر تسبیح میں اضافہ کرنا

سوال: نماز میں امام رکوع وسجود کی تسبیحوں کو مقتدیوں کی زیادہ تعداد کی شرکت کی غرض سے سات سات بار پڑھتے ہیں تو اس سے امام ومقتدیوں کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں یا کسی اور قسم کا نقص پیدا ہوجائے گا اور کبھی سات بار سے زائد امام بھولے سے تسبیحات پڑھ لے تو کیا فساد لازم آئے گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو مقتدی امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوگئے اگر ان کو گرانی ہو تو رکوع وسجدہ کی تسبیح کی اولیٰ مقدار (تین دفعہ پر) کفایت کی جائے۔ اس مقصد سے کہ زیادہ آدمی شریک ہوجائیں۔ سات دفعہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح نہ پڑھے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم　حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دھوپ یا بارش کی وجہ سے برآمدہ میں جماعت

سوال: دھوپ یا بارش کی وجہ سے مسجد کے برآمدہ میں جو خارج مسجد ہے ایک دوصف بنالیں تو کیا ان کی اقتداء صحیح ہوجائے گی؟ اور ان کی نماز میں کوئی خرابی آئے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر خارجِ مسجد میں اتنا فاصلہ نہیں جس میں ایک اونٹ گاڑی گذر سکے تو درست ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/ ۶/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

[۱] ینبغی للامام ان لا یطول بهم الصلاة بعد القدر المسنون وینبغی له ان یراعی حال الجماعة عالمگیری کوئٹہ ص۸۷/ ج۱، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیره. الدر مع الرد زکریا ص۳۰۴/ ج۲، باب الامامة، مطلب إذا صلی الشافعی قبل الحنفی الخ مراقی مع الطحطاوی ص۲۴۶، باب الامامة، فصل فی بیان الاحق با لامامة، طبع مصر. (بقیہ آئندہ)

صحنِ مسجد میں جماعت کرنا

سوال: صحنِ مسجد میں جماعت کرنا خصوصاً گرمی کے ایام میں اطمینان کے لئے کیسا ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

صحنِ مسجد یعنی مسجد کے حصہ غیر مسقّف[۱] میں نماز و جماعت بلاتر دد صحیح و درست ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۶/ ۵/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۷/ ۵/ ۹۲ھ

(گذشتہ کا بقیہ) ۲؎ اذا كان بين الامام وبين المقتدى طريق ان كان ضيقا لايمر فيه العجلة والاوقار لايمنع الخ. عالمگيری كوئٹه ص۸۷/ ج ۱، كتاب الصلاة، الباب الخامس فی الامامة. الفصل الرابع فی بيان مايمنع صحة الاقتداء ومالايمنع. مراقی مع الطحطاوی مصری ۲۳۷، باب الامامة. حلبی كبير ص ۵۲۴، فصل فی الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور.

(صفحہ ہذا) ۱؎ اس لیے کہ مسجد ہونے کے لیے عمارت شرط نہیں ہے لہٰذا حصہٴ مسقّف وغیر مسقّف دونوں کا حکم نماز و جماعت کی ادائیگی کے اعتبار سے یکساں ہوگا۔ رجل له ساحة لابناء فيها أمر قوما أن يصلوا فيها بجماعة فهذا على ثلاثة أوجه احدها إما أن امرهم بالصلاة فيها أبدا نصا بأن قال صلوا فيها أبدا أو امرهم **بالصلاة** مطلقا ونوى الأبد ففی هذين الوجهين صارت الساحة مسجداً لو مات لايورث عنه الخ. هنديه كوئٹه ص۴۵۵/ ج۲، كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد الخ. خانيه على الهنديه كوئٹه ص ۲۹۰/ ج۳، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً الخ. امداد الفتاوی مبوب ص۶۳۶ تا ۶۴۹/ ج۲، احكام المسجد، صحن مسجد وقف، طبع زكريا ديوبند.

۲؎ السنة ان يقوم الامام ازاء وسط الصف الاترى ان المحاريب مانصبت الاوسط المساجد وهی قد عينت لمقام الامام والظاهر ان هذا فی الامام الراتب لجماعة كثيرة لئلايلزم عدم قيامه فی الوسط فلولم يلزم لم يكره شامی زكريا ص ۳۱۰/ ج ۲، باب الامامة مطلب فی كراهة قيام الامام فی غير المحراب.

جماعت کے لئے نمازیوں کا انتظار

سوال: (۱) کسی مسجد میں اگر کوئی مصلی ہی نہیں آیا فجر یا مغرب کی نماز میں اور توقع ہے کہ تھوڑی دیر میں کوئی آئے، ایسی صورت میں امام صاحب اخیر وقت تک مصلیوں کا انتظار کرسکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر انتظار کئے بغیر امام صاحب نے مقررہ وقت پر اکیلے نماز پڑھ لی تو امام صاحب کو جماعت کی نماز کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وقتِ مقررہ پر امام صاحب کو پڑھ لینا چاہئے کوئی آئے یا نہ آئے۔ فرشتے اور جنات امام صاحب کی اقتداء کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) وقت مکروہ آنے سے پہلے تک انتظار کرے جہاں آس پاس مسلمان موجود ہوں وہاں سب کو مل کر اس کا انتظام کرنا چاہئے کہ سب لوگ نماز کے لئے آیا کریں[۱]۔ اس مقصد کے لئے گشت بھی کیا جائے، اجتماع بھی کیا جائے، فضائل نماز وغیرہ پڑھنے اور سنانے کا بھی انتظام کیا جائے۔ جگہ جگہ تبلیغی جماعتیں کام کررہی ہیں، اپنے محلّہ میں بلا کر تشکیل کرلی جائے اور ان کے ساتھ دوسرے محلوں میں بھی جا کر کام کریں۔ اس سے نماز کی اہمیت بھی دلوں میں پیدا ہوگی اور مسجد بھی آباد ہوگی۔

---

[۱] وينتظر الموذن الناس الخ. عالمگیری ص۵۷/ ج۱، كتاب الصلاة، الباب الثانى فى الأذان. الفصل الثانى فى كلمات الاذان والاقامة، مطبوعه كوئٹه . ويجلس بينهما بقدر مايحضر الملازمون مراعياً لوقت الندب إلا فى المغرب. الدرمع الشامى زكريا ص۵۶/ ج۲، باب الاذان، مطلب فى اول من بنى المنائر للأذان. فتاوى التاتارخانيه ص۵۱۵/ ج۱، كتاب الصلوة، بيان صفة الاذان، نوع آخر فى بيان مايفعل فيه، طبع ادارة القرآن، كراچى.

(۲) امام صاحب اگر تنہا اذان واقامت کہہ کر امام کی طرح نماز پڑھ لیں گے تو ملائکہ اور جنات ان کا اقتدیٰ کریں گے[۱] مگر انتظار کرنا پھر بھی مناسب ہے بلکہ مکان سے بلاکر لائیں گے تو زیادہ اجر کے مستحق ہوں گے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/ ۹۵ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بلند مقام پر ضعیف آدمی کو نماز پڑھنے سے حرم شریف کا ثواب

سوال: مکہ شریف میں بعض مکان بہت اونچائی پر ہیں۔ کمزور آدمی کو اترنا اور چڑھنا مشکل ہوتا ہے، اس کا دل حرم شریف میں نماز ادا کرنے کے لئے بے چین ہے مگر کمزوری مانع ہے۔ لہٰذا اگر بمجبوری وہ مکان میں نماز ادا کر لیتا ہے تو کیا اس کو حرم شریف میں نماز ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا؟

---

[۱] وكره تركهما معا لمسافر ولو منفرداً الخ لانه إن أذن واقام صلى خلفه من جنود الله مالايرى طرفاه. الدر مع الشامی ص ۳۹۴/ج ۱، باب الاذان، مطلب فی المؤذن إذا كان غير محتسب في أذانه، طبع كراچی. فتح القدير ص ۲۵۴/ج ۱، باب الاذان، قبيل باب شروط الصلوة التي تقدمها، دارالفكر بيروت. مصنف عبدالرزاق ص ۵۱۰/ج ۱، ابواب الاذان باب الرجل يصلي باقامة وحده، طبع مجلس علمی ڈابھیل گجرات. كنز العمّال ص ۶۸۸/ج ۷، رقم الحديث ص ۲۰۹۳۱، الباب الرابع فی الجماعة الخ، الفصل الرابع فی الاذان الخ، طبع مؤسسة الرساله بيروت.

[۲] فی الخانية لولم يكن لمسجد منزله موذن فانه يذهب اليه ويوذن فيه ويصلی ولو كان وحده لان له حقا عليه فيؤديه. الشامی نعمانيه ص ۴۴۳ ج ۱ شامی زكريا ص ۴۳۳ ج ۲ باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها مطلب فی افضل المساجد. فتاوی التاتارخانيه ص ۶۲۸/ج ۱، كتاب الصلوة، الفصل الثامن فی الحث على الجماعة، مطبوعه كراچی.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس بے چینی اور کمزوری کے تحت کیا بعید ہے کہ اس کو حرم شریف میں نماز پڑھنے کا ثواب مل جائے۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۴/۸/ ۹۵ھ

ضعف اور بیماری کی وجہ سے پنکھے سے کچھ دور نماز پڑھنا

سوال: میری عمر تقریباً سینتالیس سال ہے ضعفِ دماغ کافی بڑھ گیا۔ چند سال پیشتر مالیخولیا ہوگیا تھا۔ اکثر سردی وزکام کی شکایت رہتی ہے۔ اس حالت میں مسجد میں جماعت کے وقت بجلی کے پنکھے کے نیچے کھڑے ہونے سے زکام وغیرہ کی اور بھی شکایت ہوجاتی ہے جس کے باعث ضعفِ دماغ میں اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے اور سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ہمارے محلے کے اطراف میں مساجد کے اندر کافی بجلی کے پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ بعض مسجدوں میں تو ہلکی ہلکی سردی کے دنوں میں بھی پنکھے چلتے رہتے ہیں۔ ان حالات کے مدنظر میں کبھی کبھی صف سے الگ ہوکر یا ایک صف درمیان میں چھوڑ کر بجلی کے پنکھے سے کچھ فاصلے پر پر کھڑے ہوکر نماز ادا کرتا ہوں، جس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں تو مجبوراً اسی حالت میں جماعت چھوڑ کر گھر پر تنہا نماز ادا کرنی پڑتی ہے۔ براہِ کرم تحریر فرمائیں کہ ان حالات کے

---

[۱] قال النبی ؐ اذا مرض العبد اوسافر کتب مثل ماکان یعمل مقیما صحیحاً وفی فتح الباری هذا الحدیث وهو فی حق من کان یعمل طاعة فمنع منها وکانت نیته لولاالمانع ان یدوم علیها. فتح الباری ص ۲۴۲، کتاب الجهاد باب مایکتب للمسافر مثل ماکان یعمل الخ. مطبوعه نزار مصطفی البازمکه مکرمه، بخاری ص۶۰۷/ج ۱، مطبوعه دارالسلام بیروت. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۲، باب الامامة، فصل یسقط حضور الجماعة، طبع مصر. شامی زکریا ص ۲۹۱/ج۲، کتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد.

ہوتے ہوئے میرے لئے کونسی صورت بہتر ہے؟ اور معترض حضرات حق بجانب ہیں یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

آپ کی وجہ سے پنکھے بند نہیں کئے جاسکتے کیوں کہ سب نمازیوں کو تکلیف ہوگی اور پنکھے سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔لہٰذا آپ معذور ہیں[۱]۔ اپنے مکان پر ایک دوآدمی کو لے کر بھی جماعت کرسکتے ہیں[۲]۔ایک دوآدمی آپ کے ساتھ ہوں تو پنکھے سے دور بھی گنجائش ہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

معذور آدمی کا اپنے گھر پر جماعت کرنا

سوال: میں اپنے مکان پر قرآن شریف سنارہا ہوں اور عشاء کی فرض نماز باجماعت

۱؎ فلا تجب على مريض ومقعد وزمن ومفلوج وشيخ كبير عاجز واعمى الخ. الدرالمختار على هامش رد المحتارزكريا ص ۲۹۲ /ج ۲، باب الامامة مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد. فتاوى التاتارخانيه ص۶۲۷ /ج ۱، كتاب الصلوة، الفصل الثامن فى الحث على الجماعة، مطبوعه كراچى. طحطاوى مع المراقى ص ۲۴۱، باب الامامة، فصل يسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر، طبع مصر.

۲؎ ولنا انه عليه الصلوة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد الى المسجد وقد صلى المسجد فرجع الى منزله فجمع اهله وصلّى . شامى زكريا ص۲۸۸ /ج ۲، باب الامامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد. ذكر القدورى يجمع بأهله ويصلى بهم يعنى بينال ثواب الجماعة ..... سئل الحلوانى عمن يجمع بأهله احيانا هل ينال ثواب الجماعة ؟ فقال لا ويكون بدعة ومكروهاً بلاعذر. فتح القدير ص ۳۴۵ /ج ۱، باب الامامة، طبع دارالفكر بيروت.

۳؎ ولو اقتدى بالامام فى اقصىٰ المسجد والامام فى المحراب فانه يجوز فتاوى الهنديه ص۸۸ /ج ۱، الباب الخامس فى الامامة، الفصل الرابع فى بيان مايمنع صحة الاقتداء ومالايمنع، طبع كوئٹه . شامى زكريا ص ۳۳۲ /ج ۲، مطلب الكافى للحاكم جمع كلام محمد الخ.

مکان پر پڑھتا ہوں بوجہ سو سالہ ضعیفی کے کہ رات کے وقت سب کے ساتھ مسجد میں فرض نماز ادا نہیں کرسکتا۔ اس لئے ہم اپنے مکان پر ہی جماعت سے عشاء کی نماز ادا کر لیتے ہیں۔ اس میں کوئی اشکال تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

معذوری کی وجہ سے آپ مسجد نہیں جاسکتے اور مکان پر ایک دو آدمی کو ساتھ لے کر جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں تو آپ کے لئے اس کی گنجائش ہے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۷/۹/ ۹۱ھ

سنت پڑھ رہا تھا کہ جماعت کھڑی ہوگئی

سوال: اگر کوئی شخص اگلی صف میں سنت یا نفل پڑھ رہا ہو اور فرضوں کی جماعت کھڑی ہوجاوے تو کیا سنت یا نفل پڑھنے والے کی نماز نہ ہوگی؟ جیسا کہ مشہور ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نماز تو فاسد نہیں ہوگی[2] لیکن اس کو چاہئے کہ تخفیف کے ساتھ اپنی سنت ونفل پوری کر کے

---

[1] ذکر القدوری یجمع باهله ویصلی بهم یعنی ینال ثواب الجماعة سئل الحلوانی عمن یجمع باهله احیانا هل ینال ثواب الجماعة فقال لا. ویکون بدعة ومکروهاً بلاعذر. فتح القدیر ص۳۴۵/ج۱، باب طبع دارالفکر بیروت. شامی زکریا ص۲۸۸/ج۲، باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. الاعذاراللتی تبیح التخلف عن الجماعة فمنها المرض الذی یبیح التیمم وکونه مقطوع الید الی قوله او لایستطیع المشی کالشیخ العاجز وغیره وان لم یکن به الم الخ. کبیری ص۵۰۹ فصل فی الامامة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] إذا شرع فی فرض أو فی نفل فاقیمت الجماعة قطع و اقتدیٰ إن لم یسجد لماشرع فیه أو سجد فی غیر رباعیة و إن سجد فی رباعیة ضم رکعة ثانیة و إن صلی ثلاثا اتمها اربعاً. طحطاوی مع المراقی ص۲۶۶، باب ادراک الفریضة، مصری. الدر مع الرد زکریا ص۵۰۲ تا ۵۰۷/ج۲، کتاب الصلاة، باب ادراک الفریضة. هندیه کوئٹه ص۱۱۹/ج۱، کتاب الصلاة، باب ادراک الفریضة.

جماعت میں شریک ہوجائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۵/ ۸۹ھ

سوتے ہوئے کونماز کے لئے جگانا

سوال:۔ایک پابند جماعت شخص نماز کے وقت سورہا ہے، اگرچہ اس نے جگانے کے لئے نہیں کہا تو کیا اگر نماز قضاء ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اس کو جگایا جائے، یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اس کو جگادیا جائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عشاء کی نماز سے پہلے سونا

سوال:۔مغرب اور عشاء کے درمیان سونا کیسا ہے؟ ایک آدمی کہتا ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان سونے سے عشاء کی نماز قضا ہوجاتی ہے، چاہے سونے والا جماعت میں بھی شریک ہوگیا ہو چاہے کچھ دیر سونے کے بعد اُٹھ گیا ہو، پھر اس کی نماز قضا ہوجاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

---

[1] لایجب انتباه النائم فی اول الوقت ویجب إذا ضاق الوقت. شامی کراچی ص ۳۵۸/ ج ۱، اول کتاب الصلوة، قبیل مطلب فی تعبده علیه الصلوة والسلام قبل البعثة. منحة الخالق علی هامش البحر ص ۲۴۴/ ج ۱، اول کتاب الصلاة، طبع کوئٹه.

الجواب حامداًومصلیاً

عشاء کا وقت غیبوبت شفق سے شروع ہوکر صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے[۱]، اتنے وقت میں نمازِ عشا پڑھنے سے ادا ہی ہوتی ہے، قضاء نہیں خواہ سوکر اٹھے تب پڑھے یا سونے سے پہلے پڑھے، البتہ عشاء پڑھنے سے پہلے سونا نہیں چاہئے، کہ جماعت ترک ہونے کا خطرہ نہ رہے، ہاں اگر کوئی خاص ضرورت تکلیف، سفر، تکان وغیرہ ہو اور اس کی وجہ سے اتفاقیہ کچھ دیر سو جائے، تو اس سے نماز قضا نہیں قرار پائے گی، جبکہ اس نے وقت کے اندر اندر پڑھ لی ہو خاص کر جماعت سے پڑھی تو ترک جماعت سے محرومی نہیں ہوئی۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جماعت سے پہلے تجارتی دھندوں میں لگنا

سوال:۔ الحمدللہ میں ظہر، عصر، مغرب، عشا کی نماز جماعت سے پڑھتا ہوں، لیکن میں پھیری کرتا ہوں، اور میرا معمول یہ ہے کہ میں جہاں پھیری کرتا ہوں، وہ پوناسٹی سے پانچ میل باہر ہے، وہاں صبح صادق سے پہلے پہنچ جاتا ہوں اور اذان کے بعد جماعت سے پہلے سنت فرض پڑھ کر اپنی پھیری کو چلا جاتا ہوں، کیونکہ اگر میں جماعت کا انتظار کروں تو جو میری ڈیوٹی والے گاہک ہیں وہ چلے جاتے ہیں، اور دوسرے پھیری والے میرے سے پہلے دھندا

---

[۱] ووقت العشاء والوتر منه ای من غروب الشفق الی الصبح. الدرالمختار علی الشامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۴۱/ مطلب فی الصلوة الوسطیٰ. هندیه کوئٹه ص ۵۱/ج ۱/ الباب الاول فی المواقیت. تبیین الحقائق ص ۸۱/ج ۱/ اول کتاب الصلوة، طبع امدادیه ملتان.

[۲] قال الطحاوی انماکره النوم قبلها لمن خشی علیه فوت وقتها اوفوت الجماعة فیها واما من وکل نفسه الی من یوقظه فیباح له النوم (الشامی نعمانیه، ج ۱/ص ۲۴۲/ کتاب الصلوٰة مطلب فی طلوع الشمس من مغربها، الشامی کراچی، ج ۱/ص ۳۶۸. بحر کوئٹه ص ۲۴۸/ج ۱/ کتاب **الصلاة**. طحطاوی علی المراقی مصری ص ۱۴۷/ قبیل فصل فی الاوقات المکروهة.

شروع کر دیتے ہیں، تو کیا میں اس وعید میں داخل ہوں، کہ جو اذان سنکر مسجد سے نکل جائے، کیا میرے لئے یہ بہتر ہے کہ وقت ہونے کے بعد اذان سے پہلے نماز پڑھ کر نکل جاؤں تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا میں اس وعید میں داخل ہوں کہ جو صبح بازار کی طرف جائے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے، کیونکہ میں چار بجے رات سے ہی اپنی پھیری کے مقام کو چل دیتا ہوں، لیکن میں پہلے مسجد ہی میں پہنچ جاتا ہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صبح صادق سے پہلے اپنی بیوپار کی جگہ پہنچ جانے میں حرج نہیں، پھر اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آپ مسجد میں فجر کی نماز باجماعت ادا کریں، جس کا حق آپ مسجد میں ادا کریں گے، وہ آپ کے بیوپار کو اس کی وجہ سے فیل نہیں ہونے دے گا، جس قدر آمدنی آپ کو اس بیوپار سے ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ نماز باجماعت کا اجر ہے[1]، جو پیسہ آپ کے مقدر کا ہے، وہ آپ کو مل کر رہے گا، انتظارِ جماعت کی وجہ سے وہ ہرگز ضائع نہیں ہوگا، آپ کے گاہک ڈیوٹی پر جائیں یا نہ جائیں، مقدر کو کوئی بدل نہیں سکتا، تاہم اگر اتنی گنجائش نہیں تو مسجد سے علاحدہ کسی اور کو ساتھ لے کر جماعت کرلیں[2] امید ہے اللہ تعالیٰ فضل وکرم کا معاملہ فرمائیں گے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم رجب ۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/ رجب ۸۸ھ

---

[1] عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ صلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم صَلوٰۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلوٰۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً. (مشکوٰۃ، ج ۱/ص ۹۵/ باب الجماعۃ وفضلها، طبع یاسر ندیم دیوبند)

[2] ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ (الدر المختار علی الشامی کراچی، ج ۱/ص ۵۵۲) باب الامامۃ (مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد. ھندیہ کوئٹہ ص ۸۳/ج ۱/ الباب الخامس فی الامامۃ)

جس نے فعل بد کیا ہو اس کو مسجد میں آنے سے روکنا

سوال:۔ایک شخص خوب تہجد گذار تھا اور مسجد میں روزانہ نماز میں ۱۵ر منٹ پہلے آتا اور آدھے گھنٹہ بعد مسجد سے جاتا تھا، ایک دن اس کو ایک لڑکے کے ساتھ زنا کرتے ہوئے پکڑا، اس نے معافی مانگی اس کو چھوڑ دیا گیا، اس کے باوجود پھر اس نے وہی حرکت کی اور اس کو پکڑ لیا گیا، اس نے خود بھی اقرار کر لیا، لیکن معافی نہیں مانگی، زنا مسجد کے قریب کمرہ میں کیا گیا، لوگوں نے اس کو مسجد میں آنے سے روک دیا، اب وہ مسجد میں نہیں آتا گھر میں نماز پڑھتا ہے۔لوگوں نے اس کو مسجد میں آنے سے روکا، شریعت کی حیثیت سے اچھا کیا یا برا کیا؟ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

مسجد میں آنے سے اور نماز پڑھنے سے اس کو نہ روکا جائے[1] البتہ اس کا انتظام کیا جائے کہ پھر وہ خبیث حرکت نہ کرنے پاوے، وہ صرف فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لیا کرے، اس لئے عین جماعت کے وقت آوے اور فرض پڑھ کر فوراً چلا جائے، سنن ونوافل مکان پر جا کر پڑھا کرے، خدا تعالیٰ ہدایت دے کہ وہ اس فعل سے باز آجائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد بیت میں جماعت کی حیثیت

سوال:۔کیا گھر کی مذکورہ بالا مسجد میں (جبکہ اتفاقیہ) جماعت نماز کی ضرورت پڑ جائے،

---

[1] فلا یجوز لاحد مطلقاً ان یمنع مؤمنا من عبادة یأتی بها فی المسجدلان المسجد مابنی الالها من صلوة واعتکاف الخ (البحر الرائق ،ج۲/ص ۳۴) باب مایفسد ومایکره فیها) قبیل باب الوتر والنوافل.

مکان کی طرح اتصال امام اور اتصال صفوف صحتِ اقتدا کے لئے شرط ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

جو چیز مسجد میں مانع اقتداء ہے وہ مکان پر بھی مانع ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۶/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے مجبوراً خارج مسجد نماز پڑھنا

سوال:۔ جب کہ مسجد سابق توڑ دی گئی اور اس میں فرش وغیرہ پر اتنی جگہ نہیں کہ نماز باجماعت ادا ہوجائے، تو کسی دوسری جگہ یا مکان میں نماز باجماعت پڑھنے میں کیا مسجد کا ثواب ہوگا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

اگر مسجد کے متعلق صحن وغیرہ میں بھی جگہ نہیں تو پھر مجبوری کی حالت میں بجائے مسجد کے جس جگہ بھی جماعت کی جائے گی انشاء اللہ مسجد کا ثواب ملے گا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیو بند ۵/۸/۱۴۰۰ھ

---

[1] وكذا البيت حكمه حكم المسجد فى ذلك لا حكم الصحراء، شامى كراچى ص ۵۸۶/۱، كتاب الصلوة، باب الامامة.

[2] يستفاد مما يلى، وكانت نيته حضورها لو لا العذر الحاصل يحصل له ثوابها لقوله صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرئ ما نوى، (مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص ۲۴۲، فصل يسقط حضور الجماعت بواحد من ثمانية عشر شيئا، مطبوعه مصر، ان الاصح انه لو جمع باهله لا يكره وينال فضيلة الجماعة لكن جماعة المسجد افضل، شامى زكريا ص ۲/۲۶۵، مطلب فى كراهة تكرار الجماعة فى المسجد.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوم

ترک جماعت کا حکم

سوال:۔ ایک گھر کے چند آدمی بلا جماعت گھر میں ہی ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں۔ فرداً فرداً نماز ادا کرتے ہیں۔ ترک جماعت کی وجہ سے ان کی فرض نماز ادا ہو جائیگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے بلا عذر ترک اس کا جائز نہیں اور تارک پر شرعاً تعزیر ہے **والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوا بالتاكيد الوجوب وقيل واجبة وعليه العامة قال فى شرح المنية والاحكام تدل علىٰ الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزر وترد شهادته وياثم الجيران بالسكوت عنه اھ شامى ص ۵۷٦/ ج ا ۔**[1]

---

[1] الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ ج ا . شامی زکریا ص۲۸۷/ ج۲، باب الامامة. کبیری ص ۵۰۹، فصل فی الامامة. مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. فتح القدیر ص ۳۴۴/ ج ا ، باب الامامة، مطبوعه دارالفکر بیروت، مراقی الفلاح ص ۲۳۲/ باب الامامة، مطبوعه مصر.

لیکن صلوٰۃ خمسہ کے لئے شرط نہیں۔ پس فرائض خمسہ کی ادائیگی بلا جماعت بھی ہوجاتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۷/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۲۶/رجب ۵۶ھ

ترک جماعت

سوال:۔ پڑوس کی مسجد میں نماز نہ پڑھ کر گھر پر ہی پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بلا عذر شرعی مسجد کی نماز چھوڑ کر گھر پر ہی پڑھنا بہت بڑی محرومی ہے اور اسلام کے بڑے شعار کو ترک کرنا ہے حدیث شریف میں اس پر سخت وعید ہے[۱]۔ ایک حدیث میں اس کی نماز کو نا قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] عن ابی هريرة قال قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامُ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقُ مَعِيْ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حُطَبٍ اِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَاُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ ابو داؤد ص ۸۱/ج ۱، باب التشديد فى ترك الجماعة، مطبوعه رشيديه دهلى. مشكوة شريف ص ۹۵، باب الجماعة وفضلها، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند. بخارى شريف ص ۸۹/ج ۱، باب وجوب صلوٰة الجماعة الخ، كتاب الاذان، مطبوعه اشرفى ديوبند.

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک میں نے ارادہ کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں نماز قائم کی جائے پھر کسی کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر کچھ لڑکوں کو لے کر جن کے پاس لکڑیاں ہوں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں میں آگ لگادوں۔

[۲] عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيْ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلّٰى (بقيه آئنده)

ترک جماعت

سوال:۔ ہمارے یہاں زیادہ تر دیہاتی کسان لوگ ہیں جوکہ کاشتکاری کا کام کرتے ہیں ان کی سہولت کے لیے صبح کی نماز اول وقت میں بہت تڑکے پڑھی جاتی ہے پھر بھی بعض لوگ ایسے ہیں کہ جماعت سے نماز نہیں پڑھتے اور جماعت ترک کر کے کھیت چلے جاتے ہیں کیا یہ لوگ تارک جماعت ہیں کیا ان پر کفارہ لازم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

جو شخص جماعت سے نماز نہ پڑھے وہ تارک جماعت ہے لیکن سخت ضرورت کی وجہ سے اگر کسی کی جماعت فوت ہوجائے۔ اس پر کوئی گرفت نہیں محض معمولی سہولت کے لئے ترک جماعت کی عادت ڈالنا سخت مذموم ہے۔ توبہ واستغفار کرکے آئندہ پابندی کر لینا بھی کفارہ ہے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(گذشتہ کا بقیہ) (ابوداؤد شریف ص ۸۱/ج۱) باب التشدید فی ترک الجماعة مطبوعه رشید یه دهلی. مشکوۃ شریف ص ۹٦، باب الجماعة وفضلها، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے منادی (مؤذن) کو سنا اور اس کا اتباع کرنے سے کوئی عذر بھی مانع نہیں، لوگوں نے پوچھا عذر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا خوف یا مرض تو اس کی نماز قبول نہیں ہوئی جو اس نے پڑھی۔

[۱] والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدی اردوابالتاكيد الوجوب وقيل واجبة وعليه العامة قال فی شرح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزر وترد شهادته ويا ثم الجيران بالسكوت عنه (الشامی نعمانيه ص ۳۷۱/ج۱. شامی زکریا ص۲۸۷/ج۲/ باب الامامة)، كبيری ص ۵۰۹/ فصل فی الامامة مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. مراقی الفلاح ص ۲۳۲/ باب الامامة، مطبوعه مصر. فتح القدير ص ۳۴۴ تا ۳۴۵/ باب الامامة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

تارک جماعت کا حکم

سوال:۔ زید ایک مالدار آدمی ہیں اور حاجی بھی ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن محلّہ کی مسجد میں صرف ایک مہینہ رمضان شریف میں آتے ہیں۔ بقیہ گیارہ مہینے مسجد میں نہیں آتے ایسے شخص کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص بلا عذر اس طرح جماعت کو دائماً ترک کرتا ہے وہ گنہگار ہے۔ اس کی شہادت قبول نہیں۔ قال فی شرح المنیة والاحکام تدل علیٰ الوجوب من ان تارکھا بلاعذر یعزر وترد شھادته ویأثم الجیران بالسکوت عنه اھ شامی[۱] ص ۳۷۱ ج ۱۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مجاہدہ کے لئے ترکِ جماعت

سوال:۔ کسی ذی ہوش تندرست بزرگ فقیر اور ولی کا رمضان المبارک میں مسجد میں با جماعت نماز نہ پڑھنا اور قرآن پاک تراویح میں نہ سننا بلکہ جنگل میں گوشہ نشینی اختیار کرنا یعنی چلہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جماعت کی احادیث میں بہت تاکید آئی ہے[۲]۔ بلا عذر شرعی ترکِ جماعت کا عادی شخص

---

[۱] الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ج ۱. شامی زکریاص ۲۸۷/ج ۲/ باب الامامة. کبیری ص ۵۰۹/ فصل فی الامامة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. مراقی الفلاح ص ۲۳۲/ باب الامامة، مطبوعه مصر. فتح القدیر ص ۳۴۵/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیَ فَلَمْ یَمْنَعُهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَاالْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ صَلّٰی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فاسق اور مردود الشہادۃ ہے[۱]۔ حتیٰ کہ ایسا شخص منافقین کے مشابہ ہے[۲]۔ خدائے پاک کی بارگاہ میں موجب قرب صرف حضرت نبی اکرم ﷺ کا اتباع ہے۔ اس کے علاوہ جو مجاہدات ہیں وہ موجبِ قرب نہیں[۳]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

ملازمت کی وجہ سے ترک جماعت کا حکم

سوال:۔ زید جماعت سے قبل نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ اگر جماعت سے قبل نماز نہ پڑھے تو زید ملازم پیشہ ہے ملازمت چھوٹنے کا خطرہ ہے اور اس کے گھر میں کوئی جگہ اس قابل نہیں جہاں وہ نماز ادا کر سکے اس حالت میں وہ مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں یا مسجد کے کسی ایسے حصہ میں جو مسجد کی حدود سے خارج ہو؟

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) (ابوداؤد شریف ص ۸۱/ج ۱) باب التشدید فی ترک الجماعة، مطبوعه رشیدیه دهلی. مشکوٰة شریف ص ۹۶/ باب الجماعة وفضلها، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند (ترجمہ پیچھے گذر چکا ہے)

(صفحۂ ہٰذا) [۱] قال فی شرح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزر وترد شهادته وياثم الجيران بالسكوت عنه اھ الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ج ۱. شامی زکریا ص ۲۸۷/ج ۲/ باب الامامة. کبیری ص ۵۰۹/ فصل فی الامامة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. مراقی الفلاح ص ۲۳۲/ باب الامامة، مطبوعه مصر.

[۲] الجماعة سنة من سنن الهدی لایتخلف عنها الامنافق (هدایه علی فتح القدیر ص ۳۴۵/ج ۱/ باب الامامة مطبوعه دارالفکر بیروت. مشکوٰة شریف ص ۹۶/ باب الجماعة وفضلها، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. مسلم شریف ص ۲۳۲/ج ۱/ باب فضل صلاة الجماعة، مطبوعه رشیدیه دهلی.

[۳] وعن جابرؓ قال جاء ت ملائكة الى النبی صلی الله علیه وسلم إلى ماقال فمن اطاع محمداً فقد اطاع الله ومن عصىٰ محمداً فقد عصى الله ومحمد فرق بين الناس رواه البخاری. مشکوٰة شریف ص ۲۷، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

زید کو ایسی ملازمت کرنا جس میں کبھی ترک جماعت بغیر کام نہ چلے منع ہے[۱] اس کو چاہئے کہ کوئی دوسری ملازمت یا گذران کی دوسری صورت اختیار کرے جو اداءِ فرض وسنن میں حارج نہ ہو اور جب مل جائے تو ملازمت موجودہ کو ترک کردے بحالت مجبوری مسجد میں بھی تنہا نماز درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۷/۵۸ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۲۸/رجب ۵۸ھ

مسجد میں امام سے قبل تنہا نماز پڑھنا

سوال:۔ میں نے ایک روز فجر کی نماز میں امام صاحب کا انتظار کرتے ہوئے تنہا نماز پڑھ لی۔ اس سے پہلے بھی کبھی کبھی تنہا نماز پڑھ لیتا تھا۔ کیوں کہ فرض نماز کے بعد کچھ وظیفہ وغیرہ پڑھتا ہوں، مجھے امام صاحب برابر معاف کرتے رہے مگر اس دن معاف نہیں کیا۔ دل میں شک ہوا۔ اس دن عصر کی نماز بھی تنہا پڑھی کہ امام صاحب کچھ کہتے ہیں یا نہیں، مگر کچھ نہیں کہا۔ ایک مقتدی نے امام صاحب سے میرے بارے میں پوچھا کہ انھوں نے تنہا نماز کیوں پڑھی؟ تو امام صاحب نے کہا کہ ان کی نماز تو من چاہی ہے، کبھی پڑھتے ہیں کبھی نہیں پڑھتے۔

---

[۱] یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُلْهِكُمْ لَایُشْغِلُكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَااَوْلَادُ كُمْ اَیْ تَدْبِیْرُهَا وَالْاِهْتِمَامُ بِهَا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ قال المفسرون یعنی الصلوات الخمس واللفظ اعم لیشمل جمیع العبادات (تفسیر مظهری ص ۳۰۹/ج۹) سوره منافقون آیت: ۹ مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

[۲] من غیر حرج. قال الشامی فبالحرج یرتفع الاثم ویرخص فی ترکها الخ. شامی زکریا ص ۲۹۱/ج۲/ باب الامامة. المحیط البرهانی ص ۲۱۰/ج۲/ الفصل الثامن فی الحث علی الجماعة، مطبوعه ڈابھیل. عالمگیری ص ۸۳/ج ۱/ الباب الخامس فی الامامة، الفصل الاول، مطبوعه کوئٹه.

میں نے ان کے پیچھے اور بھی نماز نہیں پڑھی تھی، کیونکہ امام صاحب شروع سے کم ڈاڑھی رکھتے ہیں، جن کے بارے میں آپ صاحبان سے مسئلہ معلوم کر کے علیحدہ نماز پڑھتا تھا کیا ایسی حالت میں اور مقتدیوں کی نماز ہورہی ہے یا نہیں؟ کیونکہ امام صاحب تکبر و گھمنڈ والے آدمی ہیں، کیا امام صاحب کا میری نماز کے متعلق ایسا کہنا صحیح ہے۔ نیز امام صاحب حافظ کہلاتے ہیں مگر چند سورتیں ہیں جن کو وہ روزانہ پڑھتے ہیں۔ اگر امام صاحب سے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ جیسے مجھے آتی ہے ویسے ہی پڑھاتا ہوں، جب کہ ان کے مقابلہ میں ایک ناظرہ خواں بھی اچھی طرح سے نماز پڑھا لیتا ہے۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

اپنا وظیفہ پڑھنے کی خاطر جماعت سے پہلے ہی تنہا نماز پڑھ لینا بڑی غلطی اور محرومی ہے[1]۔ نیز بلا عذر کے محض اس وجہ سے تنہا پڑھنا کہ امام صاحب پوچھیں گے یا نہیں، یہ بھی غلطی ہے[2]۔ ایسا ہرگز نہ کرے۔ اپنے عمل سے آپ نے ظاہر کرہی دیا کہ جب آپ کا دل چاہا آپ نے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ لی، نہیں دل چاہا تو نہیں پڑھی، یہی بات امام صاحب نے بھی کہدی تو آپ کیوں ناخوش ہیں۔ اگر یہ وجہ ہے کہ ان کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہیں بلکہ کٹا کر کم کرا لیتے ہیں تو یہ وجہ سب نمازوں میں مشترک ہے، پھر کسی روز ان کے پیچھے نماز پڑھنا کسی روز نہ پڑھنا کس لئے ہے۔　　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة متفق علیه. مشکوٰۃ شریف ص۹۵/ باب الجماعة وفضلها، الفصل الاول، مطبوعه یاسرندیم دیوبند.

[2] وفی روایة یصلون فی بیوتهم لیست بهم علة فیکون الوعید علی ترک الجماعة بغیر عذر (مرقاة ص۶۷/ج۲) باب الجماعة و فضلها . مطبوعه بمبئی . مکشوة شریف ص۹۵/ باب الجماعة وفضلها، الفصل الاول، مطبوعه یاسرندیم دیوبند. شامی زکریا ص۲۸۷/ج۲/ باب الامامة. مراقی الفلاح ص۲۳۲/ باب الامامة، مطبوعه مصر.

جھگڑے سے بچنے کے لئے گھر پر نماز

سوال:۔ زید کے مسجد میں جانے اور جماعت سے نماز ادا کرنے سے جھگڑے کا اندیشہ ہے، ایسی حالت میں زید کی نماز گھر پر بغیر جماعت کے ادا کرنے سے ادا ہو جاتی ہے؟ یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جھگڑے کا منشاء اور سبب کیا ہے؟ کیا زید خود جھگڑا کرتا ہے یا کسی خاص طرز پر نماز پڑھتا ہے جس سے لوگ جھگڑے کرتے ہیں، یا زید کو اپنی زبان پر قابو نہیں اور جھگڑے سے بچنے کی کوئی صورت نہیں اور دوسری مسجد بھی نہیں یا وہاں بھی جھگڑے کا اندیشہ ہے تو جھگڑے سے بچنے کے لئے اپنے مکان پر نماز ادا کر لی جائے۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

گھر میں جماعت کرنا

سوال:۔ مولانا تھانویؒ کی کسی تصنیف میں جو کہ یاد نہیں ہے اور ایضاح البخاری کے کسی جز میں مولانا سید فخر الدین صاحب مدظلہٗ صدر المدرسین دار العلوم دیو بند نے کہیں تحریر فرمایا ہے کہ بغیر عذر کے فرض نماز غیر مسجد میں پڑھنا جائز نہیں اور یہ حکم حنفیوں کے لئے تحریر فرمایا ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اگر گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ جماعت کرے تو جائز ہے، وہ بھی جب کہ مسجد میں جماعت ہو گئی ہو تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟

---

[۱] وخوف علی ماله او من غریم او ظالم یخاف علی نفسه الخ الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۲۹۳ / ج۲، باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. المحیط البرهانی ص۲۱۰ / ج۲، الفصل الثامن فی الحث علی الجماعة، مطبوعه ڈابھیل. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص۲۴۱، فصل یسقط حضور الجماعة، مطبوعه مصری.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مسجد قریب موجود ہو اور پھر وہاں کی جماعت بلا عذر ترک کر کے مکان پر کوئی شخص اپنی نماز پڑھ لے تو اگرچہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے مگر یہ بہت بڑی محرومی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد[۱]۔ اگر مسجد میں جا کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی ہے تو اپنے مکان پر اہل وعیال کو لے کر جماعت کر لی جائے۔ مسجد کی جماعت کا مستقلاً ترک کرنا گناہ ہے۔ والجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة وعليه العامة (تنویر) قال شارح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعز وترد شهادته۔ شامی[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

گھر یا حجرہ میں جماعت یا جمعہ

سوال:۔ حجرہ یا گھر میں ۲۰/۲۰ طالب علم وقتی نماز ادا کرتے ہیں۔ قریب آس پاس میں جامع مسجد بھی موجود ہے جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے۔ تو کیا گھر میں جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جمعہ کی نماز ہوگی تو آس پاس کے محلّہ میں جہاں جمعہ ہوتا ہے وہاں پارٹی بازی یا جھگڑا ہو سکتا ہے، کیا حکم ہے؟

---

[۱] كنز العمال ص ۶۵۰/ ج۷، حديث نمبر ۲۰۷۳۷ فی فضائل المسجد وآدابه، مطبوعه موسسته الرسالة بيروت. ترجمه: مسجد کی پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ میں نہیں ہوتی ہے۔

[۲] الشامی نعمانيه ص ۳۷۱/ ج۱. الشامی زكريا ص ۲۸۷/ ج۲، باب الامامة. كبيرى ص ۵۰۹، فصل فی الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور. مراقی الفلاح ص ۲۳۲/ باب الامامة مطبوعه مصر. فتح القدير ص ۳۴۵/ باب الامامة مطبوعه دارالفكر بيروت.

الجواب: حامداًومصلیاً!

ہر نماز کو مسجد میں ادا کیا جائے۔ مسجد کو چھوڑ کر بلا عذر شرعی گھر میں نماز کا اہتمام کرنا مسجد کے حق کو تلف کرنا ہے خاص کر نماز جمعہ، اس کے لئے جامع مسجد کا اہتمام کیا جائے۔ اپنے ذاتی گھر میں ہرگز جمعہ نہ پڑھا جائے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ذاتی رنجش کی بناء پر جماعت سے گریز

سوال:۔ بعض لوگ ذاتی رنجش کی بناء پر اپنے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور دوسرے مصلیان کو بھی بہکاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمارا دل صاف نہیں تو ہماری نماز نہیں ہوتی کیا ان کا یہ فعل درست ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

غلط ہے۔ امام سے دل صاف نہ رکھنا اگرچہ برا ہے لیکن نماز پھر بھی ہوجاتی ہے فاسد نہیں ہوتی۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] والجماعة سنة موكده للرجال قال الزاهدى ارادوا باالتاكيد الوجوب وقيل واجبة وعليه العامة اى عامة مشايخنا الخ. الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار زكريا ص۲۸۷/ج۲، باب الامامة اوفى رواية يصلون فى بيوتهم ليست بهم علة فيكون الوعيد على ترك الجماعة بغير عذر الخ. (مرقاة ص۶۷/ج۲) باب الجماعة وفضلها الفصل الاول مطبوعه بمبئى. لأن اداء **الصلاة** بالجماعة حق المسلمين الخ. بحر ص۳۵۴/ج۱، باب الإمامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] وإن كان هو احق بها منهم ولافساد فيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لان الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح الخ. مراقى الفلاح على الطحطاوى ص۲۴۴، **(بقيه آئنده)**

مسجد کی جماعت میں شریک نہ ہونا اپنی تنہا نماز پڑھنا

سوال:۔نماز پڑھنے کے لئے جماعت کھڑی ہوگئی کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرتا ہے اور جماعت سے الگ وہ شخص اپنی نماز فرض ادا کرنے کے لئے علیحدہ کھڑا ہوگیا اوراس کو منع کیا گیا کہ آپ جماعت سے بعد میں یا پہلے اپنی فرض نماز ادا کریں تو اس نے جواب دیا کہ میری نماز میں کوئی فرق یا کمی نہیں آئی اور مسئلہ یہ کہتا ہے کہ کوئی فرق میری نماز میں نہیں آتا اور دوسرے نمازی امام صاحب سے لڑتے ہیں، براہ کرم جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

جب فرض نماز جماعت سے صحیح طریقہ پر ہورہی ہو تو اپنی نماز علیحدہ پڑھنا شرعاً نہایت ممنوع اور ناپسند ہے، جماعت کی مخالفت کی اجازت نہیں کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔[۱] اس شخص کو اپنے اس فعل سے باز آنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں جماعت سے پہلے اپنی نماز پڑھنا

سوال:۔ایک شخص اذان ہونے کے بعد مسجد میں جماعت ہونے سے پہلے انفراداً نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں وہ عالم ہونے کے باوجود امام سے حسد، کینہ کی وجہ سے بغیر جماعت کے

(گذشتہ کا بقیہ) فصل في بيان الاحق بالإمامة الخ. مطبوعه مصري. بحر ص ۳۴۸/ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. درمختار على الشامي زكريا ص ۲۹۷/ ج ۲، باب الامامة.

[۱] والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزر وترد شهادته، ويا ثم الجيران بالسكوت عنه. شامي كراچي ص ۵۵۲/ ج ۱. شامي زكريا ص ۲۸۷/ ج ۲، مطلب شروط الامامة الكبرى. البحر الرائق ص ۳۴۴/ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. حاشية الشبلي على الزيلعي ص ۱۳۳/ ج ۱، مطبوعه امداديه ملتان.

نماز پڑھتے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر امام میں شرعی خرابی نہیں بلکہ ذاتی عداوت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں تو یہ بہت مذموم طریقہ ہے اس سے باز آنا چاہئے۔[1]

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام کی خرابی کی وجہ سے نماز گھر پر پڑھنا

سوال:۔ ایک شخص دیکھتا ہے کہ مسجد کے عمارت میں روپیہ سود کھانے والوں کا لگا ہے اور چندہ وغیرہ کا روپیہ بھی زیادہ لگا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ شخص امام کی حالت باطنی کو دیکھتا ہے تو اس کو حالت خراب معلوم ہوتی ہے تو اس سے اس کی طبیعت نفرت کرتی ہے کیا وہ بوجہ ایں اعذار نماز گھر میں پڑھ سکتا ہے یا اس کے لئے ضروری ہے کہ مسجد میں جاوے اور باجماعت نماز پڑھے اور یہی حالت اس کی اردگرد والی مسجدوں کی ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

جب کہ کسی دوسری مسجد میں جانے سے معذوری ہے اور اس مسجد میں زیادہ روپیہ چندہ کا ہے (جو کہ بظاہر جائز ہے) تو ایسی حالت میں نماز مسجد میں پڑھنی چاہئے گھر میں نہیں پڑھنی چاہئے کیونکہ جماعت کی بہت تاکید کی گئی ہے تارک جماعت (یعنی جو کہ ترک جماعت

[1] لاتقبل شهادته اذا تركها استخفافاً بذالك ومجانة، اما اذا تركها سهوا او تركها بتاويل بان يكون الامام من اهل الاهواء او مخالفا لمذهب المقتدى لايراعى مذهبه. البحرالرائق كراچی ص۳۴۵/ ج۱، باب الامامة. شامی زکریا ص۲۸۷/ ج۲، باب الامامة. مراقی الفلاح ص۲۳۲، باب الامامة، مطبوعه مصر.

کا عادی ہو) کو فاسق لکھا ہے[۱] اور جماعت کا ثواب بھی تنہا سے زیادہ ہے۔[۲] امام میں اگر کوئی ایسی خرابی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ فاسق ہو جاتا ہے تب تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس سے بہتر موجود ہو اور اگر امام مذکور توبہ کرلے تو پھر اس کو امام بنانا بھی مکروہ تحریمی نہیں[۳] اور اگر امام مذکور میں کوئی باطنی خرابی ایسی ہے کہ جس سے اس کو فاسق نہیں کہا جاسکتا یعنی محرمات شرعیہ کا وہ مرتکب نہیں تو اس کی امامت مکروہ نہیں۔ **الجماعة سنة موكدة للرجال قال الزاهدى ارادوا بالتاكيد الوجوب درمختار[۴] ويكره امامة عبد واعرابى وفاسق۔[۵]**

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۱/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۶/محرم ۱۳۵۶ھ

مدرسین کے لئے مسجد کی جماعت سے پہلے نماز پڑھنے کا فیصلہ

سوال:۔ مدرسہ کی مینیجنگ باڈی نے یہ فیصلہ کیا کہ مدرسین نماز ظہر علیحدہ جماعت سے پہلے

---

۱. وذكر فى غاية البيان معزيا الى الاجناس ان تارك الجماعة يستوجب اساءة ولاتقبل شهادة اذا تركها استخفافاً البحر الرائق ص۳۴۵/ج۱، باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. شامى كراچى ص۵۵۴/ج۱، باب الامامة.

۲. لان ثواب الجماعة اعظم والوعيد بالترك الزم حاشيه ترمذى ص۹۶ ج۱ باب ماجاء اذا اقيمت الصلاة فلاصلاة الاالمكتوبة مطبوعه ياسرنديم ديوبند، عن ابن عمر رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة متفق عليه، مشكوة شريف ص۹۵ باب الجماعة وفضلها الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

۳. اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ. مشكوٰة ص۲۰۶، باب الاستغفار والتوبة الفصل الثالث مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

۴. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۲۸۷/ج۲، باب الامامة.

۵. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۲۹۸/ج۲، باب الامامة قبيل مطلب البدعة خمسة اقسام.

پڑھ لیں اور پھر تعلیم شروع کردیں، حالانکہ مدرسین وقفہ میں جماعت سے نماز پڑھتے تھے وقفہ ایک بجے سے دو بجے تک رہتا تھا۔ اب ساڑھے بارہ بجے سے سوا بجے تک کردیا، ایسے حضرات کے لئے کیا حکم ہے؟ اسکول میں جہاں سنت مؤکدہ حکماً ترک کردی جائے چرم قربانی زکوٰۃ وغیرہ دینی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

مسجد کی جماعت میں مدرسین کو شرکت کی اجازت دی جائے، جتنا وقت اس میں صرف ہو اس کی تلافی شروع یا آخر میں ہوسکتی ہے۔ ترک جماعت کا جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ قابل تنفیذ نہیں، اس کو واپس لیا جائے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۳/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۳/ ۹۰ھ

دکان کی مشغولی میں مغرب کی نماز دیر سے پڑھنا

سوال:۔ ایک شخص ہے جو تجارت کرتا ہے جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو وہ دوکاندار نماز پڑھنے مسجد چلا جاتا ہے اور اپنی جگہ پر دوکان چلانے کے لئے دوسرے آدمی کو بٹھا دیتا ہے جب دوکاندار نماز پڑھ کر آجاتا ہے تو اس دوسرے آدمی کو نماز پڑھنے کے لئے بھیج دیتا ہے جس

---

[1] الجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوا بالتاكيد الوجوب الخ. الدر المختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۲۸۷/ ج۲، باب الامامة. البحر الرائق ص۳۴۴/ ج۱، باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. عالمگيرى ص۸۲، الباب الخامس فى الامامة، الفصل الاول، مطبوعه كوئٹه.

[2] اسلئے کہ بالغ بچے کا نابالغ بچوں کی امامت کرنا درست ہے واماغير البالغ فان كان ذكر اتصح امامته لمثله من ذكر (الشامى نعمانيه ص۳۸۸/ ج۱) شامى زكريا ص۳۲۱/ ج۲، باب الامامة قبيل مطلب الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبى الخ.

نے ابتک نمازِ مغرب نہیں پڑھی ہے، اس طرح کرنے سے نماز کا آخری وقت ہوجاتا ہے، ہر روز عادۃً ایسا ہی کرتا ہے تو کیا اس طرح کرنے سے اس کی نماز درست ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اعلیٰ بات یہ ہے کہ ہر نماز با جماعت مسجد میں جا کر تکبیر اولیٰ سے شریک ہوکر ادا کی جائے، مغرب کی نماز اتنی تاخیر سے مسجد میں جا کر پڑھنا کہ ستاروں کا ہجوم ہوکر آخر وقت ہوجائے مکروہ تحریمی ہے[۱]۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ کسی کو ساتھ ملا کر دوکان پر وقت مستحب میں ہی جماعت کر لی جائے۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بوجہ کمزوری فجر کی سنت پڑھ کر جماعت سے پہلے لیٹنا

سوال:۔ میں کبھی کبھی کھانا کھا کر اور کبھی قبل فجر تھوڑی دیر جب جماعت میں دیر ہوتی ہے بوجہ کمزوری لیٹ جاتا ہوں مسجد میں اعتکاف کی نیت سے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جماعت کے انتظار میں سنتیں پڑھ کر یا پہلے مسجد میں جب کہ کمزوری کی وجہ سے بیٹھنا دشوار ہو، کچھ دیر کے لئے لیٹ جانے میں مضائقہ نہیں خاص کر اعتکاف کی نیت کر کے مگر اس

---

[۱] والظاهر أن السنة فعل المغرب فوراً وبعده مباح الى اشتباك النجوم فيكره بلاعذر قلت اى يكره تحريماً: شامي كراچي ص۳٦٨ ج۱ شامي زكريا ص۲٧ ج۲ مطلب في طلوع الشمس من مغربها كتاب الصلاة. مراقي مع الطحطاوي مصر ص۱۴۷، كتاب الصلاة. بحر كوئٹه ص۲۴۸/ ج۱، كتاب الصلاة.

طرح ہو کہ نیند نہ آجائے۔[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ساٹھ سال کے بعد گھر پر نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ

سوال:۔ کیا ساٹھ سال کی عمر کے بعد آدمی نمازیں گھر ادا کر سکتا ہے؟ ملاحظہ ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ در نہج البلاغہ کتاب شیعہ۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو شخص مسجد جانے سے معذور ہو اپنے گھر پر نماز پڑھ لے عمر ساٹھ سال سے کم ہو یا زائد ہو اس کا مدار تو عذر پر ہے[۲] عمر پر نہیں۔ نہج البلاغہ تو جھوٹ اور بہتان کا پلندہ ہے۔ حضرت علی

۱؎ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْاُوْلٰى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ اَنْ يَّسْتَبِيْنَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ. بخاری شریف ص۱۲۷/ ج ۱، باب من ا نتظر الاقامة مطبوعه دارالسلام رياض حديث ص٦٢٦، قوله على شقه أى على جنبه الايمن قال الكرماني والحكمة فيه أن لايستغرق فى النوم لان القلب من جهة اليسار و يعلق حينئذ غير مستقر الخ. عمدةالقارى ص ۱۴۱/ ج۳، الجزء الخامس كتاب الأذان، باب من انتظر الاقامة، طبع دارالفكر بيروت. شرح الكرمانى ص۳۴/ ج۵، كتاب الاذان، باب من النتظر الاقامة. دار احياء التراث العربى بيروت.

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب موذن فجر کی اذان کہہ کر چپ ہو جاتا تو آپ فجر کے فرض سے پہلے صبح ہو جانے کے بعد دو رکعتیں ہلکی سے پڑھ لیتے تھے پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے۔

۲؎ وتسقط الجماعة بالاعذار حتى لاتجب على المريض الخ. عالمگیری ص۸۳/ ج ۱ الباب الخامس فى الامامة الفصل الاول فى ا لجماعة، مطبوعه كوئٹه. ان الجماعة تسقط بالعذر فمن الاعذار المرض .... أو لا يستطيع المشى كالشيخ العاجز وغيره الخ. فتح القدير ص۳۴۵/ ج ۱، باب الامامة، دارالفكر بيروت. طحطاوى على المراقى ص ۲۴۱، باب الامامة، فصل يسقط حضور الجماعة، طبع مصر.

کرم اللہ وجہہٗ کی طرف رافضیوں نے بے شمار غلط باتیں منسوب کر رکھی ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جس شخص کے منہ میں تعفن ہو اس سے جماعت ساقط ہے

سوال:۔ زید کے منہ سے اس قدر تعفن نکل رہا ہے کہ اس کے پاس کھڑا ہونا مشکل ہے تو ایسا شخص مسجد میں جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتا تو گھر پر اس کو مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ردالمحتار[1] میں لکھا ہے کہ جس شخص کے منہ میں ایسا تعفن ہو کہ دوسروں کو اذیت ہوتی ہے اور نمازی پاس کھڑے ہونے سے پریشان ہوتے ہیں تو ایسے شخص سے جماعت ساقط ہے اس کو چاہئے کہ مسجد میں نہ جائے مکان پر نماز پڑھے۔ چونکہ وہ شرعی حکم کی بناء پر مسجد جانے سے روک دیا گیا اس لئے وہ اجر سے محروم نہیں رہے گا۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۵/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وكذلك الحق بعضهم بذلك من بفيه بخر او به جرح له رائحة الى قوله وقوله صلى الله صلى الله عليه وسلم وليقعد فى بيته صريح فى ان اكل هٰذه الاشياء عذر فى التخلف عن الجماعة الخ. شامى زكريا ص ۴۳۵/ ج ۲، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب فى الغرس فى المسجد. عمدة القارى ص ۱۴۶/ ج ۳، الجزء السادس، كتاب الأذان، باب ماجاء فى الثوم النئى والبصل وغيره من كل ماله رائحة كريهة والكراث الخ. دارالفكر بيروت. حلبى كبير ص ۶۱۰، فصل فى احكام المسجد، لاهور.

تیمارداری کی وجہ سے ترکِ جماعت

سوال:۔ مریض کے دائمی تیماردار کے لئے جماعت کی رخصت ہے کیا؟ اگر ایسا ہے تو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا کیسا ہے؟ مثلاً ظہر وعصر اکٹھا پڑھنا اور مغرب وعشاء اکٹھا پڑھنا، خصوصاً ہسپتال وغیرہ میں کہ جہاں اسباب بآسانی مہیا نہ ہوں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر مریض کے پاس رہنا ضروری ہو اور کوئی دوسرا تیماردار نہ ہو تو ترکِ جماعت کی گنجائش ہے[1]۔ اس کی بھی اجازت ہے کہ ظہر آخر وقت میں پڑھے اور عصر اول وقت میں۔ مغرب آخر وقت میں پڑھے اور عشاء اول وقت میں۔ لیکن ہر نماز کو اس کے ہی وقت میں پڑھے۔ نہ فوت کر کے قضا کرے، نہ وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۸/ ۹۵ھ

دو شریک تجارت کا یکے بعد دیگرے مسجد میں جا کر نمازِ مغرب ادا کرنا

سوال:۔ دو شخص شریک تجارت ہیں۔ جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو ایک شریک نماز

---

[1] فلا تجب على مريض الى قوله وقيامه بمريض اى يحصل له بغيبته المشقة والوحشة الخ. الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۲۹۳/ ج ۲، باب الامامة مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد. البحر الرائق ص ۳۴۶/ ج ۱، باب الامامة مطبوعه كوئٹه. فتاوى الهنديه ص ۸۳/ ج ۱، الباب الخامس فى الامامة، الفصل الاول فى الجماعة، طبع كوئٹه.

[2] ولاجمع بين فرضين فى وقت بعذر ومارواه محمول على الجمع فعلا لا وقتا أى فعل الاولىٰ فى اخر وقتها والثانية فى اول وقتها. الدر مع الرد زكريا ص ۴۵/ ج ۲، كتاب الصلاة، مطلب فى الصلاة فى الارض المغصوبة الخ. تبيين الحقائق ص ۸۸/ ج ۱، كتاب الصلاة قبل باب الاذان، طبع امداديه ملتان. بحر كوئٹه ص ۲۵۴/ ج ۱، كتاب الصلاة، قبيل باب الاذان.

پڑھنے مسجد چلا جاتا ہے اور دوسرا شریک دوکان پر رہتا ہے۔ جب پہلا شریک جماعت سے نماز پڑھ کر آتا ہے اور دوکان پر رہتا ہے، تو دوسرا شریک نماز پڑھنے جاتا ہے، اس کو نماز پڑھتے وقت نماز کا آخری وقت ہوجاتا ہے، ہر روز عادۃً ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی نماز کا کیا حال ہے؟ اس کی نماز درست ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اعلیٰ بات یہ ہے کہ ہر نماز باجماعت مسجد میں جاکر تکبیر اولیٰ سے شریک ہوکر ادا کی جائے[1]۔ مغرب کی نماز اتنی تاخیر سے مسجد میں جاکر پڑھنا کہ ستاروں کا ہجوم ہوکر آخر وقت ہوجائے، اس سے بہتر ہے کہ کسی کو ساتھ ملاکر دوکان پر وقت مستحب میں ہی جماعت کرلی جائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز کے وقت کو ٹال دینا

سوال: ۔نماز کے وقت کو بغیر عذر شرعی کے ٹال دینا طلباء کیلئے کیسا ہے؟

---

[1] عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوٰة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرین درجة مشکوٰة ص ۹۵ باب الجماعة وفضلها الفصل الاول.

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت سے نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہوتی ہے۔

[2] والظاهر أن السنة فعل المغرب فوراً وبعده مباح الی اشتباک النجوم فیکره بلاعذر قلت أی یکره تحریما. شامی زکریا ص۲۷/ج۲، کتاب الصلاة، مطلب فی طلوع الشمس من مغربها. مراقی مع الطحطاوی ص۱۴۷، کتاب الصلاة، مصری. بحر کوئٹه ص۲۴۸/ج۱، کتاب الصلاة.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

برا ہے۔[۱]　　فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

جماعت ہوچکی ہوتو نماز کہاں پڑھے

سوال:۔ مسجد جاتے ہوئے راستے میں معلوم ہوا جماعت ہوگئی اور مسجد اور مکان کی مسافت برابر ہے تو گھر میں جا کر نماز ادا کرنا کیسا ہے یا مسجد میں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً

اگر تنہا ہی نماز پڑھنا ہے تو مسجد میں افضل ہے اگر چہ مسافت مسجد کی زیادہ ہو۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

امام کی غلط کاریوں کی وجہ سے گھر میں جماعت

سوال:۔ اگر محلّہ کے اکثر نمازی امام کے خلاف ہوں اور وہ امام کے پیچھے نماز نہ پڑھتے ہوں اور فتنہ کی وجہ سے مسجد میں نہ جا کر کسی گھر میں جماعت کر لیتے ہوں تو کیا انکی نماز باجماعت ہو جائیگی یا نہیں؟

۱؎ ان تارکها(الجماعة) من غيرعذر يعزر وتردشهادته و ياثم الجيران بالسكوت عنه (حلبی کبیری، مطبوعه رحيميه ديوبند ،ص۵۷۴/ فصل في الامامة) طحطاوى على المراقى مصرى ص ۲۳۲، باب الامامة. الدرمع الرد زكريا ص۲۸۷/ج ۲، باب الامامة، مطلب شروط الامامة الكبرىٰ.

۲؎ وان صلى فى مسجد حيه منفرداً فحسن (الشامي نعمانيه ،ج ۱/ص ۳۷۳) مطلب فى تكرارالجماعة فى المسجد، باب الامامة. زيلعى ص ۱۳۳/ ج ۱، باب الامامة والحدث فى الصلاة، طبع امداديه ملتان. حلبی کبیری ص ۶۱۳، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه لاهور.

الجواب: حامداً ومصلیاً

نماز ان کی بھی ہو جائے گی لیکن مسجد کا ثواب نہیں ملے گا[۱] جہاں تک ہو سکے اختلاف کو ختم کیا جائے، صبر وسکون سے مسجد کو آباد کیا جائے۔ امام صاحب کی خدمت میں عرض کیا جائے کہ وہ ان امور کی اصلاح کر لیں غلط طریقہ چھوڑ دیں۔ وہ اگر نہ مانیں تو وہ امامت سے علیحدہ کئے جانے کے مستحق ہوں گے[۲] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وإن صلّٰی احدٌ فی البیت الجماعة لم ینالُوا فضل جماعة المسجد، شامی زکریا ص ۴۹۵ ج ۲ کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، طحطاوی مع المراقی ص ۲۳۲ باب الامامة، مطبوعه مصر.

[۲] الاحق بالامامة ...... فالاعلم بأحکام الصلوٰۃ صحة وفساداً لحافظ ما به سنة القرأة ویجتنب الفواحش الظاهرة واما حفظ مقدار الفرض فمعلوم انه من شروط الصحة وهذه شروط کمال وفی الدر بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۲ باب الامامة، فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصر، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۹۴ ج ۲.

فصل سوم

﴿جماعتِ ثانیہ﴾

جماعت ثانیہ

سوال:۔ جماعت ثانیہ کرنی ایسی مسجد میں جہاں پنج وقتہ نمازیں ہوتی ہوں، نیز جمعہ بھی منعقد ہوتا ہو کیسا ہے؟ جہاں امام ومؤذن بھی مقرر ہوں، کبھی کبھی لوگوں کی کسل وسستی کی بنا پر جماعت واذان نہ دی جاتی ہو یا لوگ اپنی سستی کی بنا پر جماعت اولیٰ میں شریک نہ ہوں اور باتیں کرتے رہیں اور بعد میں جا کر جماعت کریں۔ دیہات کی وجہ سے اوقات مقررہ میں تغیر ضرور ہو جاتا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مسجد محلّہ میں جب کہ امام ومؤذن پنجوقتہ نمازی مقرر ہوں ھیئۃ اولیٰ کے مطابق تکرار جماعت مکروہ ہے لیکن غیر اہل محلّہ نے آ کر جماعت کرلی ہے تو پھر اہل محلّہ کو جماعت ثانیہ اپنے وقت معمول پر کر لینا درست ہے ویکرہ تکرار الجماعة باذان و اقامة فی مسجد محلة لافی مسجد طریق او مسجد لاامام له و لا مؤذن اھ درمختار[۱]۔ الااذ اصلی بهمافیه اولاً

[۱] الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ج ۱ . شامی زکریا ص ۲۸۸/ج ۲، (بقیہ آئندہ پر)

غیر اھلہ او اھلہ لکن بمخافتۃ الاذان اھ شامی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ہیئت اولیٰ بدل کر جماعت ثانیہ کرنا

سوال:۔ جماعت ثانیہ اگر ہیئت اولیٰ پر نہ ہو تو مسجد میں جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک روایت میں مکروہ نہ ہوگی[۱]۔ مگر ظاہر الروایۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً مکروہ ہے البتہ تبدیل ہیئت اور بلا تبدیل ہیئت میں تنزیہی وتحریمی کا فرق ہو جائے گا ولو دخل جماعۃ المسجد بعد ماصلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا وھو ظاھر الروایۃ والبسط فی شرح شمس الائمۃ شامی[۲] ص ۱۷۲ / ج ۱، نعمانیہ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۵/ ۵۳ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۶/ صفر ۵۳ھ

جماعت ثانیہ

سوال:۔ مسجد محلّہ میں امام اور مؤذن متعین ہیں نماز کے وقت پر دو چار آدمی کی جماعت کر

---

[۱] وعن ابی یوسف انما یکرہ تکرارھا بقوم کثیر اما اذا اصلی واحد بواحد واثنین فلا بأس بہ وعنہ لابأس بہ مطلقاً اذا صلی فی غیر مقام الامام. البحر الرائق ص ۳۴۶ / ج ۱، باب الامامۃ، مطبوعہ ایچ. ایم. سعید کراچی.

[۲] الشامی نعمانیہ ص ۳۷۱ / ج ۱. شامی زکریا ص ۲۸۹ / ج ۲، باب الامامۃ مطلب فی تکرار الجماعۃ المسجد. مبسوط السرخسی ص ۱۳۵ / ج ۱، باب الاذان، مطبوعہ دار الفکر بیروت. حلبی کبیری ص ۶۱۵ / فصل فی احکام المسجد، الفصل الثالث فی مسائل المتفرقۃ، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور.

لی۔ بعد میں ۱۰/۲۰ آدمی آ گئے، اب وہ کیا کریں؟ دوبارہ جماعت مسجد میں کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ یا سب الگ الگ پڑھیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

محلّہ کے روزانہ کے نمازی جب وقت معین پر جماعت کر لیں تو بعد میں آنے والوں کو ایسی مسجد میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے[۱]۔ اس مسئلہ میں مستقل رسالہ ''القطوف الدانیہ[۲]'' ہے اس میں دلائل مذکور ہیں۔ علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں واقعہ نقل کیا ہے۔ کہ حضرت رسول مقبول ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ جماعت ہو چکی ہے۔ تو آپؐ نے وہاں جماعتِ ثانیہ نہیں کی بلکہ مکان پر تشریف لا کر جماعت کی[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/ ۸۹ھ

امام کا جماعت ثانیہ کرنا

سوال:۔ جس مسجد میں اذان و جماعت ہو چکی ہو پھر اس مسجد میں دوبارہ اذان جماعت

(گذشتہ کا بقیہ) باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. البحر الرائق ص ۳۴۶/ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. عالمگیری ص ۸۳/ ج ۱، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الاول فی الجماعة، مطبوعه کوئٹه. منحة الخالق ص ۳۴۵/ ج ۱، باب الجماعة، مطبوعه کوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ویکره تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة الخ الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۲۸۸/ ج ۲، باب الامامة. مطلب فی تکرار الجماعة فی السمجد. البحر الرائق ص ۳۴۶/ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. عالمگیری ص ۸۳/ ج ۱، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الاول فی الجماعة، مطبوعه کوئٹه.

[۲] القطوف الدانیه فی تحقیق الجماعة الثانیة مؤلفه حضرت مولانا رشید احمد گنگوهیؒ.

[۳] انه علیه الصلاة والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اهل المسجد فرجع الی منزله فجمع اهله وصلی الخ. شامی زکریا ص ۲۸۸/ ج ۲، باب الامامة. بدائع الصنائع کراچی ص ۱۵۶/ ج ۱، فصل فی بیان مایفعله بعد فوات الجماعة.

کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر امام کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اذان و جماعت کرلے تو پھر امام دوبارہ اذان و جماعت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر ہر روز کے مقررہ امام اور مقتدیوں نے اذان و جماعت وقت مقرر پر کی ہے تو اب اس مسجد میں دوبارہ جماعت کرنا مکروہ ہے[۱]۔

(۲) اگر دوسرے محلّہ کے لوگوں نے کی ہے تو اس محلّہ والوں کو دوبارہ جماعت کرنا درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/۸/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۷/ شعبان المعظم ۵۸ھ

محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ کرنا

سوال:۔ یہاں کے ایک عالم نے جماعت ثانیہ کا فتویٰ دیا ہے۔

مسجد میں ایک دفعہ جماعت مع اذان واقامت ہوچکی ہو تو پھر اس میں دوسری جماعت کرنا کیسا ہے؟

---

[۱] ویکره تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة لافی مسجد طریق او مسجد لاامام له ولا موذن (الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ ج ۱) شامی زکریا ص ۲۸۸/ ج ۲، باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. البحر الرائق ص ۳۴۶/ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. عالمگیری ص ۸۳/ ج ۱، الباب الخامس، الفصل الاول فی الجماعة، مطبوعه کوئٹه.

[۲] الا اذا صلی بهما فیه اولاً غیر اهله (فیجوز) شامی زکریا ص ۲۸۸/ ج ۲، باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. منحة الخالق علی البحر الرائق ص ۳۴۶/ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر یہ مسجد محلّہ کی ہو جس میں امام ومؤذن اور نمازی معین ہیں تو جماعت ثانی محراب سے ہٹ کر بغیر دوسری اذان کے بالاتفاق وبالاجماع جائز ہے دوسری اذان کے ساتھ اس مسجد میں جماعت ثانی مکروہ تحریمی ہے اگر یہ مسجد ایسی ہے جس میں نہ امام مقرر ہے نہ مؤذن نہ نمازی تو اس میں دوسری اذان کے ساتھ جماعت بلا کراہت درست ہے (عالمگیری شامی) دریافت یہ کرنا ہے کہ جماعت ثانی مسجد کے اندر بالاتفاق وبالاجماع جائز ہے یا نہیں یا مسجد کے باہر۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر مسجد میں امام مؤذن نمازی معین ہوں تو وہاں بعض حضرات نے جماعت ثانیہ کو بلا کراہت درست لکھا ہے، جبکہ ہیئت اولیٰ پر نہ ہو یعنی بلا اذان وبلا اقامت کے ہو اور اس پر اجماع بھی ہے پھر بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر محراب چھوڑ کر دوسری جگہ جماعت کی جائے تو وہ بھی ھئیت اولیٰ پر نہ ہوگی۔

(علامہ شامی نے درمختار[1] ص ۳۵۰ ر ج ا، ص[2] ۳۶۷) میں اس مسئلہ کو ذکر کر کے پوری بحث کی ہے اور اخیر میں لکھا ہے **ومقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار فى مسجد المحلة ولو بدون اذان ويؤيدمافى الظهيرية لودخل جماعة المسجد بعد ماصلى فيه اهله يصلون وحدانا وهوظاهر الرواية اھ** شامی نعمانیہ[3] ص ۳۷۱ ر ج ا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ بہر صورت مکروہ ہے خواہ ہیئت اولیٰ پر ہو یا نہ ہو یہی ظاہر الروایہ ہے البتہ اگر ہیئت اولیٰ پر ہو تو کراہت شدیدہ ہے ورنہ خفیف ہے اس مسئلہ پر علماء نے مستقل

---

[1] شامی زکریاص ۶۵ ر ج ۲، باب الاذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد.
[2] شامی زکریا ص ۲۸۸ ر ج ۲، باب الامامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد.
[3] شامی زکریا ص ۲۸۹ ر ج ۲، باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة.

رسائل بھی تصنیف کئے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۱/۵/۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۳/۵/۸۶ھ

صحن مسجد میں جماعت ثانیہ

سوال:۔ مسجد کے کسی بھی حصہ میں جماعت ثانی کو علماء کرام (خصوصا تھانویؒ) نے مکروہ لکھا ہے، لیکن اکثر اہل علم نیز تبلیغی جماعت والوں کو مسجد کے صحن وغیرہ میں جماعت ثانی کا اتباع کرتے دیکھا ہے، اگر جماعت ثانی ہورہی ہو تو اس میں ایسا شخص جس نے ابھی تک جماعت سے نماز نہیں پڑھی، وہ شرکت کرے یا علیحدہ نماز پڑھے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جو جگہ نماز کے لئے متعین ہو خواہ مسقّف ہو یا غیر مسقّف اور وہاں پنجگانہ اذان و جماعت کا مستقل معمول ہو، وہاں ایک جماعت حسب معمول ہوجانے کے بعد جماعت ثانیہ مکروہ ہے، اگر چہ فریضہ ادا ہوجائے گا،[۱] القطوف الدانیہ میں دلائل مذکور ہیں [۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۵/۳/۹۳ھ

---

[۱] واذا دخل القوم مسجداً قد صلى فيه اهله كرهت لهم ان يصلوا جماعة بأذان واقامة ولكنهم يصلون وحدانا بغير اذان واقامة (مبسوط سرخسى دارالفكر ج ١/ص ١٣٥/باب الاذان) شامى زكريا ص ٢٨٨/ج ٢، باب الامامة، مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد. البحرالرائق ص ٣٤٦/ج ١، باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۲] القطوف الدانية فى تحقيق الجماعة الثانية (فارسى) ص ٧٢٩ تا ٧٥١ القطوف الدانية فى تحقيق الجماعة الثانية (ترجمه اردو) ٧٥٧ تا ٧٨١ تاليفات رشديه، مطبوعه ادارهٔ اسلاميات لاهور.

وضوخانہ میں جماعت ثانیہ

سوال:۔جس مسجد میں نماز ہوچکی اسی مسجد کے وضوخانہ میں کچھ لوگ دوبارہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، ان میں سے کچھ لوگ مسجد کے فرش پر بھی آ جاتے ہیں تو ان کی نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اتفاقیہ اگر ایسی نوبت آ جائے تو مضائقہ نہیں مگر اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔ ایسی جماعت میں جو نمازی فرشِ مسجد پر ہوں گے ان کے حق میں کراہت ہوگی[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نماز کے لئے خریدی ہوئی جگہ میں جماعت ثانیہ کا حکم

سوال:۔(۱) مسئلہ یہ ہے کہ ایک گھر کو خرید کر مسجد کی طرح نماز کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اسکے دو حصہ ہیں اور باہر سے اگر کوئی دیکھے تو دو عمارت نظر آتی ہیں، جسکی شکل اس طرح ہے :

جماعت خانہ میں اگر نماز ہوگئی باجماعت تو کیا یہ دوسرا حصہ جو مدرسہ کے لئے استعمال

---

[۱] ویکرہ تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة الخ. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص۲۸۸/ج۲، باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. مبسوط سرخسی ص۱۳۵/ج۱، باب الاذان، مطبوعه دارالفکر بیروت. منحة الخالق علی هامش البحر ص۳۴۵/ج۱، باب الجماعة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. حلبی کبیری ص۶۱۵، فصل فی احکام المسجد، الفصل الثالث فی مسائل المتفرقة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

ہوتا ہے دوسری جماعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر جماعت خانہ میں نماز جمعہ اول وقت ہوگئی، تاخیر سے ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد جو لوگ فیکٹری وغیرہ سے آتے ہیں ان کی رعایت کرکے دوسری جماعت جمعہ کر سکتے ہیں یا نہیں، اگر مدرسہ کے حصہ میں دوسری جماعت جمعہ پڑھ سکتے ہیں تو دو اذان دینی ہونگیں، یا صرف ایک اذان خطیب کے سامنے؟

نوٹ:۔ مدرسہ میں جانیکا راستہ اور جماعت خانہ میں جانے کا راستہ باہر سے الگ الگ ہے، نیز یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اگر جماعت خانہ میں امام کھڑا ہے تو مدرسہ میں جو مقتدی اس امام کی اقتداء کرنا چاہے تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ لوگ امام سے آگے ہوجائینگے۔

(۲) برطانیہ میں جو نماز پڑھنے کے لئے مکانات خریدے جاتے ہیں، ان کی حیثیت مسجد شرعی کی نہیں ہوتی صرف نماز پڑھنے کے لئے بنائی جاتی ہیں، ان جگہوں میں جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) جو نمازیں بکراہت تحریمی اداہوئی ہو ان کا اعادہ واجب ہے یا نہیں مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ واجب لکھتے ہیں اور مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ضروری نہیں اور وجہ تطبیق کیا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) وقت ضرورت عمارت مدرسہ میں بھی جماعت درست ہے امام سے آگے ہونے سے مقتدی کی نماز درست نہیں ہوگی[۱]، نماز جمعہ کو پنجگانہ نماز کی طرح نہ بنایا جائے کہ اگر مسجد میں جماعت نہ ملی تو مدرسہ میں جماعت کرلی، البتہ فیکٹری کے اوقات کی رعایت کرکے دو جگہ

[۱] ولو تقدم على الامام من غير عذر فسدت صلاته ،عالمگیری کوئٹه ،ج ۱ /ص ۱۰۳ / الفصل الاول فيما يفسدها. درمختار على الشامی کراچی ص ۶۲۲ /ج ۱ ، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها. الدر المنتقى ص ۱۸۲ /ج ۱ ، باب الصلوة فی داخل الكعبة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

مستقلاً نماز جمعہ کو تجویز کرلیا جائے کہ اتنے بجے فلاں جگہ ہوگی ، اتنے بجے فلاں جگہ ہوگی [۱]
ہر جماعت جمعہ کیلئے اذان کی جائے اور خطبہ بھی مستقل ہو۔

(۲) اگر وہ شرعی مسجد نہیں تو وہاں جماعت ثانیہ مکروہ نہیں [۲]

(۳) اگر وہ کراہت ایسی ہے کہ اس کا تعلق صلب صلوٰۃ سے ہے مثلاً سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب تھا بھولکر اس کو ترک کردیا، اور سجدہ سہو بھی سہواً ترک کردیا، تو اس کا اعادہ واجب ہے، اس میں واجب صلوٰۃ کے ترک سے کراہت آگئی [۳] اگر سورتوں کی ترتیب بدل دی کہ مقدم کو مؤخر کردیا تو بھی کراہت آگئی، لیکن یہ کراہت صلوٰۃ سے متعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق ترتیب قرآن کریم سے ہے اسی وجہ سے اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا، اور ایسی نماز کا اعادہ لازم نہیں [۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۷/۲ ۱۴۰ھ

---

[۱] وتودی (أی الجمعة) فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً الخ الدرالمختار علی الشامی زكريا ج۳/ص ۱۵، باب الجمعة. البحرالرائق ص ۱۴۰/ج۲، باب الجمعة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. عالمگيری ص۱۴۵/ج۱، الباب السادس عشر فی صلاةالجمعة، مطبوعه كوئٹه.

[۲] وتكرار الجماعة الافی مسجدعلی طريق فلابأس بذٰلک الخ الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زكرياج۲/ص ۶۴، باب الاذان.

[۳] لهاواجبات لاتفسد بتركها وتعادوجوبافی العمد والسهوان لم يسجد له وفی الشامية لوترک الفاتحة يؤمر بالاعادة الخ الدرالمختار مع الشامی زكريا ، ج۲/ص ۱۴۶، باب صفة الصلاة، مطلب واجبات الصلاة. الرابع سببه ترک واجب من واجبات الصلاة الاصلية سهوا وهوالمراد بقوله بترک واجب لاكُل واجب بدليل ماسنذكره من انه لو ترک ترتيب السور لايلزمه شئی مع كونه واجبا. البحرالرائق ص۹۳/ج۲، باب سجود السهو، مطبوعه ايچ. ايم. سعيد كراچی.

[۴] يجب الترتيب فی سورالقرآن فلوقرأ منكوسًاأثم لكن لايلزمه سجود السهو لان ذٰلک من واجبات القرأة لامن واجبات الصلاة الخ شامی زكرياج۲/ص ۱۴۸، باب صفة الصلوٰة، مطلب كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها. البحرالرائق ص۳۱۳/ج۱، باب صفة الصلوة، مطبوعه كراچی. زيلعی ص۱۱۳/ج۱، باب صفة الصلوة، مطبوعه امداديه ملتان.

بریلوی امام ہونے کی وجہ سے جماعتِ ثانی کرنا

سوال:۔ ہمارے یہاں دوعقیدے کے لوگ ہیں (دیوبندی، بریلوی) بریلوی والے جہلاء لوگ ہیں اور مسجد میں قبضہ جمائے ہوئے ہیں امامت کرتے ہیں دیوبندی علماء کو کافر اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں علاوہ ازیں دیوبندی علماء تنازع اور تصادم کی وجہ سے جماعت میں شریک ہونے سے گریز کرتے ہیں اس حالت میں ہم چند عوام جو جماعت سے محروم رہ جاتے ہیں حالانکہ دیوبندی علماء بھی موجود ہیں۔اس لئے ہم جماعتِ اولیٰ ترک کرکے جماعتِ ثانیہ سے نماز ادا کرتے ہیں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

بریلوی لوگوں کے اس تشدد کے باوجود یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے کہ وہ لوگ وہاں جماعت سے نماز پڑھیں اور آپ لوگ بیٹھے رہیں۔ پھر ان کے بعد اپنے امام کے پیچھے جماعت ثانی کریں یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے[1]، یا تو ان کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں[2] یا دوسری مسجد میں پڑھیں اور اعلیٰ بات یہ ہے کہ ان کے امام کی اصلاح کریں کہ وہ فتنہ کی بات نہ کہے اور عقیدہ صحیح کرے اور اس کو جو غلط فہمی ہو اس کو اہل علم سے حل کرے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویکرہ تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة الخ. الدرالمختار علی ردالمحتار زکریا ص ۲۸۸/ ج۲، باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. مبسوط سرخسی ص ۱۳۵/ ج ۱، باب الاذان، مطبوعه دارالفکر بیروت. منحة الخالق علی هامش البحر ص ۳۴۵/ ج ۱، باب الجماعة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. حلبی کبیری ص ۶۱۵، فصل فی احکام المسجد، الفصل الثالث فی مسائل المتفرقة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور. (بقیہ آئندہ پر)

دو مسجدیں ملی ہوئی نئی مسجد میں جماعت ثانیہ

سوال:۔قدیم مسجد میں عذر سے تنگی کے باعث بازو میں مسجد ثانی موسوم کر کے جدید مسجد تعمیر کی ہے، یہ تعمیر قدیم ہی مسجد کی ہے، چونکہ بعض لوگوں کی جماعت چوک جاتی ہے تو اس لئے اس نئی مسجد میں لوگ جماعتِ ثانیہ کر لیتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر جدید وقدیم دونوں مسجدوں میں مستقل اذان، نماز، جماعت کا اہتمام ہوتا ہے اور پابندی سے ہوتی ہے تو دوسری جماعت کسی میں نہ کی جائے، اگر دونوں کا امام ومؤذن ایک ہی ہے اور ایک ہی جماعت ہو تو محض بعد کے اضافہ ہونے کی وجہ سے وہ دوسری مسجد مستقل مسجد نہیں ہے بلکہ دونوں مل کر ایک ہی مسجد ہے، وہاں جماعت ثانیہ نہ کی جائے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

آپسی جھگڑے کی وجہ سے تکرار جماعت

سوال:۔زید اور عمرو بکر کے مابین ایک عرصہ سے معاملاتی نزاع چل رہی ہے جس کی بناء پر عمرو بکر وغیرہ بجائے ایک جمعہ و جماعت کے علیحدہ طور پر ایک ہی مسجد میں دو جمعہ و جماعت

(گذشتہ کا بقیہ) [۲] صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة الخ. الدرالمختار علی هامش رد المحتار زکریا ص ۳۰۱/ج۲، باب الامامة قبیل مطلب فی امامة الامرد.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ویکره تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة الخ (الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۳۷۱/ج ۱، باب الامامة) البحرالرائق ۳۶۵/ج ۱، باب الامامة مطبوعه کوئٹه.

زید مذکورہ بالا امام سے علیٰحدہ قائم کریں کہ جس پر ایک غیر مسلم شخص نے دونوں فریقوں کو بلا کر یہ کہا کہ تم لوگ آپس میں جھگڑا نہ کرو ایک ہی مسجد میں علیٰحدہ علیٰحدہ طور پر نماز پڑھ لیا کرو تو اس کے جواب میں زید مذکورہ امام نے یہ کہا کہ ہمارے مذہب میں اللہ ورسول کی طرف سے قرآن وحدیث مسئلہ ومسائل سے ایک ہی مسجد میں دو جمعہ وجماعت جائز نہیں ہے اب اس کے جواب میں فریق ثانی عمرو بکر وغیرہ نے زید مذکورہ بالا امام سے یہ کہا ہے کہ ہم لوگوں کو اللہ ورسول قرآن وحدیث مسئلہ ومسائل اور نماز کا درست ونادرست سے کوئی سروکار نہیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایک مسجد جماعت میں تکرار جماعت حنفیہؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔ ویکرہ تکرار الجماعة باذان و اقامة فی مسجد محلة درمختار قال الشامی قوله (ویکره) ای تحریماً لقول الکافی لایجوز والمجمع لایباح وشرح الجامع الصغیر انه بدعة کمافی رسالة السندی والمراد بمسجد المحلة ماله امام وجماعة معلومون کما فی الدر روغیرها الیٰ ان قال ومثله فی البدائع وغیرها ومقتضیٰ هٰذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجدالمحلة. ولوبدون اذان و یؤیده مافی الظهیرة لودخل جماعة المسجد بعد ما صلیٰ فیه اهله یصلون وحداناً وهوظاهر الروایة اھ شامی[1] ص۵۷۷ ر ج ۱۔ عمرو بکر وغیرہ کے کہے ہوئے جو الفاظ سوال میں نقل کئے گئے ہیں وہ بہت سخت ہیں اگر واقعی انہوں نے یہ الفاظ کہے ہیں تو ان کو فوراً توبہ کرنی چاہئے

[1] الشامی نعمانیه ص ۳۷۱ ر ج ۱ . شامی زکریا ص ۲۸۸ ر ج ۲، باب الامامة مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد. البحرالرائق ص ۳۴۶ ر ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه. عالمگیری کوئٹه ص ۸۳ ر ج ۱، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الاول فی الجماعة. منحة الخالق علی هامش البحر ص ۲۴۵ ر ج ۱، باب الجماعة، مطبوعه کوئٹه.

اور احتیاطاً تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

جواب : درست ہے محض ذاتی نزاع کی بناء پر جمعہ وجماعت میں تفریق کرنا اور دو جماعتیں کرنا بہت برا فعل ہے اس سے بچنا چاہئے[۲]۔ سعید احمد

صحیح: عبد اللطیف ۹/ج۱/ ۵۴ھ

ظہر وعشاء پڑھ کر پھر اسی جماعت میں شرکت

سوال:۔ایک بار ظہر یا عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لینے کے بعد دوبارہ اسی نماز کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

زید کہتا ہے کہ شریک ہوسکتا ہے جماعت کے ساتھ پڑھی یا تنہا اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى بِالنَّاسِ وَدَخَلَ شَخْصٌ بَعْدَمَا صَلَّى النَّاسُ يَقُوْلُ مَنْ يَّتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذا فَيُصَلِّى مَعَهٗ فَيَقُوْمُ النَّاسُ يُصَلِّيْ جَمَاعَةً ثَانِيَةً۔

---

[۱] اذا قال الرجل لغيره حكم الشرع فى هذه الحادثة كذا فقال ذلك الغير من برسم كارميكنم نه بشرع يكفر عندبعض المشائخ رحمهم الله تعالىٰ (فتاوىٰ هنديه ص۲۷۲/ج۲، الباب التاسع فى احكام المرتدين. ومنها يتعلق بالعلم والعلماء.

ماكان فى كونه كفراًاختلاف فان قائله يؤمربتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط (فتاوىٰ هنديه ص۲۸۳/ج۲) الباب التاسع فى احكام المرتدين قبيل الباب العاشر فى البغاة. مطبوعه كوئٹه.

[۲] عن معاذ بن جبل رضى الله تعالىٰ عنه أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال إن الشيطان ذئب الإنسان كذئب الغنم يأخذ الشاة القاصية والناحية فاياكم والشعاب وعليكم بالجماعةو العامة والمسجد. مسند احمد ص۳۰۷/ج۶، رقم الحديث ص۲۱۵۲۴، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت.

عمرو کہتا ہے کہ اگر جماعت کے ساتھ پڑھی تو شریک نہیں ہوسکتا اگر تنہا پڑھی تو شرکت دوبارہ روا ہے اور یہ حدیث بیان کرتا ہے۔ وَجآءَ ابْنُ عُمَرؓ یَوْماً لِمَسْجِدٍ فَصَلَّی النَّاسُ وَلَمْ یُصَلِّ مَعَھُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَامَنَعَکَ اَنْ تُصَلِّی مَعَ النَّاسِ فَقَالَ اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتُصَلُّوْا صَلٰوۃً فِی یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ۔ کس کا قول صحیح ہے؟

الجواب: وبیدہ ازمۃ الحق والصواب حامداً ومصلیاً!

اگر بہ نیت فرض شریک ہوتا ہے تو دونوں کا قول غلط ہے لایصلی بعد صلٰوۃ مثلہا[۱] اگر بہ نیت نفل شریک ہوتا ہے تو زید کا قول صحیح ہے۔ عمرو کی بیان کردہ تفصیل غلط ہے۔ رجل دخل مسجداً قداذن فیہ کرہ لہ ان یخرج حتٰی یصلی فان کان قد صلی وکانت الظھر والعشاء فلا بأس بان یخرج ما لم یاخذ فی الاقامۃ فان اخذ فیھا لم یخرج حتیٰ یصلیھما تطوعاً اھ[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/ذی الحجہ ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۹/ذی الحجہ ۶۶ھ

---

[۱] نور الایضاح ص ۱۲۹، باب ادراک الفریضۃ مطبوعہ امداد یہ دیوبند. الدرالمختار ص۳۷/ج۲، باب الوتر والنوافل قبیل مطلب فی الصلاۃ علی الدابۃ، مطبوعہ کراچی. مجمع الانھر ص ۲۰۰/ج ۱، باب الوتر والنوافل، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

[۲] عالمگیری ملخصاً ص ۱۲۰ ج ۱ الباب العاشر فی ادراک الفریضۃ مطبوعہ کوئٹہ. الدرالمختار ص۵۴-۵۵/ج۲، باب ادارک الفریضۃ، مطلب فی کراھۃ الخروج من المسجد بعد الاذان. البحرالرائق ص ۷۲/ج۲، باب ادراک الفریضۃ، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

ترک واجب کی بناء پراعادہ والی نماز میں نو وارد شخص کی شرکت کا مفصل حکم

سوال:۔ترک واجب کی بناء پر نماز کا اعادہ کیا گیا،نو وارد شخص اس دوسری جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟اس سلسلہ میں فتاویٰ مختلف ہیں،تفصیل کے ساتھ مسئلہ کی تحقیق فرمائیں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

مجتہدین کے کلام میں باوجود تتبع کے نو وارد کی شرکت یا عدم شرکت کی تصریح تو نہیں ملی ،غالباًاس پر یہ مسئلہ متفرع ہے کہ معادہ بالفعل الثانی نفل ہے یا فرض،اس کا فیصلہ حضرت علامہ ابن العابدین شامیؒ نے باین الفاظ فرمایا ''**یؤخذ من لفظ الإعادة ومن تعریفها بما مرانهٗ ینوی بالثانیة الفرض لان مافعل اولاهوالفرض فاعادته فعله ثانیاً اما علی القول بان الفرض یسقط بالثانیة فظاهر واما علی القول الاٰخر فلان المقصود من تکرار ها ثانیا جبرنقصان الاولیٰ فالاولیٰ فرض ناقص والثانیة فرض کامل مثل الاولیٰ ذاتا مع زیادة وصف الکمال ولوکانت الثانیة نفلاً لزم ان تجب القرأة فی رکعاتها الا ربعة** (ردالمحتار باب قضاء الفوات،ج ۱/ص ۴۸۷)[۱] فقہا کی تعبیر میں ضرور اختلاف ہے،بعض نے ''**ان الفرض یسقط بالاولیٰ**''اور بعض نے ''**ان الفرض یسقط بالثانیة**'' کے ساتھ تعبیر فرمایا،مگر علامہ شامیؒ کی تحقیق کے مطابق یہ اختلاف تعبیرات کا ہے حقیقی نہیں،کیونکہ سقوط الفرض بالثانیہ کا یہ مطلب نہیں کہ اولیٰ سے سقوطِ فرض بالکل نہیں ہوا،اور ثانیہ

---

[۱] **الشامی نعمانیه،ج ۱/ص ۴۸۷/ باب قضاء الفوائت مطلب فی تعریف الاعادة، مطبوعه زکریا ص ۵۲۲/ج ۲.**

پراس طرح موقوف ہے کہ اگر بالفرض ثانیاً اس فعل کو نہ کیا جائے ،تو مصلی خارج عن العہدہ نہیں ہوگا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ سقوطِ فرض موقوف ہے عدم اعادہ پر (نظائر مندرجہ بالا عبارت کے بعد شامی میں مذکور ہے) اور جب اعادہ ہوگیا تو یہ فرض متحول الی النفل ہوگئے ،جیسا کہ اگرکوئی شخص ظہر پڑھ کرصلوٰۃ جمعہ میں شریک ہوجائے تو فرضیت کا بطلان ہوکر عـنـدالامـام وابی یوسف رحمهما الله تعالیٰ نفلیت باقی رہ جاتی ہے، چنانچہ اگرصلوٰۃ جمعہ میں اس سے ترک رکن ہوجائے تو ظہر کا اعادہ لازم ہوگا، اورسقوط الفرض بالاولیٰ والثانی جابرللاول کا قول بھی ثانیہ کے فرض ہونے کو مستلزم نہیں، کیونکہ اس کے معنی بحسب تحقیق علامہ شامی رحمہ اللہ یہ ہے کہ فرض کا سقوط ثانیہ کے شروع کرنے پر موقوف نہیں، بلکہ سقوطِ فرض ہو چکا، اب اس نقصان کو پورا کرنے کی خاطر ذاتِ اول کا کمال کے ساتھ اعادہ کیا جارہا ہے، جس طریقے سے قعدۂ اخیرہ پرارکان پورے ہوجاتے ہیں، سقوط فرض اور کسی چیز پر موقوف نہیں، مگر سلام بسجدتی السہو کے بعد سے آخر تک جوحصہ ہے فرض ہی واقع ہوتا ہے، چنانچہ اس حالت میں جو اقتداء کریگا، اس کی اقتداء صحیح ہوجائے گی بالاتفاق، تو یہ ثانیہ مثل سجود سہو ہے، کمافی ردالمحتار ’’جـابـر لـلاول بمنزلة الجبر بسجود السهو[1]‘‘، چونکہ سجود سہو کی صورت میں منافیٔ صلوٰۃ کوئی عمل نہیں ہوا، اس لئے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سجود سہو کی زیادتی کو مربوط بمحل السہو قرار دیکر لجبر النقصان کا بھی اعتبار کیا، اوراعادہ کی صورت میں منافی صلوٰۃ عمل ہو چکا، لہٰذا اس زیادتی کی بناء اصل صلوٰۃ پر ممکن نہیں رہی ،اس لئے جدید تحریم کے ساتھ مستقل نماز کو جابر قبول کیا، چار رکعت والی نماز کے لئے چار رکعت اور تین والی کے لئے تین رکعت کو جابر قرار دینا دلیل ہے، کہ معاده بالفعل الاول وبالفعل الثانی میں اتحاد ذات ہے محض صورۃً تغایر وتعدد ہے، اگرمحض لجبر النقصان محض زیادتی مقصود ہوتی تو نماز کی دورکعت مشروع ہے ، ہرنماز کے لئے

---

[1] الشامی نعمانيه ،ج ۱ /ص ۳۰۷، مطبوعه زكريا ص۱۴۸ /ج ۲، باب صفة الصلوة، مطلب كل صلوة أديت مع كراهة التحريم الخ.

دو رکعت جابر ہو سکتی تھی، مگر ایسا نہیں، تو معلوم ہوا کہ محض زیادتی مطلوب نہیں بلکہ زیادتی مع اتحادِ ذات در مجبور منہ وجابر مطلوب ہے، اور جب اتحاد فی الذات بھی مطلوب ہے تو مثلاً ذات صلوٰۃ ظہر کا وجود چار رکعت سے ہوتا ہے، لہٰذا لجبر النقصان چار رکعت مطلوب ہوئی، "علیٰ ہذا القیاس معادۃ صلوٰۃ بالفعل الثانی متروک" واجب کے قائم مقام ہے اور واجبات سب نمازوں کے مساوی ہوں، اس لئے ایک ہی مقدار لجبر النقصان قرین قیاس تھی" الغرض معادہ بالفعل الثانی کا مماثل بالفعل الاول فی سائر الاجزاء" مطلوب ہونا دلیل ہے کہ ثانیہ مثل اولیٰ کے عقب الوقوع فرض ہے، ذات کی ذاتیات واوصافِ ذاتیہ میں سے اگر کوئی معدوم ہوجائے تو ذات ہی باقی نہیں رہتی اور اگر اوصاف عارضیہ میں خلل واقع ہوجائے تو ذات باقی رہتی ہے، مگر اس "وقوع خلل فی الاوصاف" کا نقص ذات ہی کی طرف راجع ہوتا پھر اگر اس نقصان کو پورا کیا جائے تو یہ جبر نقصان بلا واسطۂ ذات ممکن نہیں، یہ بھی تصریح سامنے نہیں کہ ثانیہ سے نفل کی نیت کافی ہوجائے گی، طحطاوی علی مراقی الفلاح[1] میں نفل جابر للاول مذکور ہے، اس کے معنی بصورت تطبیق یہ ہے کہ جب ارکان وشروطِ صلوٰۃ مکمل ہو چکے تو اب ثانیاً شروع فی الفعل فرض نہیں بلکہ غیر فرض ہے، چونکہ اعادہ عند البعض واجب ہے، اور عند البعض مستحب ہے، اور بعض نے فی الوقت اور بعد الوقت کی تفصیل فرمائی[2]، اس لئے لفظ نفل ذکر فرما دیا، جو دونوں کو شامل ہے، اول کے نقصان کو پورا کرنا ہے، لہٰذا یہ ابتداء فعل کے معاقب فرض واقع ہونے کے منافی نہیں، مسافر پر صلوٰۃِ جمعہ فرض نہیں، مگر جب پڑھے گا تو واقع فرض ہوگی، چنانچہ مسافر کی اقتداء صلوٰۃ جمعہ میں بالاتفاق صحیح ہے۔

---

[1] والمختار أن المعادة لترک واجب نفل جابر والفرض سقط بالأولیٰ لأن الفرض لایتکرر الخ. طحطاوی علی المراقی ص ۲۰۰، فصل فی بیان واجب الصلوة، مطبوعه مصر.

[2] کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم تعاد : ای وجوباً فی الوقت وأما بعده فندباً وفی المبسوط مایدل علی لأولویة والإستحباب. الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۱۵۲/ج۲، باب قضاء الفوائت.

الحاصل بعض نے قبل الاعادہ کے اعتبار سے اولیٰ کو اور بعض نے بعد الاعادہ کے اعتبار سے ثانیہ کو ''سقط الفریضۃ'' سے تعبیر فرمایا مآل سب کا واحد ہے، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''وبھذا ظھر التوفیق بین القولین وان الخلاف بینھما لفظی[1]'' اس وضاحت کے بعد نو وارد کی عدمِ شرکت کے قول کو مختار تسلیم کرنے میں تأمل ہے، بندہ سے یہ جرأت ممکن نہیں کہ عدم شرکت کے قول کو غلط کہدے، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا فتویٰ عدم شرکت پر ہے[2]، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کا فتویٰ شرکت پر ہے[3]، اور یہ ممکن ہے بلکہ ظن ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے سامنے عدم شرکت کی بہت زیادہ قوی دلیل ہو، جس کے سامنے خاکسار کی یہ تحریر، ہیچ کس ہو، دونوں حضرات ہمارے مقتدیٰ ہیں، مگر چونکہ حضرت مفتی صاحب کی دلیل مستور ہے، اور حضرت حکیم الامت کے فتوے کی دلیل اور مآخذ ظاہر ہے اس لئے قولِ شرکت کو مختار تسلیم کرنا قریب الفہم ہے، اور یہی اُیسر ہے، جو کچھ فہم ناقص میں آیا عرض کر دیا، تاہم اعتماد کے لئے حضرت مفتی صاحب بالخصوص دار العلوم دیوبند کی توثیق ضروری ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ محمد عرفان عفا اللہ عنہ مسجد عمر خاں والی کھالا پار مظفر نگر (یوپی)

---

[1] شامی نعمانیہ ص ۴۸۷/ ج ۱، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف ا لإعادۃ، مطبوعہ زکریا ص ۵۲۲/ ج ۲.

[2] اگر پہلی دفعہ میں نماز بالکل نہیں ہوئی تھی مثلاً باطل ہوئی تھی۔ نئے نمازیوں کی نماز بوقت اِعادہ کرنے نماز کے ادا ہوگئی اور اگر کسی واجب کے ترک ہوجانے سے اعادہ نماز کا واجب تھا تو نئے نمازیوں کی نماز نہ ہوگی۔ فتاوی دار العلوم ص ۵۱/ ج ۳، الباب الخامس فی الاِمامۃ، فصل اول جماعت اور اسکی اہمیت، مطبوعہ دار العلوم دیوبند۔

[3] الجواب: فی رد المحتار، باب الجنائز فإذا أعادھا (الولی) وقعت فرضاً مکملاً للفرض الأول نظیر إعادۃ الصلوۃ المؤداۃ بکراھۃ فإن کلا منھما فرض کما حققناہ فی محلہ ص ۹۳۳/ ج ۱. اس سے ثابت ہوا کہ نو وارد کا فرض شریک ہونے سے اداء ہوگا، امداد الفتاوی ص ۵۴۵، ۵۴۶/ ج ۱، باب السہو فی الصلوٰۃ واحکامہ، امام تارک سجدۂ سہو کے اعادہ کے وقت اقتداء کا حکم، مطبوعہ زکریا دیوبند۔

الجواب حامداً ومصلیاً: من جانب دارالعلوم دیوبند

ماشاء اللہ بہت کنج وکاوٗ اور محنت سے جواب مرتب کیا گیا ہے، لیکن آخیر میں اس اختلاف کو اختلاف لفظی قرار دیکر معاملہ بالکل ہلکا کردیا گیا، حضرت مفتی نظام الدین صاحب نور اللہ مرقدہٗ، حضرت اقدس تھانوی قدس سرہٗ کے فتوے کو اختیار فرماتے ہیں، یہ ناکارہ احتیاطاً حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ کے فتوے کا اتباع کرتا ہے، اور حضرت مفتی نظام الدین صاحب بھی دستخط فرمادیتے ہیں، اپنی رائے پر ان کو اصرار نہیں، اختلافی اقوال میں نظائر سے کام اس وقت لیا جائے جب کسی قول کی ترجیح منقول نہ ہو، جب قول مختار صراحۃً موجود ہوتو پھر نظائر پر نظر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ''والمختار ان المعادة لترک واجب نفل جابر والفرض سقط بالاولیٰ لان الفرض لایتکرر کما فی الدر المختار وغیرہ (طحطاوی[۱] ص ۱۳۴) وان لایکون الامام ادنیٰ حالاً من المأموم کافتراضه وتنفل الامام اھ[۲] (مراقی الفلاح ص ۱۵۸) علامہ شامیؒ نے والمختار انه جابر للاول کے تحت اس کا اصح ہونا نقل کیا ہے، شیخ المحققین ابن الہمام کا مختار ہی اس کو لکھا ہے، ''قوله والمختار انهٗ ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلة الجبر بسجود السهو وبالاول یخرج عن العهدة وان کان علیٰ وجه الکراهة علی الاصح کذافی شرح الا کمل علیٰ اصول البزدوی، ومقابله مانقلوه عن ابی الیسر من ان الفرض هذالثانی واختار ابن الهمام الاول قال لان الفرض لایتکرر اھ (شامی ج ۱/ص ۳۰۷/[۳])

[۱] الطحطاوی علی المراقی ص ۳۰۰/ فصل فی متعلقات الشروط وفروعها مطبوعه مصر.

[۲] مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۳۰/ باب الامامة مطبوعه مصر. درمختار علی هامش الشامی ص ۲۸۶/ ج ۲، باب الإمامة، قبیل مطلب فی تکرار الجماعة، مطبوعه زکریا دیوبند.

[۳] الشامی نعمانیه، ج ۱/ص ۳۰۷/ مطلب کل صلوٰة ادیت مع کراهة الخ. مطبوعه زکریا ص ۱۴۸/ ج ۲. حاشیة الشلبی علی هامش الزیلعی ص ۱۰۶/ ج ۱، باب صفة الصلوة، مطبوعه امدادیه ملتان.

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے فتویٰ کا ماخذ یہ منقولہ عبارات ہوسکتی ہیں اس کے مقابل قول کے لئے بھی اگر مختار یا اصح وغیرہ کوئی لفظ مل جاتا تو زیادہ موجب تشفی ہوتا، اور تحریر کردہ نظائر سے زیادہ مؤثر ہوتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۹۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۹۵ھ

اعادہ والی نماز میں شرکت

سوال:۔ اگر جماعت میں شبہ ہو جائے اور اس شبہ کی وجہ سے پھر اعادہ کیا جاوے، تو جو نمازی پہلی جماعت میں شریک نہیں تھے، ابھی آتے ہوں تو وہ اس نماز میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ مفصل تحریر فرمائیں کہ کس صورت میں شرکت جائز ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر فرض ترک ہونے کی بناء پر اعادہ ہوا ہے تو اس میں شریک ہونا نئے آدمی کا درست ہے، کیونکہ پہلی نماز باطل ہوگئی، اور اگر ترکِ واجب کی وجہ سے اعادہ ہوا ہے، تو نئے آدمی کی شرکت درست نہیں کیونکہ فرض پہلی نماز سے ادا ہو چکا اور یہ صرف تکمیل ہے، ''المعادة لترک واجب نفل جابرٌ والفرض سقط بالاولی اھ طحطاوی، ص ۱۳۴ [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۷/۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۷/۶۱ھ

---

[1] الطحطاوی علی المراقی ص ۲۰۰ / فصل فی بیان واجب الصلوٰۃ مطبوعہ مصر. الدر المختار علی الشامی ج ۱ /ص ۳۰۷، مطبوعہ نعمانیہ مطلب کل صلوٰۃ ادیت مع کراھة الخ. البحر الرائق ص ۳۰۰/ ج ۱، باب صفة الصلوة، مطبوعہ کراچی. حاشیة الشلبی علی هامش الزیلعی ص ۱۰۶ / ج ۱، باب صفة الصلوة، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

ایضاً

سوال:۔ اگر امام کو نماز میں سہو ہوا مگر سجدۂ سہو نہیں کیا، جب نماز دوہرانے لگا تو مسبوقین نے نماز توڑ دی اور جماعت ثانی میں شامل ہوگئے، ایک مسبوق نے اپنی نماز پوری کر کے شرکت کی مگر سجدۂ سہو نہیں کیا، جو کہ امام پر واجب تھا، ایک مسبوق نے نماز بمعہ سجدۂ سہو ادا کی، پھر جماعت ثانیہ میں شریک ہوا تو ان مسبوقین کی نمازیں صحیح ہوئیں یا نہیں اگر نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر امام کو نماز میں ایسا سہو ہوا جس کی وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی، بلکہ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، اور پھر امام نے سجدۂ سہو نہ کیا بلکہ اعادہ کیا تو ان مسبوقین کی نماز صحیح ہوگئی، جو اپنی نماز پوری کر کے بلا سجدۂ سہو کئے ہوئے امام کے ساتھ شریک ہوگئے اور ان کی نماز مع الکراہت صحیح ہوئی، جنہوں نے نماز پوری کی اور سجدۂ سہو کیا پھر امام کے ساتھ شریک ہوگئے، کیونکہ اگر امام سجدۂ سہو نہ کرے تو مقتدی کو بھی نہ کرنا چاہئے **"فان لم یسجد الامام لم یسجد المؤتم[1]"** اور جن مسبوقین نے نماز توڑ کر امام کے ساتھ شرکت کی ہے، ان کی نماز صحیح نہیں ہوئی، ان کو نماز لوٹانی چاہئے کیونکہ امام کے ذمہ سے فرض پہلی نماز کی وجہ سے ساقط ہوگیا، اور اعادہ جبر نقصان کی وجہ سے واجب ہے، لہٰذا ابتداء فرض پڑھنے والے کو اس کی اقتداء صحیح نہیں، **فی المراقی ص ۲۶۸/ ووجب علیہ اعادۃ الصلوٰۃ بجبر نقصھا فتکون مکملۃ وسقط الفرض**

---

[1] قدوری، ص ۱۳۲/ (مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند) باب سجود السھو. تبیین الحقائق ص ۱۹۵/ ج ۱، باب سجود السھو، مطبوعہ امدادیہ ملتان. عالمگیری کوئٹہ ص ۱۲۸/ ج ۱، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، فصل سھو الإمام یوجب علیہ وعلی من خلفہ الخ.

بالاولی[1]، اگر امام سے ایسا سہو ہوا ہے جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تو پہلی نماز کسی کی صحیح نہیں ہوئی، دوسری سب کی صحیح ہوگئی۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/۷/۵۲ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/رجب ۵۲ھ

---

[1] المراقی مع الطحطاوی، ص ۲۷۶/ باب سجود السهو. مطبوعه مصر. سكب الانهر على هامش مجمع الانهر ص ۱۳۳/ ج ۱، باب صفة الصلوة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت. حاشية الشلبی علی هامش الزیلعی ص ۱۰۶/ ج ۱، باب صفة الصلوة.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چهارم

جماعت النساء

سوال:۔عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھنے میں کیا حکم ہے یعنی صرف عورتیں جماعت منعقد کرسکتی ہیں یا نہیں؟ فقط

الجواب: حامداًومصلیاً!

عورتوں کو صرف جماعت کرنا خواہ فرائض کی ہو یا نوافل کی مکروہ تحریمی ہے۔ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولوفی التراویح۔افادان الکراھة فی کل ماتشرع فیه جماعة الرجال فرضاً او نفلاً درمختار وشامی ص ۵۹۰[۱]۔

عورتوں کو مردوں کے ساتھ بھی جماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے۔خواہ وہ پنجوقتہ جماعت ہو خواہ جمعہ وعیدین کی۔ویکرہ حضورھن الجماعة ولجمعةٍ وعیدٍ ووعظٍ مطلقاً ولو

[۱] الشامی نعمانیه ص ۳۸۰/ج ۱. شامی زکریا ص ۳۰۵/ج۲، باب الامامة مطلب اذا صلی الشافعی قبل الحنفی الخ. عالمگیری ص ۸۵/ج ۱، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث، مطبوعه کوئٹه. طحطاوی مع المراقی ص ۲۴۶، فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصری.

عجوز الیلاعلی المذهب المفتی به اھ درمختار ص ۱۵۹[1] جمعہ وعیدین کی جماعت بھی عورتوں کے لئے ممنوع ہے بلکہ اگر ان کو مرد جمعہ وعیدین میں امام بن کر پڑھائے اور کوئی مقتدی مرد نہ ہو تب بھی ناجائز ہے۔ والسادس الجماعة واقلها ثلاثة رجال احترز بالرجال عن النساء والصبیان فان الجمعة لاتصح بهم وحدهم لعدم صلاحیتهم للامامة فیها بحال بحر عن المحیط شامی ص ۸۵۰/ج ۱[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ گنگوہی ۶/۶/ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

عورتوں کی جماعت

سوال:۔ کتاب علم الفقہ حصہ دوم مقتدی اور امام کے مسائل کے ضمن میں فقرہ ۱۵/۱ اگر جماعت صرف عورتوں کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہئے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد، صحیح یہ ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں، بلکہ جائز ہے۔

حاشیہ۔ ہمارے فقہاء صرف عورتوں کی جماعت کو مکروہ لکھتے ہیں مگر چونکہ احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت ﷺ نے امامت کی اجازت دی تھی اس لئے مکروہ تحریمی کہنا بالکل خلافِ

---

[1] الشامی نعمانیه ص ۳۸۰/ج ۱. شامی زکریا ص ۳۰۷، باب الامامة مطلب اذا صلی الشافعی قبل الحنفی. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۴۶، فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصری. سکب الانهر ص ۱۶۴/ج ۱، فصل الجماعة سنة مؤکدة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۴ ج ۳ مطبوعه نعمانیه ص ۵۴۵ ج ۱ باب الجمعة مطلب فی قول الخطیب قال الله تعالیٰ الخ. المحیط البرهانی ص ۴۴۶/۲، الفصل الخامس والعشرون صلاة الجمعة، مطبوعه ڈابهیل. البحرالرائق ص ۱۵۰/ج ۲، باب صلاة الجمعة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

تحقیق ہے۔امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ ہم کو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ عورت امامت کرے۔اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک صرف عورتوں کی جماعت مستحب نہیں ہے نہ کہ مکروہ ہے۔معلوم نہیں کہ ہمارے فقہاء نے کراہت کہاں سے ثابت کی۔حضرت مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں ایک جامع اور محقق رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

عنایہ شرح ہدایہ برحاشیہ فتح القدیر[۱] ص ۲۵۰/ج۱ میں جماعت النساء کی سنیت کو منسوخ لکھا ہے۔اس کے قریب تبیین الحقائق[۲]، نصب الرایہ[۳]، طحطاوی[۴] وغیرہ میں موجود ہے۔علت کراہت، بحر[۵] کبیری[۶] بدائع[۷] میں ذکر کی گئی ہے۔مولانا ابوالحسنات کے رسالہ کو محقق علماء نے پسند نہیں فرمایا[۸] بلکہ رد کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۹/۸۸ھ

---

۱ (وحمل فعلها الجماعة على ابتداء الاسلام) جواب عما يقال اذا كانت اما متهن مكروهة فكيف فعلت عائشة ووجهه انها فعلت ذلک فی ابتداء الاسلام وكانت جائزة سنة تقف الامام وسطهن فنسخت سنيتها (عناية شرح الهداية الموضوعة بهامش فتح القدير ص ۳۵۳/ ج ۱، باب الامامة مطبوعه دارالفكر بيروت.

۲ لان عائشة رضى الله عنها فعلت كذلک حين كانت جماعتهن مستحبة ثم نسخ الاستحباب (تبيين الحقائق للزيلعى ص ۱۳۶/ج ۱)باب الامامة والحدث فى الصلاة مطبوعه امداديه ملتان.

۳ لكن يمكن ان يقال انه منسوخ وفعلن ذلک حين كان النساء يحضرن الجماعات ثم نسخت جماعتهن انتهى (نصب الراية ص ۳۳/ج ۲) باب الامامة قبيل الحديث السادس والستون مطبوعه المجلس العلمى ڈابهيل.

۴ طحطاوى ص ۲۴۶، فصل فى بيان الاحق بالامامة. مطبوعه مصر.

۵ وكره جماعة النساء لانها لا تخلو عن ارتكاب محرم وهو قيام الامام وسط الصف فيكره الخ. (البحرالرائق ص ۳۵۱/ج ۱) باب الامامة مطبوعه كوئٹه.

عورتوں کی نماز جماعت سے

سوال:۔ بہت سی عورتیں حافظ قرآن ہیں، رمضان المبارک میں نماز تراویح باجماعت گھر میں پڑھتی ہیں۔ٹھیک اسی طرح جس طرح مرد مسجد میں پڑھتے ہیں کہ عورت ہی امام ہوتی ہے اور اس کے پیچھے عورتیں اقتداء کرتی ہیں، البتہ صف بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ امام عورت صف سے بس تھوڑا سا آگے ہوجاتی ہے جس مکان میں جماعت ہوتی ہے اس میں مردوں کی شرکت بالکل نہیں ہوتی۔عورتوں کا کہنا یہ ہے کہ اگر اس طریقہ کو ترک کردیا جائے تو جن لڑکیوں نے حفظ کیا ہے اور سنانے کے شوق میں یاد کرتی اور رکھتی ہیں وہ قرآن مجید بھول جائیں گی اور اس بہانے بہت سی عورتیں تراویح پابندی سے ادا کرتی ہیں نیز یہ کہ طریقہ نماز کی اصلاح ہوجاتی ہے کچھ قبل غالباً جمعہ کی نماز بھی اسی طرح ادا کی جاتی تھی اور غالباً سابق مفتی مالیرکوٹلہ نے نماز تراویح کے سلسلہ میں کچھ سہولت کی اجازت دے دی تھی، مجھ سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو اپنے دارالعلوم کے مسلک کے مطابق میں نے مکروہ تحریمی بتایا اور دلیل میں درمختار کی یہ عبارت بھی پیش کردی، ’’ویکرہ تحریماً جماعة النساء‘‘ مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت مولانا عبدالحئیؒ لکھنویؒ نے اس موضوع پر مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اور مولانا موصوف کا رجحان جواز کی طرف ہے وہ رسالہ یہاں میرے پاس نہیں ہے بہرصورت میری خواہش یہ ہے کہ تنہا عورتوں کی نفل نماز کی جماعت کے مسئلہ پر اچھے اور برے دونوں پہلو سامنے رکھ کر آنجناب کی بصیرت افروز رائے معلوم ہوجائے؟

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی، دارالافتاء مالیرکوٹلہ، پنجاب

(گذشتہ کا بقیہ) ۲؎ حلبی کبیری ملاحظہ ہو باب الامامۃ ص۵۱۹/لاہور اکیڈمی فصل من لایصح الاقتداء به.

۷؎ بدائع الصنائع کراچی ص۱۵۷/ج۱، فصل فی بیان من یصلح للامامة فی الجملة.

۸؎ اعلاء السنن ملاحظه هو ص۲۱۴/ج۴، باب کراهة جماعة النساء، المکتبة الامدادية مکه مکرمه.

الجواب: حامداًومصلیاً!

محض عورتوں کی جماعت سے نماز پڑھنا کہ عورت ہی امام ہو اور عورت ہی مقتدی ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ پنجگانہ فرض نماز ہو یا تراویح کی نماز ہو، سب کا یہی حکم ہے۔ یہ مسئلہ کتب فقہ میں اور متون وشروح میں صراحۃً مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو[1] نورالایضاح، قدوری، کنز، طحطاوی، بحر، زیلعی، رمز، ہدایہ، مجمع الانہر، درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر، نہایہ، کفایۃ، عنایہ۔

ویکره تحریماً جماعة النساء ولو فی التراویح(درمختار ص ۲۸۰/ج ۱)

مکروہ تحریمی ہونے کے باوجود اگروہ جماعت کریں تو امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہئے اس حالت میں ان کی نماز ہوجائے گی، ارتکاب تحریمی سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔

کره جماعة النساء لانه لایخلو عن ارتکاب محرم وهو قیام الامام وسط الصف فیکره کالعراة کذا فی الهدایة وهو یدل علی کارهة تحریم لان التقدم واجب علی الامام للمواظبة علیه من النبی ﷺ وترک الواجب موجب لکراهة التحریم المقتضیة الاثم الخ. البحر الرائق[2] ولانه یلزمهن احد المحظورین اما قیام الامام وسط الصف وهو مکروه او تقدم الامام وهو ایضاً مکروه فی حقهن کالعراة فلم یشرع فی

---

[1] نورالایضاح ص ۹۵/ فصل فی الاحق بالامامة و ترتیب الصفوف، مکتبه امدادیه دیوبند. قدوری ص ۲۹/ باب صفة الصلوة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند. کنز ص ۲۸/ باب الامامة، مطبوعه دارلاشاعة الاسلامیه کلکته. طحطاوی ص ۲۴۶/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، طبع مصر. بحر کوئٹه ص ۳۵۱/ج ۱، باب الامامة. زیلعی ص ۱۳۵/ج ۱، باب الامامة، مطبوعه امدادیه ملتان. رمز الحقائق ص ۳۹/ج ۱. هدایه ص ۱۲۳/ج ۱، باب الامامة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند. مجمع الانهر ص ۱۶۴/ج ۱، باب صفة الصلوة، فصل فی الجماعة، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. الدرالمختار ص ۸۳/ج ۱، باب الامامة، مطبوعه مکتبه زکریا دیوبند. ردالمحتار ص ۵۶۵/ج ۱، باب الامامة، مطلب اذا صلی الشافعی قبل الحنفی. کراچی، فتح القدیر ص ۳۵۲/ج ۱، مطبوعه دارالفکر. بنایة ص ۳۹۶/ج ۲. کفایه ص ۳۵۲/ج ۱. عنایه ص ۳۵۲/ج ۱، باب الامامة، کتاب الصلوة، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] البحرالرائق کوئٹه ص ۳۵۱/ج ۱، باب الامامة.

حقهن الجماعة اصلاً ولذا لم يشرع لهن الاذان وهو دعاء الى الجماعة ولو لاكراهة جماعتهن شرع الخ. زيلعى[1]۔

حفظ کو باقی رکھنے کے لئے خارج نماز حافظہ سنائے، دیگر مستورات بیٹھ کر سن لیں۔ ہر ایک اپنی تراویح میں اوابین میں تہجد پڑھا کرے اس طرح حفظ بھی باقی رہے گا اور کراہت تحریم کے ارتکاب سے بھی حفاظت رہے گی۔ مولانا عبدالحئ لکھنویؒ پر ایک زمانے میں اجتہاد کا اثر رہا، یہ مسئلہ بھی اسی دور میں انہوں نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے جس کا نام ہے ''تحفۃ النبلاء[2]'' یا پھر ان کے تفردات میں سے ہے[3] جس کی وجہ سے اصل مذہب کو ترک نہیں کیا جاسکتا ہے[4]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۲/۶/ ۹۴ھ

عورتوں کے لئے مسجد کی نماز میں شرکت

سوال:۔ جس مسجد میں بندہ نماز پڑھتا ہے وہ شوافع کی ہے، مسجد سے متصل ایک درسگاہ ہے جس میں شوافعی مستورات نماز پڑھنے حاضر ہوتی ہیں، تو کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے۔ آواز مائک سے جاتی رہتی ہے؟

---

[1] زيلعى ص ۱۳۵/ ج ۱، باب الامامة والحدث فى الصلوة، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] تحفة النبلاء فى جماعة النساء من مجموعه رسائل للكنوى ص ۲۱۴/ مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

[3] ملاحظہ ہو مجموعہ فتاوی فارسی ص ۱۸۰/ ج ۱، کتاب الصلوۃ، مطبوعہ یوسفی لکھنؤ.

[4] ان صدر الدين قال إن هذه الفتاوىٰ هى اختيارات المشائخ فلاتعارض كتب المذهب. قال وكذكان يقول غيره من مشائخنا وبه اقول انتهى رسم المفتى ص ۱۵۳/ المتون مقدمه مكتبه زكريا.

الجواب: حامداًومصلیاً!

عورتوں کا نماز کی شرکت کے لئے آنا ممنوع ہے[۱]۔ وہ اپنے مکان پرنماز پڑھا کریں[۲]۔ تاہم اگر مسجد اور مدرسہ میں اتنا فصل نہیں کہ ایک گاڑی گذر سکے اوروہ پڑھ لیں تو فرض ادا ہوجائے گا لیکن کوشش یہ کی جائے کہ وہ آنا بند کردیں[۳]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورتوں کی جماعت تراویح اور وتر میں

سوال:۔ میں نے اپنے بھائی سے قرآن حفظ کیا اور میں تراویح سنانا چاہتی ہوں، اس کی

---

[۱] وكره لهن حضور الجماعة الاللعجوز فى الفجر والمغرب والعشاء والفتوى اليوم على الكراهية فى كل الصلوات لظهور الفساد كذا فى الكافى (الهنديه ص ۸۹/ج ۱) الفصل الخامس فى بيان مقام الامام والماموم، الدرالمختار على هامش ردالمحتا رزكريا ص۳۰۷/ج ۲، باب الامامة قبيل مطلب هل **الاساءة** دون الكراهة. البحرالرائق ص۳۵۸/ج ۱، باب الامامة مطبوعه كوئٹه بدائع الصنائع زكريا ص۳۸۸/ج ۱، باب الامامة، هداية ص ۱۲۶/ج ۱، باب الامامة مطبوعه مكتبه تهانوى ديوبند، العناية على هامش فتح القدير باب الامامة ص۳۶۵/ج ۱ مطبوعه دار الفكر بيروت. مراقى الفلاح ص۲۴۶/مصرى. قدورى ص ۳۹/ باب الامامة مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۲] عن النبى صلى الله عليه وسلم قال صلوٰة المرأة فى بيتها افضل من صلوتها فى حجرتها وصلوتها فى مخدعها افضل من صلوتها فى بيتها (ابوداؤد شريف ص ۸۴ ج ۱) كتاب الصلاة باب ماجاء فى خروج النساء الى المساجد باب التشديد فى ذلك مطبوعه رشيديه دهلى.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اس کے گھر میں افضل ہے اس کے گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے اور کوٹھری میں بہتر ہے۔ اس کے کھلے مکان میں نماز پڑھنے سے۔

[۳] اذا كان بين الامام وبين المقتدى طريق ان كان ضيقا لايمر فيه العجلة والاوقار لايمنع الخ. عالمگيرى كوئٹه ص۸۷/ج ۱، الفصل الرابع فى بيان مايمنع صحة الاقتداء ومالا يمنع الفصل الخامس فى الامامة. درمختار على الشامى زكريا ص ۳۳۱/ج ۲، باب الامامة. حلبى كبيرى ص ۵۲۵/ باب الامامة، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

کیاشکل ہوسکتی ہے؟ اور سامع کس کو بناؤں جب کہ کوئی حافظ نہ ملتا ہو، کیا نابالغ لڑکا سامع بن سکتا ہے اور یہ بھی تحریرفرماویں وتر کیسے پڑھی جائے گی اوراس کی کیا شکل ہوگی؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

نابالغ کا سامع بننا درست ہے[۱]۔ جب کہ اس کو یادہواورلقمہ دے سکے۔مگرآپ کوامام بن کر جماعت کرانا اورتراویح میں قرآن پاک سنانانہیں چاہئے۔تنہا تراویح میں یانوافل میں جتنا چاہیں پڑھا کریں بغیرنماز کے نابالغ حافظ کوسنادیا کریں۔عورتوں کی جماعت مکروہ ہے فرض میں بھی وترمیں تراویح میں بھی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودعفی عنہ دارالعلوم دیوبند۳/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمدنظام الدین دارالعلوم دیوبند۳/۹/ ۸۸ھ

نامحرم عورتوں کے ساتھ جماعت

سوال:۔ اگر کچھ نامحرم عورتیں ہوں اور بچے بھی اورصف ایک ہی ہوتب جماعت کرنا چاہئے یااکیلےنماز پڑھناچاہئے اوراگرنابالغ اقامت کہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

درمیان میں پردہ ڈال کر جماعت کرلی جائے اوراقامت امام خود کہے[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

---

[۱] وفتح المراھق کالبالغ (البحرالرائق ص۶/ج۲، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا. مطبوعہ کوئٹہ، طحطاوی علی المراقی ص ۱۷۲/ج۱، باب مایفسد الصلاۃ مطبوعہ مصر. عالمگیری ص۹۹/ج۱، باب السابع فیمایفسد الصلاۃ ومایکرہ، مطبوعہ کوئٹہ.

[۲] ویکرہ تحریماً جماعۃ النساء ولوفی التراویح فی غیرصلاۃ الجنازہ (قال فی الرد) افادان الکراھۃ فی کل ماتشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضاً اونفلا (الشامی نعمانیہ ص۳۸۰ج۱) شامی زکریا ص۳۰۵ج۲باب الامامۃ مطلب اذا صلی الشافعی قبل الحنفی الخ. (بقیہ آئندہ پر)

(بقیہ آئندہ پر)

عورتوں کی انفراداً نماز صف کی طرح

سوال:۔ اگر عورتیں جگہ کی قلت کی وجہ سے صف لگا کر کھڑی ہوں اور اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھ رہی ہوں تو اس میں کوئی شرعی قباحت تو نہیں۔ اگر کسی تقریب میں عورتیں زیادہ ہوں اور مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تو کیا ایسا کیا جا سکتا ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

عورتیں جب اپنی اپنی نماز بلا جماعت پڑھیں اور آگے پیچھے عورتیں صفوں کی طرح پڑھیں تو اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں[۱]، اس میں یہی ہوگا کہ کسی کا قیام ہے تو کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدہ میں ہے، کوئی قعدہ میں ہے۔ جیسے سنت اور نفلیں متعدد صفوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ نماز مغرب کی ہو یا اور کوئی، سب کا یہی حکم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹/۱۵/ ۹۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/ ۹۷ھ

(گذشتہ کا بقیہ) عالمگیری ص ۸۵/ ج ۱، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثالث فی بیان من یصلح امام لغیره، مطبوعه کوئٹه. طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۶/ فصل فی بیان الاحق بالامامة، مطبوعه مصری.

[۳] وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلاً والافضل ان یکون المؤذن هو المقیم، عالمگیری کوئٹه ص ۵۳ تا ۵۴ ج ۱ الفصل الاول فی صفة احوال المؤذن. الباب الثانی فی الاذان. الافضل کون الإمام هو المؤذن وفی الضیاء أنه علیه السلام أذن فی سفر بنفسه و أقام وصلی الظهر و فی السراج أن اباحنفیة کان یباشر الأذان والإقامة بنفسه الخ. درمختار مع الشامی زکریا ص ۷۱/ ج ۲، باب الأذان، مطلب هل باشر النبی ﷺ الأذان بنفسه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] بلکہ عورتوں کا تنہا نماز پڑھنا ہی افضل ہے۔ وصلاتهن فرادی افضل، عالمگیری کوئٹه ص ۸۵/ ج ۱، الفصل الثالث فی بیان من یصلح امامالغیره.

عورتیں کیا مردوں کی جماعت میں شریک ہوں؟

سوال:۔ کچھ برقعہ پوش مستورات بھی جماعت میں ایک خاص جگہ مردوں سے دور جماعت میں شامل ہوتی ہیں درمیانی فاصلہ کم سے کم بارہ صفوں کا ہوتا ہے جمعہ کی نماز میں درمیانی فاصلہ کا نمازیوں سے پر ہونا ممکن ہے مگر روزمرہ کی نمازوں میں صفوں کا اتصال خارج از امکان ہے لہٰذا عورتوں کا شامل نماز ہونا اس صورت میں عملاً ممکن ہے کہ وہ امام اور مرد مقتدیوں سے اتنے زیادہ فاصلہ پر الگ تھلگ کھڑی ہوں کیا اس غیر معمولی خلاء کی موجودگی میں عورتوں کی جماعت صحیح ہوسکتی ہے اور امام کے پیچھے صورت مسئولہ میں ان کی اقتداء درست ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

مستورات کو برقعہ پوشی کے باوجود جماعت میں شرکت کے لئے مسجد میں آنے سے روکنا چاہئے اور اتنا خلاء بھی مانع اقتداء ہے **ولا یحضرن الجماعات لقولہٖ تعالیٰ وقرن فی بیوتکن وقال صلی اللہ علیہ وسلم صلوتها فی قعربیتها افضل من صلوتها فی صحن دارها وصلوتها فی صحن دارها افضل من صلوتها فی مسجد ها وبیوتهن خیرلهن ولانه لایؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلوٰة النهارية والليلة. قال المصنف فی الكافی والفتویٰ اليوم علیٰ الكراهة فی الصلوٰة كلها لظهور الفساد** اھ البحر الرائق[1] ص۶۲۸/ ج ۱، مطبوعہ زکریا۔　　　　فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۱/ ۹۱ھ

شوہر بیوی کی جماعت کا طریقہ

سوال:۔ کیا خاوند اپنی بیگم کو نماز پڑھوا سکتا ہے کہ نہیں؟

---

[1] البحر الرائق ص۳۵۸/ ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. فتح القدير ص۳۶۶/ ج ۱، باب الامامة، دارالفكر بيروت. الدر مع الرد زكريا ص۳۰۷/ ج ۲، باب الامامة، مطلب إذا صلی الشافعی قبل الحنفی هل الافضل الخ.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

پڑھواسکتا ہے لیکن اگر جماعت کریں تو بیگم پیچھے کھڑی ہو۔ برابر میں شوہر سے مل کر نہ کھڑی ہو[1]۔ فقط واللہ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ

عورتوں کے لئے حرم شریف میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر؟

سوال:۔ ایک مولانا صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ عورتوں کے لئے مسجد میں پانچوں وقت جماعت کے لئے جانا جائز نہیں ہے کہ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بھی عورت کے لئے مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ میں ان دونوں مسجدوں میں بھی جانے کی اجازت نہیں ہے ان کے لئے نماز تو گھر پر پڑھنا افضل ہے ہاں طواف کے لئے اور زیارت قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حرم شریف میں اور مسجد نبوی میں احتیاط کے ساتھ جانے کی اجازت ہے اور ان مولانا صاحب نے ابوداؤد شریف کی احادیث پیش کی ہیں۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَاتَمْنَعُوْا نِسَاءَ کُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُیُوْتُهُنَّ خَیْرٌ لَّهُنَّ۔

(۲) قال عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِئْذَنُوْا لِلنِّسَاءِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِاللَّیْلِ فَقَالَ ابْنُ لَهُ وَاللّٰہُ لَانَاذَنُ لَهُنَّ فَیَتَّخِذْنَهُ دَغَلاً۔ وَاللّٰہُ لَانَاذَنُ لَهُنَّ۔

(۳) ان عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا زوج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالت لَوْاَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَااَحْدَثَ النِّسَاءَ لُمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِی اِسْرَائِیْلَ۔

---

[1] وتاخر الواحدة محله اذا اقتدت برجل (الشامی نعمانیه ص ۳۸۱/ج ۱) شامی زکریا ص ۳۰۷/ج ۲، باب الامامة قبیل مطلب هل الاساءة دون الکراهة اوافحش منها. المراقی علی الطحطاوی ص ۲۵۰/ قبیل فصل فیمایفعله المقتدی بعد فراغ إمامه من واجب وغیره، مطبوعه مصر. بحرالرائق ص ۳۵۳/ج ۱، باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(۴) عن عبدالله بن مسعود رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صَلوٰةُ الْمَرأةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِی حُجْرَتِهَا وَصَلوٰتُهَا فِی مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ بَیْتِهَا۔ابوداؤد[۱] ص ۸۴/ج ۱ .مولانا صاحب نے فرمایا لمنعهن المسجد میں مسجد نبوی مراد ہے اور دوسری حدیث میں مساجد کا لفظ جو تمام عالم کی مساجد جس میں مسجد حرام بھی داخل ہے شامل ہے اب حضرت والا سے دریافت طلب ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے مفتیان کرام کی اس بارے میں کیا رائے ہے مفصل اور مدلل تحریر فرمائیں کیوں کہ دنیا کی عورتیں حرمین میں جاتی ہیں۔اور مردوں کے لئے وبال جان بن جاتی ہیں۔بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ان مولانا صاحب نے وعظ میں صحیح فرمایا استدلال بالکل صحیح ہے فقہاء نے بھی ایسا ہی لکھا۔شراح حدیث نے اس کی تصریح کی ہے کہ حرمین شریفین میں مضاعفت اجر مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۴/ ۸۶ھ

---

[۱] ابوداؤد شریف ص ۸۴/ج ۱، کتاب الصلوٰة، تفریع ابواب الأذان، باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد، سعد بکڈپو دیوبند.

[۲] عن عبد الله بن الزبیر رضی الله عنها قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوٰة فی مسجدی هذا افضل من الف صلوة فیما سواه من المساجد الا المسجد الحرام وصلوة فی المسجد الحرام افضل من مائة صلو ة فی هذا. رواه احمد والبزاز وابن خزیمة الخ. ثم هذه المضاعفة تختص بالفرائض عند ناوعند المالکیة اما النوافل ففی البیت افضل للنص القولی والفعلی وکذا هی فی حق الرجال دون النساء کما حققه فی الفتح: (غنیة الناسک ص ۲۷۶/ مطلب فی مضاعفة الصلوة فی المسجد الحرام) (مطبع خیریه میرٹھ). فتح القدیر ص ۱۸۲/ج۳، کتاب الحج، خاتمه: المقصد الثالث فی زیارة قبر النبی صلی الله علیه وسلم، دارالفکر بیروت.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل پنجم

﴿جماعت کا وقت متعین کرنے کا بیان﴾

جماعت کا وقت کون متعین کرے؟

سوال:۔نماز کے اوقات متعین کرنا، آیا مصلی کرے یا مؤذن یا گھڑی؟

الجواب: حامداًو مصلیاً!

متولّی امام، مؤذن، مقتدی سب کے مصالح کی رعایت چاہئے۔سب لوگ امام کے سپرد کردیں کہ وہ مصالح کی رعایت کرتے ہوئے، جماعت کا وقت مقرر کردیا کریں جس سے نماز وقتِ مستحب پر ادا ہو اور سب کو شریک ہونے میں سہولت رہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

[1] کفایت المفتی ص۲۷/ ج۳،اوقات نماز، مطبوعہ کوہِ نور پریس دهلی، عن جابر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لبلال اذا اذّنت فترسل فی اذانک واذا اقمت فاحدر اِجْعَلْ بین اذانک واقامتک قدر ما یفرغ الأکل من اکلہ والشارب من شربہ والمعتصر اذا دخل لقضاء حاجتہ ولا تقوموا حتی ترونی، ترمذی شریف ص۴۸ ج۱ ابواب الصلوۃ، باب ما جاء فی الترسل فی الاذان، مطبوعہ مکتبۂ بلال دیوبند، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نماز کے اوقات امام مقرر کرے یا مقتدی

سوال:۔ امام مقتدیوں کے تابع ہے یا مقتدی امام کے یعنی نماز کے لئے خود وقت دیکھ کر کھڑا ہوجاوے یا مقتدیوں کے حکم کے مطابق؟

الجواب: حامداًوّمصلیاً!

بہتر یہ ہے کہ امام ومقتدی سب کی متفقہ رائے سے شریعت کے مطابق وقت مقرر کیا جائے اگر مقتدی ناواقف ہوں اور شرعی وقت کی شناخت نہ رکھتے ہوں تو امام مقرر کر کے اعلان کردے اسکی پابندی سب کریں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

تبدیلیٔ اوقات کا اختیار کس کو ہے؟

سوال:۔ (۱) اوقاتِ نماز وجماعت کا تعین کرنے کا مجاز متولی مسجد ہے یا نہیں؟ قدیم روایت کے مطابق امام صاحب ہی وقت کا تعین کرتے آئے ہیں۔

ایضاً

سوال:۔ (۲) اگر متولّی مسجد ہی کو تبدیلی اوقات کا اختیار ہے تو وہ کس کس سے مشورہ کرے؟ اہلِ محلّہ سے یا نمازیوں سے یا متولیانِ مسجد سے جہاں کہ جمعہ ہوتا ہے یا مصلیانِ

گذشتہ صفحہ کا بقیہ) مشکوٰۃ شریف ص۶۳ باب الاذان الفصل الثانی مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۶۱ ج ۱ باب الاذان.

(صفحہ ہٰذا) [۱] کفایت المفتی ص۲۷/ج۳، اوقات نماز.

جمعہ سے یا امام وخطیب سے؟ بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں میں چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی پارٹی بندی ہوگئی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) امام صاحب ہی کو حق ہے مگر وہ بھی نمازیوں کا خیال رکھیں[۱]۔

(۲) جواب (۱) کے بعد اس کے جواب کی حاجت نہیں، اپنی اپنی ذاتی مصالح کے پیش نظر یا محض مخالفت کی خاطر نزاع وخلفشار بہت ہی منحوس چیز ہے اس سے پورا پرہیز لازم ہے، جو طرز مدّت سے چلا آرہا ہے جس پر سب رضامند رہتے ہیں اس میں اب کیا اشکال ہے۔

فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۳ھ

وقت مقررہ کے بعد نمازیوں کا انتظار

سوال:۔ مسجد میں اوقات اذان وجماعت مقرر کردیئے گئے ہیں، اور مابین اذان وجماعت نصف گھنٹہ کا وقت فاصل متعین ہے تاکہ لوگ آسانی سے حاضر ہوکر شرکت کرسکیں مگر باوجود اس کے بعض حضرات تاخیر سے تشریف لاتے ہیں، اور اقامت جماعت کے وقت وضو ہی کرتے رہتے ہیں، تو اس حالت میں کیا امام پر فرض ہے کہ ان لوگوں کا منتظر ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر وقت مقررہ پر اکثر نمازی آگئے اور ایک دو شخص ہی نہیں آئے تو امام کو انتظار فرض نہیں

---

[۱] کفایت المفتی ص۲۷/ج۳، اوقات نماز، مطبوعہ کوہِ نور پریس دھلی.
کما یستفاد من هٰذا الحدیث ان المؤذن املک بالاذان والاِمام املک بالاِقامة، ترمذی شریف ص۵۰/ج۱، باب ان الامام احق بالامامة، مطبوعہ رشیدیہ دھلی.

بلکہ مکروہ ہے، لیکن اگروہ شریر اور فتنہ پرور ہوں تو دفع فتنہ کے واسطے انتظار کرنے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ وقت میں بھی گنجائش ہو" رئیس المحلة لاینتظر مالم یکن شریراً والوقت متسع شامی[1] باب الاذان فلو انتظر قبل الصلوٰة ففی اذان البزازیة لو انتظر الاقامة لیدرک الناس الجماعة یجوز ولواحدبعد الاجتماع لاالا اذاکان داعراً شریراً ۔ شامی[2] ج ۱/ص ۵۱۶/ "نیز اگر وقت میں تنگی ہواور قوم پر گراں نہ گذرے تب بھی انتظار جائز ہے، (اگرچہ خوف فتنہ نہ ہو)" اما الانتظارقبل الشروع فی غیرما یکرہ تاخیرہ کمغرب وعند ضیق وقت فالظاهر عدم الکراهة ولو لمعین الااذاثقل علیٰ القوم طحطاوی ج ۱/ص ۲۲۰/ "[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود حسن گنگوہی مظاہر علوم سہارنپور یکم رجب ۵۲ھ

الجواب صحیح عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/رجب ۵۲ھ

نماز مغرب میں امام کا انتظار

سوال:۔ کیا مغرب کی نماز کے وقت اذان ہوتے ہی نماز جماعت پڑھ لیجاوے، اور اتنا انتظار نہ کیا جاوے کہ امام مقرر شدہ وضو کر سکے اور اس کا وضو بغیر کئے دوسرے شخص کو نماز کے لئے کھڑا کر دیا جائے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

آفتاب غروب ہونے کے بعد ہی مغرب کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور اس میں بلاوجہ اتنی دیر کرنا کہ دورکعت پڑھی جاسکے مکروہ ہے، اس سے کم دیر کرنا مکروہ نہیں پس اگر

[1] درالمختار علی الشامی نعمانیه ج ۱/ص ۲۶۸/باب الاذان. طحطاوی مع المراقی ص ۱۵۹/ باب الاذان، مطبوعه مصر. فتاوی البزازیه علی هامش الهندیه ص ۲۵/ج ۴، طبع کوئٹه.

[2] الشامی نعمانیه ج ۱/ص ۳۳۳/ مطلب فی اطالة الرکوع للجائی، باب صفة الصلاة.

[3] طحطاوی علی الدرالمختار ج ۱/ص ۲۲۰، فصل الشروع فی الصلاة، طبع دارالمعرفة بیروت.

امام وضو کررہا ہے، تو اس کے انتظار میں مضائقہ نہیں بلکہ مناسب ہے کہ اس کا انتظار کرلیا جائے،''قال فی النهر وفی الأذان من الفتح قولهم بكراهته الركعتين قبل المغرب يشير الىٰ ان تأخير المغرب قدر هما مكروه وقد مناعن القنية استثناء القليل فيجب حمله علىٰ ماهواقل من قدرهما اذا توسط فيهما ليتفق كلام الاصحاب وهذا هو الحق اھ منحة الخالق ج ۱/ص ۲۴۸/''[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] منحة الخالق ،على البحر الرائق ج ۱/ص ۲۴۸/ مطبوعه پاکستان. اوّل کتاب الصلوٰة. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲۹/ج ۲، كتاب الصلوة، قبيل مطلب يشترط العلم بدخول الوقت. طحطاوی مع المراقی ص ۱۴۷، كتاب الصلوة، مطبوعه مصر.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ششم

صفیں درست کرنے کے احکام

تسویۃ الصفوف کا مطلب

سوال:۔ مقتدیوں کو صف میں کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم چسپاں اور ملا کر کھڑا ہونا سنت ہے یا الگ الگ چار انگل کا فاصلہ رہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے تو اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے ملاتے اور اپنا قدم اپنے ساتھی کے قدم سے ملائے رہتے تھے۔ ایسے طور پر کہ دونوں قدموں یعنی اپنے ساتھی کا قدم اور اپنا قدم دونوں ایسے ملے رہتے تھے کہ ذرا بھی فرجہ باقی نہیں رہتا ایسا تھا یا نہیں؟ یہ مسئلہ حدیثوں سے ثابت ہے یا نہیں؟ اس کا ثبوت حدیث سے دیا جائے اور حدیثیں مع حوالہ کتب ہونی چاہئیں۔ اگر یہ مسئلہ زمانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں جاری تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام صحابہ اس پر عامل تھے تو اس وقت یہ سنت مردہ ہوگئی ہے اس کو زندہ کرنا چاہئے تا کہ سو شہیدوں کا ثواب پانے کے مستحق ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

احادیث میں صفوف کے ہموار کرنے کا حکم وارد ہوا ہے یعنی قیام کی جگہ ایک ہو، ایسا نہ

ہو کہ کوئی بلندی پر کھڑا ہو کوئی پستی پر اور اقدام برابر ہوں یعنی ایسا نہ ہو کہ کوئی آگے کھڑا ہو کوئی پیچھے اور اتصال ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ دو شخص کے درمیان ایک آدمی کی جگہ خالی رہے اور پہلی صف پوری ہونے پر دوسری صف شروع کی جائے یعنی ایسا نہ ہو کہ پہلی صف میں جگہ باقی ہو اور دوسری صف شروع کی جائے۔ تسویۃ الصفوف ان چار امور کو مشتمل ہے۔

اس مضمون کو مختلف احادیث میں مختلف الفاظ سے بیان فرمایا گیا ہے۔

استووا واعدلوا صفوفکم اعتدلوا سووا صفوفکم. اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیہ فما کان من نقص فلیکن فی الصف الموخر الاتصفون کماتصف الملائکۃ عندربھم قلنا وکیف تصف الملائکۃ عندربھم قال یتمون الصفوف المقدمۃ ویتراصون فی الصف واللہ لتقیمن صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم قال فرأیت الرجل یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ ورکبتہ برکبۃ صاحبہ وکعبہ بکعبہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسوینا فی الصفوف کمایقوم القدح حتیٰ اذا ظن ان قد اخذنا ذلک عنہ وفقھنا اقبل ذات یوم بوجھہ اذا رجل منتبذ بصدرہ فقال لتسون صفوفکم او لیخالفن اللّٰہ بین وجوھکم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخلل الصف من ناحیۃ الیٰ ناحیۃ یمسح صدورنا ومناکبنا ویقول لاتختلفوا فتختلف قلوبکم. اقیموا الصفوف وحاذوابین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم والا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ رصوا صفوفکم. وقاربوا بینھا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطٰن یدخل من خلل الصف کانھا الحذف اھ

یہ کل الفاظ ابوداؤد شریف[1] میں موجود ہیں اور بذل المجہود[2] ص۳۶۰/تا۳۶۴/ج۱، میں

---

[1] ابوداؤد شریف ص۹۷ تا ۹۸/ ج۱ (مطبوعہ رشیدیہ دھلی) کتاب الصلوٰۃ، باب تسویۃ الصفوف.

[2] بذل المجھود ص۳۲۸ تا ۳۳۷/ج ۴/ مطبوعہ بیروت، بذل المجھود ص ۳۶۰ تا ۳۶۴/ ج۱ (مطبوعہ رشیدیہ سھارنپور) باب تسویۃ الصفوف. اعلاء السنن ص۳۱۳، ۳۲۲/ج۴/ ابواب الامامۃ، باب تسویۃ الصفوف، مطبوعہ امدادیہ مکہ مکرمہ.

اس کی شرح کی گئی ہے۔ صحیح مسلم[۱] میں یتراصون فی الصف وارد ہے۔ امام بخاری نے مختلف عنوانات سے تبویب کر کے مسائل کو ثابت فرمایا ہے[۲]۔

باب الزاق المنکب بالمنکب والقدم بالقدم فی الصف کی شرح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ المراد بذلک المبالغة فی تعدیل الصف وسد خلله[۵]۔ قلت وهو مراده

[۱] مسلم شریف ص ۱۸۱/ج ۱ (مطبوعه رشیدیه دهلی) کتاب الصلوۃ، باب الامر بالسکون فی الصلوۃ

[۲] ملاحظہ ہو بخاری شریف ص ۱۰۰/ج ۱ (مطبوعه اشرفی دیوبند) کتاب الاذان، باب تسویة الصفوف عندالاقامة وبعدها الخ.

[۳] فتح الباری ص ۴۴۸/ج ۲ (مطبوعه نزار مصطفی الباز المکة المکرمة) کتاب الأذان، باب الزاق المنکب بالمنکب الخ.

ترجمہ: صفحہ ۵، ۶، ۷ عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ سیدھے ہو جاؤ اپنی صفیں سیدھی کرلو۔ درست ہو جاؤ اپنی صفیں برابر کرلو۔ اگلی صف کو پوری کرو پھر اس کے بعد والی پھر جو کمی رہے پچھلی صف میں رہے کیا تم اس طرح صف نہیں لگاتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف لگاتے ہیں ہم نے عرض کیا اور فرشتے اپنے رب کے سامنے کس طرح صف لگاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صفوں میں مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں قسم بخدا اپنی صفوں کو ضرور قائم کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بدل دے گا۔ کہا میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مونڈھے کو اپنے ساتھی کے مونڈھے سے گھٹنے کو اس کے گھٹنے سے اپنے ٹخنے کو اس کے ٹخنے سے ملا رہا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ہمیں صفوں میں اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ نے خیال فرمایا کہ ہم نے اس کو قبول کرلیا اور سمجھ لیا ہے ایک روز اپنے چہرۂ مبارک سے متوجہ ہوئے دیکھا تو ایک شخص اپنا سینا نکالے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اپنی صفیں سیدھی کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بدل دے گا۔

رسول اکرم ﷺ صف کے اندر ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک داخل ہوتے ہمارے سینوں مونڈھوں کو چھوتے اور فرماتے مختلف (آگے پیچھے) مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہوجائیں گے صفیں سیدھی کرو۔ مونڈھوں کے درمیان برابری کرو۔ خالی جگہ پُر کرو۔ اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں نرم ہو جاؤ۔ شیطان کے لئے خالی جگہ نہ چھوڑو۔ جو صف کو ملائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ملائیگا جو صف کو قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کرے گا۔

ترجمہ: اپنی صفوں کی خالی جگہ بھرلو اور قریب قریب ہو کر کھڑے ہو اور گردنوں کو سیدھ میں کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک میں شیطان کو دیکھتا ہوں صف کی خالی جگہ سے بکری کے بچہ کی طرح داخل ہوتا ہے۔ اس سے مراد صف کی درستگی و برابری اور خالی جگہ پُر کرنے میں مبالغہ کرنا ہے اور اس کی یہی مراد فقہاء اربعہ کے نزدیک ہے یعنی درمیان میں ایسی خالی جگہ نہ چھوڑی جائے جس میں تیسرا آدمی آسکے دونوں پیروں کے درمیان فصل باقی رہے۔ شرح وقایہ میں ہے کہ چار انگشت کے برابر فصل رکھے یہی قول شافعیہ کے نزدیک ہے (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

عند فقهاء الاربعة اى لايترك فى البين فرجة تسع فيها ثالثا بقى الفصل بين الرجلين ففى شرح الوقاية انه يفصل بينهما بقدر اربع اصابع وهو قول عند الشافعية وفى قول اٰخر قدر شبر قلت ولم اجد عند السلف فرقا بين حال الجماعة والانفراد فى حق الفصل بان كانوا يفصلون بين قدميهم فى الجماعة ازيد من حال الانفراد وهٰذهٖ المسئلة اوجدها غيرالمقلدين فقط وليس عندهم الالفظ الالزاق وليت شعرى ماذا يفهمون من قولهم الباء للالصاق ثم يمثلونه مررت بزيد فهل كان مروره به متصلا بعضه ببعض ام كيف معناه ثم ان الامر لاينفصل قط الابالتعامل وفى مسائل التعامل

(گذشتہ کا بقیہ) دوسرے قول میں ایک بالشت ہے میں کہتا ہوں میں نے سلف کے نزدیک جماعت وانفراد کی حالت میں کوئی فرق نہیں پایا اوراس مسئلہ کوصرف غیر مقلدوں نے ایجاد کیا ہے اوران کے پاس لفظ الزاق کے علاوہ کوئی دلیل نہیں اور کاش کہ میں جان لیتا وہ اس سے کہ باالصاق کے لئے ہوتا ہے کیا سمجھتے ہیں پھراس کی مثال دیتے ہیں۔ **مررت بزيد** میں زید کے ساتھ گذرا کیا اس کا اس کے ساتھ گذرنا بعض حصہ کا بعض سے متصل ہوکر ہوتا ہے یا اس کے کیا معنیٰ ہیں پھر بیشک امر نہیں ٹوٹتا مگر تعامل سے اور تعامل کے مسئلہ میں الفاظ کونہیں لیا جاتا ہے جیسے **فوق الصدر** کالفظ ابن خزیمہ کے نزدیک پس بیشک وہ قطعی طور پر راویوں کی وسعت پسندی سے ہے۔ چونکہ ائمہ میں سے کسی نے اس پر عمل نہیں کیا۔

اور یہ راستہ نہیں ہے کہ دین کی بیناد ہر نئے لفظ پر ہوتعامل کی طرف نظر کئے بغیر اور جو ایسا کریگا اس کا قدم کسی جگہ نہ ٹھہرے گا اور ہر دن وہ نیا مسئلہ گھڑے گا اس لئے کہ راویوں کی وسعت پسندی معلوم ہے اور عبارات وتعبیرات کا اختلاف بھی مخفی نہیں ہے اس کو اچھی طرح جان لے۔

ترجمہ: اور یہ چیز محدثین کو پیش آئی چونکہ وہ صرف اسناد کی حالت دیکھتے ہیں تعامل کا خیال نہیں کرتے۔ پس بہت دفعہ حدیث ان کے طریقہ پر صحیح ہوتی ہے پھراس پر عمل مفقود پاتے ہیں جس سے حیران ہوتے ہیں حتیٰ کہ ترمذی نے اپنی جامع میں دوحدیثیں بیان کی ہیں جو عمل کی صلاحیت رکھتی ہیں پھر فرمایا کہ اس پر کسی نے عمل نہیں کیا اور یہ صرف عمل کا فقدان ہے ورنہ تو اسناد ان کی صحیح ہے۔ ایسے ہی ایک حدیث کواسناد کی وجہ سے ہی ضعیف کہتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نزدیک دائر وسائر ہوتی ہے اور معمول بہ ہوتی ہے۔ پس یہاں دوسری طرف سے کمی ہوتی ہے پس ضروری ہے کہ اسناد کے ساتھ ساتھ تعامل کا بھی خیال رکھا جائے۔ چونکہ شریعت تعامل وتوارث پر ہی دائر ہے۔

اور حاصل یہ ہے کہ ہم نے صحابہ وتابعین کونہیں پایا کہ انہوں نے جماعت اورانفراد کی حالت میں اپنے کھڑے ہونے میں کوئی فرق کیا ہواس سے ہم نے جان لیا کہ مونڈھے کے ملانے سے مراد صرف مل کر کھڑا ہونا اورخالی جگہ نہ چھوڑنا ہے۔

پھر تو ذرا اپنے دل میں سوچ اور جلدی نہ کر کہ کیا مونڈھے کا ملانا قدم ملانے کے ساتھ ممکن بھی ہے مگر سخت مشق کے بعد اور اس کے بعد بھی ممکن نہیں پس یہ ان (غیر مقلدوں) کی گھڑی ہوئی چیزوں میں سے ہے۔ سلف میں جس کی کوئی دلیل ونشان نہیں۔

لایوخذ بالالفاظ کلفظ فوق الصدر عند ابن خزیمة فانه من توسع الرواة قطعا لانه لم یعمل به احد من الائمة الیٰ ان قال ولیس الطریق ان یبنٰی الدین علی کل لفظ جدید بدون النظر الی التعامل ومن یفعل ذالک لایثبت قدمه فی موضع ویخترع کل یوم مسئلة فان توسع الرواة معلوم واختلاف العبارات والتعبیرات غیر خفی فاعلمه الی ان قال وهذا الذی عرض للمحدثین فانهم ینظرون الیٰ حال الاسناد فقط ولایراعون التعامل فکثیراً ما یصح الحدیث علی طورهم ثم یفقدون به العمل فیتحیرون حتیٰ ان الترمذی اخرج فی جامعه حدیثین صالحین للعمل ثم قال انه لم یعمل به احدوذلک لفقدان العمل لاغیرو الافاسناد هما صحیح وکذلک قد یضعفون حدیثا من حیث الاسناد مع انه یکون دائرا سائراً فیما بینهم ویکون معمولابه فیتضرر هناک من جهة اخریٰ فلابدان یراعی مع الاسناد التعامل ایضا فان الشرع یدورعلی التعامل والتوارث والحاصل انا لم نجد الصحابة والتابعین یفرقون فی قیامهم بین الجماعة والانفراد علمنا انه لم یرد بقوله الزاق المنکب الاالتراص وترک الفرجة ثم فکرفی نفسک ولاتعجل انه هل یمکن الزاق المنکب مع الزاق القدم الا بعد مما رسة شاقة ولایمکن بعده ایضا فهو اذن من مخترعاتهم لااثرله فی السلف اھ فیض الباری[۱] جلد ۲/ ص ۲۳۶۔

ایسی مخترع چیز کو جس پر صحابہ، تابعین، مجتہدین، فقہاء، محدثین کسی کا بھی عمل نہ ہو آج سنت مردہ قرار دیکر اس پر عمل کر کے احیاء سنت کا دعویٰ کرنا اور سو شہیدوں کے اجر کی توقع رکھنا اور جملہ سلفِ صالحین کو تارک سنت سمجھنا اہل علم وفہم ودیانت سے بعید ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۵/ ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱/۶/ ۶۶ھ

صحیح: عبداللطیف

---

[۱] فیض الباری ص ۲۳۶/ ج ۲ (مطبوعه دیوبند) کتاب الاذان، باب الزاق المنکب بالمنکب.

تسویۂ صفوف

سوال:۔ نمازیوں کی صفیں ستون کے درمیان اس طرح قائم کرنا کہ ہر ستون کے آگے ایک مصلی کھڑا ہو، تاکہ صف درمیان سے منقطع نہ ہو۔ البتہ صف سیدھی باقی نہیں رہتی اس سے نماز میں کوئی خلل تو نہیں پڑتا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسا کرنا مکروہ ہے صفوف سیدھی کرنے کی بہت تاکید آئی ہے[۱]۔ ستون درمیان میں آجانے سے نماز میں خرابی نہیں آتی کذا فی المبسوط[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

صف سیدھی کرنے کا طریقہ

سوال:۔ کتب میں درج ہے نماز میں صف برابر کرے آیا آگے کی طرف سے برابر کرے یا پیچھے سے کیوں کہ یہاں کے بعض علماء کہتے ہیں کہ آگے کی طرف سے چھوٹی انگشت برابر کرے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ پیچھے کی طرف سے ایڑیاں برابر کرے تو ان میں سے کونسا قول معتبر ہے؟ بینوا وتوجروا۔

---

[۱] عن نعمان بن بشیر یقول قال النبی صلی اللّٰہ علیه سلم لتسون صفوفکم او لیخالفن اللّٰہ بین وجوهکم، بخاری شریف ص ۱۰۰ / ج ۱ / کتاب الاذان، باب تسویة الصفوف عندالاقامة، مطبوعه اشرفی دیوبند. مسلم ص ۱۸۱ / ج ۱ / کتاب الصلاة، باب تسویة الصفوف، مطبوعه رشیدیه دهلی. مشکوة شریف ص ۹۸ / باب تسویة الصفوف.

[۲] الاصطفاف بین الاسطوانتین غیرمکروه المبسوط للسرخسی ص ۳۵ / ج ۲ (مطبوعه دارالفکر) باب الجمعة. بذل المجهود ص ۳۶۳ / ج ۱ / کتاب الصلاة، باب الصفوف بین السواری، مطبوعه رشیدیه سهارنپور.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ٹخنے اورایڑیاں برابر کر کے کھڑے ہوں آگے سے انگلیوں کو برابر کرنے کی ضرورت نہیں۔وان تفاوتت الاقدام صغراً او کبراً فالعبرة بالساق والکعب الخ بحرص ۳۰۳/ج ا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۶/۱۱/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ ہذا

صف کس طرح سیدھی کی جائے

سوال:۔صف نماز سیدھی کرتے وقت پاؤں کی انگلیاں برابر کرنی چاہئیں یا ایڑیوں کے برابر رکھنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایڑیوں کو برابر رکھنا چاہئے۔انگلیوں کی برابری کا اہتمام ضروری نہیں[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۲/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۵/صفر ۵۸ھ

---

[۱] البحر الرائق ص ۳۵۳/ج ا (مطبوعه کراچی) کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة. شامی کراچی ص ۳۰۸/ج ۲/ باب الامامة، قبیل مطلب هل الاساءة دون الکراهة الخ. قاضیخان علی الهندیه کوئٹه ص ۹۵/ج ا/ امامة الالثغ لغیر الالثغ.

[۲] ان تفاوتت الاقدام صغرا او کبراً فالعبرة بالساق و الکعب البحر الرائق ص ۳۵۳/ج ا/ باب الامامة (مطبوعه کراچی).

اتصال صفوف برائے اقتداء

سوال:۔(۱) اگر بارش ہو اور مسجد کے صحن میں مقتدی کھڑے نہ ہو سکتے ہوں اور صحن کے پاس متصل دوسرا مکان اوپر ہو یا نیچے وہاں کھڑے ہو کر مسجد کے امام کے پیچھے اقتداء کر کے نماز پڑھے تو صحیح ہے یا نہیں جب کہ اتصال صفوف بارش کی وجہ سے نہیں۔

(۲) امام مسجد میں نماز پڑھا رہے ہوں اور مقتدی بالکل منتہٰی مسجد میں ہے اقتداء صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) اگر وہ مسجد مسجد صغیر ہے اور اس مکان کو مسجد سے دو صفوں کی مقدار کا فصل نہیں اور امام کے انتقالات واحوال کا اشتباہ نہیں ہوتا بلکہ علم ہوتا رہتا ہے خواہ امام کی آواز سے یا مکبر کی آواز سے تو اقتداء صحیح ہے اور اگر مسجد کبیر ہے جیسے مسجد قدس یا دو صفوں کی مقدار کا فصل ہے یا امام کا حال مشتبہ رہتا ہو تو اقتداء صحیح نہیں ہے هكذا يفهم من شروط الاقتداء المذكورة في الشامي[۱].

(۲) عدم اتصال کی صورت میں مسجد صغیر میں اقتداء صحیح ہوتی ہے[۲] بہت بڑی میں صحیح نہیں

---

[۱] ويمنع من الاقتداء طريق تجرى فيه عجلة او نهر تجرى فيه السفن او خلاء اى فضاء فى الصحراء او فى مسجد كبير جدا كمسجد القدس يسع صفين فاكثر الا اذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقاً والحائل لايمنع الاقتداء ان لم يشتبه حال امامه بسماع اوؤية ولو من باب مشبك يمنع الوصول فى الاصح ولم يختلف المكان حقيقة كمسجد و بيت فى الاصح، الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۳۳۰/ ج ۲/ شامى نعمانيه ص ۳۹۳، ۳۹۴ ج ۱ باب الامامة،مطلب الكافى للحاكم جمع كلام محمد، عالمگيرى كوئٹه ص ۸۷، ۸۸/ ج ۱/ الفصل الرابع فى بيان مايمنع صحة الاقتداء. بزازية على الهندية كوئٹه ص ۵۵/ ج ۴/ كتاب الصلاة، نوع فى المانع.

[۲] فلو اقتدى بالامام فى اقصى المسجد والامام فى المحراب جاز كما فى الهندية (طحطاوى على المراقى ص ۱۶۰/ مطبوعه دمشق) باب الامامة. عالمگيرى كوئٹه ص ۸۸/ ج ۱/ الفصل الرابع فى بيان مايمنع صحة الاقتداء.

جیسے مسجد قدس کہ بہت بڑی مسجد ہے اس میں صحیح نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲/۸/ ۵۳ھ

مسجد اور متصل حجرہ میں جماعت کی صف بنانا

سوال:۔ مسجد کی دائیں جانب میں ایک کمرہ ہے اور اس کا دروازہ مسجد میں کھلا ہوا ہے اور برآمدہ میں بھی۔ برآمدہ مسجد اور کمرہ کا ایک سا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگلی صف مسجد اور کمرے میں سیدھی ہو کر ایک ہی آجاتی ہے۔ تو اس حالت میں جماعت ہوتے ہوئے اگلی صف کمرے اور مسجد دونوں کی ایک جماعت ہو جاوے یا کہ مسجد کی جماعت پوری کر کے پھر مسجد میں ہی دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے جب کہ نمازی اتنے ہیں کہ کمرے اور مسجد کی ایک صف پوری ہو کر شاید ہی کبھی دو چار آدمی بچے ہوں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مسجد میں صف پوری ہو جائے تو اس کے پیچھے دوسری صف بنالی جائے[1]۔ کمرے اور اس کے آگے برآمدے میں اس وقت کھڑے ہوں جب مسجد میں اور اس کے برآمدہ میں اور صحن

[1] وفیه الامر باتمام الصفوف الاول و معنیٰ اتمام الصفوف الاول ان یتم الاول ولایشرع فی الثانی حتی یتم الاول ولافی الثالث حتی یتم الثانی ولا فی الرابع حتی یتم الثالث وهکذا الی آخرها، نووی علی مسلم ص ۱۸۱/ ج ۱/ کتاب الصلاة، باب الامر بالسکون فی **الصلاة**. مرقاة شرح **مشکوة** ص ۸۱/ ج ۲/ باب تسویة الصفوف، قبیل الفصل الثانی، مطبوعه بمبئی. بذل المجهود ص ۳۶۲/ ج ۱/ باب تسویة الصفوف، مطبوعه رشیدیه سهارنپور.

میں جگہ نہ ہو[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صف میں نابالغ بچوں کے سامنے سے گذرنا

سوال:۔ نابالغ بچے اگر نماز پڑھ رہے ہوں تو ان کے سامنے سے مرور جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ نماز کے ارکان وشرائط سے بخوبی واقف ہوں اور طفلِ لایعقل نہ ہوں بلکہ طفلِ یعقل ہوں اور مراہق ہوں تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صفوفِ متقدمہ میں جاکر قیام کرنے کے لئے اس مرور کی ضرورت پیش آئے تو اجازت ہے، ورنہ بلاضرورت ان کے سامنے کو بھی مرور نہ کیا جاوے[2] ان کی نماز بھی شرعاً نماز ہے اگرچہ وہ سات سال کے ہوں[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۴/ ۹۳ھ

---

[1] ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنہ مکانا کرہ کقیامہ فی صف خلف صف فیہ فرجة، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۳۱۲/ج۲/ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول.

[2] قام فی آخر صف وبینہ وبین الصفوف مواضع خالیة فللداخل ان یمربین یدیہ لیصل الصفوف لانہ اسقط حرمة نفسہ فلایاثم المار بین یدیہ (الشامی نعمانیہ ص ۳۸۳/ج ۱) و شامی زکریا ص ۳۱۳/ج۲/ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول. عالمگیری کوئٹہ ص ۸۹/ج ۱/ الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والماموم. البحرالرائق کوئٹہ ص ۳۵۴/ج ۱/ باب الامامة.

[3] ویصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء الخ مجمع الانہر ص ۱۶۵/ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.
اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بچوں کی صف کا اعتبار کیا گیا ہے چنانچہ ان کو مردوں کے بعد اور مکلّف عورتوں سے پہلے کھڑے ہونے کا حکم ہے لہٰذا ان کی نماز کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔

مردوں کی صف کے درمیان بچوں کی صف

سوال:۔اگر مردوں کی صف کے درمیان کوئی صف بچوں کی ہو۔تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بچوں کی صف مردوں کے پیچھے ہونا چاہئے صورت مسئولہ میں بھی نماز صحیح ہوگئی اور بچوں کی صف کا مردوں کی صف کے درمیان یا ان سے آگے کرنا مکروہ ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

لڑکوں کی صف پیچھے کی جائے

سوال:۔اگر صف اول میں جگہ موجود ہے تو کیا پھر بھی نابالغ لڑکوں کو صف سے پیچھے اپنی مستقل صف بنانے کی ضرورت ہے یا صف اول ہی میں کھڑے ہو جائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صف اول میں نہ کھڑے ہوں بلکہ مستقل اپنی صف پیچھے بنائیں۔ردالمحتار[2] ص ۳۸۴ ج ا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ویصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف (درمختار علی الشامی نعمانیه ص ۳۸۲/ج ا) و شامی زکریا ص ۳۱۴/ج ۲/ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول. مراقی الفلاح علی الطحطاوی مصری ص ۲۴۸، ۲۴۹/ فصل فی بیان الاحق بالامامة. عالمگیری کوئٹه ص ۸۹/ ج ا/ الفصل الخامس فی بیان الامام والماموم.

[2] ویصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نابالغ کی جگہ صف میں

سوال:[۱] چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ اگر نابالغ تنہا درجماعت نماز حاضر شود آیا آں نابالغ درصف بالغاں استادہ نماز گذارد یا در پس صف بالغاں اگر درصف بالغاں استد بجانب راست استد یا بجانب چپ وآیا ہمراہ بالغاں متصلاً استد یا منفصل از بالغاں واگر بہ بالغاں استد درآں صورت اگر دیگر نمازیاں بیایند در کدام جانب آں نابالغ استند اگر بجانب راست آں نابالغ متصل بہ بالغاں استند پس آں نمازی مجبور شود کہ اورا گرفتہ برطرف کند یا اینکہ آں نمازی از فعل خود اورا برطرف نہ کرد بلکہ آں نمازی چوں درمیاں آمد آں نابالغ راخود برطرف شدن افتاد وہمچنیں مسلسل ہر نمازی کہ یکے بعد

(بقیہ صفحۂ گذشتہ) (الدر المختار علی الشامی نعمانیہ ص ۳۸۴/ ج ۱) درمختار علی الشامی زکریا ص ۳۱۴/ ۲ / باب الامامة، البحر الرائق ص ۳۵۳/ کراچی، باب الامامة.

(صفحہ ہذا) [۱] **ترجمہ سوال:۔** اگر ایک نابالغ نماز کی جماعت میں ہوتو وہ بالغوں کی صف میں کھڑا ہوکر نماز پڑھے یاان کی صف کے پیچھے اگر بڑوں کی صف میں کھڑا ہوتوان کی دائیں جانب کھڑا ہو یا بائیں جانب اوران سے مل کر کھڑا ہو یا جدا ہوکر مل کر کھڑے ہونے کی صورت میں دوسرے نمازی اگر آئیں تواس نابالغ کی کس جانب کھڑے ہوں گے اگر نابالغ کی دائیں جانب بالغوں سے مل کر کھڑے ہوں تو وہ آنے والا نمازی اس کو پکڑ کر ایک طرف کردے یا وہ نابالغ خود نمازی کے درمیان میں آنے کی وجہ سے ایک طرف ہوجائے اسی طرح جو بھی نمازی آتا رہے یہ نابالغ ایک طرف ہوتا رہے یا کس طرح کرے؟ اوراگر آنے والا اس نابالغ کے بائیں ہاتھ کی طرف کھڑا ہوتو نابالغ کا بالغوں کی صف کے درمیان کھڑا ہونا لازم آئے گا کونسا طریقہ اختیار کرے اورکونسا طریقہ مکروہ ہے اگر مکروہ ہے تو تحریمی ہے یا تنزیہی مع حوالہ کتب وعبارات اس کی وضاحت فرمائیں۔

اوراگر وہ بالغ بڑوں کی صف کے پیچھے کھڑا ہوکر نماز پڑھے تو یہ مکروہ ہوگا یانہیں اگر مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی اور یہ کراہت نابالغ کی نماز ہی میں ہوگی یا بالغوں کی نماز میں بھی؟ ہرسوال کا جواب مدلل مع نقل عبارات کتب بیان فرمایا جائے؟

اوراگر نابالغ دو یا زیادہ ہوں تو بالغوں کی صف میں کھڑے ہوں یا پیچھے جب کہ بالغوں کی صف میں دائیں بائیں جگہ خالی ہو۔ اگر بالغوں کی صف میں کھڑے ہوں تو مکروہ ہوگا یانہیں اگر ہوگا تو تحریمی تنزیہی اورکراہت کا اثر صرف نابالغوں کی نماز ہی میں ہوگا یا تمام بالغوں کی نماز میں بھی؟ مدلل جواب مرحمت فرماکر اجروثواب حاصل کریں۔

دیگرے بیاید آیا چنیں فعل روا باشد یا چہ۔ واگر بجانب چپ آں نابالغ استد آں نابالغ درمیاں صف بالغاں افتادن لازم آید کدام طریقہ اختیار کند وکدام طریقہ مکروہ باشد اگر مکروہ باشد تحریمی است یا تنزیہی تصریح فرمودہ حوالہ کتب وعبارتش نقل باید فرمود واگر آں نابالغ درصف بالغاں نیستادو درپس صف بالغاں استادہ نماز گذارددرآں صورت مکروہ شود یانہ اگر مکروہ باشد تحریمی باشد یا تنزیہی وآیا اثر کراہت درنماز آں نابالغ واقع شود فقط یادرنماز بالغاں نیز جواب ہرسوال مدلل وعبارات کتب نیز نقل باید فرمود۔ توجروا۔

واگر دو یازائد از دو نابالغ حاضر شوند پس اوشاں درصف بالغاں استند یادرپس صف حالانکہ درصف بالغاں چپ وراست جائے خالی است درینصورت اگر درصف بالغاں استادہ نماز گذارند مکروہ شود یانہ اگر مکروہ شود تحریمی است یا تنزیہی وآیا اثر کراہت درنماز آں نابالغاں واقع شود تنہا یادرنماز جمیع بالغاں ہم جواب سوال مدلل وعبارات کتب نقل باید فرمود۔ توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر نابالغاں متعدد باشند امام را باید کہ ایشانرا مستقل صف نمودہ درپس بالغاں ایستادہ کند وہر بالغیکہ بعدازاں بیاید درصف بالغاں بایستد ونابالغ درصف نابالغاں۔ واگر نابالغ یکے باشد آں درصف بالغاں بایستد دراں وقت آں نابالغ درحکم بالغاں باشد پس تعین جانب راست وچپ وبحث اتصال وانفصال بے سود است وبرطرف کردن آں عبث ولغو است وہمچنیں اوراخود

ترجمہ جواب: اگر نابالغ متعدد ہوں تو امام کو چاہئے کہ بالغوں کی صف کے پیچھے ان کی مستقل صف بنا کر کھڑا کرے پھر بعد میں جو بالغ آئے وہ بالغوں کی صف میں کھڑا ہو اور نابالغ نابالغوں کی صف میں اور اگر نابالغ ایک ہو تو وہ بالغوں کی صف میں کھڑا ہو جائے اس وقت وہ نابالغ بالغوں کے حکم میں ہوگا۔ لہٰذا دائیں بائیں جانب کا متعین کرنا اور اتصال وانفصال کی بحث کرنا بے سود ہے اور اس کو ایک طرف ہٹانا عبث اور لغو ہے اسی طرح خود اس کو ایک طرف ہونا اور اس طریقہ کے خلاف کھڑا ہونا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔

امام ان کی صف بنائے اس طرح کہ پہلے مرد ہوں پھر بچے بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے جب چند ہوں تو ایسا کرے اور اگر ایک ہو تو بڑوں کی صف میں داخل ہو جائے، فقط۔

برطرف شدن۔ خلاف ایں طریق ایستادن مکروہ تنزیہی است و یصف ای یصفهم الامام بان یامر هم بذلک الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف[1] اھ در مختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/محرم ۶۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/محرم ۶۸ھ

ایک نابالغ بچہ کس صف میں کھڑا ہو

سوال:۔ جماعت کی نماز کے موقع پر چھوٹے بچوں کا کیا حکم ہے، ان کو جماعت میں کہاں کھڑا کیا جائے، اگر صرف ایک ہی بچہ ہے اور باقی تمام مقتدی بڑے ہیں، اور بچہ تقریباً بارہ یا تیرہ سال کا ہے، اگر اس بچہ کو مقتدیوں کے بائیں جانب ملا کر کھڑا کر دیا جائے، تو اس صورت میں مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، یا نہیں، بائیں جانب کھڑا کرنے کے بعد مسبوق لوگ آکر اس لڑکے کی بائیں جانب کھڑے ہو جائیں کیا اس صورت میں ان کی نماز درست ہوگی یا فاسد ہو جائے گی، کیا تنہا بچہ جو کہ بارہ تیرہ سال کا ہے، پیچھے کھڑا کیا جائے، جبکہ پیچھے کوئی دوسرا بچہ ہے اور نہ کوئی بڑا نمازی ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب بچے کئی ہوں تو ان کی صف مردوں کی صف سے پیچھے مستقل بنادی جائے، اگر بچہ ایک ہی ہو تو اس کو مردوں کی صف ہی میں کھڑا کر لیا جائے، چاہے اس کے بائیں جانب ہو

---

[1] الدر المختار مع الشامی نعمانیه ص ۳۸۴/ ج ۱، وشامی زکریا ص ۳۱۳/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول. البحر الرائق ص ۳۵۳/ ج ۱ (مطبوعه کراچی) باب الامامة.

چاہے کسی اور جگہ ہو تنہا صف کے پیچھے کھڑا نہ کیا جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۸۷ھ

نابالغ کے کھڑے ہونے کی جگہ

سوال:۔نماز کی صف بندی کے لئے صاف ذہنیت ہونے کے باوجود بچوں کی صف پیچھے رکھی جاتی ہے درانحالیکہ اگلی صف خالی ہوتی ہے جب کہ صف خالی نہ رکھنے کا حکم ہے جب آدمی ہوں۔ پھر یہ کہ بعد میں آنے والے نمازی کو بچوں کے آگے سے گذر کر اگلی صف میں جانا پڑتا ہے۔ بہت سے لوگ بچوں کے پیچھے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یا تو اسی بچوں کی صف میں کھڑے ہونا پڑتا ہے حالانکہ اگلی صف پُر نہیں ہوتی۔ تو جو نقصان بچوں کو جوانوں کے ساتھ رکھنے میں ہوتا ہے وہ آخرکار ہوتا ہی ہے۔ تو کیا بچوں سے گذر کر اگلی صف میں جانا درست ہے۔ اگر بچوں کو بیچ میں ایک صف چھوڑ کر رکھتے ہیں۔ مگر ان نو جونوں سے بھی (جو ۱۵ و ۲۰ سال تک ہوتے ہیں) اسی بچوں کی سی کراہت ہوتی ہے کیا امرد کو ابتداء ہی سے نوجوانوں کی اگلی صف میں رکھا جائے۔ کیونکہ کسی حال میں بچ نہیں سکتے نابالغ کو ایک صف چھوڑ کر رکھا نہیں جاسکتا ہے اور رکھنے میں آگے سے گذرنا پڑتا ہے۔ آخر کیا کیا جائے۔ عام حالت میں نوجوانوں (امرد) کو عام لوگوں کے ساتھ کراہت کا سبب بنے گا کراہت کا حکم عام ہے یا معلول ہے۔ کیونکہ دیہاتی سیدھے سادھے لوگ ذہن ان کا صاف ہوتا ہے۔ کیا اپنے امرد بیٹے کے کھڑے ہونے سے بھی نماز مکروہ ہوتی ہے؟ اسی طرح بھائی کے بارے میں سوال ہے۔

---

[1] ویصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحدا دخل الصف، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۳۷۱ ج ۱ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول، مجمع الأنهر ص ۱۶۵ ج ۱ فصل فی الجماعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲۴۶ ج ۱ باب الامامة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ نابالغوں کی مستقل صف بالغین کی صف سے پیچھے ہو، بالغین کی صف میں نہ کھڑے ہوں اگر بالغین کی صف میں جگہ باقی ہے اور کوئی بالغ آجائے تو وہ نابالغوں کی صف میں نہ کھڑا ہو۔ بلکہ ان سے آگے بڑھ کر بالغین کی صف میں کھڑا ہو، اس سب کے باوجود اگر کوئی امرد بالغ قریب کھڑا ہو جائے تو اس سے اس بالغ کی نماز خراب نہیں ہوگی[۱]، وہ عورت کے حکم میں نہیں نابالغ اگر تنہا ہو تو وہ بالغین کی صف میں ہی کھڑا ہوگا۔ کذا فی الدر المختار[۲] ان لم یکن جمع من الصبیان یقوم الصبی بین الرجال اھ مراقی الفلاح[۳] ص ۱۸۴۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

لڑکا ایک ہو تو مردوں کی صف میں کھڑا ہو

سوال:۔ اگر نابالغ لڑکا صرف ایک ہو تو کیا وہ مستقل تنہا کھڑا ہو؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نہیں وہ مردوں کی صف میں کھڑا ہو جائے ردالمحتار[۴] ص ۳۸۴/ج ۱۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہ

۱؎ والأمرد قد صرح الکل بعدم الفساد، النهر الفائق ص۲۴۷/ج ۱/ باب الإمامة والحدث فی **الصلاة**، مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت. ردالمحتار علی الدر المختار، مطبوعه زکریا ص ۳۱۶/ج۲/ باب الامامة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول. البحرالرائق ص۳۵۴/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

۲؎ ویصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف (الدرالمختار علی نعمانیه ص ۳۸۴/ج ۱. مطبوعه زکریا ص ۳۱۳/ج ۲/ باب الامامة) البحر الرائق ص ۳۵۳/ج ۱ (مطبوعه کراچی، باب الامامة)

۳؎ طحطاوی علی المراقی ص ۱۶۸. مطبوعه دمشق، ص ۲۴۹/ مصری، باب الامامة.

۴؎ ویصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف (الدرالمختار علی الشامی نعمانیه ص ۳۸۴/ج ۱، وشامی زکریا ص ۳۱۴/ج ۲/ باب الامامة. (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

بچوں کی صف سے بڑھ کر بڑوں کی صف میں کھڑا ہونا

سوال: (۱) جس وقت چند صفیں نمازیوں سے پر ہوجائیں تو اس وقت بچوں کو کون سی صف میں کھڑا کریں؟

(۲) بعض دفعہ بچے بہت ہوتے ہیں اور آنے والے نمازیوں کو آگے سے گذرنا پڑتا ہے۔ایسی حالت میں بچوں کو کس طرح کھڑا کریں؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

(۱) جس وقت بڑے آدمیوں کی صفیں پر ہوجائیں اور پیچھے جگہ موجود ہو تو بچوں کی صف ان کے پیچھے بنالی جائے۔[1]

(۲) بچوں کی صف جب بڑی ہو اور کوئی بالغ آدمی آکر بالغین کی صف میں کھڑا ہونا چاہے تو بچوں کے سامنے سے گذر کر آگے بڑھ جائے[2] بچوں کی صف میں کھڑا نہ ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم　　　حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ کا بقیہ) وان لم يمكن جمع من الصبيان يقوم الصبي بين الرجال، مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي ص۱۶۸ / مطبوعه دمشق، مصری ص ۲۴۹ / كتاب **الصلوٰة**، فصل في بيان الاحق بالامامة. النهر الفائق ص ۲۴۶ / ج ۱ / باب الإمامة والحدث في الصلاة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] ويصف اى يصفهم الامام بأن يأمرهم بذالك الرجال ثم الصبيان الخ. الدر المختار على الشامي ص ۳۱۴ / ج ۲ (مطبوعه زكريا ديوبند) باب الامامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة او أفحش منها. مجمع الانهر ص ۱۶۵ / ج ۱ / فصل في الجماعة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. مراقي الفلاح على هامش الطحاوي ص ۲۴۹ / كتاب الصلوة، فصل في بيان الاحق بالإمامة، مطبوعه مصری.

[2] ولو وجد فرجة في الأول لاالثاني له خرق الثاني لتقصيرهم وفي الحديث من سد فرجةً غفرله وصح خياركم الينكم مناكب في الصلوة، الدر المختار و في الشامي وفي القنية قام في آخر صف و بينه وبين الصفوف مواضع خالية فلداخل ان يمر بين يديه (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

نابالغ کا صف اول میں کھڑا ہونا

سوال: جمعہ اور عیدین کی نماز میں نابالغ صف اول میں کھڑا ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

نابالغ اگر متعدد ہوں تو مسنون یہ ہے کہ ان کی علیحدہ صف مردوں کے پیچھے کی جاوے اگر ایک ہو تو بالغین ہی کی صف میں کھڑا ہو جاوے یصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف[۱] اھ درمختار۔ اس حکم میں صلوٰۃ خمسہ یا جمعہ یا عیدین کی کہیں تخصیص نہیں دیکھی۔ اسی طرح نابالغ کے تنہا ہونے کی شکل میں مردوں کی صف میں کھڑے ہونے کے متعلق صف اول یا ثانی کی بھی تخصیص نہیں دیکھی بظاہر حکم عام ہے[۲] لیکن امام کے قریب اولو الاحلام والنهى کو کھڑے ہونے کا حکم روایات سے ثابت ہے[۳] اس لئے اگر نابالغ صف اول میں کھڑا ہو تو ایک طرف کنارہ پر ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/محرم ۵۷ھ

(گذشتہ کا بقیہ) ليصل الصوف لانه اسقط حرمة نفسه فلا يأثم المار بين يديه شامی زکریا ص ۳۱۲، ۳۱۳/ج۲/ باب الامامة، مطلب فی الكلام على الصف الاول. النهر الفائق ص ۲۴۶/ج ۱/ باب الامامة والحدث فی الصلاة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت. مراقی الفلاح ص ۱۱۴/ فصل فی الأحق بالامامة و ترتيب الصفوف، مطبوعه مكتبه اسعدی سهارنپور.

(صفحہ ہٰذا) [۱] الدر المختار على الشامی نعمانيه ص ۳۸۴/ج ۱، مطبوعه زكريا ص ۳۱۴/ج ۲/ باب الامامة، البحر الرائق ص ۳۵۳/ج ۱ كراچی، باب الامامة.

[۲] وان لم يكن جمع من الصبيان يقوم الصبی بين الرجال (طحطاوی على المراقی ص ۱۶۸/ مطبوعه دمشق، ص ۲۴۹/ مصری، باب الامامة. مجمع الانهر ص ۶۵/ج ۱/ فصل فی الجماعة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[۳] عن ابی مسعود قال قال رسول الله ﷺ ليلينی منكم اولو الاحلام والنهى الحديث، ابوداؤد شريف ص ۹۸/ج ۱ (مطبوعه رشيديه دهلی) كتاب الصلوٰة، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اٹھارہ سالہ بے ڈاڑھی مونچھ لڑکے کا صف میں کھڑا ہونا

سوال: ۱۸؍سال کی عمر کا لڑکا ہے نہ ڈاڑھی نہ مونچھ ہے اور جماعت ہورہی ہے اور دائیں طرف ایک آدمی کی جگہ خالی ہے پہلی صف میں۔ اور کوئی آدمی دوسری صف میں نہیں ہے تو شامل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

اور وہ کون سے دس شخص ہیں جن کے پیچھے نماز مکروہ ہے یا نہیں یہ حدیث قوی ہے یا ضعیف؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

۱۸؍سال کا لڑکا شرعاً بالغ ہے نابالغ نہیں ڈاڑھی مونچھ کا کوئی اعتبار نہیں۔[1] لہٰذا اس کو بھی صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔

اگر کوئی لڑکا نابالغ ہو اور وہ تنہا ہو یعنی اس کے ساتھ کوئی دوسرا نابالغ لڑکا نہ ہو بلکہ اور سب بالغ ہوں تو اس کو بھی مردوں کی صف میں کھڑا ہونا چاہئے مردوں کی صف سے علیحدہ تنہا نہیں کھڑا ہونا چاہئے البتہ اگر لڑکے نابالغ کئی ہوں تو ان کی صف مردوں کے پیچھے مستقل کردی جائے وہ مردوں کی صف میں نہ کھڑے ہوں۔ **ویصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحدا دخل الصف** اھ درمختار۔[2]

(گذشتہ کا بقیہ) باب من یستحب ان یلی الامام فی الصف. مسلم شریف ص ۱۸۱؍ج ۱؍ باب تسویة الصفوف واقامتها الخ، مطبوعه رشیدیه دهلی. نسائی شریف ص ۹۲؍ج ۱؍ الامامة، باب من یلی الإمام ثم الذی یلیه، مطبوعه فیصل دیوبند. مسند احمد ص۴۵۷؍ج ۱؍ مسند عبدالله ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه، مطبوعه دارالفکر بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] وبلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال فان لم یوجد فیهما شئی فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی قال الشامی مفاده انه لااعتبار لنبات العانة ولااللحیة الخ. درمختار مع الشامی مختصراً، زکریا ص ۲۲۶؍ج ۹؍ کتاب الحجر. فصل بلوغ الغلام بالاحتلام. عالمگیری کوئٹه ص ۶۱؍ کتاب الحجر، الفصل الثانی فی معرفة البلوغ. هدایه ص ۳۵۷؍ج ۳؍ کتاب الحجر، فصل فی حد البلوغ، مطبوعه تهانوی دیوبند. (بقیہ آئندہ پر)

کسی حدیث کے قوی یا ضعیف ہونے کو معلوم کرنا ہے اس کے الفاظ لکھئے نیز حوالہ دیجئے کس کتاب میں ہے اس کا جواب دیا جائیگا اس میں ان دس آدمیوں کا ذکر بھی ہوگا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبداللطیف ۲۸/صفر ۵۸ھ

مسجد میں جگہ تنگ ہو تو امام کے دائیں بائیں کھڑا ہونا

سوال: مسجد میں بوجہ تنگی کے دو صف نہیں ہوسکتی ہیں اس لئے امام کے دائیں بائیں پیچھے کو خالی چھوڑ کر صف کر لیتے ہیں۔ آیا اس طرح نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

صف اول مقتدی امام مقتدی

الجواب: حامداً ومصلیاً!

صف کو بھرنے اور خالی جگہ کو پُر کرنے کی بہت تاکید آئی ہے **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب و سدوا الخلل ولینوا بایدیکم اخوانکم لاتذروا فرجات للشیطان من وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ. مراقی الفلاح**[1]، اس لئے درمیان میں جگہ نہیں چھوڑنی چاہئے اگر عذر ہو اور کوئی صورت

(گذشتہ کا بقیہ) [1] درمختار علی الشامی نعمانیہ ص ۳۸۴ ج ۱ مطبوعہ زکریا ص ۳۱۴ ج ۲ باب الامامۃ. البحرالرائق ص ۳۵۳ ج ۱ (مطبوعہ کراچی) باب الامامۃ. النہرالفائق ص ۲۴۶/ج ۱/ باب الامامۃ والحدث فی الصلاۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت. مجمع الانہر ص ۱۶۵/ج ۱/ فصل فی الجماعۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] مراقی الفلاح ص ۱۱۴/ فصل فی الأحق بالإمامۃ الخ، مطبوعہ المکتبۃ الأسعدی سہارنپور. الفقہ الحنفی و أدلتہ ص ۱۹۳/ج ۱/ صفۃ الصلاۃ، تسویۃ الصف، مطبوعہ دارالفکر بیروت. مسند احمد ص ۲۶۲/ج ۵/ حدیث أبی أمامۃ الباھلیؓ، (بقیہ آئندہ پر)

نہیں ہوسکتی ہوتو امام کوزیادہ آگے نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس قدر آگے ہوجائے کہ امام کے پیر مقتدیوں کے پیروں سے آگے رہیں یعنی ایڑی[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/شعبان ۱۳۵۵ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف ۱۱/شعبان ۱۳۵۵ھ　　الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے کچھ آگے بڑھنا کچھ پیچھے ہٹنا

سوال: مسجد میں جونمازی دیوار کے پاس ہوتا ہے تو جب رکوع میں جاتا ہے تو سرین دیوار سے لگتے ہیں اس لئے تھوڑا سا آگے کو بڑھنا پڑتا ہے پھر اٹھتے وقت تھوڑا سا پیچھے کو ہٹنا پڑتا ہے۔ ہر رکعت میں ایسا ہی ہوتا ہے، تو اس حرکت سے نماز میں نقص ہوگا یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جگہ کی تنگی کی وجہ سے اتنی قلیل حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوگی[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۷ھ

(گذشتہ کا بقیہ) مطبوعه دارالفكر بيروت. مجمع الزوائد ص ۲۵۲/ ج ۲/ كتاب الصلاة، باب فى الصف الاول، رقم (۲۵۰۹)، مطبوعه دارالفكر بيروت. طحطاوى على المراقى ص ۲۴۸/ مصرى، مطبوعه دمشق ص ۱۶۷/ كتاب الصلوٰة، باب الامامة.

(صفحہ ہٰذا) [۱] والاصح مالم يتقدم اكثر قدم المؤتم لاتفسد ومعنى المحاذاة المحاذاة بعصبه الخ. درمختار مع الشامى زكريا ص ۳۰۸/ ج ۲/ باب الامامة. البحر الرائق ص ۳۵۳/ ج ۱/ باب الإمامه، مطبوعه كوئٹه. النهر الفائق ص ۲۴۵/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت.

[۲] وهذا بناء على ان الفعل القليل غير مفسد مالم يتكرر متواليا وعلى ان اختلاف المكان مبطل مالم يكن لاصلاحها وهذا اذا كان قدامه صفوف (الى قوله) وان كان منفرداً فالمعتبر موضع سجوده فان جاوز فسدت والا فلا (الشامى نعمانيه ص ۴۲۱/ ج ۱) شامى زكريا ص ۳۸۸/ ج ۲/ باب مايفسد الصلوٰة، قبيل مطلب فى المشى فى الصلاة. (بقيه آئنده پر)

جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے جماعت کی کیفیت

سوال: لندن میں بواسطہ ورکنگ کمیٹی مانسک بھوپال (جسے بیگم نے مسجد کے نام سے گذشتہ صدی میں بنوایا تھا اوراسلامک کلچرل سینٹر ایسٹ لندن ماسک کیونکہ ان دونوں میں بڑے ہال ہیں اکثر مساجداو رمکانات ایسے ہیں جن کے کمرے بمشکل ۴/گز لمبے اور۳/ گز چوڑے ہوتے ہیں کہ دوصفیں اس حالت میں بنتی ہیں جب کہ پہلی صف امام کے دائیں بائیں صرف تین چارانگل فاصلہ سے بنائی جاتی ہے جمعہ کے دن مندرجہ حالات ہیں۔ دوسری صف کے اس غیرمحتاط مقتدی کا سر جوامام سے بالکل پیچھے ہوتا ہے، مسجد میں بسااوقات امام کے پیروں سے ٹکراجاتا ہے کیااس طرح نماز باجماعت بوجہ مجبوری بلاکراہت صحیح ہے؟

(نوٹ) یہاں پرمکان دومنزلہ ہوتا ہے، کیا امام کے دائیں بائیں صف بنا کر کھڑے ہونے والے مقتدیوں کے لئے اسی امام کی اقتداء میں اوپر کی منزل کے کسی کمرے میں انتظام کرنا ضروری ہے؟ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت ہے کہ امام کے دائیں اور بائیں صفیں ہوں[۱]

(گذشتہ کابقیہ) حلبی کبیری ص ۴۵۰/ فصل فیمایفسد الصلوۃ، قبیل فروع، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاھور. طحطاوی علی المراقی ص۲۶۳/ باب مایفسدالصلوۃ، مطبوعہ مصر.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ویکرہ ان یقوم فی غیر المحراب الالضرورۃ ومقتضاہ ان الامام لوترک المحراب وقام فی غیرہ یکرہ ولوکان قیامہ وسط الصف شامی زکریا ص۴۱۵/ ج۲ (الشامی نعمانیہ ص۲۳۴/ج۱) باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا. طحطاوی علی المراقی ص۲۴۷/ فصل فی بیان الأحق با لإمامۃ الخ، مطبوعہ مصر. النھرالفائق ص۲۴۵/ج۱/ باب الإمامۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت.

صرف امام کی ایڑی مقتدیوں کی ایڑی سے آگے رہے[۱]۔ پس چار انگل بھی اگر امام آگے رہے گا تب بھی اقتدا درست ہوگی۔ اوپر کی منزل میں بھی اس کا انتظام کیا جاوے کہ امام کے انتقالات (رکوع، سجدہ وغیرہ) کا مقتدیوں کو صحیح علم ہوتا رہے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند

جماعت میں ٹخنہ سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہونا

سوال: جماعت میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹخنہ سے ٹخنہ ملانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جماعت میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹخنے برابر ہی کرنے چاہئیں کہ صف سیدھی

---

[۲] ومعنى **المحاذاة** بالقدم المحاذاة بعقبه فلايضر قدم اصابع المقتدى على الامام حيث حاذاه بالعقب مالم يفحش التفاوت بين القدمين (الشامى نعمانيه ص ۳۸۱ ج ۱) شامى زكريا ص۳۰۸/ ج۲/ باب الامامة، قبيل مطلب هل **الإساءة** دون الكراهة الخ. طحطاوى على المراقى ص۲۴۷/ فصل فى بيان الأحق بالإمامة الخ، مطبوعه مصر. البحر الرائق ص۳۵۳/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۱] ولو قام على سطح المسجد واقتدى بإمام فى المسجد ان كان للسطح باب فى المسجد ولا يشتبه عليه حال الإمام يصح الإقتداء .... وان لم يكن له باب فى المسجد لكن لايشتبه عليه حال الإمام صح الإقتداء ايضاً، عالمگيرى كوئٹه ص۸۸/ ج ۱/ الفصل الرابع فى بيان مايمنع صحة الإقتداء الخ. قاضى خان على الهنديه ص۹۴/ ج ۱/ فصل فيمن يصح الإقتداء به الخ. تاتارخانيه ص ۶۱۲/ ج ۱/ الفصل السادس الكلام فى بيان من هو احق بالإمامة، بيان مايمنع صحة الاقتداء، مطبوعه كراچى.

رہے۔شرح ابوداؤد میں یہی تشریح کی ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بعد میں آنے والا شخص کسی مقتدی کو پیچھے کھینچ لے

سوال: (۱) زید امام کے پیچھے بکر نے نماز پڑھی اس کے بعد عمر آ کر شامل ہوا تو بکر پیچھے ہٹ گیا لیکن عمر کو اس مسئلہ کی واقفیت نہ تھی وہ کھڑا رہا اس پر بکر نے اپنے ہاتھ سے اس کو پیچھے ہٹا کر اپنے ساتھ شامل کر لیا کیا یہ فعل بکر کا مفسد صلوٰۃ تھا یا نہ؟

(۲) کیا بکر کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا؟

(۳) اگر شامل ہونے والا مقتدی پیچھے نہ ہٹے تو پھر پہلا مقتدی اپنی پہلی جگہ کھڑا ہو جاوے یا وہیں کھڑا رہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) بہتر یہ ہے کہ بعد میں آ کر شامل ہونے والا مقتدی اس پہلے سے شریک ہونے والے مقتدی کو کھینچ لے۔ اگر نہ کھینچے تو اس مقتدی کو خود پیچھے ہٹ جانے میں بھی مضائقہ نہیں اگر وہ دوسرا پہلے کے برابر آ کر کھڑا ہو گیا تو یہ بھی درست ہے کہ امام ان دونوں کو خفیف سا

---

[۱] قال ای نعمان ابن بشیر فرأیت الرجل ای من الصحابة المصلین بالجماعة بعد صدور ذالک القول من رسول الله صلی الله علیه وسلم یلزق ای یلصق منکبه بمنکب صاحبه ورکبته برکبة صاحبه وکعبه بکعبه ولعل المراد بالزاق المحاذاة فان الزاق الرکبة بالرکبة والکعب بالکعب فی الصلوٰة مشکل واما الزاق المنکب بالمنکب فمحمول علی الحقیقة بذل المجهود ص ۳۶۰/ج ۱ (مطبوعه رشیدیه سهارنپور) کتاب الصلوٰة، باب تسویة الصفوف. فیض الباری ص ۲۳۶/ج ۲/ کتاب الاذان، باب الزاق المنکب بالمنکب، مطبوعه خضر راه دیوبند. اعلاء السنن ص ۳۱۹/ج ۴/ ابواب الامامة، باب سنیة تسویة الصف الخ، مطبوعه ادارة القران کراچی.

اشارہ کردے کہ وہ دونوں پیچھے ہٹ جائیں اور یہ بھی درست ہے کہ امام خود آگے بڑھ جائے اگر مسئلہ معلوم نہ ہوتو پھر دوسرے مقتدی کو امام کے برابر کھڑے ہونے میں بھی مضائقہ نہیں بلکہ ایسی حالت میں کوئی کسی کو نہ کھینچے کیونکہ ناواقفیت کی وجہ سے فساد نماز کا اندیشہ ہے۔بکر کے اس فعل سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔[۱]

(۲) ایسا کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے کہ نہ کرنے سے بھی نماز فاسد نہیں ہوئی۔

(۳) ناواقفیت کی صورت میں پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں اگر ہٹ گیا اور دوسرا مقتدی پیچھے نہیں ہٹا تو پہلے مقتدی کو دوبارہ آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱/۵۶ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۶/محرم ۵۶ھ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

ایک نمازی کو صف اول سے پیچھے کھینچنا اور اس جگہ کا پر کرنا

سوال: زید جب مسجد میں پہونچا تو نماز جماعت شروع ہو چکی تھی مسجد کی پہلی صف پوری

---

[۱] فی الفتح ولو اقتدی واحد بآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی بعد التکبیر ولو جذبه قبل التکبیر لایضره وقیل یتقدم الامام اھ ومقتضاه ان الثالث یقتدی متأخراً ومقتضی القول بتقدم الامام انه یقوم بجنب المقتدی الاول والذی یظهر انه ینبغی للمقتدی التاخر اذاجاء ثالث فان تاخر والا جذبه الثالث ان لم یخش افساد صلاته فان اقتدی عن یسار الامام یشیر الیهما بالتأخر وهو اولیٰ من تقدمه لانه متبوع (الی قوله فی الفتح عن صحیح مسلم قال جابر سرت مع النبی صلی الله علیه وسلم فی غزوة فقام یصلی فجئت حتی قمت عن یساره فاخذ بیدی فادارنی عن یمینه فجاء ابن صخر حتی قام عن یساره فاخذ بیدیه جمیعا فدفعنا حتی اقامنا خلفه اه وهذا کله عندالامکان والا تعین الممکن (الشامی نعمانیه ص ۳۸۲ ج ۱) وشامی زکریا ص ۳۰۹ ج ۲ باب الامامةهل الاسادة دون الکراهة الخ، طحطاوی علی المراقی ص ۲۴۷ مطبوعه مصری، باب الامامة،البحرالرائق ص ۳۵۲/ج ۱/ مطبوعه کراچی، باب الامامة.

ہوچکی تھی اس پر زید نے پہلی صف میں سے ایک نمازی کو جوامام کے دائیں طرف تھا پیچھے کو کردیا اب جوجگہ پہلی صف میں خالی ہوگی اس کو کس طرح پر کیا جائے کیا اسی طرح خالی رکھا جائے یا اور کوئی صورت ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اس کے آس پاس دائیں بائیں جولوگ موجود ہیں وہ ذرا ذراہٹ کر دونوں طرف سے اس جگہ کو پُر کرلیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک مقتدی کے بعد دوسرا مقتدی آ گیا تو کہاں کھڑا ہو

سوال: امام اور ایک مقتدی اس کے داھنی طرف ہواور دونوں حالت رکوع میں ہوں ایک نمازی اور آ گیا اب یا تو وہ نمازی ایک رکعت ضائع کرے یاامام کے بائیں جانب کھڑا ہوجائے کیا حکم ہے اگر امام کے بائیں جانب کھڑا ہوجائے تب رکوع کے بعد امام کو بڑھنا چاہیے اگر جگہ ہو۔ ورنہ کیا مقتدیوں کو پیچھے کھسکنا چاہئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام کے ساتھ اگر ایک مقتدی ہواور وہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہواور پھر کوئی مقتدی آ کر شریک ہوتو یہ بھی درست ہے کہ امام آگے بڑھ جائے یہ بھی درست ہے کہ مقتدی کو اشارہ کردے کہ وہ پیچھے ہوجائے۔ یہ بھی درست ہے کہ بعد میں آنے والاخود پہلے کو پیچھے کھسکالے اگر بعد میں آنے والا بائیں جانب کھڑا ہوگیا اور امام رکوع میں ہے تو رکوع سے فارغ

---

[۱] عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سدوا الخلل الحديث. مشكوٰة ص ۹۹ باب تسوية الصفوف. الفصل الثالث، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شگافوں کو بند کرو۔

ہوکر امام آگے بڑھ جائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک مقتدی کے بعد دوسرا مقتدی آگیا تو وہ کس طرف شرکت کرے

سوال: ایک امام اور ایک مقتدی امام کے داہنی طرف قعدہ میں بیٹھے ہیں ایک اور مقتدی آگیا وہ امام کے کس طرف بیٹھے؟ آخری قعدہ ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بائیں طرف[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

ایک مقتدی ہو تو کہاں کھڑا ہو

سوال: اگر ایک مقتدی اور ایک امام ہے دونوں برابر میں کھڑے ہوگئے تو نماز ہوگی یا نہیں اگر نہیں تو کس طرح کھڑے ہوں؟

---

[1] اذا اقتدى بامام فجاء آخر يتقدم الامام موضع سجوده كذا فى مختارات النوازل وفى القهستانى عن الجلابى أن المقتدى يتأخر عن اليمين الىٰ خلف إذاجاء آخر وفى الفتح ولو اقتدىٰ بأخر فجاء ثالث يجذب المقتدى بعد التكبير الخ. شامى زكريا ص ۳۰۹/ ج ۲. شامى نعمانيه ص ۳۸۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة او افحش منها. طحطاوى على المراقى ص ۲۴۷/ باب الامامة، مطبوعه مصرى. البحر الرائق ص ۳۵۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه كراچى. فتح القدير ص ۳۵۷/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] والظاهر ايضا ان هذا اذا لم يكن فى القعدة الاخيرة والا اقتدى الثالث عن يسار الامام ولاتقدم ولاتاخر شامى نعمانيه ص ۳۸۲/ ج ۱ . شامى زكريا ص ۳۰۹/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب هل الاساءة دون الكراهة الخ.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے پیچھے رہے[۱] اور بس۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

صف کے پیچھے تنہا ایک آدمی کا کھڑا ہونا

سوال: (۱) فقہاء نے لکھا ہے کہ صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ بہتر ہے کہ اگلی صف سے ایک آدمی پیچھے کھینچ لے۔ تو اس آدمی کو کس طرف سے کھینچے وسط سے یا درمیان سے یا نہیں اور کہاں کھڑا ہو یعنی امام کے پیچھے لاوے یا نہیں یا وہیں کھڑا ہو جائے جہاں سے آدمی کو پیچھے لاوے اور کیا جس کو پیچھے لاوے گا اس کی نماز میں کچھ نقصان نہ ہوگا؟

(۲) حضرت مولانا تھانوی صاحب رحمۃ اللہ نے کسی رسالہ میں لکھا ہے کہ اگر امام مایجوز به الصلوٰة پڑھ چکا ہے صحت کے ساتھ اور پھر آگے چل کر کہیں بھول گیا یا غلط پڑھ گیا یا کوئی اور بات آگئی تو نماز ہو جائے گی۔ لہٰذا گذارش ہے کہ اگر سورۃ بینہ میں خیر البریہ کی جگہ شر البریہ پڑھ دے تو کیا نماز ہو جائے گی۔ فقط بینوا توجروا

الجواب: حامداً ومصلیاً!

(۱) اگر ایک صف پوری ہو چکی اس کے بعد کوئی نمازی آیا ہے تو اس کو چاہئے کہ کچھ انتظار کر لے اور اگر رکوع سے پہلے پہلے کوئی اور مقتدی آ جائے تو اس کے ساتھ مل کر کھڑا

---

[۱] ومعنی المحاذاة بالقدم المحاذاة بعقبه فلایضر تقدم اصابع المقتدی علی الامام حیث حاذاه بالعقب مالم یفحش التفاوت بین القدمین (الشامی نعمانیه ص ۳۸۱ ج ۱) شامی زکریا ص ۳۰۸/ج ۲/ باب الامامة، مطلب هل الاساء ة دون الکراهة الخ. مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۳۵/ باب الامامة، مطبوعه مصری. مجمع الانهر ص ۱۶۵/ ج ۱/ باب الإمامة، دارالکتب العلمیه بیروت. البحر الرائق ص ۳۵۳/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

ہوجائے اگر کوئی اور نمازی نہیں آیا تو اس کو چاہئے کہ کسی شخص کو جو کہ اس مسئلہ سے واقف ہو صف میں سے کھینچ لے اور جس جگہ سے کھینچا ہے اسی جگہ سے پچھلی صف میں دونوں کھڑے ہوجائیں (تقليلاً للمشى فى الصلوٰة) اور اگر کوئی اس مسئلہ کا جاننے والا نہ ہو تو پھر تنہا ہی کھڑا ہوجائے و**متىٰ استوىٰ جانباه يقوم عن يمين الامام ان امكنه و ان وجد فى الصف فرجة سدها والاانتظر حتىٰ يجئى اٰخر فيقفان خلفه و ان لم يجئى حتىٰ ركع الامام يختار أعلم الناس بهذه المسئلة فيجذبه و يقفان خلفه و لو لم يجد عالما يقف خلف الصف بحذاء الامام للضرورة و لو وقف منفرداً بغير عذر تصح صلاته ردالمحتار[1] ص ۵۹۴ ج ۱۔**

(۲) حضرت مولانا تھانویؒ نے یہ مضمون کس رسالہ میں تحریر فرمایا ہے اس کی عبارت نقل فرمایئے تب جواب دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف ۱۰/ شعبان ۵۵ھ

تنہا آدمی صف کے پیچھے کھڑا ہو

سوال: اگر جماعت قعدہ اخیرہ میں بیٹھی ہے تو پیچھے آنے والا اکیلا آدمی کیا کرے، کیا پیچھے تنہا بیٹھ جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب قعدۂ اخیرہ میں آکر شریک ہوا اور صف پُر ہو تو پیچھے تنہا بیٹھ جائے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند یکم صفر ۸۹ھ

[1] الدر المختار على الشامى نعمانيه ص ۳۸۲/ ج ۱. شامى زكريا ص ۳۱۰/ ج ۲ (بقیہ آئندہ)

اگر مقتدی ایک نابالغ لڑکا اور ایک بالغ ہو تو کس طرح کھڑے ہوں

سوال: ایک مقتدی اور ایک لڑکا نابالغ ان دونوں کو امام اپنے پیچھے کھڑا کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

کرسکتا ہے بلکہ اسی طرح کرنا چاہئے کذا فی الطحطاوی[۱] ص ۱۶۸۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(گذشتہ کا بقیہ) بـاب الامـامة، قبيل مطلب فی كراهة قيام الامام فی غير المحراب. البحر الرائق ص ۳۵۳/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. فتح القدير ص ۳۵۷/ج ۱/ باب الإمامة، دار الفكر بيروت. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۹/ فصل فی بيان الأحق بالامامة، مطبوعه مصری.

۲ استوى جانباه يقوم عن يمين الامام ان امكنه وان وجد فی الصف فرجة سدها والا انتظر حتى يجئ آخر فيقفان خلفه وان لم يجئ حتى ركع الامام يختار اعلم الناس بهذه المسئلة فيجذبه ويقفان خلفه ولو لم يجد عالما يقف خلف الصف بحذاء الامام للضرورة ولو وقف منفرداً بغير عذر تصح صلاته عندنا (الشامی نعمانيه ص ۳۸۲/ج ۱) وشامی زكريا ص ۳۱۰/ج ۲/ باب الامامة، قبيل مطلب فی كراهة قيام الامام فی غير المحراب. البحر الرائق ص ۳۵۳/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۲۴۹/ فصل بيان الأحق بالامامة، مطبوعه مصری.

(صفحہ ہٰذا) ۱ وإن لم يكن جمع من الصبيان يقوم الصبی بين الرجال (قوله يقوم الصبی ولو كان مع رجل تقدمهما الامام الخ. (طحطاوی على المراقی ص ۲۴۹/ مطبوعه مصری) باب الامامة. البحر الرائق ص ۳۵۳/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. شامی كراچی ص ۵۷۱/ج ۱/ باب الامامة، مطلب فی الكلام على الصف الاول، اذا كان معه اثنان قاما خلفه وكذلک اذا كان احدهما صبيا. عالمگيری ص ۸۸/ج ۱/ الفصل الخامس فی بيان مقام الام الخ، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

مسجد میں ایک جانب اضافہ ہوگیا تو امام کہاں کھڑا ہو؟

سوال: مسجد کے اندرونی حصہ کو ضرورۃً شمال کی جانب سے بڑھا دیا گیا۔ اب امام کے داہنے جانب تیس نمازی اور بائیں جانب پندرہ نمازی رہتے ہیں۔ بحالتِ موجودہ کسی قسم کی کراہت تو نہیں ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

ایسی حالت میں امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہئے تا کہ دونوں طرف مقتدی برابر ہوں ورنہ کراہت ہوگی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مقام امام وسط مسجد ہے

سوال: امام بجائے درمیانی دروازے کے ایک جانب میں کھڑا ہوتا ہے جس کی وجہ سے مقتدی بعض مسجد سے خارج حصہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر امام وسط صحن میں کھڑا ہو تو سب مقتدی مسجد میں کھڑے ہو سکتے ہیں خارج مسجد کی ضرورت نہیں۔ پس دونوں صورتیں مساوی ہیں یا ایک اولیٰ دوسری غیر اولیٰ۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہئے کہ یہی سنت ہے وسط کو چھوڑ کر کسی ایک جانب کھڑا ہونا یہ

---

[1] السنة أن يقوم الإمام ازاء وسط الصف الخ. شامي زكريا ص ۳۱۰/ج۲ وشامي نعمانيه ص ۳۸۲/ج ۱/ باب الامامة، مطلب في كراهة قيام الامام في غير المحراب. سكب الانهر ص ۱۶۵/ج ۱/ فصل في الجماعة، دار الكتب العلميه بيروت. عالمگیری ص ۸۹/ج ۱/ الفصل الخامس في بيان مقام الإمام والمأموم، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

خلافِ سنت ہے۔ مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے جولوگ خارج مسجد کھڑے ہوں گے ان کو مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔ السنة ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الاتریٰ انَّ المحاریب مانصبت الا وسط المساجد وھی قدعینت مقام الامام. درمختار[۱] ص ۵۹۴ ج ۱۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۸/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/ شعبان ۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/ شعبان ۶۱ھ

امام مسجد کا وسط میں کھڑا ہونا

سوال:۔ ہماری مسجد کا نقشہ مندرجہ ذیل ہے۔
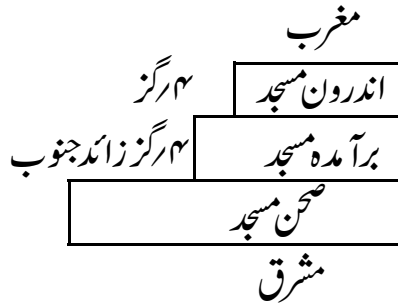
مسئلہ ذیل کی رو سے امام بیچ میں بروقت نماز ہونا چاہئے مگر برآمدہ مسجد سے جنوب کی طرف ۴/ گز بڑھا ہوا ہے اب اگر جماعت برآمدہ میں ہو تو امام کو کہاں

	مغرب		
	اندرون مسجد	۴/ گز	
شمال	برآمدہ مسجد	۴/ گز زائد جنوب	
	صحن مسجد		
	مشرق		

کھڑا ہونا چاہئے، کیونکہ برآمدہ کی مغرب والی دیوار جو مسجد کے اندرون کی دیوار ہے، اس میں تین دروازے ہیں، اب ان میں سے امام کو کونسے دروازے پر کھڑا ہونا چاہئے۔

---

[۱] الدر المختار علی الشامی نعمانیه ص ۳۸۲/ ج ۱. شامی زکریا ص ۳۱۰/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب فی کراهة قیام الامام فی غیر المحراب. بذل المجهود ص ۳۶۵/ ج ۱/ باب مقام الامام من الصف، مطبوعه رشیدیه سهارنپور. عالمگیری ص ۸۹/ الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والمأموم، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

(ب) برآمدہ سے مسجد صحن مسجد بھی اس طرح سے ۴ رگز جنوب کو بڑھا ہوا ہے، اب اگر امام جماعت صحن میں کرے تو وہ کہاں کھڑا ہو چونکہ مسجد کی مغرب والی دیوار جو برآمدہ کی ہے اس میں پانچ دروازے ہیں، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ امام کونسے دروازے میں کھڑا ہو، کیونکہ اگر صحن کا بیچ کر کے امام کھڑا کیا جاتا ہے تو وہ برآمدہ کے چوتھے دروازہ میں کھڑا ہوتا ہے، جو مسجد کی جنوبی دیوار کے سامنے امام کھڑا ہو جاتا ہے۔

(ج) اگر محراب مسجد کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، تو جماعت جنوب کی طرف ۸ رگز بڑھ جاتی ہے، یہ پوزیشن مسجد کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

امام کو ایسی جگہ کھڑا ہونا چاہئے کہ اس کے شمال وجنوب میں حدود مسجد کے اندر دونوں طرف نمازی برابر ہوں، یہی حکم برآمدہ اور صحن مسجد کا ہے، اگر اس مسجد کی محراب بالکل وسط میں ہے اور برآمدہ وصحن میں کسی جانب اضافہ ہے تو اصل مسجد کی محراب کی سیدھ میں برآمدہ وصحن میں کھڑا ہونا ضروری نہیں، بلکہ برآمدہ وصحن میں جو جگہ وسط ہو وہاں کھڑا ہو۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۱۱/۹۹ھ

امام کے پیچھے کیسا آدمی کھڑا ہو

سوال: امام صاحب سے بار بار کہا گیا ہے کہ آپ کے پیچھے پہلی صف میں ایسا شخص کھڑا

---

[1] السنة ان یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولو قام فی احد جانبی الصف یکره ولو کان المسجد الصیفی بجنب الشتوی وامتلاء المسجد یقوم الامام فی جانب الحائط لیستوی القائم من جانبیه الخ، شامی کراچی ص ۵۶۸/ ۱، باب الامامة، قبیل مطلب فی کراهیة قیام الامام فی غیر المحراب عالمگیری کوئٹه ص ۸۹/ ۱، الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والماموم، تبیین الحقائق ص ۱۳۶/ ۱، باب الامامة، مطبوعه امدادیه ملتان.

ہو جو شخص امامت کے قابل ہو۔ وقت آنے پر بآسانی امامت کر سکے امام صاحب کا کہنا ہے کہ میرے پیچھے والی صف میں ان پڑھ جاہل کوئی بھی کھڑا ہوسکتا ہے۔ ثانی امام کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور میرا وضو کسی بھی صورت میں ٹوٹتا نہیں، شرعی حکم سے مطلع کیجئے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

حدیث پاک میں موجود ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم وعقل والے میرے قریب نماز میں (صف اول میں) کھڑے ہوا کریں[1] بھول چوک سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کو بھی سہو ہوا جس پر سجدہ سہو کیا گیا[2] یہ ہر ایک کو پیش آ سکتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۶/ ۱۴۰۰ھ

---

[1] عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلينى منكم اولوا الاحلام والنهى ثم الذين يلونهم ثلاثاً واياكم وهيشات الاسواق مسلم شريف ص ۱۸۱/ج ۱/ مطبوعه رشيديه دهلى، كتاب الصلوٰة (باب تسوية الصفوف، مشكوٰة شريف ص۹۸/ باب تسوية الصف، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند. مبسوط سرحسى ص ۳۰/ج ۱/ كيفية الدخول فى الصلاة، قبيل باب افتتاح الصلوة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

ترجمه: عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک وہ لوگ کھڑے ہوں جو عقل وشعور کے مالک ہوں ان کے بعد متوسط لوگ پھر ان کے بعد اور لوگ نیز بازاری حرکات سے تم لوگ پرہیز کرو۔

[2] عن عبدالله قال صلى بنارسول الله ﷺ خمساً فقلنا يارسول الله ﷺ زيد فى الصلوٰة قال وما ذاک قالوا صليت خمساً قال انماانابشر مثلكم اذكر كماتذكرون وانسى كماتنسون ثم سجد سجدتى السهو مسلم شريف ص۲۱۳ ج ۱ مطبوعه (رشيديه دهلى) (باب من صلى خمسا او نحوه فليسجد سجدتين.) كتاب الصلوٰة. مشكوٰة شريف ص ۹۲/ باب السهو، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند

ترجمه: حضرت عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں پانچ رکعتیں پڑھائیں ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا نماز میں اضافہ ہوگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کیسے صحابہ نے جواب دیا کہ آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھا دیں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی تم ہی جیسا کہ انسان ہوں مجھے یادداشت رہتی ہے جس طرح تمہیں یاداشت رہتی ہے اور بھول جاتا ہوں اسی طرح تم سب بھول جاتے ہو اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے سجدہ سہو کیا۔

صف اول میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا

سوال: نماز میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ پہلی صف میں ایک آدمی کی جگہ خالی تھی اور دوسری صف میں کھڑا ہوگیا جب اس سے وجہ دریافت کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ میں دوسری صف میں اس لئے کھڑا رہا کہ اس دوسری صف میں صرف ایک آدمی تھا اور ایک آدمی کو صف میں کھڑا نہیں ہونا چاہئے اس وجہ سے میں ان کے ساتھ دوسری صف میں کھڑا ہوگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی صف میں جگہ خالی ہے ایک آدمی کی اور دوسری صف میں ایک آدمی کھڑا ہے تو ایسی صورت میں بعد میں آنے والا کیا کرے کیا دوسری صف میں کھڑے ہونے کیوجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی؟

الجواب: حامداً ومصلياً!

غلطی پہلے شخص کی ہے کہ صف اول میں جگہ باقی رہتے ہوئے بھی صف ثانی میں کھڑا ہوا پھر دوسرا شخص جب اس کے برابر اس نیت سے کھڑا ہوگیا کہ اس کے تنہا کھڑا رہنے سے جو کراہت ہے وہ ختم ہوجائے تو اس کی یہ نیت غلط نہیں تاہم یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اس میں نزاع کیا جائے نماز سب کی ہوگئی۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/ ۸۹ھ

---

[1] ولو وجد فرجة فى الأول لا الثانى له خرق الثانى لتقصيرهم وفى الحديث "من سد فرجة غفر له" (درمختار على الشامى كراچى ص ۵۷۰/ج ۱) باب الامامة مطلب فى الكلام على الصف الاول. عالمگيرى ص ۸۹/ج ۱/ الفصل الخامس فى بيان مقام الامام والمأموم، مطبوعه دارالكتاب ديوبند. بحرالرائق ص ۳۵۳/ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

امام کے پیچھے والی صف چھوٹی بعد والی بڑی

سوال: ہمارے یہاں ایک عیدگاہ ہے جس کی مرمت کرائی جارہی ہے اور پیش امام کی جگہ کوتھوڑا آگے کردیا گیا ہے جس کے نتیجہ کے طور پر پیش امام کے پیچھے جوصف بنے گی وہ چودہ آدمیوں پر مشتمل ہوگی اس کے بعد کی صف تقریباً ۱۰۰ر آدمیوں کی ہے کیا چھوٹی صف پہلے بن سکتی ہے اوراس کے پیچھے بڑی صف بن جائے، شرعاً اس پر روشنی ڈالنے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگرامام کے پیچھے جگہ کم ہونے کی وجہ سے چودہ آدمیوں کی صف ہواس کے پیچھے ۱۰۰ رسو آدمیوں کی صف ہوتو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں درست ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صفوف میں جہت قبلہ کی رعایت میں ان کا چھوٹا بڑا ہونا

سوال:۔ایک مکان ہے جس میں نماز باجماعت ہوتی ہے مگر بوجہ مکانیت کے صفیں چھوٹی بڑی، بچھائی جاتی ہیں، تواس طرح نماز باجماعت وجمعہ پڑھ سکتے ہیں یانہیں؟ مثلاً

---

[1] تكلموا فى الصف الاول قيل هو خلف الامام فى المقصورة وقيل مايلى المقصورة وبه أخذ الفقيه ابوالليث لأنه يمنع العامة عن الدخول فى المقصورة فلاتتوصل العامة الىٰ نيل فضيلة الصف. اقول والظاهر أن المقصورة فى زمانهم اسم لبيت فى داخل الجدار القبلى من المسجد كان يصلى فها الامراء الجمعة ويمنعون الناس من دخولها خوفاً من العدو الخ شامى كراچى ص ۵۶۹ ر ج ۱ ر باب الإمامة، مطلب فى الكلام علىٰ الصف الاول.

نوٹ: مذکورہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے صف اول یعنی مقصورہ میں جونماز پڑھتے تھے وہ چھوٹی ہوتی تھی۔
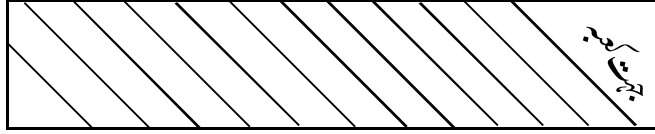
اس طرح صفیں بچھتی ہیں، ان پر نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مکان کے رخ پر صفوف کا ہونا ضروری نہیں جہت قبلہ پر صفوف قائم کی جائیں[۱] اگرچہ بعض چھوٹی بعض بڑی ہوجائیں، پنج وقتہ نماز درست ہے، اگر وہاں ہر ایک کو شرکت نماز کی اجازت ہو کوئی رکاوٹ نہ ہو تو وہاں جمعہ بھی درست ہے[۲] اگر وہاں مسجد نہیں ہے تو مسجد بنانے کی کوشش کی جائے۔[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۹/۹۴ھ

---

[۱] السادس استقبال القبلة فللمكى اصابة جهتها بان يبقى شىء من سطح الوجه مسامتا للكعبة او لهوائها ﷺ در مختار مع الشامى كراچى ص۴۲۷/ج ۱ كتاب الصلوة، مبحث فى استقبال القبلة، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۱۷۰/ج ۱۷۱، باب شروط الصلوة، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۸۴ ج ۱، باب شروط الصلوة.

[۲] ويشترط لصحتها (اى الجمعة) سبعة اشياء (الى قوله) والسابع الاذن العام ان يأذن للناس اذنا عاما، بان لا يمنع احداً ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذى تصلى فيه (رد مختار مع الشامى كراچى، ص ۱۵۱/ج ۲ باب الجمعة، مطلب فى قول الخطيب قال الله تعالىٰ الخ، تاتارخانيه كراچى ص ۷۰/ج ۲، شرائط الجمعة، والشرط السادس الاذن العام، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص۴۱۷، باب الجمعة.

[۳] عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال امر النبى صلى الله عليه وسلم ببناء المسجد فقال يا بنى النجار ثامنونى بحائطكم هذا قال لا والله لا نطلب ثمنه الا الى الله (بخارى شريف ص۳۸۸ ج ۱، كتاب الوصايا، باب اذا وقف جماعة ارضا مشاعا فهو جائز، مطبوعه اشرفى ديوبند، مشكوٰة، شريف ص ۶۹، باب المساجد، ومواضع الصلوة، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، مرقاة شرح مشكوٰة ص۴۵۸ ج ۱، الفصل الثانى، مطبوعه بمبئى.

جگہ تنگ ہو تو امام کا بیچ میں کھڑا ہونا

سوال: ایک مسجد ہے جس میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہی نہیں ہے امام صف سے ایک قدم کے قریب آگے کھڑا ہوتا ہے آدھی صف اس کے دائیں آدھی صف اس کے بائیں۔ نماز درست ہے۔ بیچ میں جگہ خالی ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

جب مسجد اتنی تنگ ہے تو امام کا بیچ میں کھڑا ہونا درست ہے جس طرح ایک مقتدی ہو تو داہنی طرف کھڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام آدمی داہنی طرف اور بائیں طرف کھڑے ہو جائیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تنگی کی وجہ سے امام کا مقتدیوں سے دو چار انچ آگے ہونا

سوال: مسجد میں محراب نہیں ہے اور امام صف پر کھڑا ہوتا ہے اور جمعہ کے روز جگہ کی تنگی رہتی ہے۔ تو امام دو چار انچ آگے بڑھ جاتا ہے اور مقتدی بھی اسی صف پر، تو امام درمیان میں ہو گیا۔ تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ اگر درست ہے تو حوالہ کتب کی اہم ضرورت ہے۔ اگر درست نہیں ہے تو کیوں؟ اور تنگی کی صورت میں یہ جماعت مانند عورتوں کے ہوگی یا نہیں؟

---

[۱] وإن صلى مع اثنين تقدم عليهما الىٰ ماقال ان الإمام لوقام فى وسط القوم او قاموا فى ميمنته او ميسرته فقد أساؤوا الخ حلبى كبيرى ص ۵۲۱/ باب الإمامة، سهيل اكيڈمى لاهور.
عالمگيرى ص۸۸/ ج ۱/ الفصل الخامس فى بيان مقام الإمام ، مطبوعه دارالكتاب ديوبند.
بحرالرائق ص ۳۵۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام کو مقتدیوں سے آگے کھڑا ہونا چاہئے[1]۔ لیکن اگر نمازیوں کی کثرت اور جگہ تنگ ہو اس لئے چند انچ ہی مقتدیوں سے آگے ہے تب بھی کافی ہے[2]۔ یہ عذر شرعاً معتبر ہے، جیسا کہ ازدحام میں پچھلی صف والے اگلی صف والوں کی کمر پر سجدہ کرلیں[3]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۰/ ۹۵ھ

نیت باندھنے کے بعد صف میں کھڑے ہونے والوں کو جگہ کرنے کیلئے حرکت دینا

سوال: امام صاحب نے نیت باندھ کر قراءت شروع کردی ایک شخص آیا اس نے کسی مقتدی کے پیچھے کچھ جگہ دیکھی اس نے اپنی نیت باندھنے سے پہلے قریب چھ آدمیوں کو حرکت دی یعنی ان کو ہلایا کیوں کہ جب بیچ میں ایک شخص کے برابر میں کچھ جگہ خالی تھی محض اس شخص کی ناواقفیت یا کوتاہی سے آنے والے شخص نے جگہ خالی دیکھ کر چھ یا پانچ نمازیوں کو حرکت دی

---

[1] ومعنى المحاذاة بالقدم المحاذاة بعقبه فلايضر تقدم اصابع المقتدى على ا لامام حيث حاذاه بالعقب مالم يتفحش التفاوت بين القدمين (الشامى نعمانيه ص ١ ٣٨ ج ١) شامى زكريا ص٣٠٨/ج٢/ باب الامامة قبيل مطلب مطلب هل الإساء ة دون الكراهة او افحش منها.

[2] وإن صلى مع اثنين تقدم عليهما الخ حلبى كبيرى ص ٥٢١/ باب الإمامة، سهيل اكيڈمى لاهور. شامى كراچى ص٥٦٥/ج١/ باب الامامة، مطلب هل الإساء ة دون الكراهة الخ. بحر ص ٣٥٢/ج١/ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[3] وان سجد للزحام علىٰ ظهر مصل صلاته اللتى هوفيها جاز للضرورة الخ. الدرالمختار على الشامى زكريا ص ٢٠٩ ج٢ باب صفة الصلوٰة.مطلب فى اطاعة الركوع للجائى. مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص١٨٧/ باب شروط الصلاة، مطبوعه مصرى. البحرالرائق ص ٣١٩/ج١/ فصل اذا اراد الدخول فى **الصلاة**، باب صفة **الصلوٰة**، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

اس کے بعد خود نیت باندھی ان چھ آدمیوں میں سے ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا تھا کیوں کہ میری نماز کا تمام خشوع وخضوع جاتا رہا ہے اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آنے والے شخص نے صحیح فرمایا۔ جواب تحریر فرماویں کہ نماز میں اس طرح نیت باندھنے کے بعد حرکت دینا جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر تھوڑی جگہ تھی جس میں کھڑے ہونے کی گنجائش نہیں تھی تو پانچ چھ آدمیوں کو حرکت نہیں دینی چاہئے تھی جس سے ان سب کی نماز کے خشوع میں فرق آیا اور ان کو تنگی بھی ہوئی[1]۔

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین مفتی دارالعلوم دیوبند

امام کا محراب میں کھڑا ہونا

سوال: مسجد کے اندرونی حصہ میں دوصفوں کی جگہ ہے، محراب اتنا کشادہ ہے کہ امام بآسانی رکوع وسجدہ کرسکتا ہے؟

(۱) اگر امام محراب کے اندر کھڑا ہوتا ہے تو مقتدیوں کو کوئی دقت نہیں ہوتی لیکن امام صاحب کہتے ہیں کہ نماز درست نہیں ہوگی؟

[1] الافضل أن يقف في الصف الاخر اذا خاف ايذاء احد قال عليه الصلوٰة والسلام من ترك الصف الاول مخافة ان يوذى مسلماً أضعف له اجر الصف الاول. شامی زکریا ص ۳۱۱/ج ۲/ باب الامامة مطلب فی كراهة قيام الامام فی غير المحراب. فتح القدير ص ۳۵۷/ج ۱/ باب الإمامة، دارالفكر بيروت.

(۲) اگر امام محراب سے صرف ایڑیاں باہر رکھتا ہے تو قعدہ کی حالت میں امام کا جسم محراب کے اندر ہو جاتا ہے لہذا نماز درست نہ ہوگی؟

(۳) اگر امام محراب سے بالکل باہر کھڑا ہوتا ہے تو مقتدیوں کے سر امام کے سرین سے ٹکراتے ہیں جس کی وجہ سے مقتدی کچھ کھسک جاتے ہیں اور صف ٹیڑھی ہو جاتی ہے تب سجدہ کرنا پڑتا ہے اور بعض لوگ امام کے پیچھے کھڑے ہونے سے کتراتے ہیں لیکن امام صاحب کہتے ہیں کہ صحیح طریقہ یہی ہے، شرعی اعتبار سے مطلع فرمائیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

یہ کہنا غلط ہے کہ شکل (۱) و(۲) میں نماز درست نہ ہوگی، ہاں شکل نمبر ایک میں امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے[۱]۔ شکل (۲) میں نہ مقتدی کو دشواری ہے نہ امام کو، تو شکل (۲) کو اختیار کرلیا جائے جگہ کی قلت اور جگہ کی دشواری اور نمازیوں کی کثرت کے وقت خود محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں[۲]۔ شکل (۳) میں صف ٹیڑھی نہ کی جائے نہ دوسری صف والوں کے لئے تنگی کی جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ

امام مسجد کے اندر ہو اور کچھ مقتدی باہر صحن میں ہوں دروازے پر پردہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال: موسم سرما میں مسجد میں دروازوں پر کپڑے یا ٹاٹ کے پردے ڈال دیئے جاتے

---

[۱] ویکرہ قیام الإمام بجملته فی المحراب لاقیامه خارجه وسجود فیه، مراقی الفلاح ص ۵۵، مطبوعه امدادیه دیوبند، مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی مصری ص ۲۹۴/ فصل فی المکروهات.

[۲] ویکره قیام الامام فی المحراب واذا ضاق المکان فلاکراهة، (بقیه آئنده صفحه پر)

ہیں اگر سب دروازوں پر پردے پڑے ہوں اور مقتدی پردے کے بھی باہر کھڑے ہوں تو ان کی نماز ہوجاتی ہے کہ نہیں جب کہ امام صاحب کی قراءت اور تکبیر کی آواز آرہی ہو نیز یہ کہ اگر آواز نہ آتی ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر امام کی قراءت اور انتقالات کا مقتدیوں کو صحیح علم ہوتا ہے تو نماز درست ہوجاتی ہے۔[۱]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۲/۱۴۰۰ھ

دوستون کے درمیان صف بنانا

سوال: ایک مسجد ہے جس میں امام کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوجاتی ہے اسی طرح پھر دوسری صف لگ جاتی ہے، لیکن ان دونوں صفوں کے درمیان ستون آجاتے ہیں، ان ستونوں کے درمیان ایک صف کھڑی ہوسکتی ہے، لیکن وہ صف مسلسل نہیں ہوسکتی بلکہ ستون کی آڑ کی وجہ سے صف میں خلاء ہوجاتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا ان ستونوں کے درمیان صف ثانی کھڑی ہوسکتی یا ان ستونوں کے درمیان کی جگہ خالی چھوڑ دی جائے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

مبسوط سرخسی میں موجود ہے کہ اگر ستون درمیان میں ہو تو اس سے نہ اقتداء ممنوع

(گذشتہ کا بقیہ) مراقی الفلاح ص ۵۵، فصل فی المکروهات، مطبوعه امدادیه دیوبند، مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص ۲۹۴، مطبوعه مصر، شامی کراچی ص ۶۴۵/ج ۱/ باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها. عالمگیری ص ۱۰۸/ج ۱/ الفصل الثانی فیمایکره فی الصلوة، مطبوعه کوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] والحائل لایمنع الاقتداء ان لم یشتبه حال امامه بسماع او روية ولو من باب شبک یمنع الوصول ولم یختلف المکان (الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۵۸۶/ج ۱) باب الامامة مطلب الکافی للحکم جمع کلام محمدالخ. مراقی الفلاح مع الطحطاوی (بقیہ اگلے پر)

ہوتا ہے نہ کراہیت پیدا ہوتی ہے و الاصطفاف بین الاسطوانتین غیر مکروہ لانہ صف فی حق کل فریق وان لم یکن طویلاً وتخلل الاسطوانۃ بین الصف کتخلل متاع موضوع او کفرجۃ بین رجلین وذلک لایمنع صحۃ الاقتداء ولایوجب الکراھۃ[1] اگر مسجد میں وسعت ہوتو اچھا یہ ہے کہ اس جگہ اصطفاف سے احتراز کیا جائے جہاں ستون بیچ میں آجائے کیونکہ بعض اہل علم نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے[2]۔

فقط واللہ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام اور ممبر کے درمیان آدمی کھڑا کرنا

سوال: بوقت ادائے نمازِ جمعہ امام صاحب کے بائیں بازو ایک صف کھڑی ہے منبر کے دائیں بازو بھی ایک صف کھڑی ہے، محراب میں امام صاحب کھڑے ہیں امام صاحب دائیں بازو ایک شخص کھڑا کردیتے ہیں، اس شخص کی سیدھی جانب منبر بالکل متصل ہے اور بائیں جانب پیش امام فاصلہ سے آگے اور پیش امام کے بائیں جانب ایک صف کھڑی ہے، امام کے دائیں بازو اور منبر کے بائیں بازو ایک شخص بحیثیت مقتدی تنہا کھڑا کرسکتے ہیں کیا؟ اور اس شخص کی نماز ہوئی یا نہیں؟ واضح ہو کہ مقتدیوں کے لئے مسجد میں جگہ کی کمی نہیں ہے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام اور منبر کے درمیان ایک آدمی کو کھڑا کرنا ضروری نہیں۔ اگر وہ جگہ خالی رہے تب بھی

(بقیہ گذشتہ کا) ص ۲۳۷/ باب الإمامة، مطبوعہ مصری. حلبی کبیری ص ۵۲۴/ فصل فی الإمامة، سهیل اکیڈمی لاهور. بحر ص ۳۶۲/ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [1] مبسوط سرخسی ص ۳۵/ ج ۲/ باب صلوٰۃ الجمعة، قبیل باب صلاۃ العیدین، مطبوعه دارالفکر بیروت، شامی زکریا ص ۳۳۴، ۳۳۰ ج ۲ باب الامامة، مطلب الکافی للحاکم الخ، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۶۲ ج ۱ باب الامامة، مطبوعه کوئٹه.

[2] وقد کره قوم من اهل العلم ان یصف بین السواری وبه یقول احمد واسحق (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

مضائقہ نہیں۔ اگر اس کو وہاں کھڑا کر دیا گیا تو اس کی وجہ سے کسی اور کی نماز میں خلل نہیں آیا، سب کی نماز درست ہے کوئی نزاع نہ کیا جائے[۱]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

امام اور مقتدیوں کے درمیان منبر کا فصل

سوال: امام کے قریب منبر ہے اور منبر کے قریب دو مقتدی نماز پڑھ رہے ہیں اور دوسری جانب ۱۰/۶ رمقتدی نماز پڑھ رہے ہیں گویا منبر قدرے درمیان میں ہے تو اس سے صف ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

اگر منبر صف کے درمیان آجائے کہ کچھ مقتدی صف کی ایک جانب ہوں اور کچھ دوسری جانب ہوں تو اس کی وجہ سے صف میں خلل نہیں آتا صف درست ہو جائے گی، مبسوط سرخسی میں ایسا ہی مذکور ہے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(گذشتہ کا بقیہ) وقد رخص قوم من اهل العلم فی ذلک: ترمذی شریف ص ۵۴/ ج ۱/ باب ماجاء فی کراهیة الصف بین السواری، مطبوعه اشرفی دیوبند.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ويمنع من الاقتداء طريق تجری فيه عجلة الی قوله إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقاً والحائل لايمنع الاقتداء ان لم يشتبه حال إمامه بسماع أو روية، ولم يختلف المكان حقيقة كمسجد و بيت فی الأصح، قنية، ولاحكماً عند اتصال الصفوف، الدرالمختار علی الردالمحتار زكريا ص ۳۳۰/ ج ۲/ كتاب الصلوة، باب الامامة، مطلب الكافی للحاكم جمع كلام محمد فی كتبه التی هی ظاهر الرواية. البحرالرائق ص ۳۶۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه. فتاوی عالمگيری ص ۸۷/ ج ۱/ الباب الخامس فی الامامة، الفصل الرابع فی بيان مايمنع صحة الاقتداء ومالايمنع، مطبوعه دارالكتاب ديوبند.

[۲] والا صطفاف بين الاسطوانتين غيرمكروه لانه صف فی حق كل فريق (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

امام اور مقتدی کے درمیان فاصلہ کتنا

سوال: ایک لمبی چوڑی مسجد ہے جمعہ کی نماز سے پہلے تیز بارش ہونے لگی لوگ صحن مسجد کو (جس میں سات آٹھ صفیں ہوتی ہیں) چھوڑ کر دومنزلہ مدرسہ میں جا کر نیچے اوپر نماز پڑھنے لگے بیچ میں یہ جگہ خالی رہی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان لوگوں کی نماز جنھوں نے مدرسہ کے اوپر نیچے پڑھی ہیں ہوئی یا نہیں؟

الجواب: حامداً ومصلياً!

اگر دو تین صف کا فاصلہ درمیان میں خالی نہیں تو نماز ہوگئی **يجوز اقتداء جار المسجد بامام المسجد وهو في بيته اذا لم يكن بينه وبين المسجد طريق عام الخ. فتاوىٰ عالمگيرى** [۱] ص ۴۶ ج ۱.

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام اور مقتدیوں کے درمیان فصل

سوال: ایک جامع مسجد ہے اسکی دائیں جانب دیوار کے بعد ایک چھوٹا راستہ ہے، اس

(بقیہ گذشتہ کا) وان لم يكن طويلا. وتخلل الاسطوانة بين الصف كتخلل متاع موضوع او كفرجة بين رجلين وذلك لايمنع صحة الاقتداء ولايوجب الكراهة. مبسوط سرخسى ص ۳۵ ج ۲ باب صلاة الجمعة: مطبوعه دارالفكر بيروت. شامى زكريا ص ۳۳۰/ تا ۳۳۴/ ج ۲/ باب الامامة، مطلب الكافى للحاكم الخ البحر الرائق ص ۳۶۲/ ج ۱/ باب الامامة، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] عالمگيرى ص ۸۸/ ج ۱/ الباب الخامس فى الامامة، الفصل الرابع فى بيان مايمنع صحة الاقتداء ومالايمنع. مطبوعه دار الكتاب ديوبند. تاتارخانيه ص ۶۱۶/ ج ۱/ كتاب الصلوة بيان مايمنع صحة الاقتداء ولايمنع، مطبوعه كراچى. حلبى كبيرى ص ۵۲۴/ فصل فى الامامة و فيها مباحث، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

کے بعد تقریباً آٹھ ہاتھ عرض کے حجرہ ہے اور حجرہ میں لوگوں کے کھڑے ہونے کی گنجائش بھی نہیں ہے، چونکہ بعض حجرے میں اسباب بعض حجرے کرایہ پر اب اس حجرہ کی دائیں جانب جو سڑک ہے اس پر کھڑے ہونے والے کی اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور اگر مسجد کے پیچھے تقریباً پندرہ گز دیوار اور حجرہ کے بعد لوگ کھڑے ہوجائیں تو کیا وہ مقتدی ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس طرح سڑک پر کھڑے ہونے والوں کی نماز درست نہیں ہوگی، پانچ گز کا فاصلہ اقتداء سے مانع ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۲۱/ ۹۵ھ

مسجد کے دروں میں صف بنانا

سوال: زید اس بات پر مصر ہے کہ جس طرح امام کا محرابِ مسجد اور در ہائے مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اسی طرح مقتدی کا بھی در ہائے مساجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، حالانکہ کتب فقہ شرح وقایہ، ہدایہ، عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہ میں صرف امام ہی کے لئے مکروہ تنزیہی تحریر ہے۔ مقتدی کیلئے کوئی قید نہیں۔ لیکن زید اس امر پر مصر ہے کہ اندر کے صحن میں دو صف پوری ہوچکیں۔ اب جو در ہائے مساجد ہیں ان میں اگر مقتدی کھڑے ہوں گے تو صفوف کے ٹکڑے ہوجائیں گے اور صفوف کے ٹکڑے کرنا جائز نہیں، بلکہ در ہائے مساجد میں جن کے اندر ہر در میں قریب پانچ آدمی کھڑے ہوسکتے ہیں۔ اس جگہ کو خالی چھوڑ کر باہر

---

[1] اذاکان بین الامام وبین المقتدی طریق ان کان ضیقاً لایمرفیه العجلة والاوقار لایمنع وان کان واسعاً یمرفیه العجلة والا وقار یمنع، عالمگیری کوئٹه ،ج ۱/ص ۸۷/ کتاب الصلوٰة الفصل الرابع فی بیان مایمنع صحة الا قتداء الخ . خانیه علی الهندیه کوئٹه ص۹۳/ج ۱/ کتاب **الصلوة**، فصل فیمن لایصح الإقتداء به الخ. حلبی کبیری ص ۵۲۵/ فصل فی الإمامة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

کے صحن میں کھڑا ہونا چاہئے۔ تاکہ صف نہ ٹوٹے۔ تو کیا بقولِ زید درہائے مساجد میں مقتدیوں کا کھڑا ہونا قطعِ صفوف کا مرادف ہے اور کیا اس قدر خالی جگہ بلا وجہ چھوڑ کر صفوف میں فاصلہ کرنا جائز ہے۔ زید مکروہ کی دلیل پیش نہیں کرتا بلکہ درہائے مساجد میں مقتدیوں کے کھڑے ہوکر اقتداء کرنے کا ثبوت طلب کرتا ہے۔ مفصل برائے خدا جواب بحوالہ کتب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔ خدا آپ کو اجر عطا فرمائے گا۔

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر زید کو صرف اس امر کا ثبوت درکار ہے کہ بوقت ضرورت مقتدیوں کو درہائے مساجد میں کھڑا ہوکر پانچ آدمیوں کی چھوٹی چھوٹی صفیں بنا کر نماز پڑھنا درست ہے تو اس کا مبسوط سرخسی میں جزئیہ موجود ہے۔ والاصطفاف بين الاسطوانتين غير مكروه لانه صف في حق كل فريق وان لم يكن طويلاً وتخلل الا سطوانة بين الصف كتخلل متاع موضوع او كفرجة بين رجلين وذلک لايمنع صحة الاقتداء ولايوجب الكراهة اھ مبسوط[1] ص ۳۵/ ج ۲۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور — صحیح: عبد اللطیف

صف ٹیڑھی ہو تو کیا کیا جائے؟

سوال: ایک قدیم مسجد ہے جس میں صفیں کچھ ٹیڑھی بچھائی جاتی ہیں رخ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں معلوم یہ کرنا ہے کہ نماز میں عین قبلہ ضروری ہے یا جہت قبلہ۔ اور قطبین پر جو مساجد ہوں وہ صحیح اور جو اس کے تھوڑے فرق پر ہوں وہ غیر صحیح۔ یہ قطب تارے شرعاً حجت ہیں یا

[1] المبسوط للسرخسی ص ۳۵/ ج ۲ (مطبوعه دار الفكر) باب صلاة الجمعة، شامی زكريا ص ۳۳۴-۳۳۰ ج ۲ باب الامامة، مطلب الكافی للحاكم الخ، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۶۲ ج ۱ باب الامامة مطبوعه كوئٹه.

نہیں؟ اگر اس مسجد میں صفیں قطب تارے کے رخ پر بچھاتے ہیں مسجد سے کافی جگہ نکل جاتی ہے اور جگہ کی تنگی ہے تو اب کیا کریں، آیا جہت کعبہ پر عمل کریں یا سمت کعبہ پر نقشہ ذیل میں ہے۔

نقشہ

دیوار مسجد مغرب پچھلی زیاد

اُتر شمال دکھن جنوب

مشرق
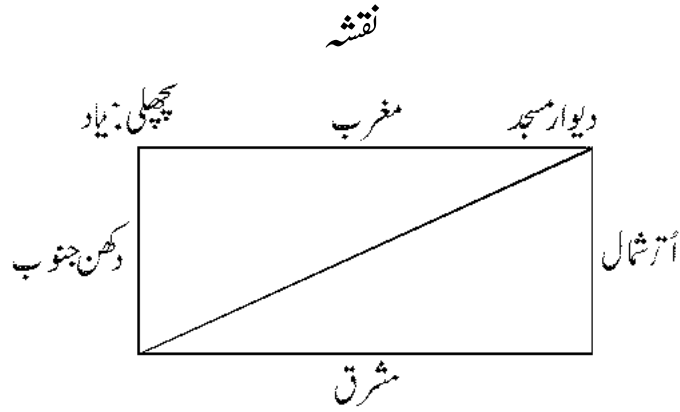
مسجد میں صرف اتنا فرق ہے۔ اب دیوار مغرب قطب والے نشان پر رکھی جائے یا اخیر والے خط پر۔ مفصل بیان فرمائیے۔

الجواب: حامداً ومصلیاً!

بہتر یہ ہے کہ کسی عالم تجربہ کار کو جو کہ سمت قبلہ معلوم کرنے میں ماہر ہو، بلا کر معائنہ کرا دیا جائے کہ اتنا تفاوت قابل تسامح ہے یا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۸/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

امام کا صف پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا

سوال: ایک مسجد کے اندر کا صحن تین صفوں کا ہے اور امام کے پاس محراب تک پنکھے کی ہوا نہیں پہنچتی تو کیا امام پہلی رصف پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے؟ اگر پڑھا سکتا ہے تو کسی قسم کا نماز کے اندر فرق تو نہیں آتا؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

اگر مقتدیوں کو تنگی نہ ہو سب مسجد میں سما جائیں تو بجائے محراب کے صف اول میں محراب کی سیدھ میں کھڑا ہو جائے تب بھی مضائقہ نہیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

امام کے کسی جانب نمازیوں کا زیادہ ہونا

سوال: اگر نماز جماعت میں دائیں یا بائیں طرف آدمی زیادہ ہو جائیں تو نماز کیسی ہے؟

الجواب: حامداًومصلیاً!

امام کی ایک جانب مقتدیوں کا زیادہ ہونا اور دوسری جانب کم ہونا مکروہ ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبداللطیف یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

---

[۱] **السنة ان يقوم الامام ازاء وسط الصف الى قوله والظاهر أن هذا فى الامام الراتب لجماعة كثيرة لـئـلا يلزم عدم قيامه فى الوسط فلو لم يلزم ذلك لايكره.** (الشامى نعمانيه ص ۳۸۲/ ج ۱) شـامـى زكـريـا ص ۳۱۰/ ج ۲ بـاب الامامة مطلب فى كراهة قيام الامام فى غير المحراب. طحطاوى على المراقى ص ۲۴۷/ فصل فى بيان الأحق بالإمامة، مطبوعه مصر. النهر الفائق ص ۲۴۵/ ج ۱/ باب الإمامة، مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت.

[۲] **السـنـة ان يـقـوم فـى المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام فى احد جانبى الصف يكره ملخصاً** (الشامى نعمانيه ص ۳۸۲/ ج ۱) شامى زكريا ص ۳۱۰/ ج ۲/ باب الامامة قبيل مطلب فى كراهة قيـام الامام فى غير المحراب. تاتارخانيه ص ۶۲۳/ ج ۱/ الفصل السابع فى بيان مقام الإمام والمأموم، مطبوعه كراچى.

امام کے پیچھے ملائکہ کے لئے صف چھوڑنا

سوال: امام کے پیچھے ایک صف کا چھوڑنا فرشتوں کے لئے ضروری ہے اگر ہے تو اس کے دلائل کیا ہیں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً!

امام کے پیچھے فرشتوں کے لئے صف چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حدیث وفقہ کی کتابوں میں صف چھوڑنے کے لئے کہیں نہیں لکھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

صحن کا شمالی وجنوبی حصہ مسقّف بنا کر اس میں نمازیوں کا کھڑا ہونا

سوال: ۔ایک مسجد جس کا صحن کافی لمبا، چوڑا ہے موسم گرما و برسات میں نمازیوں کو صحن میں نماز ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے، اب اس صحن کو نقشہ مذکورہ کے اعتبار سے برآمدہ کی شکل دینا چاہتے ہیں، کہ شمالی اور مشرقی حصہ تھوڑا سا برآمدہ بنا دیا جائے، اور بیچ میں صحن وغیرہ مسقّف چھوڑ دیا جائے تا کہ موسم گرما و برسات میں لوگ دونوں برآمدہ میں نماز ادا کریں، لیکن بیچ میں صحن جو ۲۴ رفٹ ہے وہاں مصلیوں کی صفیں نہ ہوا کریں گی، بلکہ وہ خالی جگہ رہا کرے گی، آیا اس صورت میں شمالی اور مشرقی جانب برآمدہ بنا دیا جائے یا نہیں؟ اور اس طرح نماز میں کوئی خلل واقع ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ۔

اس طرح برآمدہ باہمی مشورہ کر کے حسب ضرورت بنانا درست ہے، اندرونی مسجد کی

صفوف سے برآمدہ کی صفوف کا اتصال رہے گا، سخت دھوپ اور بارش کے وقت

[۱] لو انحرف عن العين انحرافاً لاتزول منه المقابلة بالكلية جاز (شامی کراچی، ص ۴۲۸ ج ۱ / کتاب الصلوٰۃ، بحث فی استقبال القبلة)

اگر صحن خالی رہے اور اندرونی مسجد نیز برآمدہ میں نمازی کھڑے ہوں تو بھی نماز درست ہو جائے گی [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۵/۹۴ھ

---

[۱] وذكر في البحر عن المجتبى ان فناء المسجد له حكم المسجد (شامی کراچی، ص ۵۸۵ ج ۱، فان المسجد مكان واحد ولذا لم يعتبر فيه الفصل بالخلاء (شامی کراچی، ص ۵۸۶ ج ۱، کتاب الصلوة باب الامامة، مطلب الكافي للحاكم جمع كلام محمد في كتبه التي هي ظاهر الرواية، شامی زکریا ص ۲۳۳ / ۲، مطبوعه دیوبند ع فناء المسجد له حكم المسجد يجوز الاقتداء فيه وان لم تكن الصفوف متصلة، البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۶۳ ج ۱، باب الامامة، عالمگیری کوئٹہ ۱۰۹ / ۱، الباب السابع فيما يفسد الصلوة، فصل كره غلق باب المسجد.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ہفتم

امام اور مقتدی کے درمیانی فاصلہ کا بیان

بند کواڑ یا پردے کے پیچھے سے اقتداء

سوال:۔اندر جماعت ہورہی ہے پردے سب چھوٹے ہوئے ہیں، یا کواڑ سب بند ہیں، باہر والوں کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر امام کے انتقالات کا صحیح علم ہوتا ہے تو بغیر کواڑ کھولے اور بغیر پردہ ہٹائے بھی باہر والوں کی نماز درست ہوجائے گی، اچھا یہ ہے کہ کوئی پردہ اٹھادیا جائے یا کوئی کواڑ کھول دیا جائے تاکہ انتقالات کا مشاہدہ ہوتا رہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۰ھ

---

[۱] والحائل لایمنع الاقتداء ان لم یشتبہ حال امامہ بسماع اورویۃ ولم یختلف المکان. شامی نعمانیہ، ج ۱/ص ۳۹۴. شامی زکریا ص ۳۳۳/ج ۲/ باب الإمامۃ، مطلب الکافی للحاکم الخ. المحیط البرھانی ص ۱۹۱/ج ۲/ الفصل السادس احکام الإمامۃ والإقتداء، واما بیان مایمنع صحۃ الاقتداء الخ، مطبوعہ ڈابھیل. تاتارخانیہ ص ۲۱۲/ج ۱/ الفصل السادس، مایمنع صحۃ الاقتداء ومالایمنع، مطبوعہ کراچی.

امام نیچے کی منزل پر اور مقتدی اوپر

سوال:۔ اگر کوئی مسجد دومنزلہ تین منزلہ یا اس سے زائد منزلوں کی ہو اور سب سے نیچے کے حصے میں جماعت ہو رہی ہو، اور چند آدمی بجائے نیچے جماعت میں کھڑے ہونے کے اوپر کے حصوں میں سے کسی بھی حصے میں امام کی اقتداء میں نماز ادا کرلیں جبکہ مصلیان فوق کو امام کی آواز اوپر کے حصوں میں خوب آتی ہے، مائک کے ذریعہ سے ہو یا بغیر مائک کے اور رکوع وسجود کا بخوبی علم ہوتا ہو امام کے اوپر نیچے کے حصہ میں کئی صفیں بھی خالی ہیں، پورا حصہ بھرا ہوا نہیں ہے، تو اس صورت میں مصلیان فوق کی نماز ادا ہوگی یا نہیں، آیا یہ کہ وہ پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کریں گے، ایسے ہی اگر کوئی بیمار آدمی جو کہ نیچے نہیں جاسکتا وہ اوپر کے حصے میں اقتداء کرسکتا ہے، یا نہیں؟ ایسے ہی اگر امام اوپر نماز پڑھا رہا ہو اور نیچے کے حصہ میں مرمت وغیرہ کا کام جاری ہو تو کچھ مصلیان نیچے کے حصے میں کھڑے رہ کر اوپر کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ اوپر جگہ بھی خالی ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی جس منزل میں امام ہے مقتدی بھی اسی منزل میں اقتداء کریں، جب وہاں جگہ نہ رہے تب اوپر کی منزل میں کھڑے ہوں، وہاں جگہ رہتے ہوئے اوپر کی منزل میں کھڑا ہونا پسندیدہ نہیں[1] اگر چہ آواز آتی ہو، تاہم بیماری کے عذر کی وجہ سے ایسا ہوجائے تو دوسری

---

[1] وافضل مكان الماموم حيث يكون اقرب الى الامام. عالمگيری كوئٹه، ج ١ /ص ٨٩/باب الامامة، الفصل الخامس فی بيان مقام الإمام الخ. تاتارخانيه كراچی ص ٢٢٣/ج ١/ الفصل السابع فی بيان مقام الامام والمأموم، ولوقام على سطح المسجد واقتدیٰ بأمام فی المسجد ان كان للسطح باب فی المسجد ولايشتبه عليه حال الإمام يصح الاقتداء الخ. عالمگيری ص ٨٨/ج ١/ الفصل الرابع فی بيان مايمنع الاقتداء الخ. تاتارخانيه ص ٦١٦/ج ١/ الفصل السادس، مايمنع صحة الاقتداء الخ، مطبوعه كراچی. (بقيه اگلے صفحه پر)

بات ہے اس کے لئے وسعت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام کی اقتداء نیچے کی منزل پر

سوال:۔ ایسا دومنزلہ مکان جس میں اوپر کی منزل پر کوئی دریچہ یا سوراخ وغیرہ نہیں ہے، جس سے نیچے کی منزل میں رہنے والوں کو دیکھا جا سکے، اگر اس مذکورہ دومنزلہ مکان میں نماز جماعت ادا کی جائے اور امام اوپر کی منزل میں ہو اور کچھ مقتدی نیچے کی منزل یا نیچے کے سائبان میں اس امام کی اقتداء کریں تو یہ اقتداء صحیح ہے یا نہیں؟ جبکہ امام یا مکبّر کی آواز سنائی دیتی ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مکان ایک ہی ہے، اوپر کی منزل میں امام ہو اور کچھ مقتدی نیچے کی منزل میں مسقّف یا سائبان میں ہوں اور امام کی تکبیرات کی ان کو پوری طرح خبر ہو تو یہ اقتدا درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۹۵ھ

(گذشتہ کا بقیہ) المحيط البرهانی ص۱۹۵/ج۲/ الفصل السادس، احكام الامامة والإقتداء، واما بيان مايمنع صحة الإقتداء الخ، مطبوعه ڈابهيل.

(صفحہ ہذا) [1] والحائل لايمنع الا قتداء ان لم يشتبه حال امامه بسماع اورؤية ولم يختلف المكان حقيقة كمسجد وبيت. الدرالمختار "فان المسجد مكان واحد وكذا البيت حكمه حكم المسجد فى ذٰلک ملخصاً. شامی كراچی، ص ۵۸۶/ج ۱/" باب الامامة، شامی نعمانيه، ص ۳۹۴/ج ۱. تاتارخانيه ص ۶۱۲/ج ۱/ الفصل السادس، وامابيان مايمنع صحة الاقتداء الخ، مطبوعه كراچی. بزازيه على الهنديه ص۵۵/ج۴/ الخامس عشر فى الإ مامة والاقتداء، نوع فى المانع، مطبوعه مصر.

امام اور مقتدی کے درمیان کتنا فاصلہ صحت سے مانع ہے

سوال: ۔(۱) جن مقامات میں امام اور مقتدیوں کے درمیان ایک بیل گاڑی وغیرہ کا فاصلہ مفسدِ نماز ہوتا ہے، کیا وہاں دوصفوں کے درمیان بھی اتنا فاصلہ مفسد نماز ہوتا ہے؟

(۲) بعض مسائل میں جو درمیانی فاصلہ کہیں ایک رہ گذر کا اور کہیں ایک بیل گاڑی گذر جانے کا اور کہیں درمیان میں دو صفیں ہو سکنے کا مذکور ہے، ان تینوں چیزوں کے فاصلوں سے ایک ہی فاصلہ مراد ہے، یا الگ الگ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) خارج مسجد مثلاً میدان میں جماعت ہو تو وہاں اتنا فاصلہ مانع ہے[۱]

(۲) ایک ہی مراد ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۸۸ھ

امام مسجد کی اقتداء خارج مسجد اور مدرسے سے

سوال: ۔مسجد اور مدرسہ کے درمیان ایک راستہ ہے، جمعہ کے روز جب نمازی زیادہ ہو جاتے ہیں تو بہت سے لوگ مدرسہ میں جمعہ ادا کرتے ہیں جبکہ اس گلیاری میں جوتے وغیرہ

---

[۱] والمانع من الاقتداء فی الفلوات قدر مایسع فیہ صفین. عالمگیری کوئٹہ، ج ۱/ص ۸۷/ مایمنع صحة الاقتداء ومالایمنع الباب الخامس فی الامامة. المحیط البرھانی ص ۱۹۳/ ج ۲/ الفصل السادس، احکام الإمامةالخ، وامابیان مایمنع صحة الإقتداء الخ، مطبوعہ ڈابھیل. تاتارخانیہ ص ۶۱۴/ ج ۱/ الفصل السادس، وامابیان مایمنع صحة الإقتداء الخ، مطبوعہ کراچی.

پڑے رہتے ہیں، نیز مدرسہ کی چھت پر بھی لوگ نماز پڑھتے ہیں تو ان کی شرکت نماز میں ہوگی یا نہیں؟ یا ناجائز ہے جبکہ راستہ چھٹا ہوا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ گلی اتنی کشادہ ہے کہ اس میں گاڑی گزر سکتی ہے تو یہ مانع اقتداء ہے ورنہ مانع نہیں، مسجد میں جگہ نہ رہنے کی وجہ سے اگر باقی ماندہ نمازی مسجد کی چھت پر کھڑے ہو جائیں تو درست ہے، کذا فی الفتاوی الهندیه[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۸۵ھ

جوتے اُتارنے کی جگہ سے اقتداء

سوال:۔ وضو کرنے کی جگہ سے ایک فٹ نیچائی پر قریب دومیٹر چوڑی جوتے اتارنے کی زمین ہے، یہاں جوتے اتارے جاتے ہیں، یہاں نل کی لائن ہے جو ایک میٹر اونچی دیوار سے ملحق ہے، یہاں بھی وضو کیا جاتا ہے، اس ایک میٹر اونچی دیوار کے بعد ایک جگہ جہاں مؤذن وغیرہ سوتے ہیں، اور مسجد کا دیگر سامان رکھا رہتا ہے یہ جگہ صحن مسجد سے قریب چار صفوں کی دوری کی مقدار پر ہے، درمیان میں جوتے اُتارنے کی جگہ دونوں جانب وضو

[1] اذا كان بين الامام وبين المقتدى طريق ان كان ضيقا لايمر فيه العجلة والا وقار لايمنع وان كان واسعاً يمر فيه العجلة والاوقار يمنع ..... ولوقام على سطح المسجد واقتدى بامام فى المسجد...... لايشتبه عليه حال الامام صح الاقتداء ...... عالمگیری، ج ۱/ص ۸۸/ مايمنع صحة الاقتداء ومالايمنع ، الباب الخامس فى الامامة. تاتارخانيه ص ۶۱۲، ۶۱۶/ج ۱/ الفصل السادس، وامابيان مايمنع صحة الاقتداء الخ، مطبوعه كراچى. قاضيخان على الهنديه ص ۹۳، ۹۴/ج ۱/ فصل فيمن يصح الاقتداء به الخ، مطبوعه كوئٹه.

کرنے کا مقام ہے، یہاں امام کی اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟

نوٹ:۔ صحن مسجد سے اوپر چھت پر جانے کا راستہ ہے، یہ راستہ اس جگہ کے اوپر ہے جہاں مؤذن وغیرہ سوتے ہیں، مسجد کی چھت پر جاتا ہے، اس جگہ اوپر بھی چھت ہے جو کہ صحن مسجد سے ملحق ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جوتے اتارنے کی جگہ طریق عام خارج مسجد ہے، اس کے محض راستہ ہونے کی وجہ سے تو یہ اقتداء سے مانع نہیں، لیکن یہ جگہ مسجد نہیں خارجِ مسجد ہے، اور خارج مسجد بقدر چار صفوں کے جگہ خالی رہنا بھی اقتداء سے مانع ہے، پس اس کا انتظام کیا جائے، کہ اس خالی جگہ میں تین چار مقتدی کھڑے ہوجایا کریں ''**ویمنع من الاقتداء طریق تجری فیه عجلة، درمختار ویفهم ذٰلک من التعبیر عنه فی عدة کتب بالطریق العام وفی التاتارخانیه الطریق فی مسجد الرباط الخ** شامی[1]، ج ۱/ ص ۳۹۳/''۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۹۳/۷/۱۹ھ

امام مقتدیوں سے کتنی اونچائی پر ہو

سوال:۔ مسجد کے اندرون حصہ کے علاوہ باہر برآمدہ ہے اس کے بعد صحن ہے برآمدہ سے صحن تھوڑا انشیب میں ہے چھ، سات، انچ نیچے فرش مسجد ہے برآمدہ میں کھڑے ہوکر امام

---

[1] شامی کراچی، ج ۱/ ص ۵۸۴/ باب الامامة. مطبوعه زکریا ص ۳۳۰/ ج ۲/ مطلب الکافی للحاکم جمع کلام محمد الخ. تاتارخانیه ص ۲۱۲/ ج ۱/ الفصل السادس، وامابیان مایمنع صحة الاقتداء، مطبوعه کراچی. خانیه علی الهندیه کوئٹه ص ۹۳/ ج ۱/ فصل فیمن یصح الاقتداء به الخ.

امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ برآمدہ میں محراب نہیں ہے، صرف لوہے کے دو کھمبے ہیں اس کے بیچ میں امام کھڑا ہوسکتا ہے یا نہیں در کے درمیان امامت درست ہے یا نہیں، امام کتنے اونچے پر رہ سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اتنی اونچائی امامت یاصحت نماز سے مانع نہیں محراب میں امام کھڑا ہوکر نماز پڑھائے، تو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے[۱] دو کھنبوں کے درمیان پڑھائے یا در میں پڑھائے تو بعض حضرات نے اس سے بھی منع کیا ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۵/۱۴۰۱ھ

تم الجزء التاسع بحمد الله تعالیٰ ویلیه الجزء العاشر
مطلعه باب الامامة انشاء الله تعالیٰ وصلی الله تعالیٰ علیه
وعلی اٰله واصحابه اجمعین الی یوم الدین
محمد فاروق غفرله
جامعه هٰذا

---
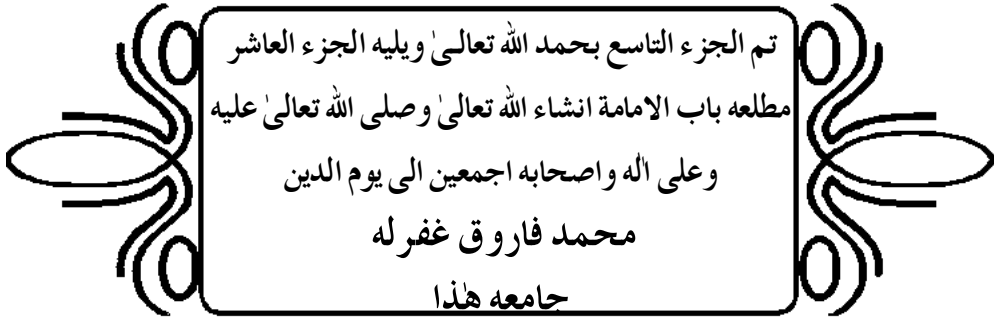
[۱] وقیام الامام فی المحراب وانفرادالامام علی الدکان للنهی وقدر الارتفاع بذراع ولابأس بما دونه وقیل مایقع به الامتیاز وهو الاوجه ذکره الکمال وغیره ،قال الشامی تحت قوله قیل الخ، هوظاهر الروایة والاولیٰ العمل بظاهر الروایة ،الدرالمختار مع الشامی زکریا، ج ۲/ص ۴۱۴/ باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، مطلب اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة الخ. مجمع الانهر ص ۱۸۷، ۱۸۸/ ج ۱/ فصل فی المکروهات، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت. النهرالفائق ص ۲۸۳/ ج ۱/ باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت.

[۲] عن ابی حنیفة أنه قال اکره ان یقوم بین الساریتین اوفی زاویة اوفی ناحیة المسجد اوالیٰ ساریة لانه خلاف عمل الامة قال علیه الصلوٰة والسلام توسطوا الامام الخ شامی زکریا، ج ۲/ص ۳۱۰/ کتاب الصلوٰة باب الامامة قبیل مطلب فی کراهة قیام الامام فی غیر المحراب.